فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مدلل ومکمل جلد ششم

کتاب الزکوٰۃ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
چرم قربانی کی قیمت سے مسجد وعیدگاہ وغیرہ کی تعمیر درست نہیں	۱۹۴
ہلال احمر کو چندہ دینا کیسا ہے	۱۹۵
قربانی ترک کرکے اس کی رقم بلقانی مسلمانوں کو دینا درست نہیں	۱۹۷
مدیون پر عشر ہے یا نہیں	۱۹۷
آٹھواں باب: صدقۂ فطر	۱۹۸
صدقۂ فطر کی مقدار میدہ اور چاول سے کیا ہے	۱۹۸
عہد نبوی میں فطرہ کب نکالا جاتا تھا	۱۹۸
کسی غریب کے ذمہ اگر کچھ بقایا ہو تو کیا اسے فطرہ میں محسوب کرسکتی ہیں	۱۹۸
نصف صاع کی مقدار کیا ہے	۱۹۹
کیا صدقۂ فطر کی مقدار سوا سیر گیہوں ہے	۱۹۹
مولانا عبدالحیؒ اور وزن صاع	۱۹۹
صدقۂ فطر رمضان میں دینا درست ہے یا نہیں	۱۹۹
صدقۂ فطر میں قیمت دینا درست ہے یا نہیں	۲۰۰
فطرہ میں کہاں کی قیمت کا اعتبار ہوگا	۲۰۰
مالک زمین پر فطرہ واجب ہے یا نہیں	۲۰۰
جس کے پاس دوسو درہم کی زمین ہو اس پر فطرہ واجب ہے یا نہیں	۲۰۱
تقسیم کے بعد اگر صاحب نصاب نہ ہو تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے	۲۰۱
دوسرے شہر کے نرخ کا فطرہ میں اعتبار نہیں	۲۰۱
گیہوں اور اس کے ستو اور آٹے میں کچھ فرق ہے یا نہیں	۲۰۱
مثقال، دینار اور درہم کا وزن کیا ہے	۲۰۱
اگر کسی کے ذمہ روپیہ باقی ہو اور فطرہ میں اس کو چھوڑ دے تو فطرہ ادا ہوگا یا نہیں	۲۰۲
مندرجہ مسائل درست ہیں یا نہیں	۲۰۲
جو جوان لڑکے اپنی کمائی باپ کو دیتے ہیں ان پر فطرہ واجب ہے یا نہیں	۲۰۲
صدقۂ فطر کا وزن بحساب انگریزی سیر کیا ہے	۲۰۳
چالیس روپے کے سیر سے سوا تین سیر گندم دیا تو فطرہ ادا ہوا یا نہیں	۲۰۳
چاول وغیرہ فطرہ میں کتنا دے	۲۰۳

صفحہ	عنوان
۲۰۹	گیہوں کی قیمت کے برابر چاول دینا درست ہے
۲۰۹	جہاں جو غلہ رائج ہو اس کا نصف صاع فطرہ میں دینا کافی ہے یا نہیں
۲۱۰	غریبوں پر فطرہ واجب نہیں
۲۱۰	عورتوں کا فطرہ دینا کس پر واجب ہے
۲۱۰	صاع کا وزن
۲۱۱	فطرہ ایک شخص کو دینا افضل ہے یا کئی کو
۲۱۱	منصوص اشیاء کے علاوہ دوسری چیزیں فطرہ ہیں
۲۱۱	وجوب فطر اور قربانی
۲۱۲	وزن صاع کی تحقیق
۲۱۲	نصف صاع کا وزن
۲۱۳	مصارف چرم قربانی اور فطرہ ایک ہیں یا کیا امام مسجد کو فطرہ دینا جائز نہیں
۲۱۴	نواں باب: متفرق مسائل زکوٰۃ
۲۱۴	کسی کو سو روپے قرض دیئے ۴۵ سال بعد وصول ہوئے، تو زکوٰۃ کس طرح ادا کرے
۲۱۴	جس کی ادائیگی کا ظن غالب نہ ہو تو کیا کرے
۲۱۴	ایک شخص زکوٰۃ ادا کیے بغیر مرگیا تو اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے
۲۱۴	گوٹے اور جڑاؤ زیور میں زکوٰۃ ہے یا نہیں
۲۱۴	نوٹوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں
۲۱۵	پراوڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ
۲۱۵	پراوڈنٹ فنڈ کے سود کا حکم
۲۱۵	پراوڈنٹ فنڈ اور بینک کی رقموں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں
۲۱۶	تنخواہ کا جو حصہ فنڈ کے نام پر کٹ جاتا ہے اس کی زکوٰۃ
۲۱۶	زکوٰۃ ادا کی، مگر شرعاً ادا نہ ہوئی تو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں
۲۱۶	اجارہ کی زمین پر زکوٰۃ ہے یا نہیں
۲۱۶	زکوٰۃ کی نیت سے جو رقمیں خرچ ہوتی ہیں ان سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد ششم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے فتاویٰ کی جلد ششم کی تکمیل فرمادی۔ زیر نظر فتاویٰ کی ترتیب وتزئین میں جو دیدہ ریزی اور محنت وکاوش کرنی پڑتی ہے اس سے اہل علم بے خبر نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نئی جلد مرتب اور حوالجات سے مزین ہوکر منظر عام پر آتی ہے تو خاکسار مرتب کا دل حمد وشکر اور مسرت سے لبریز ہوجاتا ہے کہ دارالعلوم کی طرف سے جو خدمت سپرد ہے وہ بتدریج انجام پارہی ہی اور ملت اسلامیہ اس سے برابر مستفید ہورہی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ جو کچھ بھی ہورہا ہے سب رب العزت کی توفیق اور اس کی دستگیری کا نتیجہ ہے۔

بحمد اللہ اس جلد میں تین کتابیں آگئیں۔ کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج۔ اس کی ضخامت اور جلدوں سے گو بڑھی ہوئی ہے مگر ناگوار خاطر نہیں۔ تقریباً چھ سو صفحات کی تصحیح، ترتیب وتزئین اور ان کو حوالہ جات سے مزین کرنے میں بہت ممکن ہے خاکسار نے ٹھوکر کھائی ہو، اور یقیناً کھائی ہوگی۔ مگر جہاں تک تلاش وجستجو اور بحث وتحقیق کا تعلق ہے، حتی الوسع کوئی کوتاہی اپنی طرف سے نہیں کی گئی ہے۔ کامیابی رب العالمین کے ہاتھ ہے۔

رویت ہلال پر آج سے آٹھ سال پہلے خاکسار نے مارچ سن ۱۹۶۰ء کے رسالہ دارالعلوم دیوبند میں ایک جامع مقالہ لکھا تھا جس میں کتاب وسنت سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ جدید تعلیم یافتہ حضرات کے یہ رجحانات صحیح نہیں ہیں کہ رویت ہلال کے باب میں ماہرین فلکیات اور علماء ریاضی کا فیصلہ مان لیا جائے اور چاند دیکھنے کی زحمت برداشت نہ کی جائے۔

ریڈیو کی خبر کے سلسلہ میں آج سے بہت پہلے اکابر جمعیۃ علماء ہند کا بیان، اور ابھی حال میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا جو فیصلہ آیا ہے اس سے مسئلہ واضح ہوکر سامنے آگیا ہے۔

ریڈیو کے سلسلہ میں علماء نے جو فیصلہ کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

''ریڈیو سے رویت ہلال کا اعلان، خبر ہے اصطلاحی شہادت نہیں ہے۔ ریڈیو کا اجمالی اعلان کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا یا کل عید منائی جائے گی، قابل قبول نہیں ہے۔ اور نہ اس طرح کے اعلان پر صوم یا افطار صوم درست ہے۔ اسی طرح ایک ہی جگہ کے ریڈیوں کے حوالہ سے مختلف شہروں کے ریڈیو کی خبر بھی قابل توجہ نہیں ہے۔

ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تفصیلی ہو اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو، یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالہ سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند کے ہوجانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مثلاً ریڈیو اسٹیشن سے کوئی مسلمان یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی ہلال کمیٹی یا جماعت علماء، یا قاضی شریعت نے ثبوت شرعی کے بعد رویت ہلال کا فیصلہ کردیا ہے۔ اس طرح کے واضح اعلان پر صوم وافطار صوم درست ہے، ریڈیو پر اعلان کرنے والا کوئی متدین مسلمان نہ ہو بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو، اور وہ کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت کے فیصلہ کا بتصریح نام، اعلان کرے تو یہ اعلان بھی قابل تسلیم ہوگا۔ اور صوم وافطار صوم کا حکم

درست ہوگا، جس طرح توپ کی آواز، اور ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہاء صوم وافطار صوم جائز قرار دیتے ہیں۔

''پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اسی وقت ہوگا جب ان کی اطلاع اصول واحکام مذکورہ کے مطابق ہوگی۔''

''مطلع'' کے سلسلہ میں مجلس تحقیقات شرعیہ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے:۔

''بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا۔'' البتہ بلاد قریبہ میں معتبر نہیں ہے۔ اور بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس قدر دور ہوں کہ عادتاً ان کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہو جیسے مصر اور حجاز۔

مگر یہ واضح ہے کہ ہمارے اس فتاویٰ میں اختلاف مطالع کو روزہ کے باب میں غیر معتبر قرار دیا گیا ہے اور اب بھی یہاں اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

ہوائی جہاز سے چاند دیکھنے کے سلسلہ میں فیصلہ یہ ہے:۔ ''ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہنچ کر چاند دیکھنا کہ اس سے مطلع بدل جاتا ہو معتبر نہیں ہے، البتہ اگر اس قدر اونچائی نہیں ہے تو اس کی شہادت معتبر قرار دی جائے گی''

آخر میں سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا القاری الحافظ محمد طیب صاحب دامت برکاتہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ عقیدت ومحبت پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کی توجہ خاص اور دعاؤں کے صدقہ میں خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اسے مرتب کے لئے زاد آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنائے۔

(طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ سن ۱۳۸۷ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

کتاب الزکوٰۃ

پہلا باب شرائط اور صفت زکوٰۃ

زکوٰۃ کا حکم کب نازل ہوا

(سوال ۱) زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں کتنی جگہ آیا ہے؟ کون سن ہجری میں حکم نازل ہوا۔

(جواب) درمختار وشامی میں ہے کہ زکوٰۃ کا حکم کلام مجید میں نماز کے ساتھ ۳۲ جگہ آیا ہے، نماز کے علاوہ ذکر آیا ہو تو اس کو نہیں لکھا، قرآن شریف دیکھ لیا جائے، اور ہجرت کے دوسرے سال میں فرضیت زکوٰۃ ہوئی ہے، قال فی الدر المختار قرنها بالصلوة فی اثنین و ثمانین موضعا فی التنزیل (الی ان قال) و فرضت فی السنة الثانية قبل فرض رمضان الخ قال الشامی و صوابه اثنين و ثلاثين۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک مسئلہ کی تحقیق

(سوال ۲) غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ غنی سے مراد یہاں وہ ہے جو صاحب نصاب ہو یعنی جس کو ستاون روپے کا مقدور ہو خواہ اس قدر نقد ہو یا جنس چنانچہ باغ یا زمین یا رہنے کے مکان کے سوا دوسری حویلی اتنی مالیت کی ہو۔ ایسے شخص کو نذر کی چیز کھانا جائز نہیں۔ آیا ایسے شخص پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں اور یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں بھی اختلاف ہے، اور یہ جو غایۃ الاوطار میں ہے امام ابو یوسفؒ کا مذہب ہے، اور امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ سوائے نقدین کے زمین وغیرہ سے صاحب نصاب نہیں ہوتا۔(۲) فقط

نابالغ کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۳) نابالغ کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) وشرط افتراضها عقل بلوغ و اسلام . د ر مختار . فلا تجب على مجنون وصبى لا نها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها الخ رد المحتار(۳) وفى الهدايه وليس على الصبى والمجنون زكوٰة خلافاً للشافعى فانه يقول هى غرامة مالية فتعتبر بسائر المئون كنفقة الزوجات الخ ولنا انها عبادة فلا تتادى الا بالا ختيار تحقيقا لمعنى الابتلاء والا ختيار لهما لعدم العقل(۴) الخ۔ عبارات مرقومہ سے واضح ہے کہ نابالغ شرعی کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور نصوص سے صبی کا غیر مکلف ہونا اور مرفوع القلم ہونا ثابت ہے۔ قال عليه الصلوٰة والسلام رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبى حتىٰ يبلغ وعن المجنون حتى يفيق الحديث۔(۵) او کما قال رسول اللہ ﷺ۔ اور عدم وجوب صلوٰۃ و صیام و حج وغیرہ۔ جملہ عبادات نابالغ بھی

---

(۱) رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۲. ط.س. ج۲ ص ۲۵۶. ۱۲ ظفير

(۲) وذكر فى الفتاوىٰ فيمن له حوانيت و دور للغلة لكن غلتها لا تكفيه وعيا له انه فقير ويحل له اخذ الصدقة عند محمد وعند ابى يوسف لا يحل الخ سئل محمد عمن له ارض يزرعها اوحانوت يستغلها او دار غلتها ثلاثة الا ف ولا تكفى لنفقته ونفقة عياله سنة يحل له اخذ الزكوة وان كانت قيمتها تبلغ الو فاوعليه الفتوىٰ وعندهما لا يحل اھ رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ ص۳۴۸) (۳) رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۴. ط.س. ج ا ص۲۵۸. ۱۲ ظفير

(۴) هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸. ۱۲ ظفير (۵) دیکھئے نصب الرايه كتاب الزكوة ج ۲ ص ۳۳۳. ۱۲ ظفير

دلیل عدم وجوب زکوۃ کی ہے اس پر، اور حدیث حتیٰ **لا تاکله الصدقة** باوجود عدم صحت کے ماول ہے۔ فقط

مقدار نصاب کیا ہے اور زکوٰۃ ہر سال ہے یا صرف ایک مرتبہ

(سوال ۴)زکوۃ میں زیور کتنے روپیہ کا، چاندی یا سونا ہو اور ایک مرتبہ زکوۃ نکال دینے سے تاعمر معافی ہوگی یا نہیں۔ اور انگریزی سکہ کی رو سے نصاب کتنے روپیہ کا ہوتا ہے۔ مثلاً چالیس روپیہ کا زیور ہے اس میں زکوۃ ہے یا نہیں۔ یا اس سے کم میں اور زائد میں ہے یا نہیں۔

(جواب) زیور میں زکوٰۃ واجب ہے۔ نصاب چاندی کا دوسو درہم یعنی بقدر ۵۲ ½ تولہ کے سکہ رائج الوقت سے ہے اور نصاب سونے کا ساڑھے سات تولہ سنا ہے اور اگر زیور دونوں طرح کا ہو تو سونے کی قیمت کر کے چاندی میں شامل کر کے زکوۃ ادا کی جائے زکوۃ میں چالیسواں حصہ دینا واجب ہے یعنی اڑھائی روپیہ سیکڑہ کے حساب سے، زکوۃ سال بھر کے بعد ادا کرے۔(۱) اور زکوۃ ہر سال دینی لازم ہے۔(۲) فقط (ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت نصاب ہے۔ پہلے چونکہ چاندی سستی تھی اس لئے نصاب عام طور سے کبھی چالیس روپے ہوتے تھے اور کبھی ساڑھے باون روپے مگر اس وقت ۵۲ ½ تولہ چاندی کی قیمت تین روپے تولہ کے حساب سے ما معہ ۵ پ ہوگی اس لئے کہا جائے گا کہ جس کے پاس حوائج اصلیہ کے علاوہ پیسے باقی رہے وہ صاحب نصاب ہے۔ اس وقت چالیس روپے کے زیور میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (واللہ اعلم۔ ظفیر)

جب یہ پتہ نہ ہو کہ کب سے وہ نصاب والا ہے تو کیا کرے

(سوال ۵　)ایک صاحب کے والد بزرگوار نے انتقال کیا اور اس کے حصہ میں منجملہ اور اشیاء کے کچھ زیور بھی آیا اور اس قدر تھا کہ جس پر زکوۃ فرض نہیں تھی، کچھ روز بعد انہوں نے اور زیور گھڑ وا کر اس میں شامل کیا۔ اور کچھ زیوران کے بچوں کا اس میں شامل ہوا۔ کل ۹۵ تولہ ہوا۔ اور ٹھیک معلوم نہیں کہ دو سال سے یا چار سال سے یہ ۹۵ تولہ ہوا ہے۔ تو آیا اب وہ زکوۃ پچھلے سالوں کی بھی ادا کرے یا اسی سال کی۔

(جواب) گمان غالب کے موافق جس وقت سے وہ زیور ۹۵ تولہ ہو گیا ہے اسی وقت سے زکوۃ اس کی ادا کرنی چاہئے۔ سنین ماضیہ کی زکوۃ بھی دی جائے اور گمان غالب سے سوچ لیا جاوے یا قرائن سے اندازہ لگایا جاوے اور احتیاطاً کچھ زیادہ ہی مدت لگالی جاوے۔ مثلاً اگر اڑھائی برس کا گمان ہو تو تین برس سمجھ کر تین سال کی زکوۃ دی جائے۔ علیٰ ہذا القیاس کچھ زیادہ ہو جائے تو بہتر ہے، ثواب زیادہ ہے اور کم ہو جانے کی صورت میں خوف عتاب ہے۔ اور زکوۃ کل زیور کی جو موجود ہے دی جاوے گی بحساب اڑھائی روپے سیکڑہ کے۔(۳) فقط

---

(۱) فاذا كانت مائتين وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم الخ وليس فيما دون عشرين مثقالا من ذهب صدقة فاذا كانت عشرين مثقالا علينا نصف مثقال الخ وفى تبر الذهب والفضة عليهما وادا نيهما الزكوة (هدايه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۶ و ص ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير

(۲) وتجب على الفور عند تمام الحول الخ (عالمگيرى كتاب الزكوة. ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۷۰) ظفير.

(۳) اى سبب افترا ضها ملك نصاب حولى الخ تام الخ او شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه وتنمية المال كالدراهم والدنا نير (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۲ و ج ۲ ص ۱۳. ط. س. ج ۲ ص ۲۵۹). ظفير.

دختر کے روپے میں زکوٰۃ

(سوال ۶/۱) دختر کے روپیوں پر جو کسی دوست نے دیئے زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

مال کی ہر قسم کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ وقتوں میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۷/۲) مال کی سب قسموں کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ وقتوں میں دینا درست ہے یا نہیں۔

کتابیں جو مروۃً دی جاتی ہیں ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۸/۳) کتابیں کبھی فروخت کرتا ہے اور کبھی مروۃً دی جاتی ہے، ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

قرض حسنہ کی زکوٰۃ

(سوال ۹/۴) روپیہ جو کسی کو قرض حسنہ دیا اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔(۱)

(۲) علیحدہ علیحدہ اوقات میں جدا جدا سامان واسباب کی زکوٰۃ دینا درست ہے۔

(۳) اگر دراصل وہ کتب تجارت کے لئے ہیں گو کسی کو مروۃً بلا قیمت بھی دے دی جاوے تو زکوٰۃ ان پر لازم ہے۔(۲)

(۴) بعد وصول کے اس کی زکوٰۃ ادا کی جاوے گی، اگر قبل وصول زکوٰۃ دے دیوے تو یہ بھی درست ہے۔(۳) فقط۔

جس کے پاس صرف پانچ سو روپیہ ہے، اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۰) زید کے پاس پانچ سو روپیہ ہے لیکن نہ مکان ہے نہ مقروض ہے نہ دیگر جائداد۔ روزگار کرنا اور گذران کرنا روپیہ مذکور سے مکان بنانے کا ارادہ ہے، اس مال کی زکوٰۃ زید پر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ اس کی واجب ہے۔ ہر سال بعد ختم سال زکوٰۃ دینا فرض ہے۔(۴) فقط۔

مہر مانع زکوٰۃ نہیں ہے

(سوال ۱۱) ایک شخص کے پاس مثلاً دس ہزار روپے ہیں۔ اس پر رقم زکوٰۃ اڑھائی سو روپیہ ہوئی مگر زوجہ کا مہر پانچ ہزار قرض ہے اس لئے سوا سو روپیہ زکوٰۃ دے گا آیا یہ درست رہا یا کوئی اس میں خلجان ہے۔ دوسری بات اس سے صعب ہے ادائے زکوٰۃ میں خیال نہ رہا اور پورے دس کی زکوٰۃ دیتا رہا جو رقم زیادہ دی گئی اس کو کس طرح وصول کرے، آیا چند سال زکوٰۃ ادا نہ کرے جب تک پوری وصول نہ ہو جائے۔ گویا پیشگی ادا کی گئی حیلہ کی ضرورت نہیں خطفہ عقوبت نہ رہے۔

(جواب) مہر مئوجل جیسا کہ اب عموماً ہوتا ہے صحیح مذہب کے موافق مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے، یعنی یہ دین مہر موجل روپیہ موجودہ سے وضع نہ کیا جاوے۔ گا بلکہ تمام روپیہ موجودہ کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے پس جس کے پاس دس ہزار

---

(۱) الزکوٰۃ وجبة علی الحرا لعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر۔

(۲) وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ ربع عشر ۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ج۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ ص ۲۹۸)

(۳) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰۃ ما مضیٰ (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۳۰۶)

(۴) الزکوٰۃ واجبة علی الحرا لعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تا ما وحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۷) فاذا کانت مأتین وحال علیه الحول ففیها خمسة دراهم الخ (ایضاً ج ۱ ص ۱۷۶) ظفیر۔

روپیہ مثلاً موجود ہے اور پانچ ہزار کا قرض مہر موجل زوجہ کا اس کے ذمہ ہے تو وہ شخص پورے دس ہزار روپیہ کی زکوٰۃ اڑھائی سوروپے ادا کرے گا، لہذا جوزکوٰۃ دس ہزار روپے کی وہ دیتا رہا وہ پوری زکوٰۃ ہے اس میں زکوٰۃ سے زیادہ کچھ نہیں دیا گیا جس کے لئے واپسی کے حیلہ کی ضرورت ہو یا آئندہ زکوٰۃ نہ دے کر اس کو محسوب کیا جاوے۔ شامی میں دین مہر موجل کی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے والصحیح انه غیر مانع۔(۲)فقط

امانت کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرائی جاسکتی ہے

(سوال ۱۲) زید کے پاس کچھ روپیہ عمر کا امانت موجود ہے عمر باہر گیا ہوا، زید کو لکھتا ہے کہ میری امانت سے زکوٰۃ فریضہ ادا کردی جائے، زید نے مبلغات مذکورہ کا حساب کر کے اس طرح تقسیم کیا کہ مبلغات واجب الاداء کی قیمت سے کچھ دینی کتابیں لے کر مصرف زکوٰۃ میں دے دی اور کچھ نقد ادا کردی۔ یہ وکالت جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) اس طریق سے زکوٰۃ ادا کردینا درست ہے اور زکوٰۃ عمر کی ادا ہوگئی۔ لصحة الوکالة(۳)فقط۔

ٹکٹ اور نوٹ سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳) اگر ٹکٹ یا نوٹ در حساب زکوٰۃ دادہ شود، ادامی شود یا نہ۔

(جواب) نوٹ را بمنزلہ وثیقہ میگویند از دادن نوٹ آں وقت زکوٰۃ ادا خواہد شد کہ معطی لہ، زر نقد بعوض آں بگیرد حاصل آنکہ زکوٰۃ از مال ادا باید کرد و نوٹ وٹکٹ مال نیست۔(۴)فقط۔

زکوٰۃ ہر سال دی جائے گی

(سوال ۱۴) جس مال کی زکوٰۃ ایک سال ادا کردی گئی ہو اس مال کی نسبت دوسرے سال بھی زکوٰۃ دینا چاہئے یا نہیں جب کہ اس مال سے کوئی منافع نہیں ہوتا اور نہ کوئی تجارت کی جاتی ہے۔

(جواب) جس روپے اور زیور پر ایک سال زکوٰۃ دی گئی جب دوسرا سال پورا ہوگا پھر زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ ہر سال زکوٰۃ واجب الاداء ہوتی ہے خواہ اس روپے سے کچھ نفع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔(۵)فقط

عورت بغیر اطلاع شوہر اپنے زیور وسامان کی زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵) جس عورت کے پاس زیور جہیز کا ہو وہ بغیر اطلاع خاوند کے زکوٰۃ ادا کرسکتی ہے یا نہیں۔

(۱)فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد سواء کان لله کزکاة وخراج اوللعبد ولو کفالة او منوجلا ولو صداق زوجه المؤجل (در مختار) والصحیح انه غیر مانع (رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۲ و ج ۲ ص ۷. ط.س. ج۲ ص ۲۶۰)
(۲)رد المحتار کتاب الزکوٰة ص ۷. ط.س. ج۲ ص ۱۲۲۶۱ ظفیر.
(۳)وشرط صحة ادائها نية مقارنة له ای للاداء ولو کانت المقارنة حکما (الدر المختار علی هامس رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص ۲۶۸) ظفیر
(۴)وجاز دفع القيمة فی زکاة وعشر وخراج و نذر و فطرة (ایضاً باب زکوٰة الغنم ج ۲ ص ۲۹. ط.س. ج۲ ص ۲۸۵) نوٹ وٹکٹ کو مال سے خارج قرار دینا قابل غور ہے، بالخصوص اس زمانہ میں جب کہ چاندی کا سکہ سرے سے پایا ہی نہیں جاتا، سارا کاروبار حکومت اور پبلک دونوں میں نوٹ پر موقوف ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر
(۵)وشرط ای شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملکه وتنمية المال الدراهم والدنانير لعينها للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزکوٰة کيفما امسکهما (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۳. ط.س. ج۲ ص ۲۶۷) ظفیر.

(جواب) جہیز کا زیور عورت کا مملوکہ ہے (۱) اس کی زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہے خاوند سے اجازت لینے اور اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

امین پر مال امانت کی زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱) مال متروکہ میت کا ابھی وارثوں پر تقسیم نہیں ہوا ہے، امین کی زیر تحویل ہے اور وارث سب بالغ ہیں، بعض کے حصے مقرر اور بعض کے ابھی مقرر نہیں ہوئے، اس مناقشہ میں سال کامل گذر گیا۔ اس صورت میں مال مذکورہ کی زکوٰۃ امین پر واجب الادا ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ مال کی بذمہ مالکوں کے لازم ہوئی ہے امین کے ذمہ زکوٰۃ نہیں، بلکہ اگر وہ مال سونا چاندی ہے تو وارثوں پر بقدر حصہ زکوٰۃ لازم ہے جس وقت ان کے پاس ان کا حصہ پہنچ جاوے گا اور مال زکوٰۃ بقدر نصاب ان کے پاس تو زمانہ گذشتہ کی زکوٰۃ بھی ان کے ذمہ لازم ہوگی۔ فی الدر المختار الا الذهب والفضة والسائمة لما فی الخانية لو ورث سائمة لزمه زكوتها بعد حول نواه او لا الخ۔ (۲) فقط۔

بعرض حفاظت جو رقم کسی کو دی اس پر زکوٰۃ کب سے ہے

(سوال ۱۷۱) زید نے اپنے بھائی عمر کو پانچ سو روپے بغرض حفاظت دیا اور کہا کہ چاہے تم اس کو اپنے کاروبار میں لگا کر نفع اٹھاؤ یا نقصان اور چاہے ایسا ہی رکھے رکھو۔ عمر نے بعد چار سال کے زید کی اجازت سے چھ سو روپے کا مکان رہنے کے لئے زید کو خرید دیا، پانچ سو وہ اور ایک سو اپنی طرف سے قیمت دے دی، زید پر ان چار سال کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ اور صرف پانچ سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا کیا حکم ہے۔

(جواب) ان چار سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی اور صرف پانچ سو روپے کی ہوگی۔ (۳) فقط

مدرسہ کے چندہ میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے

(سوال ۱۸۱) مدرسہ کے چندہ پر جب سال بھر گذر جائے، اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مدرسہ کا چندہ جو بقدر نصاب جمع ہوجاتا ہے اور سال بھر اس پر گذر جاتا ہے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (۴) فقط

مال حرام سے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۹۱) مال حرام سے زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں

(جواب) مال حرام تمام کو صدقہ کرنا بشرط لازم ہے، زکوٰۃ اس میں نہیں ہے، مگر خلط مال حرام کا موجب ملک ہے۔ اس وقت اس میں زکوٰۃ بھی لازم ہوگی۔ (۵) فقط

---

(۱) جهز ابنه بجهاز و سلمها ذالک ليس له الا ستر د ادمنها ولا لو رثته بعد ه ان سلمها ذالک فی صحته بل تختص به وبه يفتي (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ ط.س. ج۳ص۱۵۵) ظفير

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۸ ط.س. ج۲ص۲۷۳. ۱۲ ظفير.

(۳) ولو كان الدين علی مقر الخ فوصل الی ملكه لزم زكوة مامضی (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ص۲۶۶) ظفير

(۴) وسببه ای سبب افتر اضها ملک نصاب حولی (در مختار) قوله ملک نصاب فلا زكوة فی سوائم الوقف والخيل المسبلة لعدم الملک. (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹ ط.س. ج۲ص۲۵۹) ظفير

(۵) ولو خلط السلطان المال المغصوب بما له ملكه فتجب الزكوة فيه ويورث عنه لان الخلط استهلاک اذا لم يمكن تمييزه عند ابی حنيفه رضی الله تعالیٰ عنه وقوله ارفق اذقلما يخلو مال عن غصب وهذا اذا كان له مال غير ما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفی دينه والا فلا زكوة كما لو كان الكل خبيثا كما فی النهر (در مختار) فی القنية لو كان الخبيث نصا بالا تلزمه الزكوة لان الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد ايجاب التصدق ببعضه (رد المحتار باب زكوة الغنم قبيل مطلب فی التصدق من المال الحرام ج ۲ ص۳۳ و ج ۲ ص ۳۴ ط.س. ج۲ص۲۹۰) ظفير

مکان کی مالیت پر زکوٰۃ ہے یا آمدنی پر

(سوال ۱/ ۲۰) زید کے پاس جائداد مالیتی ایک لاکھ کی ہے جس کی آمدنی کرایہ چار سو روپے ماہوار ہے۔ زکوٰۃ مالیت پر دیوے یا آمدنی پر۔

زیور و نقد زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۲۱) علاوہ جائداد و کرایہ کی آمدنی کے زیور و نقد بھی ہے اس پر علیحدہ زکوٰۃ دینا چاہئے یا نہیں۔

زکوٰۃ کس حساب سے دی جائے اور کب

(سوال ۳/ ۲۲) زکوٰۃ کس نرخ سے اور کس وقت کس ماہ میں دینا چاہئے۔

(جواب) (۱) مالیت زمین و جائداد پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ کرایہ وغیرہ کی آمدنی جو جمع ہو اور خرچ وغیرہ کے بعد سال پورا ہونے پر باقی رہے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔(۱)

(۲و۳) اور زیور و نقد پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ کی شرح یہ ہے کہ چالیسواں حصہ روپیہ و زیور وغیرہ کا دینا واجب ہے یعنی اڑھائی روپے سیکڑہ۔(۲) فقط

بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا

(سوال ۲۳) بیوی اگر صاحب نصاب ہو تو اس کی وجہ سے شوہر بھی صاحب نصاب سمجھا جاوے گا یا نہ اور زکوٰۃ اور قربانی کس کے ذمہ ہے؟

(جواب) بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا اور قربانی وغیرہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔(۳) فقط۔

قرض دار جس کی ذاتی آمدنی بھی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۴) ایک شخص کے ذمہ دو ہزار روپے قرض ہیں اور کچھ سرمایہ اور آمدنی بھی ہے جو قرض سے کم ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ قرض اس کے ذمہ سرمایہ و آمدنی سے زیادہ ہے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولا زكاة على مكاتب واثاث المنزل و دورا لسكنى ونحوها (در مختار) قوله ونحوها كثياب البدن الغير المحتاج اليها و كالحوانيت والعقارات (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰ .ط.س. ج۲ص۲۶۵) ظفير

(۲) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم الخ واللازم في مضروب كل منهما و معموله ولو تبرا وعليا مطلقا وفى عرض تجارة قيمة نصاب الخ من ذهب اوورق الخ ربع عشر (الدرا لمختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۳۸ .ط.س. ج۲ص۲۹۵) ظفير

(۳) الزكوة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاماوحال عليه الحول الخ (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفير

(۴) ومن كان عليه دين يحيط بما له فلا زكوة عليه (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفير

صاحب نصاب کی تعریف

(سوال ۱/۲۵) صاحب نصاب کس کو کہتے ہیں

جس کے پاس ۳۶ تولہ چاندی اور پانچ تولہ سونا ہو وہ صاحب نصاب ہے یا نہیں

(سوال ۲/۲۶) اگر کسی شخص کے پاس ۳۶ تولہ ۵ ماشہ ۴ رتی چاندی یا ۵ تولہ ۲ ماشہ ۴ رتی سونا ہو تو وہ صاحب نصاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳/ ۴۹. ۳۲) تملیک کس کو کہتے ہیں۔

(جواب ۱ تا ۳) نصاب چاندی کا ساڑھے باون تولہ چاندی اور نصاب سونے کا ساڑھے سات تولہ ہے۔ پس جس کے پاس اس سے کم چاندی یا سونا ہو تو وہ صاحب نصاب نہیں ہے۔(۱) اور تملیک کے معنی مالک بنانا ہے۔ فقط

مہتمم مدرسہ کے پاس جو رقم مدرسہ کی جمع رہتی ہے اس میں زکوٰۃ نہیں

(سوال ۲۷) مہتمم مدرسہ کے پاس جو رقم مدرسہ کی جمع رہتی ہے اس میں زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔(۲)۔ فقط

قرض کی زکوٰۃ وصولی کے بعد دی جائے گی

(سوال ۲۸) ایک شخص نے قرض حسنہ دیا ہے اس کی زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں اور بعض ایسا ہے کہ جس کے عوض میں کچھ زیور گروی رکھا ہے اور بعض ایسا کہ اس کے عوض کچھ زیور نہیں رکھا، کیا حکم ہے۔ اگر کسی کے پاس کچھ روپیہ جمع ہے اس کی زکوٰۃ دی جاتی ہے اور ہمیشہ سال بہ سال کچھ اور روپیہ بھی ملتا اور جمع ہوتا رہتا ہے مگر یہ پچھلا روپیہ کچھ اتنا نہیں ہے کہ پہلے میں کچھ معتد بہ زیادتی کرے تو اگر اس جمع شدہ روپے میں سے ہمیشہ زکوٰۃ دی جاوے تو شاید کبھی ایسا وقت بھی آوے کہ زکوٰۃ نکالتے نکالتے اتنا باقی رہ جاوے کہ نصاب سے کم ہو جاوے۔ اس شبہ کا جواب مرحمت ہو۔

(جواب) قرض جو دیا گیا ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے روپے موجود کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن ادا کرنا زکوٰۃ کا بعد وصول قرض کے لازم ہوتا ہے اگر قبل از وصول بھی زکوٰۃ دے دی جاوے گی تو ادا ہو جاوے گی۔ اور وہ قرض جس کے عوض کچھ زیور رہن رکھا ہو اور وہ قرض جس کے عوض کچھ رہن نہ رکھا ہو حکم زکوٰۃ میں دونوں برابر ہیں۔ دونوں کی زکوٰۃ بعد وصول کے ہی لازم ہوتی ہے۔(۳) اور وہ شبہ جو آپ نے لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ روپیہ جمع شدہ زکوٰۃ دیتے دیتے جب نصاب سے کم ہو جاوے گا اس وقت زکوٰۃ آئندہ کو ساقط ہو جاوے گی۔ اور جب تک بقدر نصاب روپیہ موجود ہے تو زکوٰۃ واجب ہونا خلاف عقل نہیں ہے کیونکہ جو شخص مالک نصاب ہے وہ شرعاً اور عرفاً غنی کہلاتا ہے۔(۴)

---

(۱) لیس فیما دون مائتی درهم صدقة الخ فاذا کانت مائتین وحال علیه الحول ففیها خمسة دراهم الخ لیس فیما دون عشرین مثقالا من ذهب صدقة فاذا کانت عشرین ففیها نصف مثقال (هدایه باب زکوٰة المال ج ۱ ص ۱۷۶ و ج ۱ ص ۱۷۷) ظفیر

(۲) وسببه ای سبب افتراضها ملک نصاب حولی (در مختار) قوله ملک نصاب فلا زکوٰة فی سوائم الوقف والخیل المسبلة لعدم الملک. (رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۹ .ط.س. ج ۲ ص ۲۵۹) ظفیر

(۳) فتجب زکاتها اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فور ابل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض و بدل مال تجارة (درمختار) اذا تم نصابا ، الضمیر فی تم یعود للدین المفهوم من الدیون والمراد اذا بلغ نصابا بنفسه او بما عنده مما یتم به النصاب (رد المحتار باب زکوٰة المال ج ۲ ص ۴۷ .ط.س. ج ۲ ص ۳۱۵) ظفیر

(۴) الزکوٰة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا تا ما وحال علیه الحول الخ ولا بد من ملک مقدار النصاب لانه صلی الله علیه وسلم قدر السبب به (هدایه کتاب الزکوٰة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر

اور غنی کو محتاجوں کی خبر گیری اور ان کو اپنے پاس سے کچھ دینا مروت اور عقل کا مقتضی ہے۔(۱)

رہن کے ذریعہ جو روپیہ قرض لیا گیا اگر وہ سال بھر رکھا رہے تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۹) اگر کسی شخص نے مبلغ سو روپے رہن رکھے اور یہ روپیہ سال بھر تک رکھا رہا اور اس خیال سے رکھا ہوا ہے کہ شاید کسی وقت اس کے ادا کرنے کی ضرورت ہو جائے اور بعض حصہ اس میں سے ضرورت پر صرف بھی کر لیوے تو اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس سوال کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ کسی شخص نے سو روپے قرض لئے اور اپنی زمین وغیرہ اس میں رہن رکھی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ شخص جس نے سو روپے لئے ہیں، سو روپے کا مقروض ہے اور مدیون ہے اور مدیون پر بقدر دین کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ پس اگر اس شخص کے پاس اور کچھ روپیہ وزیور وغیرہ علاوہ اس روپے کے بقدر نصاب نہیں ہے تو اس روپے کی زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔(۲)

مہر میں جو زیور دیا گیا اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۳۰) وقت نکاح جو زیور عورت کو خاوند کی طرف سے مہر میں دیا گیا اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے۔

(جواب) جب کہ وہ زیور عورت کو مہر میں دیا گیا تو وہ مالک اس کی ہوگئی۔ پس زکوٰۃ اس زیور کی بھی اسی کے ذمہ ہوگی، نہ بذمہ شوہر کے(۳)۔ فقط۔

نوتہ والے روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۱/۳۱) زید کا ایک ہزار روپیہ نوتہ میں گیا ہوا تھا۔ دس برس کے بعد وصول ہوا تو کیا حکم ہے۔

ہزار روپیہ ہو مگر پانچ سو نوتہ کا باقی ہو تو اس پر کیا زکوٰۃ ہوگی

(سوال ۲/۳۲) زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور پانچ سو روپے برواج برادری نوتہ دینا ہے تو اس صورت میں کس قدر روپے کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

(جواب)(۱) ایسے روپے کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے دینا لازم ہے نہ قبل از وصول۔(۴)

(۲) اس صورت میں زید کو ایک ہزار روپے کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔(۵)۔فقط

---

(۱) اسلام کے اس قانون کا منشا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ روپے جمع کر کے بیکار نہ رکھ چھوڑیں بلکہ اسے کاروبار میں یا کھیت وز بن میں لگائے رکھیں تا کہ ملک اور قوم کا فائدہ ہو اور زکوٰۃ بار نہ گذرے نقد جمع رکھنے سے ملک اور قوم کا سراسر نقصان ہے۔ ہدایہ میں زیور کی زکوٰۃ کے مسئلہ میں لکھا ہے ان السبب مال نام و دلیل النماء موجود هوا لا عداد للتجارة خلقة والدليل هو المعتبر (هدایه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۷) جس کا ماحصل یہ ہوا کہ جب اس روپے میں یا سونا چاندی میں نمو اور بڑھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اب آپ یا کوئی اسے روک رکھے، اور جو کام ہے اس سے نہ لے تو یہ روکنے والے کا قصور ہے زکوٰۃ کے وجوب کا سبب زیادتی نہیں ہے، واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۲) كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكوة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن البيع وضمان المتلفات وارش الجراحة وسواء كان الدين من النقود او المكيل او الموزون الخ (عالمگیری مصری بولاق کتاب الزکوة ج ۱ ص ۱۷۲) ۱۲ ظفیر.

(۳) وشرط افتراضه ادائها حولان الحول وهو في ملكه الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۷)

(۵،۴) نیوتہ کے سلسلہ میں پہلی بحث یہ ہے کہ قرض کے حکم میں ہے یا ہبہ کے۔ اگر قرض کے حکم میں ہے تو بعد وصول گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ اسی طرح نیوتہ کی جو رقم ذمہ میں باقی ہے، زکوٰۃ کے حساب کے وقت یہ رقم وضع کر لی جائے گی اور بقیہ کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اور نیوتہ کو قرض یا ہبہ قرار دینے کا مدار رسم ورواج پر ہے، بعض برادریوں میں بطور قرض یہ رقم دی جاتی ہے اور حساب لکھا جاتا ہے اور بعد میں شادی کے موقع پر ضروری طور پر وصول کیا جاتا ہے اور بعض برادریوں میں حساب وکتاب نہیں لکھا جاتا اگر مل گیا تو لے لیا ورنہ اس کا تذکرہ بھی نہیں ہوتا گویا یہ بطور ہبہ ہوتا ہے سئل فيما يرسله الشخص الى غيره في الاعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به ام لا اجاب (بقیہ اگلے صفحہ پر)

زید کا مال والدین اور بھائی کے قبضہ میں رہا اب اس کے تصرف میں آیا وہ زکوۃ کب سے دے

(سوال ۳۳) زید کا مال اس کے والدین اور بڑے بھائی کے قبضہ میں رہا ہے، سن بلوغ سے اس وقت تک کہ اب زید کی عمر ۲۲ سال ہے، اسی وجہ سے زکوۃ و قربانی زید اپنی طرف سے ادا نہیں کر سکا۔ اب زید اپنے کل مال پر قادر و قابض ہوا ہے اور اپنے ذمہ کی زکوۃ و قربانی ادا کرنا چاہتا ہے تو کیسے ادا کرے اور کب سے کب تک کی ادا کرنا چاہئے۔

(جواب) آئندہ کو جب سے اس کے قبضہ میں مال آیا ہے زکوۃ ادا کرے گذشتہ زمانہ کی لازم نہیں ہے۔ (۱)۔ فقط۔

بذریعہ حیلہ زکوۃ لینی درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۴) اگر غنی برائے زکوۃ گرفتن بکدام وجہ حیلہ سازد چنانچہ مال خود را ملک زوجہ وغیرہ مثل ولد صغیر سازد تا بایں حیلہ صدقہ بگیرد، آیا ایں حیلہ کردن جائز است و صدقہ گرفتن او را حلال می باشد یا نہ داز ذمہ مصدق ساقط میشود یا نہ۔

(جواب) بدیں حیلہ صدقہ گرفتن او را حلال خواہد شد اگرچہ ایں حیلہ مکروہ است لانہ لازکوۃ علی الواھب اتفاقاً لعدم الملک وھی من الحیل و منھا ان یھبہ لطفلہ قبل اتمام بیوم در مختار ۔(۲) کتاب الزکوۃ ۔(ودر کراہت و عدم کراہت حیلہ اسقاط زکوۃ اختلاف بین الصاحبینؒ معروف است فی الشامی۔) قال ابو یوسفؒ لا یکرہ لانہ امتناع عن الوجوب لا ابطال حق الغیرو فی المحیط انہ الا صح وقال محمد یکرہ واختارہ الشیخ حمید الدین الضریر لان فیہ اضراراً با لفقراء الی ان قال وقیل الفتویٰ فی الشفعۃ علی قول ابی یوسف وفی الزکوۃ علی قول محمد وھذا تفصیل حسن الخ (شامی ج ۲ ص ۲۷ باب زکوۃ الغنم)

نصاب زکوۃ مفتی بہ کیا ہے

(سوال ۳۵) نصاب زکوۃ میں اختلاف ہے قول مفتی بہ کیا ہے۔

(جواب) حساب وزن سبعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کا نصاب ہے۔ کیونکہ دو سو درہم بوزن سبعہ اسی قدر ہوتے ہیں۔ (۳)

(گذشتہ صفحے کا بقیہ حصہ) ان کان العرف بانھم یدفعونہ علی وجہ البدل یلزم الوفاء بہ، مثلیا فبمثلہ وان قیمیا فبقیمتہ وان کان العرف خلاف ذالک بان کانوا یدفعونہ علی وجھہ الھبۃ ولا ینظرون فی ذالک الی اعطاء البدل فحکمہ حکم الھبۃ فی سائر احکامہ الخ (رد المحتار کتاب الھبۃ قبیل باب الرجوع ج ۴ ص ۷۰۷) (مفتی علامؒ کے دونوں نمبر کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہبہ قرار دیا ہے۔ اگر ہبہ کا بدلہ ہبہ آ گیا تو اب آئندہ کی زکوۃ بشرط نصاب دے ورنہ نہیں اور نیوتہ کی رقم جو ذمہ میں ہے چونکہ ہبہ کے حکم میں ہے لہذا اسے حساب میں وضع قرار نہیں دیا۔ اس لئے کہ فقہاء صراحت کرتے ہیں فلاز کاۃ علی مکاتب الخ و مدیون للعبد بقدر دینہ فیز کی الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۸ و ج ۲ ص ۹ ولو کان الدین علی مقر ملی او مفلس الخ فوصل الی ملکہ لزم زکاۃ ما مضی (ج ۲ ص ۱۲) فتجب زکاتھا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درھما من الدین القوی کقرض الخ (باب زکاۃ المال ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۴۸) محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

(۱) عند قبض مائتین منہ لغیرھا ای من بدل مال لغیر تجارۃ وھو المتوسط کثمن سائمۃ وعبید خدمۃ ونحوھما مما ھو مشغول بحوائجہ الا صلیۃ کطعام وشراب واملاک ویعتبر ما مضی من الحول قبل القبض فی الا صح (در مختار) اما لمتوسط ففیہ روایتان فی روایۃ الا صل تجب زکوۃ فیہ ولا یلزمہ الا داء حتیٰ یقبض مائتی درھم فیزکیھا وفی روایۃ ابن سماعۃ عن ابی حنیفۃ لا زکوۃ فیہ حتیٰ یقبض ویحول علیہ الحول لانہ صار مال الزکوۃ فان فصار مال کالحادث ابتداء الخ وعلی روایۃ ابن سماعۃ لا یزکیھا عن الماضی والا عن الحال الا بمضی حول جدید بعد القبض ردالمحتار باب زکوۃ المال ج ۲ ص ۴۸. ط.س. ج۲ ص ۳۰۵) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۵۱. ط.س. ج۲ ص ۳۲۴.

(۳) نصاب الذھب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درھم، کل عشر دراھم وزن سبعۃ مثاقیل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوۃ المال ج ۲ ص ۳۸. ط.س. ج۲ ص ۲۹۵) ظفیر۔

کرایہ کے مکان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۳۶) آں مکان کہ کرایہ اودہ روپیہ ماہانہ باشد بر قیمت آن مکان زکوٰۃ لازم است یا بر کرایہ اوز کوٰۃ لازم است۔
(جواب) بر قیمت آں مکان زکوٰۃ لازم نیست۔ اگر کرایہ بقدر نصاب جمع شود و حول بگذرد زکوٰۃ آں زر نقد واجب خواہد شد۔ (۱) فقط۔

مہر کا روپیہ جو شوہر کے ذمہ ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۳۷) ایک عورت کا مہر ڈھائی سو روپے چونکہ شوہر کے پاس روپیہ نہیں اس وجہ سے اس نے مہر ادا نہیں کیا تو اس صورت میں عورت کے ذمہ مہر کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔
(جواب) زکوٰۃ اس پر قبل الوصول واجب نہیں ہے۔ (۲)۔ فقط۔

کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے

(سوال ۳۸) ہندہ کے پاس ایک کھیت ہزار روپیہ قیمت کا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ اور کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا پیداوار میں۔
(جواب) اس کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (۳) زمین اگر عشری ہو تو اس کی آمدنی پر یعنی جس قدر غلہ اس میں پیدا ہوا اس پر عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر زمین عشری نہ ہو تو کچھ واجب نہیں ہوتا۔ (۴) فقط۔

کھا پی کر جس کے پاس بقدر نصاب جتنا بچے سال گذرنے کے بعد اس کی زکوٰۃ دے

(سوال ۳۹) ایک شخص کے پاس چار سو ساٹھ روپیہ کھانے پینے سے بچ گئے اور اس پر سال گذر گیا تو وہ شخص چار سو ساٹھ کی زکوٰۃ دے یا چار سو کی۔
(جواب) پورے چار سو ساٹھ روپے کی زکوٰۃ دیوے۔ (۵)

نقد مال اور خرچ وغیرہ کی زکوٰۃ کس طرح دے

(سوال ۴۰) زید نے دو سو روپے لگا کر تجارت کے بعد سال کا حساب کیا تو رقم ذیل اس کے پاس نکلی۔ سو روپے نقد ہے سوا سو روپے کا مال تخمیناً ہے۔ ڈیڑھ سو روپے کا مال قرض بیچا ہے۔ یا جو رقم نقد سال آخر میں موجود ہے۔ اور جو سال بھر میں اس رقم سے خرچ کیا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ ظروف مستعملہ جو گا ہے گا ہے فروخت کر ڈالتا ہے ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

---

(۱) ولا (زکوٰۃ) فی ثیاب البدن الخ ودور السکنی ونحوها (در مختار) ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها وکا لحوانیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.
(۲) وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعده ای بعد القبض من دین ضعیف، وهو بدل غیر مال کمهر ودیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ج ۲ ص ۳۹. ط.س. ج۲ ص ۳۰۵) ظفیر
(۳) وشرطه ای شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملکه وتنمیة المال کالدراهم والدنا نیر لعینهما للتجارة باصل الخلقة الخ او السوم بقید الا تی اونیة التجارة فی العروض (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳. ط.س. ج۲ ص ۲۵۹) ظفیر
(۴) والنوع الثانی سرط المحلیة وان تکون عشریة فلا عشر فی الخارج من ارض الخراج الخ (عالمگیری مصری. بولاق زکوٰۃ الزروع ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر
(۵) واللازم فی مضروب کل منهما الخ وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ ربع وفی کل خمس بحسا به ففی کل اربعین درهما در هم وفی کل اربعة مثاقیل قیرا طان وما بین الخمس الی الخمس عفو وقالا مازاد بحسا به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج۲ ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفیر

(جواب) آخر سال میں جس قدر روپیہ نقد اور مال تجارت موجود ہے سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اور جو رقم بذمہ دوسروں کے قرض ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ مگر ادا کرنا زکوٰۃ کا اس پر بعد وصول کے ہے جو رقم وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ساقط ہے اور معاف ہے اور جو مال سال بھر کے اندر ختم سال سے پہلے خرچ ہو گیا اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے، اور ظروف مستعملہ جو بغرض تجارت نہیں خریدے گئے ان پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ ان میں سے جو ظروف فروخت کر دیئے اور اس کی قیمت شامل رقم موجودہ ہے اس کی زکوٰۃ دی جاوے گی۔ (۱)

جس مالک نصاب پر دین مہر مال سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۴۱) ایک شخص مالک نصاب ہے لیکن اس کے ذمہ دین مہر اس مال سے زیادہ ہے کیا دین مانع زکوٰۃ ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ دین مہر مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے، زکوٰۃ لازم ہے۔ کما فی الشامی والصحیح انہ غیر مانع. جلد ثانی . (۲)

گذشتہ سال کی زکوٰۃ فرض ہے

(سوال ۱/ ۴۲) مال ماحصل سال گذشتہ ذی نصاب کو زکوٰۃ دینا فرض ہے یا نہیں

جو مکان کرایہ پر ہے اس کی زکوٰۃ کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۲/ ۴۳) مکان جو کرایہ مبلغ دس روپے ماہوار کا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

مکان سے جو کرایہ آئے اس کی زکوٰۃ

(سوال ۳/ ۴۴) جو کرایہ مکان مذکور کا بقدر نصاب ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

زیورات جو برابر نہ پہنے جائیں ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۴/ ۴۵) جو زیورات طلائی ونقرئی ماہ دو ماہ رکھ دیا اور دو ماہ تین ماہ برابر پہنا گیا، اور وہ زیور بقدر نصاب بلکہ زیادہ ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) مال ماحصل سال گذشتہ کی ذی نصاب کو زکوٰۃ دینا فرض ہے ومن کان لہ نصاب فاستفاد فی اثناء الحول من جنسہ ضمہ الیہ ہدایہ ص ۱۷۵

(۲) جس مکان کا کرایہ بقدر نصاب ہے اس کے کرایہ میں زکوٰۃ آوے گی مکان پر زکوٰۃ نہیں ہے ولا فی ثیاب البدن واثاث المنزل ودور السکنیٰ ونحوھا ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیھا کالحوانیت والعقارات شامی جلد ۲ ص ۸ مطبوعہ ہند)

(۳) جب روپیہ برابر دوسو درہم کے ہو جاوے جس قسم کا ہو کرایہ مکان ہو یا زمین کا یا اور کسی وجہ سے ملک میں آ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے لیس فی مادون مائتی درھم صدقۃ فاذا کان مائتین وحال علیھا الحول ففیھا خمسۃ دراھم . ہدایہ ص ۱۷۶

(۴) زیور سونے وچاندی کا جب بمقدار نصاب ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے استعمال کرے یا نہ کرے وفی تبر الذھب

---

(۱) ومن کان لہ نصاب فاستفاد فی اثناء الحول من جنسہ ضمہ الیہ وزکاہ بہ الخ لان المجانسۃ ھی العلۃ فی الا ولاد والارباح لان عند ھا یتعسر التمییز فیعسر اعتبار الحول لکل مستفاد وما شرط الحول الا للتیسیر (ہدایہ باب صدقۃ السوائم فصل فی الخیل ج ۱ ص ۱۷۵) ولو کان الدین علی مقر الخ فو صل الی ملکہ لزم زکوۃ ما مضی (الدر المختار علی ھامش رد المختار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲) ظفیر.

(۲) رد المحتار کتاب الزکوۃ تحت قول الماتن اومؤجلا ج ۲ ص ۷ .ط.س.ج ۲ ص ۲۶۱.۱۲ ظفیر

والفضة وحليهما والآنيهما زكوة . هدايه ص ١٧٧ فقط۔

مندرجہ ذیل اشیاء میں سے کن چیزوں پر زکوۃ ہے

(سوال ۱/۴۶) ایک شخص کے پاس اشیاء مندرجہ ذیل ہیں، کن کن اشیاء پر زکوۃ آئے گی۔ جائداد اراضی، برتن مویشی، پارچہ جات، زیور قیمتی ایک ہزار روپیہ، غلہ ہر قسم، نقد دو ہزار، دیگر اسباب خانگی۔

قرض دار پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲/۴۷) شخص مذکور پر قرضہ بھی ہے اور موجودہ نقدی سے زیادہ ایسے قرض دار ہونے کی حالت میں کیا زکوۃ دینا لازم ہے۔

(جواب)(۱) ان اشیاء مذکورہ میں سوائے زیور و نقد کے اور کسی سامان خانگی میں زکوۃ لازم نہیں ہے۔ اراضی میں موافق شرائط کے عشر واجب ہوتا ہے اور مویشی میں اگر وہ سائمہ ہوں حسب قاعدہ زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ باقی اشیائے استعمالی برتن یعنی ظروف و پارچہ پوشیدنی وغلہ خوردنی میں زکوۃ نہیں ہے(۱) والتفصيل في كتب الفقه۔

(۲) مدیون پر بقدر دین زکوۃ ساقط ہے اور اپنا دین کسی پر ہو تو وصول کے بعد زکوۃ دینا لازم ہے۔ فقط۔ (۳)

خرید کردہ قیمت پر زکوۃ ہوگی یا موجودہ نرخ پر

(سوال ۱/۴۸) زکوۃ مال خرید کردہ پر ہوگی یا موجودہ نرخ پر۔

سال کی بچت پر زکوۃ کس حساب سے واجب ہے

(سوال ۲/۴۹) سال کی نقد بچت پر کس حساب سے زکوۃ واجب ہے

(جواب)(۱،۲) زکوۃ کے ادا کے وقت جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہوگا اور زکوۃ کا حساب یہ ہے کہ چالیسواں حصہ زکوۃ میں دینا لازم ہے۔ (۴) فقط۔

مالدار بچہ کے مال میں زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۵۰) مالدار بچہ کے مال کی زکوۃ اس کے مال میں سے دینی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز نہیں۔ (۵) فقط۔

عورت کے زیور، سواری کے گھوڑے اور ہل جوتنے کے بیلوں پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۵۱) عورت کے زیور، سواری کے گھوڑے، ہل جوتنے کے بیلوں پر زکوۃ لازم ہے یا نہیں۔

---

(۱) رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ص ۲۶۵ ۱۲ ظفير

(۲) ولا في ثياب البدن المحتاج اليها لدفع الحر والبردواثاث المنزل ودور السكنى ونحوها الخ وشرطه اى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه وتنمية المال كالدراهم والدنانيرلعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما وللنفقة اوالسوم بقيد الآتى اونية التجارة فى العروض (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳ .ط.س. ج۲ص ۲۶۴) واللازم فى مضروب كل منهما اى الذهب والفضة ومعموله ولو تبرا اوحليا مطلقا (ايضا باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۱ .ط.س. ج۲ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفير (۳)فلا زكوة على مكاتب الخ ومديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (ايضاً كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹ .ط.س. ج۲ص ۲۶۳) لوكان الدين على مقرالخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى. (ايضا ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۶۶) ظفير (۴)وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء اجماعاوهوالا صح ويقوم فى البلد الذى المال فيه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰ .ط.س. ج۲ص ۲۸۶) ظفير

(۵)وليس على الصبى والمجنون زكوة الخ لنا انها عبادة فلا تتاوى الا بالا ختيار تحقيقا لمعنى الا بتلاء ولا اختيار لهما (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفير

(جواب) عورت کے زیور پر زکوٰۃ لازم ہے ۔ (۱) اور سواری کے گھوڑے اور زراعت کے بیلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (۲) فقط

امارت شرعیہ بہار کے بیت المال میں اگر زکوٰۃ نہ بھیجے بلکہ خود تقسیم کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱ /۵۲) مقام پھلواری ضلع پٹنہ میں صوبہ بہار واڑیسہ کے لئے بیت المال وامیر شریعت مقرر کئے گئے ہیں ۔ مبلغین زکوٰۃ وعشر کے لئے بھیجے گئے ، لیکن اکثر جگہوں سے وصول نہیں ہوتا بلکہ حاضرین حق در فقراء ومساکین پر تقسیم کر دیتے ہیں بیت المال میں نہیں بھیجتے تو زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں ۔

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے قال اللہ تعالیٰ انما الصدقت للفقراء والمساکین ۔ (۳) الآیۃ

اثاث البیت کی مراد

(سوال ۲ /۵۲) شریعت میں اثاث البیت کا اطلاق کن اشیاء پر ہوتا ہے ، کیا ظروف اور پہنے اوڑھنے کے کپڑوں پر بھی اثاث البیت کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں

(جواب) اثاث البیت کا اطلاق ان سب اشیاء پر ہوتا ہے ۔ (۵) فقط

زکوٰۃ کے نقد روپے اگر اپنے روپے میں ملالے اور زکوٰۃ بتدریج دے دے تو یہ کیسا ہے

(سوال ۵۳) نقود میں چونکہ تعیین نہیں ہے پس اگر زکوٰۃ کا پیسہ اپنے مال میں ملا دیا جاوے اور پھر وقتاً فوقتاً بہ نیت ادائے زکوٰۃ اور غیر زکوٰۃ خرچ کیا جائے تو صاحب زکوٰۃ کی زکوٰۃ کس وقت ادا ہوگی جس وقت اس نے وکیل کو سپرد کیا ہے یا جب کہ مصرف کے پاس پہنچ گیا ۔ اور جب کہ وکیل نے اپنے پیسہ میں ملا لیا اور بہ نیت خیرات مصرف زکوٰۃ ، اور غیر مصرف مثلاً سادات یا غنی مجہول پر خرچ کرتا رہا حتیٰ کہ اس زکوٰۃ کے پیسہ سے بدر جہا زیادہ خرچ ہوا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں ۔

(جواب) نقود میں عدم تعیین مطلقاً نہیں ہے بلکہ امانات وصدقات وغیرہ میں نقود متعین ہیں جیسا کہ اشباہ ونظائر میں ہے لایتعین فی المعاوضات الخ و یتعین فی الا مانات و الھبۃ و الصدقۃ ۔ (۶) اور ایسا ہی شامی میں ہے پس زکوٰۃ کی رقم بدون اجازت مزکی کے اپنے مال میں ملانی جائز نہیں ہے ، اور زکوٰۃ مزکی اس وقت ادا ہوگی کہ مصرف کے پاس پہنچ جاوے ، اور اگر وکیل نے اپنے روپے میں مؤکل کی رقم زکوٰۃ کو ملا لیا ، پس اگر یہ ملانا مؤکل کی اجازت سے ہے تو جس وقت رقم زکوٰۃ علیحدہ کر کے بہ نیت زکوٰۃ مزکی طرف سے دے گا اس وقت زکوٰۃ اس کی ادا ہوگی اور اگر

---

(۱) وفی تبرا الذھب والفضۃ وحلیھما واوا نیھما الزکوۃ (ھدایہ باب زکوٰۃ المال ج ۱ ص ۱۷۷) ظفیر

(۲) ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل و دواب الرکوب وعبید الخدمت وسلاح الا ستعمال زکوٰۃ لانھا مشغولۃ بالحاجۃ الا صلیۃ لیست بنا میۃ ایضاً (ھدایہ کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۹ . ط.س. ج۲. ط.س. ج۲ ص ۲۶۵) ظفیر

(۳) لیکن بہتر یہ ہے کہ امیر شریعت کے ذریعہ ہی ظاہر اموال کی زکوٰۃ ادا کی جائے ۔ نقد کی زکوٰۃ بطور خود بھی دے سکتا ہے ۱۲ ظفیر)

(۴) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ مامضی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۲ . ط.س. ج۲ ص۲۶۶) ظفیر.

(۵) ولا ثیاب البدن المحتاج الیھا لدفع الحرو البرد واثاث المنزل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۰ . ط.س. ج۲ ص ۲۶۴) فلیس فی دور السکنی الخ وکذا طعام اھلہ وما یتحمل بہ من الاوانی اذا لم یکن من الذھب والفضۃ الخ والات المحترفین (عالمگیری کشوری کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۰ . ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۷۲) ظفیر.

(۶) الا شباہ و النظائر ص

بلا اجازت موکل کے وکیل نے ایسا کیا تو اس کی زکوۃ ادا نہ ہوگی اور جو کچھ وکیل فقراء وغیرہم کو دے گا وہ وکیل کی طرف سے ہبہ یا صدقہ ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ ولو خلط زکوٰۃ موکلیة ضمن وکان متبرعاً قال فی الشامی قوله ضمن وکان متبرعاً الخ لا نه ملکه بالخلط وصار مودیاً مال لنفسه قال فی التتارخانية الا ؤاوجد الاذن اواجاز الما لکان اھ ای اجاز ا قبل الدفع الی الفقیر لما فی البحر لوادی زکوٰۃ غیره بغیر امره فبلغه فاجاز لم یجز لانها وجدت نفاذاً علی المتصدق لا نها ملکه ولم یصرنا ئباً عن غیره فنفذت علیه لکن قدیقال تجزی عن الآمر مطلقاً لبقاء الاذن بالدفع قال فی البحر ولو تصدق عنه بامره جاز الخ ثم قال فی التتار خانیة اووجدت دلالة الا ذن بالخلط کما جرت العادة بالا ذن من ارباب الحنطة نجلط ثمن الغلات ۔(۱) الخ ۔ فقط۔

خاص ضرورت کے لئے جو رقم جمع کرے اس پر زکوۃ

(سوال ۵۴) اگر اپنی بہت سی ضروریات کو بند کر کے کسی خاص ضرورت کے لئے روپیہ جمع کیا جائے تو اس پر زکوۃ آوے گی یا نہیں۔

(جواب) بعد سال بھر کے اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۲) فقط۔

وکیل نے دوسرے مستحق کو زکوۃ دے دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۵) اگر زید عمر کو زکوۃ کا وکیل بنادے کسی خاص مستحق زکوۃ مثلاً خالد کو دینے کے لئے اگر عمر، بکر کو کہ وہ بھی مستحق زکوۃ ہے دے دے تو زید کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے وهذا حیث لم یا مره بالدفع الی معین اذ لو خالف ففیه قولان حکا هما فی القنیة(۳) الخ حاصل یہ ہے کہ اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ قول ہے کہ زکوۃ ادا ہو جاوے گی اور دوسرا یہ کہ ادا نہ ہوگی اور وکیل ضامن ہوگا پس احتیاط یہ ہے کہ دوسرے کو نہ دے بلکہ اسی کو دے جس کو موکل نے معین کیا ہے۔(۴) فقط

بیس ہزار قرض ہو اور بچت نہ ہو تو زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۶) زید نے بمبئی کپڑے کی کمپنی میں بیس ہزار کا حصہ روپیہ قرض لے کر خرید کر لیا ہے، اس وقت زید پر زکوۃ فرض ہے یا نہیں جب کہ اس کو کچھ بچت بوجہ ادائیگی قرض کے نہیں ہے۔

(جواب) اس صورت میں جب کہ بقدر مال موجود کے اس کے ذمہ قرض ہے اور بچت کچھ نہیں ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۵) فقط۔

....

(۱) رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۴ ط.س. ج۲ص ۲۶۹ . ۱۲ ظفیر

(۲) شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو ملکه وتنمية المال کالدراهم والدنانیر لعینهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزکوٰۃ کیفما امسکهما ولو للنفقة(الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۳ ص ۱۳ ط.س. ج۲ص۲۶۷) ظفیر

(۳)رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۵ ط.س. ج۲ص ۲۶۹ . ۱۲ ظفیر.

(۴)وهنا الوکیل انما یستفید التصرف من الموکل وقد امره بالدفع الی فلان فلا یملک الدفع الی غیره کما لوا وصی لزید بکذا لیس للوصی الدفع الی غیره. (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۵ ط.س. ج۲ص ۲۶۹) ظفیر

(۵)فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ و مدیون للعبد بقدر دینه فیز کی الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۸ و ج ۲ ص ۹ ط.س. ج۲ص ۲۶۳) ظفیر

اگر ایک سال کی زکوۃ نہ دی تو دوسرے سال وہ کیا کرے

(سوال ۵۷) اگر کوئی شخص صاحب نصاب ایک سال زکوۃ دینے سے بوجہ غفلت قاصر رہا تو دوسرے سال کس حساب سے زکوۃ ادا کرے۔

(جواب) دوسرے سال اس کو اس سال کی اور پچھلے سال کی زکوۃ دینی چاہئے۔ اور حساب یہ ہے کہ پچھلے سال ختم سال پر جس قدر مال وروپیہ وغیرہ ہو اس کی زکوۃ دیوے اور اس سال جس قدر روپیہ وغیرہ ہے اس کی زکوۃ دیوے۔ (۱) فقط۔

عورت کو زیورات والدین نے دیئے ان کی زکوۃ عورت پر ہے یا اس کے شوہر پر

(سوال ۵۸) زید کی زوجہ کو جو زیور والدین سے ملا ہے اس کی زکوۃ زید پر ہے یا زوجہ پر زید کو اتنی آمدنی نہیں ہے کہ وہ زکوۃ دے سکے، اور جب زید کو آمدنی ہو جاوے تو اس کو یہ معلوم نہیں کہ زیور کس قدر ہے، آیا اندازہ سے زکوۃ دے سکتا ہے اور اگر کئی برس کی زکوۃ حساب کرنے سے زیادہ رقم ہو جاوے تو متفرق طور سے ادا کر سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) زکوۃ زید کی زوجہ کے ذمہ ہے وہی ادا کرے، زید کے ذمہ اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے اور جب زید کو وسعت ہو جاوے اور وہ اپنی زوجہ کی طرف سے زکوۃ دینا چاہے تو وہ بھی دے سکتا ہے اور زیور کا اندازہ کر لیا جاوے اس اندازہ کے موافق زکوۃ دی جائے اور کئی برس کی زکوۃ متفرق طور سے تھوڑی تھوڑی دینا بھی درست ہے۔ (۲) فقط۔

زیور کا والدہ کو مالک بنا دیا تو زکوۃ کس پر ہے

(سوال ۵۹) ایک شخص نے اپنی والدہ کو زیور بنوا کر دیا اور اس پر والدہ کو کلی اختیار دے دیا، تو اس کی زکوۃ والدہ پر عائد ہوگی یا بیٹے پر؟

(جواب) جب کہ اس نے زیور اپنی والدہ کی ملک کر دیا تو اس کی زکوۃ اس کی والدہ کے ذمہ واجب ہے۔ (۳) اور اگر لڑکا چاہے تو اس کی طرف سے ادا کر سکتا ہے۔ فقط

سال پورا ہونے کے دو تین ماہ تاخیر سے زکوۃ کی رقم دے تو یہ کیسا ہے

(سوال ۶۰) گذشتہ رمضان شریف میں زیور کی زکوۃ واجب الاداتھی مگر روپیہ آمدنی کا دو تین ماہ بعد ملنے والا تھا۔ تو یہ وقفہ کرنا درست ہے یا نہ۔

(جواب) یہ وقفہ درست ہے۔ (۴) فقط۔

زمین کی قیمت بقدر نصاب ہے مگر پیداوار نہیں تو کس کا اعتبار ہوگا

(سوال ۶۱) شخصی قدر اراضی کہ قیمتش زائد از نصاب اضحیہ وصدقہ فطر باشد لیکن پیداوارے سالانہ بنصاب نمی

(۱) وافتر اضها عمري اى على التراخي وصححه البا قاني وغيره وقيل فوري اى واجب على الفور وعليه الفتوى الخ فيا ثم بتاخير ها بلا عذر وتر دشهادته (ايضا ج ۲ ص ۱۲ .ط.س.ج۲ص ۲۷۱) ظفير.

(۲) وافتر اضها عمري اى على التراخي (در مختار) قال في البدائع وعليه عامة المشائخ ففي اى وقت ادى يكون مودبا للواجب (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س.ج۲ص ۲۷۱) ظفير

(۳) الزكوة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما اوحال عليه الحول (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۷ .ط.س.ج۲ص) ظفير

(۴) وافتراضها عمري اى على التراخي (درمختار) قال في البدائع وعليه عامة المشائخ ففي اى وقت ادى يكون موديا للواجب (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س.ج۲ص ۲۷۱) ظفير.

رسد۔ دریں صورت کدام جہت معتبر ومعتمد است، جہت قیمت یا پیداوار

(جواب) دریں صورت اختلاف است مابین امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ امام محمدؒ می فرمایند کہ ایں چنیں نصاب مذکور مانع از اخذ زکوٰۃ نیست وصدقہ فطر واضحیہ بروواجب نیست۔ وامام ابو یوسفؒ نصاب مذکورہ را مانع از اخذ زکوٰۃ می فرمایند وصدقہ فطر واضحیہ بروواجب می گویند واساتذہ کرام قول امام ابو یوسفؒ احوط دانستہ بر وعمل پسند فرمودہ اند وقول امام محمدؒ اوسع است و فقہاء فتوی براں دادہ اند:۔ انه تجب على كل مسلم ذى نصاب فاضل عن حاجة الا صلية كدينه و حوائج عياله وان لم يتم كما مروبه اى بهذا النصاب تحرم الصدقة وتجب الا ضحيه الخ وذكر فى الفتاوىٰ له حوانيت و دور الغلة لكن غلتها لا تكفيه ولعيا له انه فقير ويحل له اخذ الصدقة عند محمد وعند ابى يوسف لا يحل۔(۱) فقط۔

شرکت کی تجارت میں جوزکوٰۃ نکلی اگر دوسرا شریک نہیں دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۲) عرصہ تقریباً سات سال کا ہوا کہ زید اور بکر نے ایک دوکان شراکتی تجارت کی شروع کی تھی۔ شراکت کرنے کے وقت زید اور بکر کا باہمی معاہدہ یہ ہوا تھا کہ زکوٰۃ اپنے اپنے روپیہ کے مطابق ادا کی جاوے گی۔ چنانچہ اسی طور سے عرصہ چہار سال تک عمل درآمد رہا۔ ایک سال میں تقریباً دو ہزار روپیہ زکوٰۃ کے نام صرف ہوا تو بموجب معاہدہ کے زید کے ذمہ مبلغ دوصد پچاس روپیہ نکلے، اور بکر کے ذمہ ایک ہزار سات سو پچاس روپے نکلے تو اب زید اپنے حصہ کا روپیہ دینے سے انکار کرتا ہے تو شرعاً اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جس قدر زید کے روپیہ کی زکوٰۃ ادا کی گئی وہ زید کے ذمہ ہے اس کے حساب میں لگائی جائے گی اور جو رقم بکر کے ذمہ واجب ہے وہ بکر کے حساب میں لگائی جائے گی۔ زید کا انکار کرنا معتبر نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے وان تعدد النصاب تجب اجماعاً ويترا جعان بالحصص الخ (در مختار) قوله ان تعدد النصاب، اى بحيث يبلغ قبل الضم مال كل واحد بانفراده نصاباً فانه يجب حينئذ على كل منهما زكوة نصابه(۲) الخ شامى ج ۲ ص ۳۵ (ع)۔ فقط۔

مندرجہ ذیل استعداد رکھنے والے پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۳) زید مقروض ہے ہر سال اس کی آمدنی اس کو کفایت نہیں کرتی، اکثر جائداد بیع کر کے خرچ چلاتا ہے صاحب عیال کثیر ہے۔ تعلیم میں بہت خرچ ہوتا ہے۔ زید کے پاس علاوہ سامان خانہ داری کے کچھ زیور طلاء ونقرہ ظروف وصندوق و پارچہ وغیرہ ہے تو زید پر زکوٰۃ صدقہ فطر، قربانی۔ فاتحہ محرم۔ حج۔ فاتحہ شب برات۔ اور امداد اعزاء وغرباء واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) زیور ونقد اگر اس قدر ہے کہ بعد ادائے قرضہ بقدر نصاب باقی رہے تو اس باقی پر زکوٰۃ واجب ہے۔(۳) اور صدقہ فطر واضحیہ اس پر واجب ہے اور حج کی قدر اگر زیور ونقد باقی رہے تو حج بھی فرض ہے باقی فاتحہ محرم اور فاتحہ

---

(۱) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ص۳۳۸. ۱۲ ظفير،(۲) ديكهئے رد المحتار للشامى كتاب الزكوة، باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ص ۳۰۴. ۱۲ ظفير(عه) رد المحتار مجتبائى دهلى ۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۶۰

(۳) فلا زكوة على مكاتب الخ و مديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار على هامش رد المختار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹. ط.س. ج۲ص ۲۶۳) ظفير.

شب برات وغیرہ کسی پرواجب نہیں ہے بلکہ جائز بھی نہیں ہےاور امداد غرباء واقرباء جب ہے کہ اپنے اہل وعیال کے خرچ سے زیادہ ہو۔ فقط۔

قرض مجرا کر کے بقیہ مالیت کی زکوٰۃ دی جائے

(سوال ۶۴) ہندہ کے پاس دوسو پچاس روپیہ بھر چاندی اور تہتر روپیہ بھر سونا ختم سال پر جمع ہے جس کی بازاری قیمت ایک ہزار سات سونواسی روپیہ ہےاور خاوند متوفی کی جائداد سے سوروپیہ ماہوار پاتی ہے جس کی بابت آٹھ سوروپیہ بقایا ہے اور ۳۵۷ قرضہ ہے۔ ہندہ مذکورہ نے بہ شراکت زید ایک اراضی خریدی ہے جس کی قیمت بارہ تیرہ سوروپے بائع کو دی مگر بائع روپے سے انکاری ہوگیا جس کی بابت نالش کی جائے گی۔ وصول مذبذب ہے۔ ہندہ نے زید سے کہہ دیا ہے کہ اگر روپیہ نہ ملے میں ذمہ دار ادائیگی کی ہوں۔ اب کل رقم ہندہ کے ذمہ ہوگی اور زکوٰۃ میں مجرا ہوگی یا نصف۔

(جواب) اس صورت میں جو قرضہ بذمہ ہندہ ہے وہ مجرا کر کے باقی کی زکوٰۃ ہندہ کے ذمہ واجب ہے اور قرضہ متنازعہ میں سے نصف قرضہ جو بذمہ ہندہ ہے اس وقت مجرا کیا جائے گا۔ (۱) فقط۔

بیٹا جو مال باپ کے تصرف میں دے دے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے

(سوال ۶۵) زید نے اپنا کمایا ہوا مال ماں باپ کے پاس رکھ دیا اور والد کو اختیار تام حاصل ہے تو زکوٰۃ کس پر واجب ہے اور ایک مال والد اور ولد دونوں نے کمایا، والد کے قبضہ میں ہے اور وہی متصرف ہے۔ زکوٰۃ کس پر واجب ہے۔

(جواب) جو مالک ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یعنی ولد پر (۲) اور دوسری صورت میں چونکہ والد کو تمام تصرفات وانتظامات کے متعلق اختیار تام حاصل ہے۔ تو پھر زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی انہی کے ذمہ ہے۔ فقط۔

بارہویں مہینہ میں جس روپیہ سے مکانات خرید لے کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے

(سوال ۶۶) ایک شخص کے پاس ہزار روپیہ ہے، جو حاجات ضروریہ سے زائد ہے جب اس پر گیارہ ماہ گزر ے تو اس نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے مکانات یا اور مال خرید لیا تو اس پر اس روپیہ کی زکوٰۃ ہے یا نہ۔

(جواب) جب تک حولان حول نہیں ہوا اور اس نے مکان یا وہ سامان خرید لیا جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو اس روپیہ کی زکوٰۃ ساقط ہوگئی۔ (۳) فقط۔

سوروپے دو بھائی اور دو بہن میں ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں

(سوال ۶۷) ایک شخص کے پاس حاجت اصلیہ سے زائد سوروپے ہیں اور اس کے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں مگر وہ اس روپے کے لینے کے بارہ میں کچھ کہتے بھی نہیں اور انکار بھی نہیں کرتے تو اس شخص پر اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

---

(۱) ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالىٰ كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكوة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع الخ و سواء كان الدين من النقود (عالمگیری مصری كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۲ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۷۲) ومديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹ . ط. س. ج ۲ ص ۲۶۳) ظفير.

(۲) الزكوة واجبة على حر مسلم عاقل بالغ اذا ملك نصابا ملكا تاما (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۵)

(۳) ولا بد من الحول لانه لا بد من مدة يتحقق فيها النماء وقدر السرع بالحول لقوله صلى الله عليه وسلم لا زكوة فى مال حتىٰ يحول عليه الحول (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفير.

(جواب) اگر سو روپے تنہا اس کی ملک ہیں تو زکوٰۃ اس پر واجب ہے اور اگر وہ ترکہ پدری ہے اور دو بھائی اور دو بہن اس میں...... شریک ہیں تو ان میں سے کسی کے حصہ میں بقدر نصاب نہیں آتا لہٰذا کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اس میں اس بھائی اور دونوں بہنوں کا حصہ ہے ۳۳ ⅓ روپے ایک بھائی کے اور اسی قدر دوسرے بھائی کے اور اسی قدر ہر دو بہنوں کے ہیں۔(۱) ان کے نہ لینے سے ان کا حق ساقط نہیں ہوا۔ فقط۔

جتنی زکوٰۃ واجب ہو اس سے زیادہ دینا کیسا ہے

(سوال ۶۸) زکوٰۃ حساب سے تین یا چار روپے ہو اور وہ اس کے بجائے ایک دو روپیہ زیادہ دے دیوے تو کیا زکوٰۃ اس کی بیکار ہو جائے گی۔

(جواب) اس صورت میں ثواب زیادہ ہوا۔ زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی اور ایک روپیہ زیادہ دینے کا ثواب زیادہ ہوا۔ فقط۔

بارہ سو روپے جس کے پاس ہوں وہ گیارہ سو کا مقروض ہے تو کتنے کی زکوٰۃ دے

(سوال ۶۹) زید کے پاس سال بھر بارہ سو روپے رہے لیکن گیارہ سو روپے کا قرض دار ہے، اگر بکر اس کا والد اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو ایک سو روپے کی کرے یا گیارہ سو کی۔

(جواب) اس صورت میں صرف ایک سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی گیارہ سو روپے قرض میں مستثنیٰ ہوں گے۔(۲)

وکیل زکوٰۃ میں تصرف نہیں کرسکتا ہے

(سوال ۷۰) وکیل مال ز ۃ کو اپنے تصرف میں لاکر اس کے بجائے اپنے پاس سے زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) وکیل کو یہ تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ زکوٰۃ کا اس کے پاس آئے اس کو فقراء کو دیوے۔(۳) فقط۔

کیا زکوٰۃ کے لئے کوئی مہینہ متعین ہے

(سوال ۷۱) زکوٰۃ دینے کے لئے کون سا مہینہ معین ہے۔

(جواب) ادائے زکوٰۃ کے لئے شرعاً کوئی مہینہ یا کوئی دن مقرر نہیں البتہ بعض مہینوں اور دنوں کی فضیلت کو اس میں دخل ضرور ہے، یعنی جو مہینہ فی نفسہ متبرک ہے۔ جیسے رمضان شریف کہ اس میں صدقات وغیرہ کی ادائیگی بھی افضل ہے ہاں ضرورت اس کی ہے کہ جس مہینہ میں ادائے زکوٰۃ واجب ہے اس مہینہ میں ادا کرے اور پھر اس مہینہ کو مقرر کرلے۔ شرعۃ الاسلام میں ہے...... **يعين صاحب المال لزكوته شهراً لا يجاوزه لما فيه من التاخير ومن اخر الزكوة بعد وجوبها عليه من غير عذر ياثم۔**(۴) الخ فقط۔

مالک کے مال سے نفع اٹھانے والے زکوٰۃ ادا کردیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۷۲) ایک شخص جو مالک نصاب ہے اور جو اس کی ملکیت ہے اس سے دوسرے لوگ نفع اٹھاتے ہیں۔ کیا اگر زکوٰۃ مالک نصاب دوسرے لوگ جو نفع اٹھاتے ہیں اگر اکٹھے تمام کے تمام نکال لیں تو اس صورت میں مالک نصاب کی طرف سے فریضہ زکوٰۃ کا ادا ہوتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) ليس فيما دون مائتى درهم صدقة الخ (هدايه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۶) ظفير.

(۲) ومن كان عليه دين يحيط بماله فلا زكوة عليه الخ وان كان اكثر من دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا بالفراغة عن الحاجة والمراد به دين له مطالب من جهة العباد الخ (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفير. (۳) ولو خلط زكوة موكلية ضمن (ايضا ج ۲ ص ۴۱) ظفير. (۴) شرح شرعة الاسلام فصل فى سنن الزكوة والصدقة ص ۱۵۸، ۱۲ ظفير

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ مالک نصاب کے ذمہ واجب ہے لیکن اگر اس کے امر اور اجازت سے اس کی طرف سے وہ لوگ زکوٰۃ ادا کر دیں جو نفع اٹھاتے ہیں تو مالک نصاب کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی و کذا لو امر غیرہ بالدفع عنه جاز . شامی جلد ۲۔(۱) فقط۔

سال بھر خرچ کے بعد جو غلہ رہ گیا اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۷۳) جو غلہ سال بھر کے خرچ کے بعد باقی رہ گیا ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس غلہ میں جو سال بھر کے کھانے کے لئے خریدا اور بعد ختم سال باقی رہ گیا۔ زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔(۲) فقط۔

کیا اراضی باغ زیورات کی طرح باعث زکوٰۃ ہوں گے اور قرض ہو تو کیا کیا جاوے

(سوال ۷۴) زید جس کی صحرائی آراضی کی آمدنی دس من پختہ غلہ سالانہ ہے اور غلہ مختلف قسم کا ہے اور آمدنی ثمر باغ بھی بیس روپے سالانہ کی ہے اور مکان سکونتی بھی پختہ ہے اور وہ ملازم سرکار بمشاہرہ ستر روپے ماہوار ہے اور ایک گھوڑی قیمتی ایک سو روپے بھی اس کی ملکیت میں ہے۔ زید عیال دار ہے اور مقروض تین سو روپے سودی اور ایک سو پچاس روپے بلا سودی کا ہے اور اس کی کچھ صحرائی آراضی بعوض چار سو پچیس روپے رہن ہے اس کی عورت کے پاس زیور نقرئی سو روپے کا اور طلائی تین سو روپے کا ہے، زید کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ زیور جو زید کی زوجہ کے پاس ہے زید کی ملکیت میں ہے اور زید اس سے زیادہ قرض دار ہے تو زید کے ذمہ صورت مسئولہ میں زکوٰۃ دینا فرض نہیں ہے۔(۳) فقط۔

زرعی جائداد پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۷۵) اگر کسی شخص کے پاس زرعی جائداد ہے اور قرض بھی دینا ہے، لیکن اگر جائداد کی قیمت ٹھہرائی جائے تو قرض کم ہے، ایسے شخص کے پاس اگر کچھ زیور ہو تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ زیور وغیرہ کی قیمت قرض سے بہت کم ہے۔

(جواب) اس پر زکوٰۃ لازم نہیں۔(۴) فقط۔

انگریزی روپے سے نصاب کی مقدار کیا ہے

(سوال ۷۶) اس روپیہ انگریزی سے نصاب کی صحیح مقدار کیا ہے؟

(جواب) دو سو درہم مقدار نصاب ہے۔ انگریزی روپیہ سے چون روپے دوانے تقریباً ہوتے ہیں۔(۵) (یہ سن ۱۳۳۵ھ کی بات ہے۔ اب چاندی گراں ہے، اس وقت ۸/ صہ ۱ تے ہیں۔ ظفیر)

---

(۱) رد المحتار للشامی کتاب الزکوٰۃ ج۲ ص ۱۵ . ط.س. ج۲ ص ۲۶۹ . ۱۲ ظفیر۔

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجة الا صلية فليس في دور السكنى وثياب البدن و اثاث المنزل الخ وكذا طعام اهله (عالمگیری کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۱ . ط.س. ج۲ ص ۱۷۲) ظفیر.

(۳) فلا زكوة على مكاتب الخ ومديون للعبد بقدر دينه فيزكى الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۸. ط.س. ج۲ ص ۲۶۳) ظفیر.

(۴) ولا في ثياب البدن الخ ودور السكنى ونحوها (در مختار) قوله ونحوها كثياب البدن غير المحتاج اليها وكالحوانيت والعقارات (رد المحتار للشامی کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۰ ط.س. ج۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر

(۵) آج کل دو سو درہم کی قیمت (اگر چاندی تین روپے بھر ہے، تو) ایک سو ساڑھے ستاون ہوگی۔ اتنی بات ذہن نشین رہے کہ دو سو درہم کا وزن ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، چاندی کی قیمت کے گھٹنے بڑھنے سے روپے کا نصاب بدلتا رہے گا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

سو روپے کی زکوٰۃ کیا ہے

(سوال ۷۷) سو روپے میں سے کتنی زکوٰۃ نکالنی چاہئے مشہور فیصدی ۲/۱-۲ ہے، تو یہ صحیح ہے۔

(جواب) ۲/۱-۲ فیصدی حساب صحیح ہے، کیونکہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں واجب ہے۔ (۱)

دلہن کو جو زیور دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے

(سوال ۷۸) بعض اقوام میں نابالغ اولاد کا نکاح کر دیتے ہیں۔ دولہا کا باپ دلہن کو جو زیور چڑھاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے۔

(جواب) وہ زیور جو دولہا کا باپ دیتا ہے وہ زیور ہمارے عرف میں دلہن کی ملک نہیں ہے لہٰذا اس کی زکوٰۃ دولہا کے باپ کے ذمہ ہے۔ (جہاں عرف میں وہ زیور دلہن کی ملک قرار پاتا ہے اس کی زکوٰۃ دلہن پر ہوگی۔ ظفیر)

مندرجہ ذیل صورت میں کتنے کی زکوٰۃ دے

(سوال ۷۹) زید کے پاس شروع سال میں ایک ہزار چھ سو روپے کا مال بایں تفصیل تھا کہ تین سو روپے کا مکانات تعمیر کردہ وخرید کردہ اور آٹھ سو روپے لوگوں کے ذمہ قرض اور پانچ سو روپے کا پارچہ تجارتی موجود ہے تو اس صورت میں زید کو کس قدر رقم کی زکوٰۃ دینی چاہئے؟ اور چار سو روپے کا ساہوکاری قرض ہے۔

(جواب) مکان تعمیر کردہ وخرید کردہ میں زکوٰۃ نہیں ہے، پانچ سو روپے کے مال موجودہ پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن چار سو روپے جو ساہوکار کے ہیں اس میں سے وضع کر کے ایک سو روپے کی زکوٰۃ فی الحال ادا کرنا واجب ہے۔ (۲) اور آٹھ سو روپے جو دوسروں کے ذمہ قرض ہے اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے مگر ادا کرنا اس کی زکوٰۃ کا بعد وصول کے ہے اگر فی الحال دے دیوے یہ بھی درست ہے۔

زکوٰۃ میں مہینہ کا اعتبار ہے یا تاریخ کا

(سوال ۸۰) زکوٰۃ کے حساب کے لئے کوئی تاریخ معینہ کا اعتبار ہے یا مہینہ کا کیونکہ اس میں بڑا فرق ہو جاتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے، تاریخ مقرر کرے یا ماہ۔

(جواب) زکوٰۃ کے حساب کے لئے تاریخ کا اعتبار ہے، جس تاریخ کو سال پورا ہو جاوے اسی تاریخ میں ...... زکوٰۃ واجب ہوگی جس وقت بھی زکوٰۃ ادا کرے گا اعتبار اسی تاریخ وجوب کا رہے گا۔ اگلے سال اسی تاریخ میں زکوٰۃ واجب ہو جاوے گی جس تاریخ پر پچھلے سال واجب ہوئی ہے۔ (۳) فقط۔

نابالغ کے مال میں جو شرکت میں ہے زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۸۱) مستقیم وعبد الحلیم دو بھائی شاملات ہیں عبد الحلیم فوت ہو کر لڑکا نابالغ چھوڑا، لڑکے کے مال پر مستقیم قابض ہے، بطور ولی وسرپرست کے مستقیم اپنے حصہ کی زکوٰۃ دیتا ہے۔ کیا وہ عبد الحلیم متوفی کے حصہ کی بھی

---

(۱) لیس فیما دو ن مائتی درهم صدقة الخ فاذا كانت مائتين وحال عليها الحول فيها خمسة دراهم (هدایه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۲) ظفیر.

(۲) ومن عليه دين يحيط بما له فلا زكوة عليه الخ وان كثر من دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا (كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفیر. (۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من استفاد مالا فلا زكوة فيه حتى يحول عليه الحول رواه الترمذی (مشكوة ص ۱۵۷) ظفیر وسببه ملك نصاب حولى لحولا نه عليه (در مختار) اى الحول القمرى لا الشمس (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۵ ط.س. ج۲ ص ۲۵۹) ظفیر.

زکوۃ دیوے یانہیں۔

(جواب) عبدالحلیم کے فوت ہونے کے بعد اس کا ترکہ نابالغ لڑکوں کی ملک ہوگیا اور نابالغ کے مال میں زکوۃ واجب نہیں ہے پس مستقیم ان لڑکوں کے مال کی زکوۃ نہ دے صرف اپنے حصہ کی دیوے۔(۱) فقط۔

نابالغین کی جوامانت والدین کے پاس ہواس میں زکوۃ ہے یانہیں

(سوال ۸۲) نابالغین کا حصہ جو بطور امانت ان کے والدین کے پاس ہواس میں زکوۃ ہے یانہیں۔

(جواب) اس میں زکوۃ لازم نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار وشرط افترا ضها عقل وبلوغ الخ فلا تجب على مجنون وصبي الخ شامي۔(۲)

جو پیداوار کھانے کے لئے بھی کافی نہ ہوکیا اس میں بھی زکوۃ ہے

(سوال ۸۳) بسا اوقات پیداوار میں اس قدر غلہ بھی نہیں ہوتا جس کی قیمت خرچ شدہ رقم کے برابر ہو ایسی صورت میں زکوۃ کس طرح ادا کی جائے۔

(جواب) جو کچھ پیدا ہوا اس کا دسواں حصہ نکالنا چاہئے، خواہ کم ہو یا زیادہ، مثلاً اگر سو من غلہ پیدا ہوا تو دس من دیا جائے اور اگر دس من پیدا ہوا تو ایک من دیا جاوے۔(۳)

جس روپے کے وصول ہونے کی امید نہیں کیا اس پر بھی زکوۃ ہے۔

(سوال ۸۴) زید تجارت کرتا ہے اور لوگوں کے ذمہ اس کا قرض باقی ہے، بعض ان میں سے فرار ہوگئے اور بعض بالکل غریب ہیں جن سے وصول ہونے کی امید نہیں ہے۔ اب زید اس روپے کی زکوۃ ادا کرے یانہیں۔

(جواب) قرض میں جو روپیہ ہے اس کی زکوۃ بعد وصول کے ادا کرنا واجب ہوتی ہے، پس جو روپیہ وصول نہ ہو اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہ ہوئی۔(ولو كان الدين على مقر ملئي اؤ على معسر او مفلس اى محكوم با فلاسه او على جاحد عليه بينة وعن محمد لازكوة وهوا لصحيح لا ن البينة قد لا تقبل او علم به قاض الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲)ظفیر۔

سال میں جو رقم گھٹتی بڑھتی رہی اس کی زکوۃ کیسے ادا ہوگی

(سوال ۸۵) زید کے پاس ابتداء سال میں، مثلاً ایک ہزار روپیہ تھا، اثنائے سال میں کم وبیش ہوتا رہا۔ آخر میں دس ہزار ہوگیا تو کس قدر روپے کی زکوۃ واجب ہے۔

(جواب) آخر سال کا اعتبار ہے، اس صورت میں دس ہزار روپے کی زکوۃ واجب ہوگی۔(۴) فقط۔

---

(۱) وشرط افتراضها عقل بلوغ اسلام وحرية (درمختار) قوله بلوغ قال فى البحر و خرج المجنون والصبى فلا زكوة فى مالهما كما لاصلاة عليهما للحديث المعروفه رفع القلم عن ثلاث (طحطاوى ج ۱ ص ۳۸۹) ظفير.

(۲) رد المحتار كتاب الزكاة ج ۲ ص ۴ .ط.س. ج۲ص۲۵۸. ۱۲ ظفير.

(۳) قال ابو حنيفة فى قليل ما اخرجته الا رض و كثيره العشر سواء سقى سيحا او سقته السماء الا القصب والحطب والحشيش. (هدايه ج ۱ ص ۱۸۳) ظفير۔

(۴) والمستفادو لوبيهبة وارث وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه فيزكيه بحو ل الا صل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۱ .ط.س. ج۲ص۲۸۸) ظفير۔

گھر کا زیور تمام گھر والوں پر تقسیم ہوکر نصاب بنے گا یا مجموعہ

(سوال ۸۶) یہ جو یہاں پر رواج ہے کہ مرد وعورت واولاد ہوشیار نابالغ یا بالغ سب اکٹھے رہتے ہیں اور گھر بار کا کام کرتے ہیں وہ سب کے سب تمام ضروریات دنیاوی اپنی اسی پیشہ کے وصولی (آمدنی) سے ادا کرتے ہیں یہاں تک کہ جو کچھ عورت کو اس کے ماں باپ وغیرہ دیتے ہیں وہ بھی اپنے اپنے زوج واولاد سے علیحدہ نہیں رکھتی ہے مثلاً اس طرح پر بسر اوقات کرنے والے تین شخص ہیں۔ زوج، زوجہ، بیٹا۔ پس اگر ان کی تمام ضروریات سال کی ان کے پیسہ کے وصول سے ادا ہوکر باون روپے کا زیور یا نقد یا دیگر مال ہو تو مالک فقط زوج ہی ہوگا یا زوجہ و بیٹے کا بھی حصہ سمجھا جائے گا؟ یا تاحیات زوج زوجہ۔ بیٹے کا حصہ شریعت میں نہیں ہے؟ بعض ایسے اشخاص ہیں کہ اگر مالک فقط زوج ہی سمجھا جائے تو اہل نصاب ہوتا ہے، اور اگر زوجہ و بیٹے کے حصہ کا حساب لگایا جاوے تو حد زکوٰۃ کو نہیں پہنچتے۔

(جواب) وہ سب مال شوہر کا ہے سوائے اس کے جو زوجہ کو اس کے ماں باپ کے یہاں سے ملا ہو، اس کی مالک زوجہ ہے اور جب کہ ملک شوہر کی قدر نصاب کو پہنچ جاوے تو بعد حولان حول اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آلات تجارت میں زکوٰۃ

(سوال ۸۷) آلات تجارت مثل کشتیاں وجہازات اور بیل گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں نقل اموال تجارت کے واسطے اور دوکاندار کے گھر وغیرہ اموال کے بیع کے واسطے، یہ سب آلات عروض تجارت میں شامل ہوں گے یا آلات محترفہ ہیں۔

(جواب) یہ اشیاء آلات محترفہ میں داخل ہیں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ و کذلک الات المحترفین الخ (ای لا زکوٰۃ فیھا)۔(۱)

جو روپیہ دھوکہ سے غریب کو دے دیا نیت سے زکوٰۃ ہوگی یا نہیں

(سوال ۸۸) زید نے ایک سو ساٹھ روپے عمر کے پاس بھیجے اور لکھ دیا کہ سو روپے تمہارے ہیں اور ساٹھ روپے خالد کے لڑکوں کے ہیں۔ زید سے حروف کے پڑھنے میں غلطی ہوئی، اس بنا پر وہ یہ سمجھا کہ سو روپے خالد کے لڑکوں کے ہیں اور ساٹھ میرے ہیں۔ چنانچہ اس نے سو روپے خالد کے لڑکوں کو دے دیئے۔ خالد کے لڑکے غنی نہیں ہیں اور عمر کے لڑکوں سے چالیس روپے لینا مناسب نہیں سمجھتا لہٰذا وہ روپیہ زکوٰۃ میں مجرا ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ روپیہ ان کے پاس موجود ہے تو نیت زکوٰۃ کی ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے کما لو دفع بلا نیۃ ثم نوی والمال قائم فی ید الفقیر۔ الخ۔(۲)

نصاب زکوٰۃ کیا ہے

(سوال ۸۹) نصاب زکوٰۃ کیا ہے مفصل تحریر فرمائیے۔

(جواب) نصاب نقرہ ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے، کیونکہ شریعت میں دراہم کے اندر وزن سبعہ معتبر ہے اس کی تصریح کتب فقہ میں ہے اور وزن سبعہ یہ ہے کہ دس دراہم برابر سات مثقال کے ہوں اس حساب سے دوسو درہم برابر ۱۴۰ (ایک سو چالیس) مثقال کے ہوئے اور مثقال وزن معروف ساڑھے چار ماشہ ہے چنانچہ اس کی تصریح بہت جگہ موجود

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۱. ط.س. ج۲ص۲۶۵ ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص۲۶۸ ۱۲ ظفیر۔

ہے اور علماء کبار نے اس کو اختیار کیا ہے۔ پس دوسو درہم برابر ۶۳۰ ماشہ کے ہوئے، اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۵۲ ½ تولہ خارج قسمت نکلا، یہی نصاب فقہ ہے۔ (۱) فقط۔

مکان وغیرہ کی زکوٰۃ کا حکم

(سوال ۹۰) ایک شخص کے بہت سے مکان ہیں کرایہ پر دیا کرتا ہے۔ ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ بیل گاڑی وغیرہ کرایہ کی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اویوا جرد ارہ التی للتجارۃ بعرض من العروض؟

(جواب) عبادت اویوا جردارہ التی للتجارۃ بعرض من (۲) العروض جودار کے ساتھ للتجارہ کی قید لگائی گئی ہے یہی معتبر ہے یعنی جودار تجارۃ کے لئے بنایا گیا ہے۔ یا خریدا گیا ہے اس کی اجرت میں جو عرض حاصل ہوا اس میں زکوٰۃ لازم ہے اور خود اس دار کی قیمت میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر مکانات رہنے کے لئے بنائے گئے ہیں یا خریدے گئے ہیں اور ان کو کرایہ پر دے دیا تو اس صورت میں مکانات کی قیمت میں زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ کرایہ پر بشرائطہا زکوٰۃ لازم ہوگی اور یہی حکم بیل اور گاڑی کا ہے اور علامہ شامی نے جو کچھ اس قول کی شرح میں نقل کیا ہے اس کو ملاحظہ کیا جاوے، جامع کی روایت کی تصحیح کیا ہے علامہ کے نزدیک اسی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جامع کی روایت کی تفصیل یہی ہے جو اوپر معلوم ہوئی ہے۔ (۳) فقط۔

زکوٰۃ خریداری کی قیمت پر دی جاتی ہے یا جس قیمت پر بیچی جاتی ہے

(سوال ۱/۹۱) ایک شخص نے کچھ کتابیں تاجرانہ نرخ سے خریدیں یا اپنے پریس میں چھاپیں اور ہزار روپیہ میں اس کو پڑ گئیں، مگر بازار میں دو ہزار کی ہیں تو زکوٰۃ دو ہزار کی دینا چاہئے؟ اس کی بابت سوالات ہیں۔

بازار سے کیا مراد ہے مقامی یا کوئی اور

(سوال ۹۲/۲) لاگت میں مال ایک ہزار کا ہے، مگر بازار میں دو ہزار کا ہے، اس بازار سے مراد کیسا بازار ہے؟ آیا خاص مقامی بازار ہے یا شہر وقصبہ کا؟

عطر میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۹۳/۳) عطر وروغن جو بغرض تجارت تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس حساب سے؟

عطر وروغن کی زکوٰۃ لاگت پر دی جائے یا بکری پر

(سوال ۹۴/۴) عطر وروغن اکثر بذریعہ پارسل وی. پی بیرونجات میں روانہ ہوتا ہے اور بہت کم قنوج میں بھی فروخت ہوتا ہے ایسے مال پر اختتام سال پر کس حساب سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ آیا لاگت کے حساب سے یا جس حساب سے مال بیرونجات میں روانہ ہوتا ہے؟

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے رد المحتار ج ۲ ص ۳۸ ط.س. ج۲ص۲۹۵. ۱۲ ظفیر (۲) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳ ط.س. ج۲ص۲۶۷ ۱۲ ظفیر (۳) قوله او يواجرداره التی الخ قال فی البحر لكن ذكر فی البدائع الا ختلاف فی بدل منافع عين معدة للتجارة ففی كتاب الزكوة الا صل انه للتجارة بلا نية وفی الجامع ما يد ل على التوقف على النية و صحح مشائخ بلخ رواية الجامع لا ن العين وان كانت للتجارة لكن قد يقصد ببدل منا فعها المنفعة فتو جر الداية لينفق عليها والدار للعمارة فلا تصير للتجارة مع التردد الا بالنية ا ه قيد بقوله اللتى للتجارة اذا لوكانت للسكنى مثلاً لا يصير بدلها للتجار ة بدون النية فاذا نوى يصح ويكون من قسم الصريح (رد المحتار ج ۲ص ۱۳ ط.س. ج۲ص۲۶۷) ظفير

ختم سال کے بعد کل مال موجودہ عطر وروغن وغیرہ وزن کرلیا جاتا ہے اور بحساب لاگت میزان لگا کر اس پر زکوۃ دی جاتی ہے۔ مثلاً ایک عطر چھ۶ آنہ تولہ کی لاگت کا ہے اور اس کو آٹھ آنہ تولہ فروخت کیا گیا تو زکوۃ بحساب لاگت ۶ آنہ تولہ کے دی جاوے گی یا آٹھ آنہ تولہ کے؟

(جواب) (۱) اس سے مراد اس مقام کا بازار مراد ہے کہ جس میں وہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جب کہ قیمت اس عطر کی اور روغن کی بقدر نصاب ہو زکوۃ اس پر واجب ہے۔

(۳) زکوۃ اس حساب سے دی جاوے گی جو قیمت اس کی بازار میں ہے اور مراد اس بازار سے وہ بازار ہے جس میں وہ مال ہے۔ کما فی الدر المختار ویقوم فی البلدالذی المال فیه (در مختار علی هوامش الشامی ج ۲ ص ۳۰ باب زکوٰۃ الغنم)

(۴) جس حساب سے بکری ہوتی ہے اس حساب سے قیمت عطر وروغن کی لگائی جاوے۔ اگر نقد دینے میں نقصان معلوم ہو تو سہولت وہی طریق ہے جو القاسم میں مذکور ہے کہ بعینہ عطر وروغن کا چالیسواں حصہ نکال دیوے خواہ اس کو فروخت کر کے وہ قیمت فقراء کو تقسیم کر دیوے یا عطر وروغن ہی تقسیم کر دیوے۔ فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن۔

قرض کی زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۹۵) ایک شخص نے ایک ہزار روپیہ قرض دیا اور ۳۰۰ (سہ صد) ماہوار قسط سے لیتا ہے تو زکوۃ اس روپے پر ہے جو قرض ہے یا نہیں؟

(جواب) جس قدر وصول ہوتا رہے اس کی زکوۃ سب سالوں کی دینی لازم ہے یعنی بعد وصول قرض گذشتہ ایام کی زکوۃ بھی دینی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

(واعلم ان الدیون عند الا مام ثلاثة قوی ومتوسط وضعیف فتجب زکاتها اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فور ابل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارة الخ (در مختار علی الشامی ج ۲ ص ۸

حولان حول

(سوال ۹۶) حولان حول برائے وجوب زکوۃ از کدام وقت معتبر است۔

(جواب) حولان حول بعد تمام شدن نصاب معتبر است لا ن حولان الحول علی النصاب شرط لکونه سبباً . شامی ج ۲ ص ۱۴. جمیل الرحمن.

گوٹہ پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۹۷) بر گوٹہ ٹھپہ کہ سیم وزر دراں می باشد زکوۃ واجب است یا نہ؟

(جواب) بر گوٹہ ٹھپہ کہ سیم وزر دراں باشد زکوۃ دراں واجب است (واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله (در مختار) قال الشارح قوله ومعموله ای ما یعمل من نحو حلیة سیف او منطقة او لجام او سرج او الکواکب فی المصاحف والا وانی وغیرها اذا کانت تخلص بالا ذابة (بحر شامی ج ۲ ص ۱۴) جمیل.)

دوسراباب

زکوٰۃ کی ادائیگی

روپے کے عوض اٹھنی چونی دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے

(سوال ۹۸) ایک شخص کے ذمہ پانچ روپے زکوٰۃ کے واجب ہیں اس نے ادائے زکوٰۃ میں مثلاً دس اٹھنی یا بیس چونی نکال کردی تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگئی۔(۱)

نوٹ کے بارے میں وجوب اورادائیگی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۹۹) نوٹ کے بارے میں وجوب وادائے زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

(جواب) نوٹ جب کہ بقدر نصاب ہوں زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ روپیہ سے ادا ہوگی۔ اگر نوٹ زکوٰۃ میں دیا گیا تو جس وقت وہ شخص اس کو روپیہ سے بدل لے گا اس وقت زکوٰۃ ادا ہوجاوے گی۔(۲) فقط۔

زکوٰۃ کی رقم چوری ہوگئی تو کیا دوبارہ زکوٰۃ نکالے

(سوال ۱۰۰) ایک شخص نے زکوٰۃ مال کی نکالی اور مال زکوٰۃ ایک جگہ رکھدیا، وہاں سے کسی چور نے چرالیا تو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ اس کی ادا نہیں ہوئی، پھر زکوٰۃ دینی چاہئے۔(۳)

جوقرض تھوڑا تھوڑا آتا رہا اس کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے

(سوال ۱۰۱) زکوٰۃ اس قرض کی جو وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا آتا رہا ہے کس طرح دی جائے اور اگر دوسو میں سے بچاس وصول ہوئے بعد دوسال کے اور ۲۵ تین سال کے بعد تو بچاس کی دوسال کی اور ۲۵ کی تین سال کی علیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح ادا کی جائے یا کس طرح۔ اور اگر مقروض نے روپیہ کے بدلہ میں غلہ وغیرہ دے دیا اور وہ اشیاء گھر میں خرچ ہوگئی تو ان کی قیمت کی زکوٰۃ اسی طرح دوسال یا تین سال کی بھی دی جاوے یا کس طرح اور اگر قرض میں زمین دی گئی تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

زکوٰۃ میں گھر کا کپڑا وغیرہ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۰۲) زکوٰۃ میں بجائے روپے غلہ یا کپڑا اپنے گھر سے دیوے بازار کے بھاؤ سے تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا کیا، اور اگر بازار سے خرید کردے تب کیا حکم ہے

(جواب)(۱) جس وقت جس قدر قرض وصول ہوتا جاوے اس وقت تک کی مع پچھلے سالوں کے زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ اگر قرض کے عوض غلہ وصول ہوا تو گذشتہ سالوں کی اصل قرض کی جس کے بدلہ میں غلہ آیا ہے زکوٰۃ

---

(۱) جس طرح روپیہ سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے اٹھنی چونی سے بھی ہوتی ہے اس لئے کہ یہ بھی رائج الوقت سکہ کے حکم میں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ہمارے اس دور (سن ۱۹۶۶ء) میں نوٹ گوقانوناً حوالہ یا وثیقہ ہے مگر عملاً اور عرف عام میں سکہ اور ثمن خلقی کے حکم میں ہے اس لئے کہ روپے کی کئی سال سے صورت بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ سارا کاروبار اور سارے معاملات انہی نوٹوں سے انجام پاتے ہیں۔ لہذا خاکسار کی ذاتی رائے یہ ہے کہ نوٹوں سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے۔ کوئی دس روپے کے نوٹ کے دس روپے تلاش کرے تو اسے اس وقت نہیں مل سکتے ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) ولا یخرج عن العھدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (در مختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوۃ ولومات کانت میراثا عنه (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۵ . ط.س. ج ۲ ص ۲۷۰) ظفیر

دیوے۔(۱) آئندہ کوغلہ خوردنی پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

اور اگر زمین قرض میں آئی تب بھی قرض وصول ہوگیا۔ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔(۲)

(۲) دونوں صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوگئی، خواہ گھر سے غلہ و کپڑا وغیرہ حساب کرکے دیوے یا بازار سے خرید کر دیوے۔(۳)

مدرسہ کے مہتمم کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۳) مدرسہ دیوبند میں یا کسی اور اسلامی انجمن میں جب زکوٰۃ کا روپیہ بھیجا جاتا ہے، اس پر کسی مسکین مستحق کا قبضہ نہیں ہوتا بلکہ مہتمموں کے قبضہ میں دی جاتی ہے اور وہ مہتمم بھی مسکین نہیں ہوتے، اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(جواب) مدارس میں جو رقم زکوٰۃ کی آتی ہے اس میں مہتمم مدرسہ ایسی صورت کر لیتے ہیں جس سے معطی کی زکوٰۃ ادا ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے، وہ یہ کہ اس رقم زکوٰۃ کو اول کسی مسکین کو جو مصرف زکوٰۃ ہو دے دی جاتی ہے اور اس کی ملک کر دی جاتی ہے پھر وہ شخص مدرسہ کے مصارف کے لئے مہتمم مدرسہ کو دے دیتا ہے چونکہ زکوٰۃ میں تملیک مسکین ضروری ہے۔(۴) اس لئے طریقہ مذکورہ پہلے ہی کر لیا جاتا ہے تاکہ کچھ شبہ نہ رہے۔ علاوہ بریں طلبہ ومساکین عمدہ مصرف زکوٰۃ کے ہیں ان کی خوراک و پوشاک میں رقم زکوٰۃ صرف کرنا بلا شبہ درست ہے اور مدارس میں زکوٰۃ کا روپیہ طلبہ ومساکین کے مصارف میں صرف ہوتا ہے۔ بہر حال آپ کچھ تردد نہ کیجئے، بے تکلف رقم زکوٰۃ سے امداد طلبہ فرمائیے کہ اس میں اجر مضاعف ہے۔ فقط۔

حرام کمائی میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۴) زید یا ہندہ نے ناجائز کمائی سے کچھ مال حاصل کیا، اب وہ اپنے اس پیشہ سے تائب ہو گئے اور وہ اپنے مال سے زکوٰۃ صدقات وخیرات نکالتے ہیں...... اور حلال کمائی سے ایک پیسہ نہیں تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ جائز ہوگا۔

(جواب) مال حرام میں زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا مال حلال بھی ہے اور اس میں حرام کو ملا دیا تو امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ اس پر لازم ہے اور اگر دوسرا مال حلال بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ اس پر لازم نہیں بلکہ وہ کل مال واجب التصدق ہے۔ یعنی جب کہ لوٹانا مالکوں یا ان کے وارثوں پر متعذر ہو۔ درمختار میں ہے ولو خلط السلطان المال المغصوب بما له ملكه فتجب الزكوٰة فيه ويورث عنه الخ وهذا اذا كان له مال غير ما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلا زكوٰة كما لوكان الكل خبيثا الخ

---

(۱) اعلم ان الديون عند الا ما م ثلاثة قوى متوسط وضعيف فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقوض ومال تجارة فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷، ج ۲ ص ۴۸. ط.س. ج۲ ص۳۰۵) ظفير.

(۲) لو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص۲۶۶) ظفير.

(۳) وجاز دفع القيمة فى زكوة وعشر وخراج وفطرة ونذر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم (ج ۲ ص ۲۹. ط.س. ج۲ ص۲۸۵) ظفير.

(۴) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة (در مختار باب المصرف) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هويكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص۳۴۴) ظفير.

اورشامی میں قنیه سے لو کان الخبیث نصابا" لا یلزمه الزکوۃ لان الکل واجب التصدق علیه فلا یفید ایجاب التصدق ببعضه(۱) الخ اور مسجد بنانا مال حرام سے درست نہیں ہے اور مدرسہ میں طلبہ پر صدقہ کرنا بصورت نہ ملنے مالکوں کے یا ان کے ورثہ کے درست ہے۔ فقط۔

نوٹ دینے سے زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۵) نوٹ چونکہ مال نہیں ہے اس بنا پر شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کے پاس صرف نوٹ ہی ہوں اس پر زکوۃ واجب نہیں ہونی چاہئے اور اگر نوٹ زکوۃ میں ادا کیا جائے تو زکوۃ ادا نہ ہو۔ اور اگر زکوۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا اور اس پر مرسل الیہ کو نوٹ ملے تو زکوۃ ادا نہ ہونی چاہئے۔

(جواب) زکوۃ اس وجہ سے واجب ہے کہ ان نوٹوں کی رقوم کا روپیہ خزانہ سرکاری میں موجود مودع ہے جیسا کہ کسی کا روپیہ خزانہ میں ہو زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۲) اور نوٹ جو زکوۃ میں دیا جائے جس وقت اس کا روپیہ کر کے روپیہ پر قبضہ کر لیا گیا ہو تو زکوۃ ادا ہو جاتی ہے علی ہذا۔ جس کو بذریعہ منی آرڈر بھیجا جاوے اور مرسل الیہ کو نوٹ وصول ہو تو جس وقت مرا سل الیہ اس نوٹ کا روپیہ بھنالیوے گا زکوۃ ادا ہو جاوے گی عرض نوٹ وثیقہ ہے روپے کا۔(۳)

(موجودہ وقت میں نوٹ کو روپیہ کی جگہ تسلیم کر لینا چاہئے، اس لئے کہ اب روپے کا رواج نہیں رہا۔ بھنانے کی شرط اس دور میں لگانا بے سود ہے، عرف عام نے نوٹ کو اندرون ملک روپیہ تسلیم کر لیا ہے۔ ظفیر)

زکوۃ کی رقم الگ کر دی تھی کچھ تقسیم کی اور کچھ چوری ہوگی، کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۶) ایک شخص نے زکوۃ نکالی اور نیت کر لی اور تقسیم کرنا شروع کیا، کچھ روپیہ تقسیم کر دیا تھا اور کچھ چوری ہو گیا، اب اس کی زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب) جس قدر روپیہ چوری ہوا، اس قدر روپیہ پھر دینا چاہئے(۴) فقط۔

غصب اور رشوت کے مال پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۷) غصب ورشوت کے مال پر زکوۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ سب مال خیرات کرنا چاہئے جب کہ مالکوں اور ان کے وارثوں کا پتہ نہ لگے۔(۵) فقط۔ (اس میں زکوۃ نہیں ہے۔ ظفیر)

حدیث کی کتابوں پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۷) حدیث کی کتابیں جو ہزار پانچ سو روپیہ کی ہوں زکوۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جو کتابیں تجارت کے لئے نہ ہوں بلکہ پڑھنے اور دیکھنے اور مطالعہ کے لئے ہوں ان میں زکوۃ نہیں ہے(۱) فقط۔

---

(۱) دیکھئے رد المحتار ج ۲ ص ۳۳، ج ۲ ص ۳۴ ط.س. ج ۲ ص ۲۹۱. ۱۲ ظفیر (۲) وکذا لودیعة عند غیر مصارفه (درمختار) فلو عند مصارفه تجب الزکوۃ (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۶) ظفیر. (۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (الدر المختار علی هاش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۱۵ ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) ومقارنته بعزل ماوجب کله او بعضه ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدر المختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوۃ (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۵ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۹، ظفیر الصدیقی. (۵) والا فلا زکوۃ کما لو کان الکل خبیثا کما فی النهر (در مختار) فی القنیة لوکان الخبیث نصابا لایلزمه الزکاۃ لان الکل واجب التصدق علیه فلا یفید ایجاب التصدق ببعضه اه و مثله فی البزازیة (رد المحار باب زکوۃ الغنم ج ۲ ص ۳۴ ط.س. ج ۲ ص ۲۹۱) ظفیر.

زکوٰۃ کی رقم بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی مگر موصول نہ ہوئی کیا کیا جائے

(سوال ۱۰۸ ۱) مبلغ دس روپے کا نوٹ مدز کوٰۃ سے برائے امداد مظلومین سمرنا بصیغہ رجسٹری بھیجا گیا جب عرصہ تک رسید نہ آئی تو مکتوب الیہ کو بطور یاددہانی لکھا گیا، وہاں سے جواب آیا مجھ کو یاد نہیں کہ بذریعہ رجسٹری تمہارا کوئی نوٹ آیا ہے، مکتوب الیہ بہت بڑے اور معتبر آدمی ہیں، ایسی حالت میں زکوٰۃ ادا ہوگئی یا دوبارہ دس روپے جمع کرنے ہوں گے۔

(جواب) اس صورت میں وہ زکوٰۃ یعنی دس روپے کی رقم پھر دینی چاہئے۔(۲) فقط۔

بیوہ کا قرض اس نیت سے ادا کرنا کہ زکوٰۃ میں وضع کرلوں گا کیسا ہے

(سوال ۱۰۹ ۱) ایک عورت بیوہ مستحق زکوٰۃ ہے اگر کوئی شخص اس عورت کا قرض اس نیت سے ادا کردے کہ آئندہ زکوٰۃ میں اس روپے کو وضع کرتا رہے گا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح سے قرض ادا کردینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ ادائے قرض کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جس قدر روپیہ دینا ہو وہ روپیہ اس بیوہ کو دے کر اس کی ملک کردی جاوے پھر اس سے لے کر اس کے قرض میں دے دیا جاوے۔ اس طرح زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور قرض بھی ادا ہو جاوے گا۔(۳)

مدرسہ میں روپیہ جمع کرانے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۰ ۱) اوقاف میں بلکہ خاص مدارس اسلامیہ میں بغیر قبض کرانے طلباء وغیرہم کے کسی کی معرفت خزانہ میں یا خزانچی کے سپرد کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ اسی وقت ادا ہوگی جس وقت طلباء کو وہ رقم کسی صورت سے پہنچ جاوے، مثلاً کپڑا یا کھانا نقد ان کی ملک کر دی جاوے اور مدارس میں اکثر ایسا کرلیا جاتا ہے کہ مہتمم مدرسہ وکارکنان مدرسہ اول ہی رقم زکوٰۃ کی تملیک کرا کر خزانہ میں رکھتے ہیں تاکہ پھر حسب ضرورت صرف کرتے رہیں۔(۴)

بلا طلب دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۱ ۱) کوئی شخص زکوٰۃ کا روپیہ کسی مستحق کو بلا اس کے طلب کرنے اور کہنے کے دے دے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ جس کو زکوٰۃ دی جاوے اس پر ظاہر کردینا ضروری نہیں ہے، البتہ وہ محل اور مصرف زکوٰۃ ہونا چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) فلا زكوة على مكاتب الخ ولا في ثياب البدن الخ وكذا الكتب وان لم تكن لا هلها اذا لم تنو للتجارة غير ان الا هل له اخذا لزكوة وان ساوت نصبا الا ان تكون غير فقه وحديث وتفسير الخ وفى الا شباه الفقيه لا يكون غنيا بكتبه المحتاج اليها (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۴۰ و ج ۲ ص ۱۱. ط.س. ج۲ ص۲۶۳) ظفير.

(۲) والا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالا داء للفقراء (در مختار) فلوضاعت لا تسقط عن الزكوة (رد المحتار كتاب الزكاة ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج۲ ص۲۷۰) ظفير.

(۳) وحيلة الجواز ان يعطى مديونه الفقير زكوة ثم ياخذ ها عن دينه (درمختار) قوله حيلة الجواز اى فيما اذا كان له دين على معسر الخ (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص۲۷۱) ظفير.

(۴) ولا يخرج عن العهد با لعزل بالا داء للفقراء (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج۲ ص۲۷۰) ظفير. (۵) وشرط صحة ادا نهاية مقارنة له للاداء (الدر المختار والمراد مقارنتها للدفع الى الغقير (رد المحتار . كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص۲۶۸) ظفير.

جس قرض کے وصول کی امید نہ تھی دفعۃً مل گئی تو کیا کرے

(سوال ۱۱۲) اگر قرض کے وصول کی امید نہ رہی ہو اور پھر مثلاً دس برس کے بعد وصول ہو جاوے تو پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جس وقت قرضہ وصول ہو جاوے اس وقت پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی دینا واجب ہے اور جس سے وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ اس وقت واجب نہیں لیکن اگر کبھی وصول ہو گیا تو پچھلے برسوں کی بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔(۱) فقط۔

مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۳) زید نے یک صد روپے کی مشین خریدی اس پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (فليس فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنازل و دواب الركوب وعبيدة الخدمة وسلاح الا ستعمال زكوٰة وكذا طعام اهله وما يتحمل به من الا وانى اذا لم يكن من الذهب والفضة الخ وكذا الات المحتر فين (عالمگيرى كتاب الزكوٰة مصرى بولاق ج ۱ ص ۱۷۳ . ظفير)

کرایہ کی نیت سے جو مکان خریدا اس کی زکوٰۃ

(سوال ۱۱۴) زید نے ایک مکان خریدا نہ نیت تجارت اور نہ نیت سکونت بلکہ بہ نیت کرایہ چنانچہ وہ مکان کرایہ پر دیا۔ جس کی آمدنی چھ سو روپے سالانہ ہے آیا زکوٰۃ آمدنی پر ہوگی یا مکان پر یا دونوں پر۔ اور یہ مکان عروض میں شامل ہوگا یا عقار میں یا سکنائی میں۔

(جواب) کرایہ پر مکان چلانے کے لیے لینا یعنی کرایہ پر دینے کے لئے مکان خریدنا یہ بھی تجارت کے لئے ہی خریدنا ہے پس زکوٰۃ اس کی قیمت پر واجب ہوگی۔ درمختار میں ہے والا صل ان ماعدا الحجرين والسوائم انما يزكى بنية التجارة بشرط عدم المانع المودى الى المثنى وهو كسب المال بالمال بعقد شراء او تجارة قوله ماعدا الحجرين الخ وما عدا ما ذكر كالجوا هر والعقارات والمواشى العلوفة والعبيد والثياب والا متعة ونحو ذلک من العروض ۔(۲) شامی (قوله ماله يبعه) اى يوجره الخ شامی۔(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجارہ پر دینے کے لئے خریدنا بھی تجارت کے لئے خریدنا ہے۔ فقط (خاکسار کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، تفصیل حاشیہ پر دیکھیں۔ ظفیر)

لڑکا باپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۵) جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اور اس کو ادا کرنا ناگوار ہے اور اس کا ایک لڑکا بالغ ہے وہ باپ کے پاس سے بذریعہ منی آرڈر منگا کر زکوٰۃ ادا کردے، باپ کی طرف سے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

---

(۱) ولوكان الدين على مقر ملئى او مفلس الخ فوصل الى ملكه لزم زكوٰة مامضى (ايضاً كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۲ . ط.س. ج۲ص۲۶۶) ظفير. (۲) رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۸ . ط.س. ج۲ص۲۷۳. ۱۲ ظفير (۳) رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۷ . ط.س. ج۲ص۲۷۲. کرایہ پر دینے کے لئے جو گھر خریدا جائے اس کی قیمت پر اصولاً زکوٰۃ نہیں ہونی چاہئے ولو اشترى قدور امن صفر يمسكها ويواجرها لا تجب فيها الزكوٰة كما لا تجب فى بيوت الغلة الخ كذا فى فتاوى قاضى خاں وكذالک العطار لو اشترى القوارير ولو اشترى جوالق ليواجرها من الناس فلا زكوٰة فيها لا نه اشتراها للغلة لا للمبا يعة كذا فى محيط السرخسى (عالمگيرى مصرى فصل ثانى فى العروض ج ۱ ص ۲۷۸ . ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۸۰) معلوم ہوا کہ آمدنی کے لئے خریدنا تجارت میں داخل نہیں بلکہ بیچنے کے لئے خریدنا تجارت ہے۔ والله اعلم . ظفير)

(جواب) اس صورت میں باپ کی زکوٰۃ کے ادا ہونے کی یہ صورت ہے کہ لڑکا باپ سے اجازت لے لے کہ میں تمہاری طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیا کروں یا یہ کہ روپیہ منگانے کے بعد یا پہلے اس کو اطلاع کر دے اور اجازت لے لے اور اگر روپیہ منگانے سے پہلے اجازت طلب کرنے میں احتمال ہو کہ باپ شاید اجازت نہ دے تو روپیہ منگانے کے بعد اس کو اطلاع کرے اور اجازت طلب کرے کہ میں آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس کے بعد محتاجوں کو باپ کی طرف سے زکوٰۃ کی نیت سے وہ رقم دے دیوے۔(۱)

زکوٰۃ دینے والا فقیر سے کہے کہ للہ یہ رقم میرے بیٹے کو دے دو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۱۶) اگر عوام یہ حیلہ کریں کہ کسی مصرف زکوٰۃ کو زکوٰۃ دے کر یہ کہے کہ تم میرے بیٹے کو للہ دے دو تو انہیں اس حیلہ کی اجازت ہوگی یا نہیں۔ اور زکوٰۃ ادا ہو جاویگی یا نہیں۔

(جواب) یہ حیلہ جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)

زکوٰۃ نکال کر علیحدہ کر دے اور بتدریج خرچ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۷) اگر زکوٰۃ نکال کر علیحدہ رکھ لی جائے بطور امانت کے اور پھر اس کو آہستہ آہستہ مستحق اشخاص کو دیتا رہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

اگر زیادہ خرچ ہو جائے تو زیادہ آئندہ کی زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۱۸) اگر اس رقم سے زائد خرچ ہو جاوے تو اس زیادہ خرچ شدہ رقم کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں محسوب کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) یہ جائز ہے کذا فی الدر المختار۔(۳)

(۲) اگر زائد رقم بہ نیت زکوٰۃ دی گئی تو وہ سال آئندہ کی زکوٰۃ میں محسوب ہو جاوے گی کما فی الدر المختار ولو عجل ذو نصاب زکوٰۃ سنین او لنصب صح۔(۴) الخ۔

قرض کی زکوٰۃ اگر ادا کرتا رہے تو ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۱۹) زید نے بکر کو پانچ سو روپیہ قرض دیا اور اس کی زکوٰۃ سالانہ ادا کرتا ہے کیا زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا وصولی ہونے پر کل مدت کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔

(جواب) ادا ہو جاتی ہے۔(۵) الخ فقط۔

آلات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۰) آلات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں، جیسے سلائی کی مشین وغیرہ۔

---

(۱) وشرط صحة ادائها نية مقارسنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة حكما كما لودفع بلا نية ثم نوى الخ (الدر المختار على هامش ردا لمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴ .ط.س. ج۲ ص۲۶۸) ظفير (۲) وحيلة التكفين التصدق بها على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ۱۶ .ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفير - (۳) او مقارنة بعزل ما وجب كله او بعضه ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (ايضاً ج ۲ ص ۱۵) (۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۶ .ط.س. ج۲ ص ۲۶۹-۲۷۰) ظفير (۵) ولو عجل ذو نصاب زكوته اسنين او لنصب صح لو جود السبب الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۶ .ط.س. ج۲ ص ۲۶۶) ولو كان الدين على مقر الخ فو صل الى ملكه لزم زكوة ماضى (كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ ص ۲۹۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ سال بسال دیتا رہا تو مزید دینے کی ضرورت نہیں واللہ اعلم ۱۲۔

(جواب) آلات محترفین پر زکوٰۃ نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے و کذا لک الات المحترفین ۔(۱) الخ فقط۔

جومکان سال میں چھ ماہ کرایہ پر چلے اس کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۱۲۱) جومکان مسکونہ یا دوکان سکونت ذاتی وغیرہ سے بالکل خالی رہتی ہے یا سال بھر میں تخمیناً چھ ماہ کرایہ پر بھی چڑھ جاتی ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔(۲)

دلالی کے پیشہ سے جو رقم جمع کی اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۲) زید دلالی کرتا ہے اور مشتری سے کہتا ہے فلاں ملنے دیتا ہے مگر میں نے اس کو نہیں دی۔ مشتری اس ترغیب سے خرید لیتا ہے اور زید کو اجرت دلالی کی دے دیتا ہے، زید کے پاس ایسی اجرت سے بقدر نصاب روپیہ جمع ہو گیا ہے تو زید پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت مس زید جھوٹ بولنے کی وجہ سے گنہگار ہوا اور حدیث شریف میں ہے کہ ایسی بیع میں برکت نہیں ہوتی لیکن زید اس ثمن کا مالک ہوجاتا ہے۔(۳) اور زکوٰۃ لازم ہوگی۔(۴) فقط۔

جھوٹی دلالی سے جو مال جمع کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۲۳) زید نے عمر سے کہا کہ یہ بکر کا مال ہے خالد اس کے بیس روپے دیتا تھا مگر میں نے اس کو نہیں دیا، درحقیقت خالد پندرہ روپے دیتا تھا۔ عمر نے اس ترغیب سے مال خرید لیا اور ۴ر دلالی کے دیدیئے، زید کے پاس اسی طریقہ سے قابل زکوٰۃ کے مال جمع ہو گیا تو زید کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) واجب ہے۔(۵)

مہتمم مدرسہ کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۲۴) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

(جواب) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی جس وقت مستحقین کو پہنچے گی اس وقت زکوٰۃ ادا ہوگی ۔(۶)
(منتظمین مدارس حیلہ تملیک کے بعد خزانہ میں جمع کرتے ہیں حیلہ کے وقت زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ظفیر)

ایک چیز کی قیمت لگا کر زکوٰۃ میں دی بعد میں قیمت زیادہ لگی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۵) ایک شخص نے ایک کرتہ زکوٰۃ میں دیا اور اس کی قیمت دینے کے وقت آٹھ آنے لگائی، دینے کے بعد

---

(۱) ولا زکوۃ فی ثیاب البدن الخ وکذالک الا ت المحترفین (ایضاً ج ۲ ص ۱۰ و ج ۲ ص ۱۱ .ط.س. ج۲ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.
(۲) فلا زکوۃ علی مکاتب الخ واثاث المنزل ودور السکنی ونحوها (در مختار) کالحوابیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکاۃ ج ۲ ص ۱۰ .ط.س. ج۲ص ۲۶۳-۲۶۵) ظفیر
(۳) واما الدلال فان باع العین بنفسه باذن ربها فاجرته علی البائع وان سعی بینهما وباع المالک بنفسه یعتبر العرف (در مختار) فتجب الدلالة علی البائع اوالمشتری او علیهما بحسب العرف جامع الفصولین (رد المحتار کتاب البیوع فصل فیما یدخل فی البیع تبعا قبیل مطلب فیحبس المبیع الخ ج ۴ ص ۵۷ .ط.س. ج۲ص ۵۶۰) ظفیر.
(۴) الزکوۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا تا ما وحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوۃ ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر. (۵) الزکوۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصاباتا ما وحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوۃ ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر. (۶) اونوی عند الدفع للوکیل ثم دفع الوکیل بلا نیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۴ .ط.س. ج۲ص ۲۶۸) ظفیر.

معلوم ہوا کہ اس کی قیمت بارہ آنے ہے تو اس صورت میں بارہ آنے زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) ظاہر ہے کہ اگر وہ کرتہ معطیٰ لہ کے پاس موجود ہو تو بارہ آنے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔ فقط

کرایہ کے مکان پر زکوٰۃ

(سوال ۱۲۶) کرایہ کے جو مکانات ہیں ان کے کرایہ پر زکوٰۃ ہے یا ملکیت پر۔

قرضہ کی زکوٰۃ بعد وصولی

(سوال ۱۲۷) قرضہ جو قابل وصول ہے اس پر بھی زکوٰۃ دی جاوے یا قرضہ کے وصول پر؟ اور جو قرضہ فی الحال قابل وصول ہے لیکن شاید کچھ عرصہ کے بعد غیر قابل وصول ہو جاوے، یا بعض قرضہ اقساط کے ساتھ وصول ہو اس کے واسطے کیا ارشاد ہے۔

(جواب) (۱) کرایہ پر زکوٰۃ ہے جب کہ کرایہ بقدر نصاب ہو بعد سال بھر کے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۱)

(۲) بعد وصولی قرضہ کے زکوٰۃ دینا واجب ہوتا ہے لیکن اگر قبل از وصول دے دی جاوے تو یہ بھی جائز ہے۔ جو قرضہ اب قابل وصول ہے اور بعد میں شاید قابل وصول نہ رہے اس میں بھی یہی حکم ہے جو گزرا کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب اسی وقت ہوتا ہے جب وصول ہو جاوے لیکن اگر فی الحال دے دے گا تب بھی درست ہے۔ اور قرض اگر باقساط وصول ہو تو جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور اگر ایک دفعہ کل کی زکوٰۃ دے دے خواہ پہلے یا پیچھے یہ بھی درست ہے۔ فقط۔ (۲)

زکوٰۃ کی رقم جو چوری ہوگئی اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۸) ایک شخص نے ماہ رمضان میں زکوٰۃ نکالی، کسی قدر اس میں تقسیم کر دی اور کچھ روپیہ رکھ لیا، اس غرض سے کہ وقتاً فوقتاً دیتا رہوں گا۔ اور ایک جگہ روپیہ رکھ دیا۔ کچھ اس میں سے چوری ہو گیا اور کچھ رکھ کر بھول گیا اب اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس قدر زکوٰۃ پھر ادا کرے۔ (۳) فقط۔

جائز و ناجائز ملی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے

(سوال ۱۲۹) زید روزگار پیشہ ہے اور راشی بھی ہے زید مال رشوت میں اصل تنخواہ کا روپیہ جمع کرتا رہا اور ایک رقم کثیر ہو گئی مگر اندازاً یہ یاد ہے کہ مال رشوت بھی رقم میں زیادہ ہے تو زید پر اس کل مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہ؟ اور جب دونوں قسم کا مال مخلوط ہو کر گڈ مڈ ہو گیا تو اس روپیہ میں سے بقدر ضرورت لے کر حج کر سکتا ہے یا نہ جب کہ زید کو اس کا علم ہے کہ تنخواہ کا روپیہ بقدر صرف حج ہے؟

(جواب) امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ مال حرام کو اپنے مال حلال مثلاً تنخواہ کے روپے میں ملا دینے سے کل کی زکوٰۃ

---

(۱) ولا فی ثیاب البدن واثاث المنزل ودور السکنی ونحو ها (در مختار) قوله نحوها ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها وکا لحوانیت والعقارات (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰ .ط.س. ج۲ص ۲۶۴-۲۶۵) ولو کان الدین علی مقرملئی (الی قوله) فوصل الی ملکه لزم زکوة مامضی الخ (در مختار .ط.س. ج۲ص ۲۶۶) ظفیر

(۲) وشرط صحة ادائها نیة مقارنة له (الی قوله) او مقارنة بعزل ماوجب کله او بعضه ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (درمختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوة (رد المحتار ج ۲ ص ۱۵ .ط.س. ج۲ص ۲۶۸) ظفیر

واجب ہوگی بشرطیکہ اس کی تنخواہ کا روپیہ اس قدر ہو کہ اس مال حرام کا معاوضہ ان لوگوں کو جن سے لیا ہے یا ان کے ورثہ کو دے سکے یا اس کو ادا کر کے باقی بقدر نصاب بچے۔ اور جب کہ اکثر مال حرام ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔(۱) بلکہ اس رقم حرام کا کل کا صدقہ کرنا بصورت تعذر لوٹانے کے مالکوں کو لازم ہے۔ اور اگر تنخواہ کی رقم اس قدر ہے کہ اس سے حج کر سکتا ہے تو اس کو علیٰحدہ کر کے اس سے حج کر لے، یہ درست ہے۔(۲) فقط

جس سے زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرنے کو کہا اس نے خود خرچ کر لی

(سوال ۱۳۰) زید نے عمر کو لکھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ فلاں فلاں کو تقسیم کر دینا، عمر نے وہ روپیہ زکوٰۃ خود رکھ لیا اور صرف کر لیا۔ اگر زید اب اجازت دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وللوكيل ان يدفع لو لده الفقير وزوجته لا لنفسه الا اذا قال ربها ضعها حيث شئت وفی الشامی وهذا حيث لم يامره بالدفع الى معين الخ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ ہرگاہ زید نے معین کر دیا تھا کہ فلاں فلاں کو زکوٰۃ دینا تو اس صورت میں عمر کو اس کا خلاف کرنا درست نہیں ہے اور خود رکھ لینے اور صرف کر لینے میں زکوٰۃ زید کی ادا نہیں ہوئی اس کے ذمہ ضمان اس روپیہ کی واجب ہے اور بعد صرف کر لینے کے زید کا جائز رکھنا کافی نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۴) فقط۔

ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے اس کی زکوٰۃ کب سے واجب ہوگی

(سوال ۱۳۱) زید ایک موضع کا مالک و قابض و متصرف تھا حاکم وقت نے کسی وجہ سے وہ موضع زید سے چھین کر عمر کو دیدیا، عمر نے زید کو کسی قدر زمین کا پٹہ کاشت کے لئے اسی سالہ کر دیا بعدہ اس کی اولاد کاشت کرتی رہی پھر عمر نے اولاد زید کو بے دخل کرا دیا اور کئی سال تک اس کی پیداوار کھاتا رہا بالآخر ورثہ زید نے اپنی ملکیت قدیم اور پٹہ کے قدیم ہونے کا ثبوت عدالت میں دیا اور اسی قدر اراضی کی ملکیت کی ڈگری پائی۔ نیز جتنے سال عمر کا قبضہ رہا اور وہ پیداوار اراضی کھاتا رہا اس کے زر واصلات کی ڈگری بھی ورثہ زید کو ملی منجملہ ورثاء زید کے مسماۃ بیوہ ہے جو صاحب نصاب نہیں اور مصرف زکوٰۃ ہے اس کو بہت سا حصہ اراضی اور زر واصلات کا ملنے والا ہے جو اجراء ڈگری پر غالباً مل جاوے گا۔ اب یہ امر قابل استفسار ہیں۔

(الف) زر واصلات مسماۃ کو مقدار نصاب سے بہت زیادہ موصول ہوگا۔ پس اس کی زکوٰۃ مسماۃ مذکورہ پر روز وصول زر سے واجب ہوگی یا گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی دینا چاہئے اور چونکہ پیداوار اراضی سے یہ کل رقم مسماۃ کو یکمشت نہ ملتی بلکہ فصل فصل پر یا سالانہ پس سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ اسی حساب سے دیوے کہ جس قدر رقم پر جس قدر مدت روز وصول رقم سے متصور ہو سکے یا کس طرح؟۔

---

(۱) ولو خلط السلطان المال المغصوب بما له ملكه فتجب الزكاة فيه ويورث عنه (الى قوله) وهذا اذا كان له لمال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلا زكوة كما لو كان الكل خبيثا (در مختار) فی القينة لو كان الخبيث نصابا لا يلزمه الزكوة لا ن الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد ايجاب التصدق ببعضه الخ (رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۳. ط.س. ج۲ص ۲۹۰)

(۲) ويجتهد فی تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل بالنفقة الحرام كما ورد فی الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها الخ. (رد المحتار طلب فی من حج بمال حرام ج ۲ ص ۱۹۱. ط.س. ج۲ص ۴۵۶. ۱۲ ظفير.

(۳) دیکھئے در المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص ۲۶۹ كتاب الزكوة ۱۲ ظفير.

(ب) ایسی صورت میں ہر میعاد اجرائے ڈگری کے تین سال ہیں اور نہیں معلوم کہ کل حصہ وصول ہو یا جز، یا بالکل نہ ہو۔ مسماۃ مصرف زکوۃ ہے یا نہیں؟

(جواب) (الف) جس وقت سے ڈگری ہوئی مسماۃ کے ذمہ زکوۃ روپیہ واجب سدہ کی اسی وقت سے لازم ہوگی اور ادائے زکوۃ بعد وصول روپیہ لازم ہوگی۔

(ب) اور وہ مسماۃ بعد ڈگری محل زکوۃ نہیں رہی اگر ضرورت ہو قرض لیوے بعد وصول روپیہ قرض ادا کردیوے اور بقدر قرض میں زکوۃ واجب ہوگی۔ قال فی الدر المختار ومغصوب (ای ولا تجب فی مغصوب) لا بینة علیه فلو بینة تجب لما مضی قال الشامی ای تجب بعد قبضه من الغاصب لما مضی من السنین قال وینبغی ان یجری هنا ما یاتی مصححا عن محمدؒ من انه لا زکوٰة فیه لا ن البینة قد لا تقبل فیه اھ شامی ج ۲ ص ۱۱۔

گذشتہ سالوں کی زکوۃ ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲) (الف) پچھلے سالوں کی زکوۃ دینا ضروری ہے یا نہیں؟

(ب) رہنے کے گھر کے علاوہ دوسرے دو تین مکان ہیں ان کی زکوۃ دینا چاہئے یا نہیں اور دی جائے تو کس حساب سے؟

(ج) قرضہ جو وصول ہوتا ہے اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

(د) ایک شخص نہ نماز پڑھتا تھا نہ زکوۃ دیتا تھا، اب وہ زکوۃ دینا چاہتا ہے کیونکر دے؟ اور سال گذشتہ کی زکوۃ کس طرح ادا کرے؟

(جواب) (الف) پچھلے سالوں کی زکوۃ دینا ضروری ہے۔

(ب) ان مکانوں کی قیمت میں زکوۃ نہیں ہے اگر کرایہ بقدر نصاب حاصل ہو کر اس پر سال بھر گزر جاوے اس روپے پر زکوۃ آوے گی۔

(ج) قرضہ جب وصول ہو اس کی زکوۃ دینی چاہئے۔

(د) جب کہ اس کے مال پر سال گذر چکا ہو اور مال بقدر نصاب ہے تو فوراً زکوۃ دینا چاہئے اور پچھلے سالوں کی بھی جب سے مال ہے زکوۃ دینا لازم ہے فقط۔

(الف) فانه دین فی ذمته قال فی الدر المختار ج ۲ ص ۶ علی هامش الشامی فی بیان شرائط وجوب الزکوٰة فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد سواء کا ن الله کزکاة الخ

(ب) ومنها (ای من شرائط وجوب الزکوٰة) کون النصاب نا میا (فتاویٰ عالمگیریه ج ۱ ص ۱۷۱)

(ج) ولو کان الدین علی مقر ملی او علی معسر (الی) فوصل الی ملکه لزم زکوة ما مضی (در مختار علی الشامی ج ۲ ص ۱۳ و تفصیل الدیون مع احکامها مذکور فی موقعه جمیل الرحمن)

جو روپے زکوۃ کی نیت سے رکھے ہوں اگر وہ غائب ہو جائیں تو زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۳) زکوۃ کا نیت کیا ہوا روپیہ کھویا جاوے یا کوئی چرالیوے تو زکوۃ ادا ہوگی یا پھر ادا کرنی پڑے گی؟

(جواب) زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرنی چاہئے۔(۱) فقط۔

رمضان کے علاوہ مہینوں میں زکوٰۃ نکال سکتے ہیں

(سوال ۱۳۴) رمضان شریف کے علاوہ مہینوں میں بھی زکوٰۃ نکال سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) رمضان شریف کے علاوہ اور مہینوں اور دنوں میں زکوٰۃ دینا درست ہے، رمضان شریف کی اس میں کچھ تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس وقت سال بھی مال پر پورا ہوا سی وقت زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ البتہ جن کا سال رمضان شریف میں پورا ہو وہ رمضان شریف میں دیویں، یہ ضرور ہے کہ رمضان شریف میں زکوٰۃ دینے میں ثواب ستر گونا زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اکثر لوگ اپنا حساب مال کا رمضان شریف میں ہی کرتے ہیں۔

گھر کے آدمی پر زکوٰۃ کی نیت سے خیرات کردی تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۵) جس شخص کو زکوٰۃ دینی ہوا گر اس کے گھر کے آدمی کچھ بہ نیت زکوٰۃ کسی کو نہ دیں اور مالک کو اطلاع دیں تو چونکہ وہ لینے والے کے ہاتھ سے خرچ ہو چکا ہوگا بوقت اطلاع مالک کے وہ زکوٰۃ میں محسوب ہوسکتا ہے یا نہ اور گھر والوں نے کسی کو کچھ قرض دیا اور مالک نے بوقت اطلاع اس میں زکوٰۃ کی نیت کرلی تو وہ زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہ۔

(جواب) اگر مالک نے پہلے سے اپنے گھر کے آدمیوں کو اجازت دے رکھی ہے زکوٰۃ کے ادا کرنے کی تب تو جس وقت اس کے گھر کے آدمیوں نے بہ نیت زکوٰۃ کسی کو کچھ دیا زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر ایسا نہیں تو پھر مالک کے اجازت دینے تک اگر وہ روپیہ اس کے پاس موجود ہو جس کو دیا گیا تو نیت زکوٰۃ صحیح ہوگی اور زکوٰۃ ادا ہوگی اور اگر خرچ ہوگیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور قرض دیئے ہوئے روپیہ میں نیت زکوٰۃ کی صحیح نہیں ایسی صورت میں فقہا نے لکھا ہے کہ اس سے وصول کر کے پھر بہ نیت زکوٰۃ اس کو دے دے (۲) فقط۔

زکوٰۃ کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۶) زید مدرسہ عالیہ دیوبند کو مبلغ چار ۴ روپے بمد زکوٰۃ دینا چاہتا ہے اگر بذریعہ منی آرڈر بھیجے تو اداء زکوٰۃ میں کچھ خرابی تو نہیں۔

(جواب) بذریعہ منی آرڈر بھیج دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مہتمم صاحب کو لکھ دیوے کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے۔

حیلہ سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۷) حیلہ مذکور سے زکوٰۃ معطی ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔ اگر زکوٰۃ نہ ادا ہوگی تو اس کا ضمان صرف کرنے والے پر ہوگا یا نہیں۔

اراکین مدرسہ کیسے ہوں

(سوال ۱۳۸) اسلامی مدارس کے اراکین پابند صوم وصلوٰۃ ہونے چاہئیں اور وضع قطع ان کی موافق شرع شریف ہونی چاہئے یا نہیں۔

---

(۱) ولا یخرج من العھدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (درمختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزكوة (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۵ ط.س. ج۲ ص ۲۷۰) ظفیر۔

(۲) وشرط صحة ادائها نية مقارنة له ای للاداء ولو كانت المقارنة حكما كما لو دفع بلا نية ثم نوى و المال قائم في يد الفقير الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۴ ط.س. ج۲ ص ۲۶۸) ظفیر

ظاہر حال جن کا خلاف شرع ہو وہ اراکین مدرسہ ہو سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۱۳۹) جو لوگ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں اور ظاہر حال ان کا خلاف شرع ہو وہ اسلامی مدارس کے ارکان شرعاً ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب)(۱) ادا ہو گئی۔(۱)

(۲) جب کہ زکوٰۃ ادا ہو گئی ضمان کسی پر واجب نہ ہوگی۔

(۳) وہ لوگ باشرع ہونے چاہئیں۔

(۴) ایسے لوگوں کو اراکین مدارس بنانا درست نہیں ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی مذکورہ صورت میں نہیں ہوئی

(سوال ۱۴۰) زید نے عمر سے زکوٰۃ کے لئے کہا کہ کچھ روپیہ زکوٰۃ کا دے دو میں مدرسہ یا طلبہ کے خرچ میں لگا دوں گا، عمر نے زید کے کہنے سے کچھ روپیہ دے دیا اور کوئی تفصیل بیان نہیں کی، اتفاق سے زید کو روپے کی ضرورت اپنے خرچ ذاتی کے لئے ہوئی، جو روپیہ زکوٰۃ آیا ہوا رکھا تھا بطریق قرض لے کر خرچ کر لیا اور بعد چند ایام کے اس کی طرف سے نیت زکوٰۃ کی کر کے مدرسہ میں دے دیا زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اگر زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی تو اب کس طریق سے ادا کی جاوے؟ جو روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیا ہوا اس کا کیا حکم ہے؟ اور زید میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ عمر کی ملک روپیہ کر دے، البتہ وہ عمر سے یہ کہہ سکتا ہے کہ روپیہ تمہارا زکوٰۃ کا خرچ ہو گیا تھا اور روپیہ تمہاری طرف سے دے دیا ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ کی ایک صورت

(سوال ۱۴۱) زید نے عمر کو کچھ روپیہ چند اشیاء خریدنے کے لئے دیا، اس میں کچھ اشیاء خرید کر بھیج دیں اور باقی روپے کو اپنے ذاتی خرچ میں لگا لیا۔ جس وقت روپیہ دیا تھا کوئی ذکر اس روپے کا نہیں آیا تھا کہ اگر تم کو ضرورت ہو خرچ کر لینا لیکن اگر اس وقت ذکر آتا تو چونکہ معاملہ واحد ہے غالباً انکار نہ کرتے زید نے باقی ماندہ روپے کو یہ کہلا بھیجا کہ جس قدر روپیہ بچا ہوا ہے وہ مد زکوٰۃ میں شمار کریں اور مد زکوٰۃ میں خرچ کریں اس کے لکھنے پر جواب آیا کہ مد زکوٰۃ میں دیدیا ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

زکوٰۃ کا روپیہ اپنی ضرورت میں خرچ کر لیا پھر ادا کر دیا

(سوال ۱۴۲) ماہ رمضان میں زکوٰۃ کا روپیہ علیحدہ رکھ دیا بعد چند ایام کے اس کو اپنی ضرورت میں خرچ کر لیا پھر بہ نیت زکوٰۃ ادا کر لیا۔ یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اور زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اور ثواب مہینہ رمضان کا ہوگا یا نہیں؟

زکوٰۃ کے روپے بطور قرض خرچ کر دیئے

(سوال ۱۴۳) زید نے چند جگہ سے زکوٰۃ کا روپیہ جمع کیا اور اپنے خرچ میں بطریق قرض لے کر خرچ کیا۔ زید صاحب نصاب ہے لیکن اس قدر طاقت نہیں کہ دفعتاً روپیہ زکوٰۃ کا ادا کرے۔ روپیہ زکوٰۃ اس طریق سے ادا کر رہا ہے کہ کچھ ماہوار اپنے خرچ میں سے کم کر کے زکوٰۃ میں دیتا ہے۔ اس طریق سے زکوٰۃ دونوں کی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ یا جو صورت ادائیگی کی ہو شرعاً اس سے مطلع فرمادیں۔

---

(۱) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذافي تعمير المسجد الخ (در مختار كتاب الزكوة. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفير.

زکوۃ میں حیلہ

(سوال ۱۴۴۴) اکثر مدارس میں چندہ دوامی بہت کم ہے اور مد زکوۃ وصدقہ واجبہ مثل کفارہ وچرم قربانی وغیرہ وغیرہ جمع ہوتا ہے چونکہ چندہ دوامی سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہوتی اور زکوۃ کا روپیہ جمع ہوتا ہے، اس لئے اراکین مدرسہ نائب مہتمم سے اس طرح حیلہ کراتے ہیں کہ کسی غریب شخص کو وہ روپیہ دے کر مالک بنادیتے ہیں اور اس سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے مدرسہ میں دے دو۔ اس طرح حیلہ کر کے زکوۃ کا روپیہ مدرسین کی تنخواہ میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) (۱) اس صورت میں عمر کی زکوۃ ادا نہیں ہوئی، زید کو عمر کا روپیہ دینا چاہئے اور اب بعد خرچ ہوجانے روپے کے عمر سے اجازت لے لینا مفید سقوط زکوۃ نہیں ہے۔ **قوله والمال قائم فی ید الفقیر بخلاف ما اذا نوی بعد هلاكه الخ. بحر. شامی.**

(۲) اس صورت میں زکوۃ ادا ہوگئی۔ (درمختار میں ہے **وشرط صحة ادائها نية مقارنة له ای للاداء ولو كانت المقارنة حكما...... اونوی عند الدفع للوكيل ثم دفع الوكيل بلا نية** (شامی ج۲ص۱۴۷)

(۳) یہ فعل جائز ہے اور زکوۃ ادا ہوگئی مگر ماہ رمضان المبارک میں دینے کا ثواب نہیں ہوا۔ (درمختار میں ہے **وشرط صحة ادائها نية مقارنة له ای للاداء ولو كانت المقارنة حكما۔** شامی ج۲ص۱۴۔ظفیر)

(۴) پہلے زکوۃ دینے والوں سے یہ صورت بیان کردے پھر ان کی اجازت کے بعد ان کی طرف سے زکوۃ دیا کرے تو ادا ہوجائے گی۔(۱)

(۵) یہ حیلہ درست ہے اور بعد اس حیلہ کے تنخواہ مدرسین میں خرچ کرنا اس روپے کا جائز ہے اور جس قدر روپے کا حیلہ چاہے ایک وقت کرے اس میں قدر نصاب کی شرط لازمی نہیں ہے صرف اولیٰ غیر اولیٰ کا فرق ہے اور حیلہ کرنے والوں اور کرانے والوں کو کچھ گناہ نہیں، نیت صالحہ پر ثواب کی امید ہے۔(۲) فقط۔

---

(۱) قالی فی التتار خانية الااذا وجد الا ذان اواجاز الما لكان اه ای اجاز قبل الدفع الی الفقير (رد المحتار ج ۲ ص۱۴. ط.س. ج۲ص۲۶۹) ظفير.

(۲) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فی تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ص۲۷۱) ظفير.

تیسرا باب

جانوروں کی زکوٰۃ

زراعت یا دودھ کے لئے جانور جو ہیں کیا ان پر زکوٰۃ ہے

(سوال ۱۴۵) زراعت کے لئے کوئی شخص جانور پالے اوران کے ساتھ گائے بھینس بھی متعدد رکھے تا کہ ان کے دودھ سے اہل وعیال کوغذا ہواور بچے ان کی زراعت میں کام آویں تو کیا ایسے جانوروں کی ہر سال زکوٰۃ نکالنی چاہئے جب کہ جانوروسیع جنگل میں رکھے گئے ہیں اورسرکار میں اس اراضی کا مقررہ محصول ادا کیا جاتا ہے۔

(جواب) زراعت کے لئے جو جانور پرورش کئے گئے ہوں اگر چہ سائمہ ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور دودھ پینے اورنسل حاصل کرنے وغیرہ کے لئے جو جانور پالے جاویں اوروہ سائمہ ہوں ان میں زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ نصاب کو پہنچ جاویں۔(۱) فقط۔

جن مختلف جانوروں کو چارہ گھر کھلایا جاتا ہے ان میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۶) میرے پاس دو بھینس ایک بھینسا سترہ گائے تین بیل بچہ گائے تیرہ کل چھتیس ۳۶ جانور ہیں۔ جن کو گھاس شب کوملازموں سے کٹوا کر کھانے کو دی جاتی ہے اوردانہ بھی دیا جاتا ہے ایسے جانوروں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) ان جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے اذ لو حمل الکلاء الیها فی البیت لا تکون سائمة(۲) الخ فقط۔

ان جانوروں کی زکوٰۃ جو استعمال میں ہوں

(سوال ۱۴۷) بیل جوزراعت کے اورگھوڑے سواری کے اورگائے دودھ پینے کی ان جانوروں میں زکوٰۃ ہے یا کیا؟

(جواب) ان جانوروں کی زکوٰۃ نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) هی الرعیة وشرعا المکتفیة بالرعی المباح فی اکثر العام لقصد الدر والنسل الخ والزیادة والسمن لیعم الذکور فقط لکن فی البدائع لو اسامها اللحم فلا زکاة فیها کا لوا سامها للحمل والر کوب ۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب السائمة ج ۱ ص ۲۰ ۔ط.س. ج ۲ ص ۲۷۵) ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب السائمة ج ۲ ص ۲۰ ۔ط.س. ج ۲ ص ۲۷۵۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الا ستعمال زکوة (هدایه ج ۱ ص ۱۹۶ ۔ط.س. ج ۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر۔

بکریوں کی زکوٰۃ

(سوال ۱۴۸) بکریوں کی زکوٰۃ میں بچوں کی زکوٰۃ آوے گی اور بچے بڑوں کے ساتھ شمار ہوں گے یا نہیں؟
(جواب) بڑوں کے ساتھ شمار ہوں گے، زکوٰۃ سب کی آوے گی۔(۱)

جانوروں کی زکوٰۃ

(سوال ۱۴۹) ایک شخص کے پاس چار بھینس اور چار بیل۔ تین گائے ایک گھوڑا۔ ایک اونٹ تخمیناً ایک ہزار روپے کی مالیت کے ہیں، ان کو گھاس مول خرید کر کھلایا جاتا ہے، کیا ان جانوروں میں زکوٰۃ شرعی ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر وہ جانور تجارت کے لئے نہیں ہیں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ولا فی حمل (الی قوله) الا تبعا لکبیر (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۶. ط.س. ج۲ ص ۲۸۲) ظفیر۔
(۲) ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل و دواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الا ستعمال زکوة لانها مشغولة بالحاجة الا صلیة (هدایة ج ۱ ص ۱۲۹. ط.س. ج۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ولا فی ثیاب البدن (الی قوله) ونحوها وکذا الکتب وان لم تکن لا صلها اذا لم تنو للتجارة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) وشرطه حولان الحول وتنمیة لمال کالدر اهم والدنا نیر الخ اونیة التجارة (در مختار مختصرا. ط.س. ج۲ ص ۲۶۷ ظفیر۔

چوتھا باب

سونا، چاندی اور نقد کی زکوٰۃ

سونے چاندی کے نصاب میں اس قدر تفاوت کیوں ہے

(سوال ۱۵۰) زکوٰۃ ان لوگوں پر واجب ہے جن کے پاس ۵۲½ تولہ چاندی یا ۷½ تولہ سونا سال بھر تک رہا ہو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ۵۲½ تولہ چاندی کو ۷½ تولہ سونے سے کیا نسبت ہے مثلاً چاندی کا نرخ اگر روپے تولہ ہے تو اس کی قیمت صرف ۵۲ روپے آٹھ آنے ہوتی ہے اور اگر سونے کا نرخ ۳۰ روپے تولہ ہو تو اس کی قیمت ۲۲۵ روپے ہو جاتے ہیں۔ کیا پہلے زمانہ میں مذکورہ بالا وزن سونے اور چاندی کی قیمت برابر ہوا کرتی تھیں۔

(جواب) زمانۂ آنحضرت ﷺ میں اس کے بعد بھی ایک زمانہ تک چاندی اور سونے کی قیمت میں تقریباً اسی قدر تفاوت تھا جس قدر ان کے نصاب میں تفاوت ہے۔ اس زمانہ میں ایک دینار سونے کا دس درہم نقرہ کی قیمت کے برابر تھا۔ اس حساب سے سونا تقریباً دس روپے تولہ ہوتا تھا۔(۱)

ماہوار کے حساب سے زکوٰۃ کی ادائیگی کیسی ہے

(سوال ۱۵۱) ہر مہینہ حساب کر کے زکوٰۃ ماہوار ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) بطریق مذکور ادا کرنا زکوٰۃ کا درست ہے۔(۲)

چاندی کی زکوٰۃ میں کس نرخ کا اعتبار ہوگا

(سوال ۱۵۲) چاندی یا زیور چاندی کا خرید اجب کہ نرخ ۱۲ فی تولہ تھا، سال گزرنے پر چاندی کا نرخ ۱۲ فی تولہ ہو گیا یا اس کے برعکس صورت پیش آوے۔ زکوٰۃ نرخ خریداری پر لگائی جائے یا نرخ بازار پر۔

(جواب) چاندی یا سونے یا زیور پر زکوٰۃ باعتبار وزن کے آتی ہے۔ جب چاندی ساڑھے باون تولہ ہو جاوے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا اس میں سے دینا واجب ہے قیمت کا اس میں لحاظ نہیں، سو روپے یا سو تولہ چاندی میں ۲½ یعنی اڑھائی تولہ چاندی زکوٰۃ میں دینا لازمی ہے۔(۳) (قیمت لگا کر دینا ہو تو جو قیمت زکوٰۃ نکالنے کے وقت چاندی کی وہاں کے بازار میں ہو، اس حساب سے ادا کرے، خرید کے دن کا حساب معتبر نہ ہوگا۔ ظفیر)

جس کے پاس سونا چاندی میں ایک کا نصاب ہو دوسرے کا نہیں تو وہ کیا کرے

(سوال ۱۵۳) ایک شخص کے پاس سونے اور چاندی میں سے ایک کا نصاب ہے دوسری کا نہیں اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ ایک کو دوسرے کے تابع کرنے کی جزئیات کتب فقہ میں وہ پائی جاتی ہیں وہ دونوں کا نصاب پورا نہ ہو۔

---

(۱) وفی الهداية كل دينار عشرة دراهم فی الشرع (رد المحتار باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۴۲) اس سے پہلے ہے حاصله ان الدينار اسم للقطعة من الذهب المضروبة المقدرة بالمثقال فاتحدا دهما من حيث الوزن (ایضاً ج ۲ ص ۳۹) اس سے معلوم ہوتا ہے پہلے جو قیمت بیس مثقال سونے کی تھی وہی قیمت دوسو درہم کی بھی تھی، اب بہت تفاوت ہے حکم میں چونکہ صراحت ہے اس لئے کوئی رد و بدل ہو نہیں سکتا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۲) وان قدم الزكوٰة على الحول وهو مالك النصاب جاز (هدايه قبيل زكوٰة المال ج ۱ ص ۱۷۶) ظفیر۔

(۳) والمعتبر وزنهما اداء دوجوبا لا قيمتهما واللازم فی مضروب كل منهما و معموله ولو تبرا اوحليا الخ ربع عشر الخ (الدر المختار) قوله لا قيمتهما نفی لقول زفر باعتبار القيمة فی الاداء وهذا ان لم يؤ دمن خلاف الجنس والا اعتبرت القيمة اجماعا كما عاهت (رد المختار ج ۲ ص ۴۰ ط.س. ج ۲ ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفیر۔

(جواب) اس صورت میں بھی ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا کر کل کی زکوٰۃ ادا کی جاوے۔(۱)
(یعنی ایک کے نصاب کی وجہ سے جب وہ صاحب نصاب ہوگیا تو دوسری چیز خواہ نصاب سے کم ہو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر ضروری ہے۔ اس کا چالیسواں حصہ بھی زکوٰۃ میں دینا ہوگا واللہ اعلم۔ ظفیر)

نوٹ کی زکوٰۃ

(سوال ۱۵۴) نوٹ کو وثیقہ قرض خیال کر کے اس کی زکوٰۃ وصول نقد پر موقوف رہے گی یا بالفعل اختتام سال پر ادا لازم ہوگی۔

(جواب) وجوب ادائے زکوٰۃ وصول نقد پر ہی ہوگا اور نفس وجوب پہلے سے ثابت ہے لہذا اگر قبل وصول بھی زکوٰۃ دیدے گا درست ہے اور ایسا ہی کرنا بھی چاہئے کیونکہ بعد وصول نقد بھی جملہ سنین ماضیہ کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔(۲)
(موجودہ دور میں نقد کا انتظار بے سود ہے اس وجہ سے کہ نقد پایا نہیں جاتا، اس لئے نوٹ اگر نصاب بھر ہیں تو اس پر زکوٰۃ اور اس کی ادائیگی واجب ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ظفیر)

زیور پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اور وجوب مرد پر ہے یا عورت پر

(سوال ۱۵۵) میری اہلیہ کے پاس تین چار سو روپے کی مالیت کا زیور ہے جو اس کی ملک ہے، کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے، اس کی ادائیگی کا کون ذمہ دار ہے۔ میری اہلیہ کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہیں جس سے وہ زکوٰۃ ادا کر سکے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کیسے ہو، آیا وہ اپنے زیور میں سے کچھ حصہ بقدر زکوٰۃ فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے۔

(جواب) زکوٰۃ اس زیور کی ہر سال ادا کرنا واجب ہے، اگر اور کوئی صورت ادائیگی زکوٰۃ کی میسر نہ ہو تو بالضرور ایسا کیا جاوے گا کہ زیور کا کچھ حصہ بقدر زکوٰۃ میں دیا جائے گا کہ یہ فرض اللہ کا ہے اور وہ زیور جب کہ ملک زوجہ ہے تو اسی کے ذمہ۔(۳)
ادائے زکوٰۃ لازم ہے۔ فقط (وہ زیور بیچ کر ادا کرے یا شوہر سے لے کر ادا کرے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ ظفیر)

بیوہ کے نقد روپے پر زکوٰۃ ہے گو وہ ضرورت مند نہ ہو

(سوال ۱۵۶) ایک بیوہ عورت کے پاس صرف ڈھائی ہزار روپیہ نقد ہے اور دو لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے۔(۴) فقط

---

(۱) ویضم الذهب الى الفضة ، وعكسه بجا مع الثمنية قيمة (در مختار) وفي البدائع ايضا ان ما ذكر من وجوب الضم اذا لم يكن كل واحدمنهما نصابا بان كان اقل فلو كان كل منهما نصابا تا ما بدون زيادة لا يجب الضم بل ينبغيا ن يودى كل واحد زكوة فلو ضم حتىٰ يودى كله من الذهب او الفضة فلا باس به عند نا (رد المحتار باب زكوة الما ل ج ٢ ص ٤٥ و ص ٤٦). ط.س. ج٢ ص ٣٠٣ . ظفير. (٢) ولو كان الدين الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضىٰ (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ٢ ص ١٢ . ط.س. ج٢ ص ٢٦٦-٢٦٧) (٣) الزكاة واجبة على الحرا لعاقل البالغ المسلم ، اذا ملك نصابا ملكاتاما وحال عليه الحول لقوله تعالىٰ واتو الزكوة ولقوله صلى الله عليه وسلم ادوا زكوة اموا لكم وعليه اجماع الا مة والمراد بالواجب الفرض (هدايه كتاب الزكوة ج ١ ص ١٦٧) وفى تبرا لذهب والفضة و حليهما و اوانيهما الزكوة (ايضاً ج ١ ص ١٧٧) ظفير. (٤) وتنمية المال كالدر اهم والدنا نير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما ولو للنفقة (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ٢ ص ١٣ . ط.س. ج٢ ص ٢٦٧) ظفير.

دوسوتولہ چاندی کی زکوٰۃ

(سوال ۱۵۷) دوسوتولہ چاندی کی کیا زکوٰۃ ہوگی، اگر نقد قیمت ادا کرنا چاہیں تو پانچ روپے دیویں یا تین روپے دو آنے جو پانچ تولہ چاندی کی قیمت ہے اگر ۳ کی چاندی خرید کر دیویں تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اگر روپے سے زکوٰۃ ادا کی جاوے تو صورت مذکورہ میں پانچ روپے دینے چاہئیں اور اگر پانچ تولہ چاندی خرید کردے دی جاوے، جتنے کی بھی آوے تو یہ بھی جائز ہے۔(۱) فقط۔

کیا سونے چاندی دونوں کے زیورات نصاب میں ملائے جائیں گے

(سوال ۱۵۸) کسی کے پاس بیس پچیس روپے کا سونے کا زیور ہے اور ستائیس روپے کا چاندی کا زیور ہے تو ان کی قیمت کو ملا کر زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں اور اگر نصاب سے پانچ چھ روپے زیادہ ہوں تو اس کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں۔

(جواب) سونے اور چاندی کا زیور جب کہ نصاب کو پہنچ جاوے یعنی ساڑھے باون روپے کا ہو تو اس کی زکوٰۃ اس پر واجب ہے اور نصاب سے جو زائد سونا چاندی ہے اس کی بھی زکوٰۃ دے۔ غرض کل موجودہ زیور نقد کی زکوٰۃ دیوے۔(۲) فقط۔

سونے چاندی کا نصاب ہندوستانی وزن سے

(سوال ۱۵۹) آنجناب نے سونے چاندی کا نصاب ہندوستان کے وزن اور روپے سے کس قدر لکھا ہے، روپیہ کتنے ماشہ کا قرار دیا گیا ہے اور کتنے روپے بھر نصاب ہوتا ہے۔

(جواب) چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے بوزن سبعہ یعنی دس درہم برابر سات مثقال کے ہوں۔ (۳) اس کے وزن کا جو حساب روپیہ اور تولہ ماشہ سے کیا گیا تو ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے، پس اگر روپے کا وزن پورا ایک تولہ کا ہے تو ساڑھے باون روپے نصاب زکوٰۃ کا ہے (آج کل ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تین روپے تولہ کے حساب سے ایک سو ساڑھے ستاون روپے ہوتی ہے۔ لہذا ہمارے اس زمانہ سن ۱۳۸۵ھ میں ۱۵۷/۵۰ نصاب ہوا۔ ظفیر) اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جو برابر ساڑھے سات تولہ کے ہوتا ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا ہو تو نصاب پورا ہے، اور یہ حساب اس طرح کیا گیا کہ مثقال کو ساڑھے چار ماشہ کا قرار دیا گیا جیسا کہ معروف ہے۔ پس دوسو درہم بوزن سبعہ ۱۴۰ مثقال کے برابر ہوگئے اور باعتبار ماشہ کے ۶۳۰ ماشہ ہو گئے اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۵۲ ۱/۲ تولہ خارج قسمت ہوئی۔ فقط۔

---

(۱) ویعتبر فیهما ان یکون المودی قدر الواجب وزنا الخ ولو ادی من خلاف جنسه یعتبر القیمة بالاجماع کذا فی التبیین (عالمگیری مصری کتاب الزکوة باب ثالث ج ۱ ص ۱۶۷ ۔ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۷۸) ظفیر۔

(۲) واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا اوحلیا مطلقا الخ وفی عرض التجارة قیمته نصاب الخ ربع عشر الخ ویضم الذهب الی الفضة وعکسه بجامع الثمنیة قیمة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۴۲ و ج ۲ ص ۴۵ ۔ط.س. ج ۲ ص ۲۹۷-۲۹۸) یہ واضح رہے کہ ساڑھے باون روپے نصاب سن ۱۳۳۸ھ میں تھا جب چاندی روپے تولہ تھی، اس لئے کہ اصل نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، اس وقت اس کی قیمت کم از کم ایک سوستاون روپے ہے۔ لہذا نصاب روپے کا یہی ہوگا۔ اور اگر چاندی اور گراں ہوگی تو اسی اعتبار سے روپے کا نصاب بڑھتا چلا جائے گا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا دراهم عشر دراهم وزن سبعة مثاقیل والدینار عشرون قیراطا والدراهم اربعة عشر قیراطا والقیراط خمس شعیرات فیکون الدرهم الشرعی سبعین شعیرة والمثقال مائة شعیرة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۸ و ج ۲ ص ۳۹ ۔ط.س. ج ۲ ص ۲۹۵) ظفیر۔

سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ

(سوال ۱۶۰) الف کے پاس کچھ زیور چاندی اور کچھ زیور سونے کے ہیں، قرض واجب الادا بھی وہ اپنے ذمہ رکھتا ہے، چنانچہ زیور چاندی اہلیہ خود ۱۴۲ ½ تولہ زیور چاندی دختران نابالغہ خود ۵۴ ¼ تولہ اور زیور سونا اہلیہ خود ۵ تولہ ۱۱ ماشہ ۴ رتی، اس کے علاوہ ۸ عدد ساورن سکہ مضروب سونا بھی موجود ہے، دوسرے لوگوں پر مع صہ ۹۷/۲ قرض واجب الاداء بھی لینا رکھتا ہے، تقریباً ما ۱۶۲/۴ کا خود بھی قرض دار ہے یعنی دوسرے لوگوں کا اس پر قرض ہے۔ صورت مذکورہ میں اس پر زکوٰۃ واجب الاداء کتنی ہے۔ ساورن کی قیمت محسوب ہوگی یا وزن شامل زیورات سونا ہوگا۔

(جواب) چاندی کے زیور کا مجموعہ ۱۹۶۳/۴ تولہ ہوا اور سونے اور اشرفیوں کی قیمت روپے سے کر کے وہ بھی اس میں شامل کیا جائے اور کل مجموعہ میں سے ۱۶۲ روپے قرض ہے وہ کم کر دیا جائے جو کچھ باقی رہے اس کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ دیا جاوے۔ (۱) اور قرض جو لوگوں کے ذمہ اس کا ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے واجب الاداء ہوگی۔ (۲) فقط۔

جو زیور ہمیشہ نہیں پہنے جاتے ان پر بھی زکوٰۃ ہے

(سوال ۱۶۱) جو زیور ایسے ہیں کہ ہمیشہ نہیں پہنے جاتے بلکہ بعض موسم میں پہنے جاتے ہیں ان پر اگر زکوٰۃ واجب ہے تو قیمت خرید پر یا نرخ موجودہ پر، مع اجرت کے یا بلا اجرت۔

(جواب) زکوٰۃ اس زیور پر واجب ہے اور زکوٰۃ وزن پر واجب ہے یعنی جس قدر تولہ چاندی یا سونا ہے اس کا حساب کر لیا جاوے۔ (۳)

(زیور کی قیمت کا اعتبار نہیں اس لئے کہ قیمت میں سونار کی اجرت گل بوٹے سب داخل ہوتے ہیں بلکہ وزن کا اعتبار ہوتا ہے، چاندی کے زیور کا نصاب ۵۲ ½ تولہ ہے اور سونے کا ساڑھے سات تولہ۔ صاحب نصاب جب ہوگا...... اور زکوٰۃ میں پیسے دینا چاہے تو زکوٰۃ نکالتے وقت جو نرخ ہوگا اس کے حساب سے ادا کرے گا۔ خریدنے کے زمانے کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً کسی عورت کے پاس پہلے زمانہ کے خرید کئے ہوئے سو تولہ چاندی کے زیورات ہیں جو اس نے کل سو روپے میں لئے تھے، زکوٰۃ میں ڈھائی تولہ چاندی آئی، اب اس کی قیمت اس وقت تین روپے تولہ کے حساب سے ساڑھے سات روپے دیئے جائیں گے جو اس وقت بازار کا بھاؤ ہے ڈھائی روپے زکوٰۃ میں دینا درست نہیں ہے۔

جس کے پاس بقدر نصاب دوّنی چوّنی ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۲) اگر کسی کے پاس حاجت اصلی سے زائد نصاب کی قیمت سے زائد سوائے سونے چاندی کے دوسرے سکے ہیں مثلاً چار سو پانچ سو روپے کی دوّنی چوّنی یا تانبہ کے پیسے ہیں نقد روپیہ نہیں تو اس پر بعد سال گزرنے کے زکوٰۃ کا

---

(۱) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال مضرو باکان اولم یکن مصوغا اوغیر مصوغ حلیا کان للرجال اوللنساء تبرا کان اوسکة کذا فی الخلاصة عالمگیری مصری . کتاب الزکاة باب ثالث (فصل اول ج ۱ ص ۱۶۷ ط.ماجلیه ج ۱ ص ۱۷۸) ومدیون للعبد بقدر دینه فیزکی الزائد ان بلغ نصابا (در مختار) قوله بقدر دینه متعلق بقوله فلا زکوة (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۹ .ط.س.ج ۲ ص ۲۶۳) ظفیر. (۲) ولو کان الدین علی مقرو ملئی او علی معسر ...... الخ فوصل الی ملکه لزم زکوة مامضی (الدر المختار علی هامش رد المحتار . کتاب الزکاة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س.ج ۲ ص ۲۶۶) ظفیر. (۳) والمعتبروز نهما اداء ووجوبا لا قیمتهما (در مختار) ای من حیث الوجوب یعنی یعتبر فی الوجوب ان یبلغ وزنهما نصابا نهر حتی لو کان له ابریق ذهب او فضة وزنه عشرة مثاقیل او ماءة درهم وقیمته لصیاغته عشرون او مائتان لم یجب فیه شئی اجماعا قهستانی (رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۰ .ط.س.ج ۲ ص ۲۹۷) ظفیر

حکم ہے یا نہیں۔

(جواب) غیر سونے اور چاندی میں وجوب زکوٰۃ کے لئے نیت تجارت شرط ہے وتفصیله فی کتب الفقه .(۱) فقط (دونی چونی بطور حوالہ ہے اس لئے اس میں بلانیت تجارت بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ظفیر)

زکوٰۃ کا روپیہ بیمہ بھیجا جائے یا منی آرڈر سے

(سوال ۱۶۳) بہشتی زیور میں ہے کہ کسی نے زکوٰۃ کا روپیہ دوسرے کو ادا کرنے کے لئے دیا اور اس نے اپنے خرچ میں اٹھا لیا بعد میں اپنے پاس سے ادا کیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور منی آرڈر میں بھی یہی صورت ہوتی ہے تو اگر زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا جاوے تو کیا زکوٰۃ ادا ہوگی یا بذریعہ بیمہ بھیجنا چاہئے۔

(جواب) یہ احوط ہے کہ بیمہ کے ذریعہ سے بھیجا جاوے لیکن منی آرڈر کے ذریعہ سے بھیجنا بھی درست ہے اور اس کی تاویل ہوسکتی ہے۔فقط۔

کمائے ہوئے روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۱۶۴) اپنے کمائے ہوئے روپے کی زکوٰۃ نکالنی واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) روپیہ جب کہ بقدر نصاب جمع ہو جاوے اور سال بھر اس پر گزر جائے تو اس کی زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔(۲)

جو رقم حج کے لئے دی اور اس پر سال گزر گیا۔اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶) زید نے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی کہ میرے مال میں سے چار سو روپے سے میری طرف سے حج کرانا اور ایک ہزار روپیہ میں فقراء کو کھانا کھلانا۔بعد مرنے زید کے بیٹوں نے ایک ہزار روپے میں کھانا کھلا دیا تھا لیکن حج اب تک ان چار سو روپے سے نہیں کرایا۔ایک سال بھی گزر گیا۔اب اس روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے یا نہیں اور چودہ سو روپے ثلث کل سے بھی کم ہے۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۳)

مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ

(سوال ۱۶۶) مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ ہے یا قیمت پر۔

(جواب) جو مکان کرایہ پر چلانے کے لئے خریدے گئے ان مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔(۴) فقط۔

جن زیورات میں غش ملا ہوتا ہے ان کی زکوٰۃ

(سوال ۱۶۷) ہمارے ملک میں جو زیور طلاء بنتا ہے اس میں تیسرا حصہ غش کا ملایا جاتا ہے۔ایسے زیور کا کس حساب

---

(۱) شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملکه او تنمية المال کالدر اهم والدنانير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزکاة کيفما امسکهما ولو للنفقة اوا لسوم الخ او نية التجارة فی العروض (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۳ .ط.س. ج۲ص۲۶۷) ظفير.

(۲) الزکوٰة واجبة علیٰ لحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاماوحال عليه الحول (هدايه کتاب الزکاة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفير. (۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم کل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۸ .ط.س. ج۲ص۲۹۵) ظفير.

(۴) وکذالک العطار لو اشتری القواريرو لو اشتر جو الق ليوا جرها من الناس فلازکوة فيها لانه اشتراها للغلة لا للمبايعة کذا فی محيط السرخسی (عالمگيری الفصل الثانی فی العروض ج ۱ ص ۱۶۸ .ط.ماجديه ج۱ ص ۱۸۰) ظفير.

سے زکوٰۃ دی جائے۔

(جواب) جس میں غالب سونا ہو یعنی نصف سے زائد سونا ہو وہ سونے کے حکم میں ہے اور مثل خالص سونے کے اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔(۱) فقط۔

حج کے لئے جو روپیہ کئی سال سے رکھا ہوا ہے اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۸) ایک عورت نے عرصہ چھ سال سے دو آدمیوں کی آمدورفت حج کا خرچ علیحدہ نکال کر رکھ دیا ہے امسال حج کو جانا چاہتی ہے، آیا اس روپے پر تمام سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ دینا واجب ہے جب تک وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے اس وقت تک تمام سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔(۲) فقط۔

دو عبارتوں میں تطبیق

(سوال ۱۶۹) صاحب نصاب ۵۲½ روپیہ یا چاندی ۵۲½ تولہ کے مالک ہونے سے ہوجاتا ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں پچاس روپے نقد یا اس قیمت کا مال زاید از حاجات اصلیہ اس میں تطبیق مطلوب ہے۔

(جواب) فتاویٰ رشیدیہ میں تقریبی حساب پر عمل فرمایا ہے، درہم کو پورے چار آنہ کا قرار دے کر پچاس روپے لکھے گئے اور حساب سے ایک درہم ۳ ماشہ ۱⅕ رتی کا ہوتا ہے اس کے حساب سے ۵۲½ تولہ ہوتے ہیں۔ اگر رتی کے کسر کو چھوڑ دیا جائے اور درہم کو ۳ ماشہ کا قرار دیا جائے تو پھر دو سو درہم کے پورے پچاس تولہ ہوتے ہیں۔ احتیاط اس میں ہے کہ پچاس تولہ، کو نصاب سمجھ لیا جاوے اور زکوٰۃ ادا کی جاوے۔(۳) فقط۔

زیورات نقد تمام میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہ مستحقین پر خرچ ہوگا

(سوال ۱۷۰) زکوٰۃ کے مسئلہ میں ایک مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ بڑھتے ہوئے مال پر زکوٰۃ ہے اور جو زیور و روپیہ وغیرہ دفن ہوا اور کبھی استعمال میں نہ آتا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور میرا کہنا یہ کہ سب مال پر زکوٰۃ ہے، استعمال میں آتا ہو یا نہ آتا ہو، دفن ہو یا نہ ہو، مستحق اس کے محتاج ہیں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ خصوصیت محتاج کی نہیں ہے بلکہ پہلے اس کے عیال و اطفال جو اس سے متعلق و وابستہ ہیں جن کی کچھ آمدنی نہیں، انہیں کی پرورش و تعلیم وغیرہ میں صرف کرنا چاہئے ان سے بچے تو یتیم و مساکین محتاجوں کو دیا جائے۔

(جواب) اس مسئلہ میں حق یہی ہے جو آپ کہتے ہیں نقد روپیہ اور زیور، غرض سونے چاندی کی ہر چیز اور سکہ پر زکوٰۃ بعد حولان حول لازم و فرض ہے اگرچہ وہ دفن ہو یا استعمال میں نہ آتا ہو۔ کہ نقد میں فقہاء نمو تقدیری ثابت فرماتے ہیں جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے،(۴) اور تمام طلبہ عربی خواں اس سے واقف ہیں ایسی بھاری غلطی جو وہ مولوی

---

(۱) وغالب الفضة والذهب فضة وذهب (در مختا) ای فتجب زکا تهما لا زکوة العروض. (رد المحتار باب زکوٰة المال ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج ۲ ص ۳۰۰) ظفیر.

(۲) الزکوة واجبة علی الحر العاقل البالغ لمسلم اذا ملک نصابا ملکاتا ماوحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر. (۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم کل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقیل والدنانیر عشرون قیراطا والدرهم اربعة عشر قیرا طا والقیراط خمس شعیرات فیکون الدرهم الشرعی سبعین شعیرة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۸ و ج ۲ ص ۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۵) ظفیر.

(۴) واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا او حلیا مطلقا الخ من ذهب او فضة الخ ربع عشر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۱ و ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفیر.

صاحب کرتے ہیں، کوئی طالب علم نہیں کرسکتا اور مصرف زکوٰۃ کے محتاج ومساکین ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ انما الصدقت للفقرآء والمساکین الآیۃ اپنے بچوں اور زوجہ کو اور ماں باپ کو زکوٰۃ دینا تمام فقہا حرام کہتے ہیں اور زکوٰۃ اس میں ادا نہیں ہوتی۔ فقط

بہشتی زیور کی ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۱۷۱) بہشتی زیور کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے (جب فقط چاندی یا فقط سونا ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں)

(جواب) اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً چاندی وزن میں دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ ہے جو کہ نصاب زکوٰۃ ہے لیکن قیمت کا اعتبار کیا جاوے تو نصاب سے کم ہوتی ہے یعنی قیمت اس کی ساڑھے باون روپے کی نہیں ہے پس اس لئے کہا کہ اعتبار وزن کا ہے زکوٰۃ واجب ہوگی۔(۱) فقط۔

سونے کی زکوٰۃ چاندی سے

(سوال ۱۷۲) سونے کی زکوٰۃ اگر چاندی سے دیوے تو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں اور چاندی کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہئے۔

(جواب) سونے کی زکوٰۃ چاندی سے دیوے تو قیمت دینا درست ہے اور اگر چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے ہی دیوے تو جس قدر چاندی زکوٰۃ میں واجب ہے وہ پوری ادا کرے، مثلاً اگر بیس تولہ چاندی زکوٰۃ میں دینی واجب ہوئی ہے تو اگر روپیہ زکوٰۃ میں دے تو بیس ہی دیوے، یہ نہیں کہ بیس تولہ چاندی کی قیمت مثلاً اگر پندرہ روپے ہے تو پندرہ ہی دے دے یہ درست نہیں ہے۔(۲) فقط۔

جو زیور والد وخسر سے ملا ہے اس میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۱/۱۷۳) نعیمہ کے خسر کے والد محمد اکرم جو کہ نعیمہ کی ہر قسم کی ضرورتیں بجائے اس کے شوہر علی اصغر کے پوری کرتے ہیں مبلغ چار سو روپے کے قرض دار ہیں اور محمد اکرم کے پاس سالانہ اتنی بچت نہیں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہو البتہ نعیمہ کے پاس مبلغ تین سو روپے کے زیورات ہیں جن کو اس نے اپنے والد اور اپنے خسر کے والد سے پایا ہے تو نعیمہ پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

جو زیور صرف پہننے کے لئے دیئے گئے ہیں اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲/۱۷۴) علی اصغر نعیمہ کے شوہر نے نعیمہ کو دوسو روپے کے زیورات دیئے اور کہا کہ یہ میرے ہیں جب چاہوں گا لے لوں گا اس کو تمہیں محض زیب وزینت کے لئے دیتا ہوں تو نعیمہ کو اس قسم کے زیورات پہننا جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ علی اصغر شوہر پر واجب ہے یا نعیمہ پر۔

(جواب) (۱) نعیمہ پر زکوٰۃ اس زیور کی واجب ہے جو کہ اس کا مملوکہ ہے۔(۳)

---

(۱) و المعتبر وزنهما اداء ووجوبا لا قيمتهما (درمختار) اى من حيث الاداء يعتبر فى الوجوب ان يبلغ وزنهما نصابا نحو حتى لو كان له ابريق ذهب او فضة وزنه عشرة مثاقيل اومائة درهم وقيمة لصيا غته عشرون او مائتان لم يجب فيه شئى اجماعا قهستانى الخ لا قيمتهما الخ وهذا ان لم يؤدمن خلاف الجنس (رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ ص۲۹۷) ظفير. (۲) والمعتبر وزنهما اداء ووجوبا لاقيمتهما (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ ص۲۹۷) ظفير. (۳) وسبب افتراضها ملك نصاب حولى تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۵. ط.س. ج۲ ص۲۶۷) وفى تبرا لذهب والفضة وحليهما و اوانيهما الزكوة (هدايه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير.

(۲) اس کی زکوٰۃ علی اصغر پر واجب ہے نعیمہ پر واجب نہیں اور نعیمہ کو اس کا پہننا درست ہے۔(۱) فقط۔

ان زیورات کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے جس میں نگ وغیرہ جڑے ہوئے ہوں

(سوال ۱۷۵) زید اپنی زوجہ کے زیور کی زکوٰۃ دینا چاہتا ہے، مشکل یہ ہے کہ بعض زیور میں چپڑا بھرا ہوا ہے اور بعض زیور میں نگ جڑے ہوئے ہیں اور چپڑا اور نگ نکالا جاوے تو زیور خراب ہو جائے گا اور اگر زرگر سے اندازہ کرایا جاوے تو پوری طرح پتہ نہیں چل سکتا، اگر سونا نصاب سے کم ہے تو اس کی زکوٰۃ بشمول چاندی کے دی جائے گی یا سونے کی زکوٰۃ علیحدہ دی جائے گی اور زکوٰۃ سونے وچاندی کی ایک چیز سے نکالی جاوے یا سونے کی زکوٰۃ سونے سے دی جاوے اور چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے دی جاوے۔ اگر زکوٰۃ میں کوئی زیور نکالا جاوے تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

(جواب) اندازہ صحیح کرا کے زیور سونے وچاندی کی زکوٰۃ دینی چاہئے یہ درست ہے مگر اندازہ کرنے والے سے کہہ دیا جاوے کہ جہاں تک ہو احتیاط کو مدنظر رکھے۔ مثلاً زیادہ سے زیادہ جس قدر چاندی وسونا اس میں معلوم ہو اس کا لیا جاوے اور سونے کو ایسی صورت میں قیمت کر کے چاندی کو شامل کر کے چاندی سے زکوٰۃ دی جاوے، خواہ دونوں کی زکوٰۃ سونے سے دی جاوے۔ الغرض ایک چیز سے زکوٰۃ دینا درست ہے۔ ۲½ فی سیکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ دی جاوے اور زکوٰۃ میں اگر زیور ہی دے دیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے۔(۲) فقط۔

شوہر کی اجازت کے بغیر زیور بیچ کر زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۶) ہندہ کے ذمہ بابت زیورات کئی سال کی زکوٰۃ واجب ہے ہندہ کے پاس سوائے اس کے کہ کچھ زیور فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے اور کوئی آمدنی نہیں ہے یا ہندہ کا خاوند ادا کر دے۔ مگر ہندہ جب اپنے خاوند سے کہتی ہے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ ادا کرے گے اور زیور کے فروخت کرنے پر راضی نہیں ہے، ایسی صورت میں اگر ہندہ بلا اجازت شوہر و بلا رضامندی خاوند کچھ حصہ زیور کا فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ زیور شوہر کا دیا اور بنوایا ہوا ہے اور اس نے زوجہ کی ملک نہیں کیا جیسا کہ عرف ہے تو اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہے عورت پر اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اگر شوہر اس کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ گنہگار ہوگا، عورت گنہگار نہ ہوگی اور اگر وہ زیور عورت کے جہیز میں اس کے والدین کی طرف سے آیا ہوا ہے تو وہ اس کی ملک ہے اسی میں سے کچھ حصہ فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے اور شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) فقط۔

کامدار کپڑوں کی زکوٰۃ

(سوال ۱۷۷) ہندوستان کی عورتوں کے کپڑے قیمتی زربفت، مشجر، کامدانی، بنارسی گوٹا ٹھپہ مصالحہ کے رہتے ہیں، ان میں چاندی کے تار ضرور ہوتے ہیں ایسے کپڑوں کی زکوٰۃ کس طرح مشخص کی جائے۔ ان میں اس بات کا انداز

---

(۱) الزکوٰۃ واجبة علی الحرا لعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاماوحال علیه الحول (هدایه کتاب زکوٰة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر. (۲) ویضم الذهب الی الفضة وعکسه بجامع الثمنیة قیمة وقالا بالا جزاء الخ (در مختار) قوله یضم الخ عند الا جتماع اما انفراد احدهما فلا تعتبرا لقیمة اجما عابدائع لان المعتبر وزنه اداء و وجوبا کما مرو فی البدائع ایضا ان ماذکر من وجوب الضم اذا لم یکن کل واحد منهما نصابا بان کان اقل فلو کان کل هما نصاباتا ما بدون زیادة لا یجب الضم بل ینبغی ان یودی منهما نصابا من کل واحد زکاته ، فلوْ ضم حتیٰ یودی کله من الذهب او الفضة فلا باس به عند ناولکن یجب التقویم بما هوا نفع للفقراء رواجا والا یودی من کل منهما ربع عشر (رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۴۵ و ج ۲ ص ۴۶ .ط.س. ج ۲ ص ۳۰۳) ظفیر. (۳) الزکوة واجبة علی الحرا لعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاماوحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکاة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر.

کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ چاندی کتنی ہے۔

(جواب) جوتار زری کے بنارسی کپڑوں وغیرہ میں ہیں ان کا اندازہ خود کر کے یا جاننے والوں سے کرا کر زکوۃ دینی چاہئے اور گوٹے ٹھپہ کا بھی اندازہ کرالینا چاہئے۔ اس کا اندازہ سہل ہے کہ مثلاً ٹھپہ کا ویسا تھان تول کر دیکھ لیا جائے کہ کس قدر وزن کا ہے۔ الغرض ایسے مواقع میں اندازہ کافی ہے۔ اندازہ حتی الوسع ایسا کیا جائے کہ کمی نہ رہے، چاہے کچھ زیادتی ہو جائے۔ (۱) فقط۔

شوہر جب بیوی کو مالک بنادے تو زکوۃ کس پر ہے

(سوال ۱۷۸) شوہر نے نکاح سے چند سال بعد زیور کا مالک زوجہ کو بنا دیا اور چار سال بعد زکوۃ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تاریخ ملکیت یادنہیں تو کیا کرے۔ خاوند و بیوی کے مال میں امتیاز نہ ہو تو زکوۃ کی نیت کس کو کرنی چاہئے۔

(جواب) جب کہ شوہر نے اس زیور کا مالک زوجہ کو بنا دیا تو زکوۃ بذمہ زوجہ ہے، وہی نیت کرے۔ اگر شوہر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کرے یہ بھی درست ہے۔

زیورات کی زکوۃ کب سے دے

(سوال ۱۷۹) زید زکوۃ روپے کی دیتا ہے اور زیور کی زکوۃ بہ خیال اس کے کہ زیور استعمال ہے نہیں دی اور اب چونکہ عندالدریافت معلوم ہوا کہ رستگاری اس میں ہے کہ زیور کی بھی زکوۃ دی جاوے۔ زید کو یہ یادنہیں ہے کہ میں صاحب نصاب زکوۃ کب سے ہوا اور کب سے روپے کی زکوۃ دینی شروع کی اور بہت کچھ زیور اس میں سے فروخت بھی ہو چکا کہ جس کا روپیہ آیا البتہ اس کی زکوۃ بھی دی گئی اور کچھ باقی ہے اور نرخ سونے و چاندی کا بھی مختلف طور پر کم و بیش ہوتا رہا اور زید کا قلب بھی یہ گواہی نہیں دیتا کہ مجھ کو زکوۃ زیور کی کب سے دینی چاہئے پس ایسی صورت میں زید کو زکوۃ زیور کی کب سے اور کس نرخ سے دینی چاہئے۔

(۲) رواج یہاں اس طور پر ہے کہ جو زیور شادی میں دلہن کو دیا جاتا ہے اور اس طریقہ سے دیا جاتا ہے کہ اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ملک کیا گیا یا نہیں۔ زید اور اس کی بیوی دونوں لاولد مر گئے، صرف زید کا باپ اور زید کی بیوی کے باپ و بھائی بہن وغیرہ حیات ہیں تو اب اس زیور کے لینے کا مستحق کون ہے اور زکوۃ کب سے دی جاوے گی۔

(جواب) زیور کی زکوۃ بھی دینی لازم اور فرض ہے، جب سے زیور کا ملک ہوا اسی وقت سے زکوۃ دینی چاہئے اندازہ کرلیا جاوے اور اندازہ سے کچھ دن زیادہ ہو جائیں تو بہتر ہے کم نہ ہوں۔ اور جو زیور زوجہ کو چڑھایا جاتا ہے شوہر کی طرف سے وہ اس زمانہ کے عرف کے موافق زوجہ کی ملک نہیں ہوتا بلکہ شوہر کی ملک ہوتا ہے۔ بعد مرنے شوہر کے اس کی زوجہ اور والدین کو حسب حصص شرعیہ ملے گا اور زوجہ کے حصہ میں جو کچھ آوے گا وہ اس کے باپ کو ملے گا، باپ کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں اور زکوۃ اسی وقت سے دی جاوے گی جس وقت سے وہ زیور تیار رہا۔ (۲) فقط۔

نوٹ بھنانے پر بٹہ لینا کیسا ہے اور نوٹ پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۰) نوٹ کو بھنانے پر بٹہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کسی کے پاس صرف نوٹ ہوں تو ان پر حولان حول

---

(۱) وفی تبر الذهب والفضة وحليهما واوانيهما الزكوٰة (هداية باب زكوٰة المال فصل في الذهب ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير.
(۲) وفي تبر الذهب والفضة وحليهما واوانيهما الزكوٰة الخ لنا ان السبب مال نام و دليل النماء موجود وهوا لا عداد للتجارة خلقة (هداية باب زكوٰة المال ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير.

ہونے سے زکوۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) بہ ضرورت نوٹ بھنانے میں بٹہ دینا جب کہ کوئی صورت پورا روپیہ ملنے کی نہ ہو درست ہے اگر چہ اصل قاعدے سے بٹہ لینا دینا نوٹ پر درست نہیں لیکن بضرورت و مجبوری بٹہ دینا درست ہے اور لینا درست نہیں ہے۔(۱) اور نوٹوں پر حولان حول ہونے پر زکوۃ لازم ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

سونے چاندی کے زیور ملا کر نصاب پورا ہوتا ہے تو زکوۃ آئے گی یا نہیں

(سوال ۱۸۱) ایک عورت کے پاس کچھ زیور چاندی کا ہے اور کچھ سونے کا، مگر دونوں نصاب سے کم ہیں دونوں کو ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہے تو زکوۃ دینی ہوگی یا نہیں

(جواب) اس صورت میں قیمت کا حساب لگا کر زکوۃ واجب ہوگی مثلاً سونے کو چاندی کی قیمت میں کر کے کل مجموعہ کو دیکھا جاوے گا۔ اگر نصاب چاندی کا پورا ہو گیا تو زکوۃ لازم ہوگی۔(۳) فقط

(سوال ۱۸۲) زید ایک کارخانہ میں نوکر ہے اس کو شعبان کی دس بارہ تاریخ کو دو ماہ کی تعطیل سالانہ ملا کرتی ہے اور وہ رمضان شریف کی پندرہ تاریخ کو صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے زکوۃ کا فریضہ ادا کیا کرتا ہے۔ شعبان اور رمضان کی تنخواہ بوقت حاضری شوال ملے گی، آیا پندرہ رمضان ۱۳۳۵ھ کو ہی ان دونوں مہینوں کی تنخواہ کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے یا ۱۳۳۶ھ کے رمضان شریف میں بشرط بقا ان کی زکوۃ ادا کرے گا۔

(جواب) شعبان اور رمضان کی تنخواہ جو ابھی وصول نہیں ہوئی اس کی زکوۃ رمضان موجودہ میں واجب نہیں ہے۔ سال آئندہ کے ختم پر اگر وہ روپیہ وصول ہو کر باقی رہا تو اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی۔(۴)

سونے کی قیمت بازار کے نرخ سے ہوگی

(سوال ۱۸۳) زید کے گھر میں کچھ سونے کا زیور ہے جس کا مالک زید ہے۔ سونے کا نرخ دلی کا تو اور ہے اور بازار میں زیور کا نرخ گراں اور۔ اگر اچھا زیور بیچنے جاوے تو بھی یقیناً ایک ثلث کم بازار کے نرخ سے بکتا ہے تو آیا کس نرخ کے حساب سے وہ زکوۃ دیوے کیونکہ بازار والوں کا دینے کا نرخ اور ہے اور لینے کا اور۔ اگر فقراء کو سونا زکوۃ میں دیا جاوے تو فقراء کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ بازار والے ان سے کم قیمت کو خریدتے ہیں۔

(جواب) جو نرخ بازار میں ایسے سونے کا ہے یعنی جس قیمت کو دکاندار فروخت کرتے ہیں وہ قیمت لگا کر زکوۃ دیوے اور اگر سونا ہی زکوۃ میں دیوے تو سونے موجودہ کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں دیوے یہ بھی درست ہے اور زکوۃ ادا ہو جاوے گی اگر چہ فقراء کسی قیمت کو فروخت کر دیں۔(۵) فقط

---

(۱) الضرورات تبیح المحذورات (الا شباہ و النظائر ص)

(۲) شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنانير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما ولو للنفقة (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ٢ ص ١٣ ـ ط.س. ج٢ ص٢٦٧) ظفير. (٣) وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة الخ وضم احدى النقدين الى الاخر قيمة مذهب الامام الخ حتى ان من كان له مائة درهم وخمسة مثاقيل ذهب تبلغ قيمتها مائة درهم فعليه الزكوة عنده (البحر الرائق ج٢ ص ٢٣٠ ـ ط.س. ج٢ ص ٢٣٠) ظفير. (٤) وشرطه اى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه الخ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة. ط.س. ج٢ ص٢٦٧) (٥) وجاز دفع القيمة فى زكوة الخ وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء الخ ويقوم فى البلدالذى المال فيه (ايضاً باب زكوة الغنم ج١ ص ٣٠ ـ ط.س. ج٢ ص٢٨٥) واللازم فى مضروب كل منهما الخ ربع عشر (ايضا باب زكوة المال ج ٢ ص ٤١ ـ ط.س. ج٢ ص٢٩٧-٢٩٨) ظفير

بتدریج جو آمدنی بڑھی اس کی زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے

(سوال ۱۸۴) ایک شخص کو ماہواری سال بھر رجب ۱۳۳۵ھ سے جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ تک مختلف طور پر مبالغ بچت ہوتے رہتے ہیں جن کی مجموعی تعداد اور بچت ماہواری قابل زکوٰۃ رقم ہو جاتی ہے اور اس کے اس سرمایہ میں اضافاً جمع ہوتی رہتی ہے جن کی زکوٰۃ سالانہ وہ ہمیشہ دیتا رہتا ہے۔ آیا اس متفرق رقوم بچت سالانہ کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے جب کہ شعبان میں ۱۰ رمضان میں ۲۰ شوال میں ۵۰ علیٰ ہذا القیاس جمادی الثانی تک ما/ یا صما/ تو اب رجب میں کس طرح زکوٰۃ کا حساب کر کے ادا کرے۔

(جواب) اگر وہ شخص رجب ۱۳۳۵ھ میں مثلاً صاحب نصاب تھا کہ پچاس ساٹھ یا زیادہ نقد یا زیور یا مال تجارت اس کے پاس موجود تھا، اس کے بعد شعبان میں عہ، رمضان میں عسہ، شوال میں صہ، اور رقوم بچت ہو کر جمع ہوتی رہی اور جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ تک مثلاً صما/ ہو گئے تو اس وقت تمام صما/ ۵۰۰ کی زکوٰۃ اس کو ادا کرنا لازم ہے اور اگر رجب ۱۳۳۵ھ میں اس کے پاس روپیہ و زیور وغیرہ نصاب کی قدر موجود نہ تھا تو جس وقت اس کے پاس مال بقدر نصاب ہو جاوے اس وقت سے سال شروع ہوگا اور پھر درمیان سال کی زیادہ رقوم سب ختم سال پر جمع ہو کر کل روپے کی زکوٰۃ دی جاوے گی۔ مثلاً صورت مسئولہ میں اگر جب ۱۳۳۵ھ میں اس کے پاس ایک روپیہ بھی جمع نہ تھا، شعبان میں ۲۰ جمع ہوئے، رمضان میں تیس ہو گئے اور شوال میں اسّی روپے ہو گئے تو اس وقت وہ صاحب نصاب ہو گیا۔ اس کے بعد کی رقوم سب جمع ہوتی رہیں گی اور شوال ۱۳۳۶ھ میں جملہ رقوم کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اس مسئلہ کو کسی عالم سے زبانی سمجھ لو۔(۱)

کوئی روپیہ قرض لے کر رکھ دے تو زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۱۸۵) ایک شخص کسی سے قرض حسنہ دو چار صد روپیہ لے کر ایک سال تک اپنے پاس رکھ لیتا ہے آیا اس روپے کی زکوٰۃ دائن نکالے یا مدیون (قرضہ دہندہ یا مقروض)

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ دائن کے ذمہ لازم ہے، جب اس کے پاس وہ روپیہ واپس چلا جاوے گا اس کو سال گزشتہ کی زکوٰۃ اس روپے کی دینی ہوگی۔(۲) فقط

سونا چاندی کی زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے

(سوال ۱۸۶) اگر کسی شخص نے اپنے زیور کی زکوٰۃ میں دو تولہ چاندی یا سونا نکالا، اگر وہ عوض اس سونے یا چاندی کے اس کی قیمت ادا کرنا چاہے تو اس میں عام نرخ کا اعتبار ہے جس قیمت سے وہ سونا چاندی فروخت ہوا ہے اس نرخ کا اعتبار کیا جاوے گا۔

---

(۱) والمستفاد ولوبهبة اوارث وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه فيزكيه بحول الاصل الخ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۲۱. ط.س. ج۲ ص ۲۸۸) ظفير.

(۲) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (ايضا كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳. ط.س. ج۲ ص ۲۶۶)

(جواب) دوتولہ چاندی اگر زکوٰۃ میں لازم ہوئی تو اس کو دوتولہ چاندی ہی ادا کرنا ضروری ہے، خواہ چاندی کی ڈلی دیوے یا روپیہ سکہ دار دیوے یعنی یہ درست نہیں ہے کہ چاندی دوتولہ کی قیمت اگر پونے دوروپے ہو تو پونے دوروپے دیدیوے بلکہ پورے دوروپے ہی دینا چاہئے اور جورتی کی اس میں کمی ہے وہ بھی پوری کرے۔ اوراسی طرح اگر چاندی کی قیمت زیادہ ہو مثلاً ایک تولہ چاندی کی قیمت سوروپے ہے تو سواروپیہ دینا اس کے ذمہ لازم نہیں ہے۔ تبرعاً زیادہ دیدیوے تو اس کو اختیار ہے اور اگر سونا ایک تولہ مثلاً زکوٰۃ کو لازم ہوا تو اس کو اختیار ہے کہ خواہ سونا دیوے یا اس کی قیمت روپے سے جو بازار میں ہے دیوے۔ مثلاً اگر ایک تولہ سونا بازار میں تیس روپے قیمت کا ہے تو تیس روپے دے دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ (۱) فقط

حصہ کی چیز خود زکوٰۃ میں اسی کو لوٹا دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۷) زید کی ہمشیرہ ہندہ کا انتقال ہوا۔ ترکہ میں زید نے بھی کچھ زیور پایا اور اس کو ہمشیرہ کی زکوٰۃ واجب میں شرعاً دینے کے لئے اپنے بڑے بھائی بکر کو دے دیا۔ بکر نے یہ دیکھ کر کہ زید خود مصرف زکوٰۃ ہے اور بہت مقروض ہے اس زیور کو فروخت کر کے اس کی قیمت زید کو بہ نیت زکوٰۃ ہمشیرہ دے دی۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔ شبہ یہ ہے کہ زید موکل ہے اور بکر صرف وکیل ہے اور وکیل کا فعل عین موکل کا فعل ہوتا ہے تو یہ صورت ہوگئی کہ زید گویا خود ہی زکوٰۃ دیتا ہے اور خود ہی رکھ لیتا ہے

(جواب) وہ زیور جو زید کو ترکہ ہمشیرہ میں سے میراث میں ملا وہ مملوکہ زید کا ہے اور جب کہ زید کے وکیل نے اس کو فروخت کر کے پھر زید کو ہی دے دیا تو اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، کیونکہ اس صورت میں زید کا مملوکہ روپیہ زید کے پاس ہی رہا۔ (۲)

نقد اور زیورات کی زکوٰۃ

(سوال ۱۸۸) زید کے پاس مبلغ ایک سو پچاس کا زیور طلائی و نقرئی اور سات گنیاں قیمتی ایک سو پانچ موجود ہیں۔ یہ روپیہ مکان میں رکھا ہوا ہے۔ زیور مستورات گاہے بہ گاہے پہنتی ہیں۔ اس کو کس قدر روپیہ اور کب اور کیوں بمعہ زکوٰۃ دینا چاہئے۔ زکوٰۃ کا عمدہ مصرف کیا ہے۔

---

(۱) والمعتبر وزنهما اداء ووجوبا لاقيمتهما (در مختار) وهذا ان لم يؤدمن خلاف الجنس والااعتبرت القيمة اجماعا كما علمت ردالمحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۰ و ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ص۲۹۷) وجاز دفع القيمة فى زكوة و عشر و خراج وفطرة ونذر و كفارة غيرالاعتاق (در مختار) ثم ان هذا غير مقيد بغير المثلى فلا تعتبر القيمة فى نصاب كيلى اووزنى فاذا ادى اربعة مكائيل اودراهم جيدة عن خمسة رديئة اوزيوف لايجوز عند علمائنا الثلاثة الاعن اربعة الخ وهذا اذا ادى من جنسه فالمعتبر هوالقيمة اتفاقا الجودة فى المال الربوى عندنا لمقابلة بخلاف جنسه ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۲۹) ظفير.

(۲) ولا يدفع المزكى زكوة ماله الى ابيه وجدلا وان علا ولا الى ولده ولاالى ولد والده وان سفل لان منافع الاملاك بينهم متصلة فلا يتحقق التمليك على الكمال (هدايه باب من يجوز دفع الصدقات اليه ج ۱ ص ۱۸۸) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفير

(جواب) زید کے پاس اس صورت میں کل نقد وزیور دوسو پچپن روپے کا ہوا۔ پس زید کو زکوٰۃ میں اڑھائی روپے سیکڑہ کے حساب سے چھ روپے چھ آنے ہر سال نکالنی چاہئے، اور اگر کسی سال کم یا زیادہ ہو جاوے تو اسی حساب سے کمی وبیشی زکوٰۃ میں ہو جاوے گی ایک سو روپے پر ۲ ؁۸ زکوٰۃ کے واجب ہوتے ہیں بعد سال بھر کے خواہ زیور ہو یا نقد، یا سامان تجارت۔(۱) اور مصرف زکوٰۃ کے فقراء ومساکین اور یتیم بچے اور بیوہ عورتیں وغیرہ ہیں اور جو زیادہ محتاج ہو اور رشتہ دار بھی ہو اس کو دینا زیادہ اچھا ہے۔ اور مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لئے بھیجنا بھی زیادہ ثواب رکھتا ہے۔(۲) فقط۔

جس روپے سے مکان خریدا کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے

(سوال ۱۸۹) ایک شخص نے پانچ سو روپے میں ایک مکان خریدا۔ گھر والوں نے اس میں جانا پسند نہیں کیا اس وجہ سے اس نے فروخت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس صورت میں اس پانچ سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پانچ سو روپے کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، جس سے مکان خریدا گیا۔ جس وقت تک وہ روپیہ موجود تھا اور مکان نہ خریدا تھا اس وقت تک کی زکوٰۃ لازم تھی، جب مکان خرید لیا اس وقت سے زکوٰۃ اس کی ساقط ہو گئی۔(۳) اور جس وقت مکان فروخت ہو کر نقد روپیہ حاصل ہوگا تو بعد حولان حول اس پر زکوٰۃ لازم ہو جاوے گی۔(۴) فقط۔

جو روپیہ مالک اراضی کو رہن میں دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۰) جو روپیہ رہن آراضی میں مالکان آراضی کو دیا ہے اس کی زکوٰۃ ہر سال ادا کرنی ہوگی یا بعد وصول ہونے کے اور بر تقدیر ثانی پچھلے تمام سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے لازم ہے اور پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی دینی ہوگی۔ کذا فی الدرالمختار۔(۵) فقط۔

صرف زیور کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۱) جس عورت کے پاس سو روپیہ کا زیور تھا جب تک وہ صاحب مال رہی زکوٰۃ دیتی رہی اب وہ غریب ہو گئی مگر زیور بجنسہ موجود ہے، آیا عورت مذکورہ کو زکوٰۃ دینا لازمی ہے یا نہیں۔

---

(۱) وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهو في ملكه و تنمية المال كالدراهم والدنانير لعينهما للتجارة فتلزم الزكوٰة كيفما امسكهما (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۳ ط.س. ج۲ص۲۶۷) واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا اوحليا مطلقا الخ ربع عشر (ايضاً باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۳۱ ط.س. ج۲ص۲۹۷-۲۹۸) ظفير

(۲) ومصرف الزكوٰة الخ وهو فقير هو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ و مسكين الخ وفي سبيل الله الخ وابن السبيل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص۳۳۹) ظفير

(۳) ولا زكوٰة في ثياب البدن الخ واثاث المنزل ودور السكنى ونحوها (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ص ۱۰) ظفير. (۱) وشرطه اى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو في ملكه وتنمية المال كا الدراهم والدنانير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما امسكهما ولو للنفقة (ايضاً ج ۲ ص ۱۳ ط.س. ج۲ص۲۶۷) ظفير

(۵) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوٰة مامضى (ايضاً ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ص۲۶۶) ظفير

(جواب) اگر زیور اس کا بقدر نصاب ہے تو اس کے ذمہ زیور کی زکوٰۃ دینا لازم ہے اور اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔(۱) فقط

جو روپیہ ملازمت کی ضمانت کے لئے سرکار میں جمع کیا ہے اس پر زکوٰۃ ہوگی

(سوال ۱۹۲) ایک شخص نے بغرض ضمانت ملازمت مبلغ ایک سو روپیہ سرکار میں جمع کیا، جب تک وہ شخص ملازم رہے گا اس وقت تک اس کو ضمان واپس نہیں ملے گا، جب پنشن لے گا یا کسی وجہ سے برخاست ہوگا تب وہ روپیہ اس کو دیا جائے گا۔ اب اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ اگر واجب ہے تو بعد واپسی کے یا ہر سال اس کو زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ بعد واپسی کے تمام گذشتہ سالوں کی ادا کرنا لازم ہے، اگر اس خیال سے کہ بعد واپسی کے بہت برسوں گذشتہ کی زکوٰۃ دینی پڑے گی اور رقم کثیر ہو جاوے گی۔ ہر سال موجودہ روپے کے ساتھ زکوٰۃ دے دیا کرے تو یہ بھی درست ہے۔(۲) فقط۔

جواہرات کے زیورات میں زکوٰۃ نہیں

(سوال ۱۹۳/۱) جو زیور خالص جواہرات کا ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

ایسے طلائی زیورات کی زکوٰۃ جس میں جواہرات جڑے ہوں

(سوال ۱۹۴/۲) جو زیور طلائی ہو اور اس میں جواہرات بھی جڑے ہوں تو اس کی زکوٰۃ کس طریقہ سے ہونی چاہئے۔

اس زیور کی زکوٰۃ جس میں ایک حصہ چاندی اور دو حصہ جواہرات ہوں

(سوال ۱۹۵/۳) جس زیور میں ایک حصہ چاندی اور دو حصہ جواہرات ہوں اس کی زکوٰۃ کس حساب سے ہوگی۔

(جواب) (۱) درمختار میں ہے لا نها زكوٰة فى اللآلى والجواهروان ساوت الفاً اتفاقاً الا ان تكون للتجارة الخ (۳) پس زیورات جواہرات کے تجارت کے لئے نہیں ہیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۲) اس زیور کی قیمت کر کے زکوٰۃ ادا کرے۔(۴)

(۳) اگر زکوٰۃ میں چاندی دیوے تو اس زیور کی چاندی کا اندازہ کر لے، جس قدر چاندی اس میں ہو اس کا چالیسواں حصہ دیدیوے۔(۵) فقط۔

سونے چاندی کی قیمت نہ معلوم ہونے کی صورت میں پیشتر کی قیمت سے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۹۶) اگر قیمت سونے چاندی کی صحیح معلوم نہ ہو اندازہ کر کے دو چار مہینہ پیشتر کی قیمت ذہن میں رکھ کر زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

---

(۱) واللازم فى مضروب كل منهما اى الذهب والفضة ومعموله ولو تبرا اوحليا مطلقا. (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ ص۲۹۷-۲۹۸) ظفير.

(۲) وكذا الوديعة عند غير معارفه (در مختار) فلو عند معارفه تجب الزكوٰة (رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص۲۶۶) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوٰة قبليل باب السائمة ج ۲ ص ۱۸. ط.س. ج۲ ص۲۷۳. ۱۲ ظفير

(۴، ۵) واللازم فى مضروب منهما و معموله ولو تبرا اوحليا مطلقا الخ ربع عشر الخ وغالب الفضة والذهب فضة و ذهب وما غلب غشه منهما يقوم ويشترط فيه النية الا اذا كان يخلص منه ما يبلغ نصا با اور اقل وعنده ما يتم به الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۳۲ و ج ۲ ص ۴۳. ط.س. ج۲ ص۲۹۷-۲۹۸) ظفير.

اصل تو یہی ہے کہ ادائے زکوٰۃ کے وقت جو قیمت ہو اس کی تفتیش کر کے اسی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے۔ مگر چونکہ دو چار مہینہ میں کوئی مزید فرق نہیں ہوتا اس وجہ سے اگر جانب احتیاط کو پیش نظر رکھ کر اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(۱) فقط۔

عورت کا جو زیور رہن ہے اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۱۹۷) اگر عورت کا زیور ضرورت کے وقت رہن کیا جاوے تو اس کی زکوٰۃ بذمہ عورت ہوگی، یا بذمہ خاوند۔

(جواب) اس کی زکوٰۃ عورت کے ذمہ ہے۔(۲) فقط۔

کسی کی اچانک موت پر گورنمنٹ وارثان کو جو روپیہ دیتی ہے اس کی زکوٰۃ

(سوال ۱۹۸) تصادم ریل سے زید کا انتقال ہو گیا۔ ریلوے کمپنی نے زید کی جان کے معاوضہ میں اس کے والدین۔ بیوہ۔ اور تین یتیم نابالغ بچوں جن میں دو لڑکیاں ۴، ۳ سالہ اور ایک لڑکا ڈیڑھ سالہ کی پرورش کے لئے تیس ہزار ۳۰۰۰۰ روپے کے نوٹ دیئے اس شرط پر کہ سولہ ہزار کے نوٹ ڈاکخانہ میں رکھ دیئے جائیں۔ دس سال کے بعد لڑکیوں کی شادی اور لڑکے کی اعلیٰ تعلیم میں خرچ کئے جائیں۔ جب تک بچوں کی پرورش و تعلیم کا خرچ ماں کے حصہ کے چھ ہزار روپے میں سے جو بغرض حفاظت پوسٹ آفس میں رکھا ہے، ہوا کرے۔ اس صورت میں بچوں اور بیوہ کی رقوم پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں

(جواب) بچے جب تک نابالغ ہیں ان کے حصہ کے روپے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ وشرط افتراضها عقل وبلوغ الخ قال في الشامي فلا تجب على مجنون وصبي الخ (۳) اور بیوہ اور والدین کے حصہ میں جو روپیہ آیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور بچے جس وقت بالغ ہو جاویں تو ان کے حصے کے روپے پر بھی زکوٰۃ وقت بلوغ سے واجب ہو جاوے گی۔(۴) فقط۔

کاروبار میں جو روپیہ لگا ہو اس کی زکوٰۃ

(سوال ۱/۱۹۹) جب کہ روپیہ اس قسم کے کاروبار میں لگایا جائے کہ اس میں زیادہ تر لینا اور دینا ہو اور زر نقد یا مال تجارت کی صورت میں یا تو بہت تھوڑا حصہ اصل کا رہے یا اس پر پورا برس کسی حال میں نہ گزرے تو زکوٰۃ کس رقم پر واجب الاداء ہوگی۔

جائداد اور مکان ذاتی جو ضرورت سے زیادہ ہوں اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۲/۲۰۰) جب کہ جائداد یا مکان ذاتی ضرورت سے زیادہ ہوں اور ان سے کرایہ کی آمدنی ہو تو زکوٰۃ جائیداد کی قیمت پر ہوگی یا آمدنی پر۔

کرایہ کی زمین پر جو جائیداد ہو اس کی زکوٰۃ

(سوال ۳/۲۰۱) اگر کرایہ کی زمینوں پر جائداد بنائی جائے اور اس کی حیثیت یا قیمت اسی وقت تک ہو جب تک

---

(۱) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء وفي السوائم يوم الاداء اجماعا وهو الاصح (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰ . ط.س. ج۲ ص۲۸۶) ظفير.
(۲) الزكوة واجبة على حر مسلم عاقل بالغ اذا ملك نصابا ملكا تاما (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص) ظفير.
(۳) رد المحتار الزكوة ج ۲ ص ۱۲۴ . ط.س. ج۲ ص ظفير.
(۴) دیکھئے رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۴. ط.س. ج۲ ص۲۵۸)

جائداداس زمین پر قائم ہے تو زکوٰۃ کس طرح ادا ہوگی۔

سرکاری کاغذوں پر جو روپیہ لگایا گیا اس کی زکوٰۃ

(سوال ۴/۲۰۲) جو روپیہ سرکاری کاغذوں یا اس قسم کے دوسرے کاغذات پر لگایا جائے اس کے واپس ہونے کی میعاد تو بہت زیادہ ہو یا کچھ ہو ہی نہیں تو زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے۔

(جواب) (۱) ختم سال پر دیکھا جاوے جس قدر مال تجارت ونقد روپیہ موجود ہو اس سب کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔(۱) اور جو رقوم لوگوں کے ذمہ قرض ہیں ان کی زکوٰۃ بھی واجب ہے مگر ادا کرنا بعد وصولی کے واجب ہوتا ہے۔ ایام گذشتہ کی زکوٰۃ بھی بعد وصولی کے دینی لازم ہے۔(۲)

(۲) جائیداد کی قیمت پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ کرایہ کی آمدنی پر جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جاوے اور اس پر تنہا یا دیگر رقوم موجودہ کے ساتھ سال پورا ہو جاوے زکوٰۃ لازم ہوگی۔(۳)

(۳) اس کا جواب بھی وہی ہے جو نمبر ۲ کا ہے۔ کرایہ کی آمدنی جو جمع ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی حسب شرط مذکور ہے نمبر ۲۔(۴)

(۴) یہ سوال تشریح طلب ہے۔ فقط۔

ڈاکخانہ میں جمع شدہ روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۱/۲۰۳) جو روپیہ ڈاکخانہ میں تین سال سے جمع ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

بنک کے روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۲/۲۰۴) جو روپیہ کسی بنک کو بطور قرض دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

گورنمنٹ کو جو روپے قرض دیئے گئے ہیں اس کی زکوٰۃ

(سوال ۳/۲۰۵) جو روپیہ گورنمنٹ کو قرض دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

لین دین والے روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۴/۲۰۶) جو روپیہ لین دین میں لگایا جاتا ہے اور قرض دیا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱تا۴) ان سب صورتوں میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ بعد وصول ہونے کے سنین گذشتہ کی بھی زکوٰۃ دینی واجب ہوگی۔(۵) فقط۔

زیور کی زکوٰۃ ہر سال

(سوال ۲۰۷) زیور میں ہر سال زکوٰۃ دینا چاہئے یا ایک دفعہ۔

---

(۱) وقیمة العرض للتجارة تضم الى الثمنين لا ن الكل للتجارة وضعا وجعلا الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۵.ط.س.ج۲ص ۳۰۱۳)

(۲) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة ما مضى (ايضاً كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲.ط.س.ج۲ص۲۶۶) ظفير. (۳) ولا زكوة فى ثياب البدن الخ واثاث المنزل و دورالسكنى ونحوها وكذا الكتب (درمختار) قوله ونحوها اى كثياب البدن الغير المحتاج اليها وكالحوانيت و العقارات (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰.ط.س.ج۲ص۲۶۴-۲۶۵) ظفير. (۴) فاذا كانت مائتين وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم (هدايه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۶) ظفير.

(۵) وفى مقربه تجب مطلقا سواء كان مليا او معسرا او مفلسا كذاً فى الكافى (عالمگيرى مصرى كتاب الزكوة باب اول ج ۱ ص ۱۶۴.ط.س.ج۲ص۱۷۳) ولو كان الدين على مقرملئى الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ص ۱۲.ط.س.ج۲ص۲۶۶)ظفير

(جواب) زیور کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہئے۔(۱)

زیور کی زکوٰۃ

(سوال ۲۰۸) میرے پاس زیور ہے جو ۵۳ روپے کی مالیت ہے اور یہ اندازہ کافی سے بہت زیادہ کیا گیا ہے۔ بازار کی قیمت سے زیادہ قیمت لگائی ہے اس پر دو سال گزر چکے ہیں جس کی زکوٰۃ میں نے پانچ روپے دے دیئے ہیں اور میرے پاس ساٹھ روپے موجود ہیں، اس پر بعد سال گزرنے زکوٰۃ آوے گی یا کیا؟ اور جو روپیہ قرض میں ہے اس پر علیحدہ سال گزرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب) زیور کی زکوٰۃ جو پانچ روپے نکالتے ہو یہ ٹھیک سے کچھ زیادہ ہی ہے یہ بہت اچھا ہے۔ ساٹھ روپے جو نقد موجود ہیں اس کی زکوٰۃ بھی لازم ہے، اس پر علیحدہ سال گزرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زیور پر جب سال گذرا اسی وقت اس کی زکوٰۃ بھی لازم (۲) ہوگی۔ اسی طرح جو روپیہ قرض ہے اس پر بھی علیحدہ سال گزرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر زکوٰۃ اس کی بعد وصول ہونے کے واجب الاداء ہوتی ہے قبل از وصول دی جاوے تو اور بھی اچھا ہے۔(۳)

دوسو درہم کے کتنے روپے ہوتے ہیں

(سوال ۲۰۹) دوسو درہم شرعی چند روپیہ؟

(جواب) دوصد درہم شرعی پنجاہ ودونصف تولہ بوزن سبع می باشد پس یک درہم شرعی بوزن سبع سہ ماشہ و ۱/۵ رتی باشد اگر کسر رتی را ساقط کنند وسہ ماشہ گیرند۔ پنجاہ روپیہ می باشد بناء علیہ بعضے حضرات کسر را انداختہ اند و پنجاہ روپیہ را نصاب فرمودہ اند (ایں حساب درسن ۱۳۳۲ھ بود، و دراں زماں سیم ارزاں بود، دریں زماں کہ سیم سہ روپیہ تولہ است نصاب یک صد و پنجاہ وہفت ونصف روپیہ باشد، خلاصہ این است کہ مدار بر ثمن سیم است۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

پیسوں اور اکنیوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۰) کسی شخص کے پاس پچاس روپے کے پیسے اور پچاس روپے کی اکنیاں ہیں حالانکہ وہ خرچ کے لئے ہیں اور حولان حول اس پر ہوگیا ہے تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) پیسے اور اکنیاں جو تجارت کی نہیں ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے (اگر یہ کسی صاحب نصاب کے پاس ہوں گی تو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر حولان حول کے بعد ضروری ہوگی۔ ظفیر)

جائداد قسط پر بیچی تو زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۲۱۱) زید نے اپنی کچھ حقیت بایں شرط فروخت کی کہ اس کا زر ثمن بدفعات ادا کیا جاوے اور زر ثمن اور اس کی ادائیگی کے زمانہ کا تعین ہو چکا ہے۔ بیع جائز ہو چکی لیکن چونکہ حقیت مال ایسی ہے جس پر نصاب نہیں اور اس کا بدل ایسا ہے جس پر نصاب ہے تو اس صورت میں زر ثمن مقبولہ فریقین پر نصاب ہوگا یا رقومات مقررہ پر جو بائع کو ملے اور جس قدر ملے اس کے واسطے سال کا گذرنا ضروری ہے، یا تاریخ بیع سے حساب لگا کر ادا کرنا ہوگا۔

(جواب) جس وقت جس قدر حصہ ثمن کا وصول ہوگا اسی وقت سے اس کا سال لگایا جاوے گا۔ بعد سال بھر کے ادائے

(۱، ۲) فاذا كانت مائتين وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم (هدايه ج ۱ ص ۱۷۶) ظفير. (۳) ولو كان الدين على مقر ملئى (الى قوله) فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى. (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ص ۲۶۶) ظفير.

زکوٰۃ واجب ہوگی اور بعض روایات میں بقدر وصول مقدار نصاب زکوٰۃ لازم ہوگی اور اسی کو ظاہر الروایۃ اور مفتی بہ قرار دیا گیا ہے اور بعض روایات میں قول اول کی تصحیح کی گئی ہے وهو الا قيس كذا فى الشامى۔(۱)

کتنی مالیت کے زیور میں زکوٰۃ ہے

(سوال ۲۱۲) کس قدر مالیت کے زیور طلائی خواہ نقری پر زکوٰۃ واجب ہے اور کس قدر مالیت سے وہ صاحب نصاب ہوگا۔

(جواب) زیور چاندی کا ساڑھے باون تولہ اور زیور سونے کا ساڑھے سات تولہ کا جس کے پاس ہو وہ صاحب نصاب ہے اور زکوٰۃ اس پر واجب ہے۔(۲) فقط

باؤنڈ وغیرہ کی صورتوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۳) زید کے پاس اپنے حوائج ضروریہ کے علاوہ بطور پس انداز ایسا روپیہ بھی ہے جس کی بابت زکوٰۃ دینا فرض ہے لیکن جب کہ زید اس روپے کو بکر کے پاس امانت رکھ دے اور یا زید نے بجائے نقد روپے کے یا سونے چاندی کے کرنسی نوٹ لے کر اپنے پاس رکھے ہیں یا زید نے اس روپے کے باؤنڈ خریدے ہوں، جو ایک قسم کا کاغذ قرضہ ہے۔ یا زید وہ روپیہ کسی کو قرض بلا سود یا سود سے دیا ہے اور یا زید نے اس روپے کو بنک میں جمع کیا ہے یا پرامیسری نوٹ خریدتے ہیں اور یا اس سے روپیہ کاغذات ریلوے شیئرز خرید لئے ہیں اور یا وہ روپیہ کسی تجارت میں لگایا ہے۔ مذکورہ بالا آٹھ صورتوں میں بھی زکوٰۃ واجب الادا ہے یا نہیں۔

(جواب) ان سب صورتوں میں زکوٰۃ واجب الادا ہے لیکن قرض دینے کی صورت میں بعد وصول کے گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ بھی لازم ہوتی ہے۔ ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوٰة مامضى الخ . درمختار۔(۳)

دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی

(سوال ۲۱۴) زید نے کچھ روپیہ اپنے باپ عمر کو اس طرح دیا کہ موضع ملازمت میں ہمیشہ بطور خرچ ماہوار کے اپنے باپ کو دیتا رہا اور اس کے پاس بھیجتا رہا۔ عمر نے وہ تمام روپیہ خرچ نہیں کیا بلکہ تھوڑا خرچ کیا اور زیادہ باقی رکھا حتی کہ اس کی مقدار زیادہ ہوگئی اور یہ روپیہ عمر نے اس خیال سے بچایا کہ زید کے کام آوے گا۔ زید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ کو اس روپے کی زکوٰۃ دینی چاہئے، عمر نے کہا یہ روپیہ تمہارا ہے میرا نہیں ہے، میں اس کی زکوٰۃ نہ دوں گا۔ سوال یہ ہے کہ زید پر اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر زید ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ بالتفصیل بیان فرمائیں۔

(جواب) زید نے جو روپیہ ماہواری خرچہ کے طور سے اپنے باپ عمر کو دیا اور اس کے پاس بھیجا، عمر اس کا مالک ہوگیا۔

---

(۱) فتجب زكاتها اذاتم نصابا وحال عليه الحول لكن لا فورا بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة الخ (در مختار) والحاصل ان مبنى الاختلاف فى الدين المتوسط على انه هل يكون مال زكوة بعد القبض او قبله فعلى الاول لا بد من مضى حول بعد قبض النصاب وعلى الثانى ابتداء الحول من وقت البيع الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ ص۳۰۵) باب زكوة المال) ظفير.

(۲) ليس فيما دون مائتى درهم صدقة الخ و ليس فيما دون عشرين مثقالا من ذهب صدقة (هدايه زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۲) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ ص۲۶۶ .۱۲ ظفير.

پھر جو کچھ روپیہ عمر نے بچایا (اگر چہ اس خیال سے بچایا ہو کہ یہ روپیہ زید کے کام آوے گا) اس کا مالک عمر ہے اور بقدر نصاب ہو جانے پر سال بھر کے بعد اس کی زکوٰۃ عمر پر واجب ہے۔ لیکن اگر زید عمر کی طرف سے عمر کی اجازت سے زکوٰۃ گذشتہ زمانہ کی اور آئندہ کی ادا کرے تو درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ زید کو چاہئے کہ عمر کو اطلاع کر دے کہ میں زکوٰۃ اس روپے کی زمانہ گزشتہ کی ادا کرتا ہوں اور آئندہ بھی ادا کرتا رہوں گا آپ مجھ کو اجازت دے دیجئے فی الشامی قال فی التتارخانیہ الا اذا وجد الا ذن او اجاز الما لکان ای اجاز قبل الدفع الی الفقیر الخ (شامی ج ۲ ص ۱۴)

کھیتی کی آمدنی پر زکوٰۃ جو مختلف طور پر آتی ہے

(سوال ۲۱۵) زید گرہست آدمی ہے۔ کھیتی گرہستی کا کاروبار ہوتا ہے لہذا کھیتی گرہستی کے ذریعہ سے مثلاً دوسو روپے آمدنی ہوئی ہم نے برس گذرنے سے زکوٰۃ مال مذکور کی ادا کر دی۔ اب پھر برس گزرنے نہیں پایا کہ اور روپیہ کھیتی گرہستی کے ذریعہ سے آیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نئے مال پر سال گزرنے سے زکوٰۃ واجب ہوگی یا اگلے سال میں شریک کر کے زکوٰۃ سب کی ادا کی جائے گی۔ لہذا مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ عام مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہے یا کسی خاص مال پر؟

(جواب) جو روپیہ سال کے اندر زیادہ ہوا اور پہلے سے دوسو روپے مثلاً موجود تھے، درمیان سال کے اور روپیہ کھیتی کے ذریعہ سے حاصل ہوا تو سال اس کا وہی معتبر ہوگا جو اصل دوسو روپے کا ہے۔ الغرض جس وقت پہلے روپے کا سال پورا ہو جائے تمام مال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ مال مستفاد کے لئے جدید سال کی ضرورت نہیں۔ کما فی الدر المختار والمستفاد ولو بھبۃ او ارث وسط الحول یضم الی جنسہ ویز کیہ بحول الا صل فقط (۱)

جمع شدہ روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۲۱۶) ایک شخص نے آٹھ سال تک آٹھ سو روپے جمع کئے۔ ہر سال سو روپے بڑھتے تھے اور زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی صرف نو روپے ادا کئے ہیں اور آٹھ سال کے ختم پر سب روپیہ خرچ ہو گیا۔ اس صورت میں وہ کس طریقہ سے اور کس قدر روپیہ زکوٰۃ کا ادا کرے؟

(جواب) اس مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ اس کے ذمہ سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ لازم ہے، اور یہ فرض اللہ کا ہے جس وقت روپیہ ہو، ایک دفعہ یا چند دفعہ کر کے اس کو پورے کر دے سال اول میں عہ۸ر سال دوم میں صر سال سوم میں ۸عہ ر سال چہارم میں عـہ ر پنجم میں عـعـہ ۸ر سال ششم میں ےعـہ ہفتم میں معـعـہ ۸ر ہشتم میں عـہ ر کل لعـ۹ـہ روپے زکوٰۃ کے اس کے ذمہ ہوئے، اس میں سے لعہ روپیہ وضع کر کے باقی لـ۸ـلـہ روپے ہوئے خواہ بتدریج یا ایک بار ادا کرے۔ (۲) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوۃ الغنم ج ۲ ص ۳۱. ط.س. ج۲ص۲۸۸-۲۲ ظفیر.

(۲) وافتراضھا عمری علی التراخی وصححہ البا قانی وقیل فوری ای واجب علی الفور و علیہ الفتویٰ فیا ثم بتاخیرھا بلا عذر (در مختار) قولہ عمری قال فی البدائع وعلیہ عامۃ المشائخ ای فی ای وقت ادیٰ یکون مودیا للواجب ویتعین ذالک الوقت للوجوب واذا لم یود الی اخر عمرہ یتضیق علیہ الوجوب حتیٰ لو لم یرد حتیٰ مات یا ثم (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲-۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۷۱ ظفیر.

پانچواں باب

سامان تجارت کی زکوٰۃ

پنساری کی دوکان کی زکوٰۃ انداز اُدرست ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۷) زید پنسارہ کی دوکان کرتا ہے اس میں چونکہ سیکڑوں سودا ہوتا ہے اس وجہ سے اخیر سال میں وزن نہیں کرسکتا، اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اندازہ کرنے میں حتی الوسع یہ لحاظ رکھے کہ کچھ زیادہ اندازہ لگایا جائے تا کہ زکوٰۃ میں کمی نہ رہے کیونکہ درحقیقت اگر اندازہ کم ہوا تو اس قدر زکوٰۃ ذمہ پر واجب رہے گی۔(۱)

کمپنی کے حصص خریداری میں جو رقم لگائی اس پر زکوٰۃ ہے یا صرف اس کے منافع پر

(سوال ۲۱۸) زید نے ایک کمپنی کے پندرہ حصے پانچ ہزار کے خریدے اس میں جو کچھ نفع ہوتا ہے وہ سالانہ تقسیم ہوکر حصہ داروں کو ملتا ہے، زید کو بھی پانچ سو روپے ملے۔ آیا زید کے ذمہ پانچ ہزار کی زکوٰۃ دینا لازم ہے، یا منافع سالانہ کی رقم پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

(جواب) زید کو اس رقم پانچ ہزار کی زکوٰۃ بھی دینی لازم اور فرض ہے۔ کذا فی الدرالمختار۔(۲)

اگر زکوٰۃ متفرق طور پر دیتا ہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۹) زید نے چار ہزار روپیہ تجارت میں لگایا اب اس کے پاس پانچ ہزار ہو گئے، اس نے زکوٰۃ نکالنے کا یہ طریقہ کیا ہے ۴؍۸ روزانہ نکالتا ہے اور مساکین کو تھوڑا بہت دے دیا کرتا ہے۔ بعد ختم سال حساب کرکے کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ طریقہ زکوٰۃ نکالنے شرعاً درست ہے اور زکوٰۃ اس سے ادا ہوجاتی ہے۔(۳) فقط۔

قرض سے جو تجارت کی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۰) زید نے گیارہ سو روپے لے کر قرض تجارت شروع کی، ذاتی سرمایہ کچھ نہیں تھا، تو کیا زید پر زکوٰۃ لازم ہے۔

(جواب) ابھی کچھ زکوٰۃ اس پر لازم نہ ہوگی۔ جب گیارہ سو سے زیادہ بقدر نصاب اس کے پاس حاصل ہوجائے اس وقت زاید کی زکوٰۃ دیوے۔(۴) فقط۔

سوداگر کے پاس جو مال موجود ہے اس کی قیمت خریداری کا اعتبار ہوگا یا موجودہ بھاؤ کا

(سوال ۲۲۱) سوداگر کے پاس مال موجود ہے اب زکوٰۃ دینا چاہتا ہے سال بھر کے بعد۔ تو اس مال کی قیمت خرید کا اعتبار ہوگا یا بازار کے بھاؤ کا لحاظ ہوگا۔

---

(۱) الزکوۃ واجبۃ فی عروض التجارۃ کالغلۃ ماکانت اذا بلغت قیمتھا نصاب من الورق والذھب (عالمگیری. کتاب الزکوۃ. باب ثالث فصل دوم ج ۱ ص ۱۶۸. ط ماجدیہ ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر.

(۲) کالدراھم والدنا نیر لعینھما للتجارۃ باصل الخلقۃ فتلزم الزکوۃ کیفما امسکھما (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۳. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۷) ظفیر.

(۳) وشرط صحۃ ادائھا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ بعزل ما وجب کلہ او بعضہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۸) ظفیر.

(۴) فلا زکوۃ علی مکاتب الخ و مدیون للعبد بقدر دینہ فیز کی الزائد ان بلغ نصابا (ایضاً کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۳) ظفیر.

(جواب) مال تجارت کی جو قیمت بازار میں بوقت زکوٰۃ دینے کے ہے اسی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جاوے، خواہ قیمت خرید سے زیادہ ہو یا کم۔(۱)

دواخانہ کی زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے

(سوال ۲۲۲) زید دواخانہ یونانی کی دوکان کرتا ہے۔ جس میں ہزار دوائیں ہیں جو کہ فروختگی میں ماشہ دو ماشہ نکلتی ہیں جس کا باقاعدہ حساب رہنا مشکل ہے، ان دواؤں کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہئے۔ اگر علیٰحدہ علیٰحدہ وزن کر کے قیمت لگائی جائے تو ایک مدت چاہئے۔

(جواب) حساب کرنا تو زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے مگر تمام ادویہ کو علیٰحدہ علیٰحدہ وزن کرنا اور قیمت لگانا دشوار ہے تو ایسا کیا جائے کہ سالانہ موجود میں سے جس قدر فروختگی کی میزان ہو اس کو منہا کیا جاوے۔ الغرض اندازہ کر لینا مال موجودہ کا ضروریات میں سے ہے۔(۲) فقط۔

تجارت کی زکوٰۃ اور اس رقم کی زکوٰۃ جس سے زمین خریدی

(سوال ۲۲۳) جو روپیہ تجارت میں لگایا جاوے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور جو روپیہ خرید اراضی پر صرف کیا جائے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور سامان تجارت اس سے خریدا گیا ہے اس تمام پر زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جاوے۔ اور سال گزر جاوے کذافی عامة کتب الفقه۔ اور زمین و مکان بھی اگر تجارت کے لئے خریدا جاوے مثلاً زمین و مکان کرایہ پر دیا جاوے اس کے کرایہ کی آمدنی پر بعد پورا ہونے نصاب کے زکوٰۃ ہے اور تفصیل ان مسائل کی کتب فقہ میں ہے۔(۳) فقط۔

آٹے کی مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۴) ایک شخص نے آٹا پینے کی مشین لگائی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے۔ فقط۔(۴)

کتاب کی زکوٰۃ لاگت پر ہے یا موجودہ قیمت پر اور زکوٰۃ میں کتابیں نکالنا کیسا ہے

(سوال ۲۲۵) کتاب مرقات الصرف کی چھپائی میں مبلغ مانئہ ۱۳۰ روپے لاگت آئی ہے۔ منافع لگا کر قیمت رکھی گئی ہے وہ بھی تاجرانہ ۴/ جز تاجرانہ ۶/۔ اب میرا حسابی سال ختم ہو گیا۔ زکوٰۃ اصل لاگت پر دی جائے یا قرارداد نفع سمیت رقم پر مجھے وثوق نہیں کہ ما حصل کیا اور کب ہوگا۔ نیز یہی کتاب مستحقین کو بمد زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وعنده تعتبر قيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء الخ ويقوم في البلدالذى المال فيه (در مختار) وفي المحيط يعتبر يوم الاداء بالاجماع وهو الاصح (رد المحتار باب زكوٰة الغنم ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ ص۲۸۶) ظفير.

(۲) وفي عرض تجارة قيمة نصاب الخ من ذهب اوفضه مضروبة الخ مقوما باحدهما الخ ربع عشر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۴۱ و ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج۲ ص۲۹۸) ظفير. (۳) ولا زكوٰة في مكاتب الخ و اثاث المنزل ودور السكنى ونحوها (در مختار) اى كثياب البدن الغير المختار اليها كالحوانيت و العقارات (رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ ص۲۶۳-۲۶۵) ظفير. (۴) خاکسار کے نزدیک اس مشین کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے، ولو اشترى قدورا من صفر يمسكها ولو اجرها لا تجب فيها الزكوٰة كما لا تجب في بيوت الغلة كذا في فتاوىٰ قاضي خان وكذالك العطار لو اشترى القوارير واشترى جوالق ليواجرها من الناس فلا زكوٰة فيها لانه اشتراها للغلة لا للمبايعة كذافي محيط السرخسي (عالمگيرى مصرى، فصل ثانى في العروض ج ۱ ص ۱۶۸ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۸۰) ظفير.

(جواب) کتاب مذکور کی چھپائی میں جو ماہ سن ۱۳۱ھ ہوا ختم سال پر آپ کو اسی قدر روپے کی زکوٰۃ دینی لازم ہے اور زکوٰۃ میں آپ کتاب مذکور بھی دے سکتے ہیں۔ کتاب کی قیمت وہی لگائی جائے جو لاگت ہے۔ فقط۔

خریداروں کے ذمہ جو رقم ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۶) تاجروں کو تجارت میں سال کے بعد مال مہاجن کا منہا کر کے باقی روپیہ جو منافع کا زیادہ ہوتا ہے اور وہ اکثر خریداروں کے ذمہ باقی رہا کرتا ہے اس روپے میں بھی زکوٰۃ ہوگی یا نہیں اگر زکوٰۃ کا روپیہ علیحدہ نکالا جاوے اور جملہ مال میں سے کبھی کبھی روپیہ دو روپیہ کر کے سال بھر میں زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) جو روپیہ قرض میں ہے اس کی زکوٰۃ واجب ہے اور ادائے زکوٰۃ بعد وصول لازم ہوتی ہے۔ درمختار۔ اور اگر زکوٰۃ کا روپیہ بہ نیت زکوٰۃ علیحدہ نہیں نکالا گیا تھا تو جس وقت روپیہ دو روپیہ کسی کو دے اس وقت نیت زکوٰۃ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ درمختار۔ (۱)

جس تاجر کے پاس نقد بھی ہو، مال بھی ہو اور بقایا بھی، وہ کس طرح زکوٰۃ ادا کرے

(سوال ۲۲۷) ایک تاجر تقریباً دس ہزار روپے نقد تحویل میں رکھتا ہے اور تقریباً پانچ ہزار کا مال تیار رکھتا ہے اور اس مال میں سے اکثر مال تبدیل ہوتا جاتا ہے اور تقریباً دو ہزار کا مال کارخانہ پر مکمل رکھتا ہے اور تقریباً پانچ ہزار روپے لوگوں کے ذمہ بقایا ہے جو بتدریج وصول ہوتا ہے۔ لہذا شرعاً صرف نقد تحویل کی جو گھر میں موجود ہے زکوٰۃ دیوے یا مال اور بقایا کی بھی۔

(جواب) نقد اور مال تجارت موجودہ اور اس روپے کی جو لوگوں کے ذمہ ہے سب کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ البتہ جو روپیہ لوگوں کے ذمہ ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے گذشتہ سال کی بھی لازم ہوتی ہے۔ مثلاً اگر قرض دو برس کے بعد وصول ہوا تو بعد وصول کے دونوں سال کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔ پس اگر قبل از وصول بھی دے دے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ بہر حال زکوٰۃ سب کی لازم ہے خواہ نقد ہو خواہ مال تیار شدہ یا غیر تیار شدہ اور خواہ لوگوں کے ذمہ قرض ہو، اور جو قرض اپنے ذمہ ہو اس کو منہا کر لیا جاوے گا۔ (۲) فقط۔

جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے اس کی زکوٰۃ

(سوال ۲۲۷) جس مال کی قیمت بدلتی رہے یا بسا اوقات قیمت خرید سے بھی کم ہو جاوے اور مال فروخت ہونے کی کوئی صورت نہ ہو کیونکر اس کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔

(جواب) جس وقت پورا سال مال تجارت پر ہو جاوے تو جو قیمت اس مال کی اس وقت ہو اس کا حساب کر کے چالیسواں دیوے خواہ نقد سے یا اس مال موجود میں سے (۳) فقط۔

---

(۱) وشرط صحة ادائها نية مقارنه له ای اللاداء ولو كانت المقارنة حكما كما لودفع بلا نية ثم نوى والمال قائم فی يد الفقير الخ جاز (الدر المختار علی هامش رد المحتار، كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص۲۶۸) ظفير.
(۲) وشرط ای شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملكه وتنمية المال كا لدراهم والدنا نير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما ولو للنفقة الخ ونية التجارة فی العروض واما صريحا الخ او دلالة (الدر المختار علی هامش رد المحتار. كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳) فلا زكوة علی مكاتب الخ و مديون .ط.س. ج۲ ص۲۶۷)
(۳) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الا داء اجماعا ويقوم فی البلدالذی المال فيه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰ .ط.س. ج۲ ص۲۸۶) ظفير.

تجارت میں جونفع ہوا اور جو خرچ ہوا سب کی زکوٰۃ دے یا کیا کرے

(سوال ۲۲۸) ایک سوداگر ایک ہزار روپے سے تجارت شروع کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جب حساب کرتا ہے تو اس کے پاس ڈیڑھ ہزار روپے کا مال موجود ہے اور سال بھر تک وہ اس میں سے اپنا خرچ بھی ساتھ ساتھ کرتا رہا ہے تو کیا اس کو اب زکوٰۃ بموجب حکم شریعت سال بھر کا خرچ نکال کر دینی چاہئے یا کہ ڈیڑھ ہزار کی پوری بغیر نکالے خرچ سال آئندہ ادا کرنی چاہئے۔

(جواب) اب اس کو ڈیڑھ ہزار کی زکوٰۃ ادا کرنی لازم ہے کذا فی الدر المختار۔(۱)

تجارتی کمپنی کے حصص خریدے اور حصص کی قیمت مختلف وقتوں میں مختلف رہی تو کس کا اعتبار ہوگا

(سوال ۱/۲۲۹) ایک شخص نے تجارتی کمپنی کے حصص خریدے۔ جب کمپنی شروع ہوئی تھی اس وقت ایک حصہ پانچ سو روپے کا تھا اور جس وقت اس نے حصے خریدے اس وقت ایک حصہ کی قیمت ایک ہزار تھی اور اس وقت ایک حصہ کی قیمت پانچ سو روپے ہے تو یہ شخص کس قدر زکوٰۃ دیوے۔

جس تاجر کے روپے کی مختلف نوعیت ہو وہ کیسے زکوٰۃ ادا کرے

(سوال ۲/۲۳۰) ایک شخص کپڑے کی تجارت کرتا ہے پانچ ہزار کا مال ہے جو اس کے پاس ہے۔ اس نے جو ادھار بیچا ہے اس میں سے پانچ ہزار کے آنے کی توقع یقینی ہے اور تین ہزار کے وصول ہونے میں شک ہے اور ایک ہزار کے وصول ہونے کے بالکل امید نہیں۔ اور یہ شخص چار ہزار کا مقروض ہے، اس صورت میں کس قدر رقم کی زکوٰۃ دینی چاہئے۔

سرکار جو ٹیکس لیتی ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہیں

(سوال ۳/۲۳۱) سرکار تجارت کے منافع پر اور مکانات کے کرایہ پر ٹیکس لیتی ہے، یہ زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے یا نہیں

(جواب) (۱) جو قیمت اس وقت ہے یعنی پانچ سو روپے کی زکوٰۃ دیوے۔(۲)

(۲) جس قدر مال ونقد موجود ہے اس کی زکوٰۃ اس وقت ادا کرے اور جو مال ادھار فروخت ہوا ہے اور قیمت اس کی لوگوں کے ذمہ قرض ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا وصول ہونے پر واجب ہوگی۔ جس قدر وصول ہوتا رہے اس کی زکوٰۃ دیتا رہے۔(۳) اور جس قدر اس کے ذمہ قرض ہے اس کو مال موجودہ میں سے منہا کرے باقی کی زکوٰۃ ادا کرے۔(۴)

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول من جنسه ضمه اليه وزكاه به (هدايه كتاب الزكاة فصل فى الخيل ج ۱ ص ۱۷۵) ظفير.

(۲) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء ويقوم فى البلدالذى المال فيه (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ص۲۸۶) ظفير.

(۳) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ص۲۶۲) فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فور ابل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم (ايضاً باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۴۸. ط.س. ج۲ص۳۰۵)ظفير.

(۴) فلا زكوة على مكاتب الخ و مديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (ايضاً كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹. ط.س. ج۲ص۲۶۳) ظفير.

(۳) ٹیکس میں جو کچھ روپیہ دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہوسکتا، زکوٰۃ علیحدہ ادا کرنی چاہئے۔(۱) فقط۔

تجارت کے لئے چاول ہو تو اس کی زکوٰۃ کیسے نکالی جائے

(سوال ۲۳۲) ایک شخص کے پاس سال بھر سے تجارت کے واسطے چاول رکھے ہیں تو زکوٰۃ کیسے نکالے۔

(جواب) قیمت چاول کی کر کے روپے سے زکوٰۃ ادا کر دیوے۔ فقط۔

تجار جو مال بیوپاری کے حوالے کرتے ہیں اس کی زکوٰۃ

(سوال ۲۳۳) اکثر تجار اپنا تجارتی مال بیوپاریوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس کی قیمت کا ادا ہونا قرائن قویہ سے متیقن بھی ہے ایسی صورت میں قیمت معہود نصاب زکوٰۃ میں محسوب ہوگی یا نہ۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آج تاجروں کے پاس مال آیا اور کل بیوپاری بطور قرض کے اٹھا لے گئے۔

(جواب) اس مال کی زکوٰۃ واجب ہے مگر بعد وصول ہونے کیا اداء کرنا زکوٰۃ کا واجب ہوتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا بھی لحاظ زکوٰۃ میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کئی برس میں وہ روپیہ وصول ہو تو سنین ماضیہ کی زکوٰۃ بھی اداء کرنا لازم ہے۔(۲) فقط۔

تجارت میں سال کے اندر مختلف اوقات میں جو نفع ہوتا ہے کیا سب کی زکوٰۃ دی جائے گی

(سوال ۲۳۴) زید نے کچھ رقم عمر کو تجارت کے واسطے دی اور عمر نے اس رقم سے تجارت شروع کی، سال ختم ہونے سے معلوم ہوا کہ اس میں منافع ہوا، تو اصل رقم کی زکوٰۃ کے علاوہ منافع کی رقم جو کہ ایک سال میں روزانہ تھوڑی تھوڑی جمع ہوئی ہے۔ اس رقم پر پہلے سال میں زکوٰۃ دینی لازم ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ مال مستفاد پر اصل کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب کہ نصاب پہلے سے موجود ہو تو اس پر جو کچھ نفع ہوگا ختم سال پر اس کی بھی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ لیکن جس کا اصل روپیہ ہے اس پر اس کے حصہ منافع کی زکوٰۃ بھی لازم ہوگی اور عمر جس کا محض نفع میں حصہ ہے اور اصل روپیہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے تو اس کے ذمہ منافع کی زکوٰۃ جب کہ وہ نفع بقدر نصاب ہو بعد حولان حول کے لازم ہوگی۔(۳) فقط۔

جس دکان کا حساب نہیں ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۲۳۵) زید کی دوکان جب سے قائم ہوئی ہے، اس وقت تک کوئی ایسا حساب مرتب نہیں ہوا جس سے اس کی مالیت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ ایسی حالت میں زکوٰۃ ادا کرنے کی کون سی صورت اختیار کرے۔ سنین ماضیہ کی زکوٰۃ جو اس نے ادا نہیں کی اس کا کیا حکم ہے۔

---

(۱) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوٰة الخ لا اعادة على اربابها انه صرف الماخوذ فى محله الاتى ذكره وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله (درمختار) ويظهرلى ان اهل الحرب لوغلبوا على بلدة من بلا دنا كذالك لتعليلهم (شامى باب زكوٰة الغنم ج ۲ ص ۳۲. ط.س. ج۲ص۲۸۸)

(۲) فتجب زكوٰتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فور ابل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۴۸). ط.س. ج۲ص۳۰۵ ظفير.

(۳) والمستفادولو بهبة اوارث وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه بحول الاصل (در مختار) قوله اوارث ادخل فيه المفاد بشراء اوميراث اووصية وما كان حاصلا من الاصل كالا ولا دوالربح الخ قوله يضم الى نصاب الخ واشار الى انه لا بد من بقاء الاصل حتى لوضاع استانف للمستفاد حولا منذ ملكه (رد المحتار باب زكاة الغنم ج ۲ص ۳۱. ط.س. ج۲ص۲۸۸) ظفير.

(جواب) حساب کر کے زکوۃ ادا کرنی چاہئے اور سنین ماضیہ کی بھی زکوۃ ادا کرے۔(۱)

نقد اور مال تجارت پر زکوۃ

(سوال ۲۳۶) عطار خانہ کی دوکان ہے، ہزاروں ادویہ ہیں اور بساط خانہ اور جوتے وغیرہ ہیں اگر تخمیناً قیمت لگائی جائے اور زائد کر کے لگائی جائے تو تو خلاف شرع ہوگا یا کیا۔ قرض تھوڑی تھوڑی مقدار میں ہے کسی کے ذمہ ۴ یا ۸ کسی کے ذمہ پانچ روپے۔ بہت سے لوگ نادہند ہیں جس سے امید وصولیابی نہیں ہے، اس طرح پر سودو سو روپے سو پچاس آدمی کے ذمہ ہیں۔ کسی کو چار مہینہ ہوئے کسی کو آٹھ کسی کو دس اگر کسی سے دو برس کے یا تین برس کے بعد وصول ہو تو زکوۃ کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ادویہ اور سامان بساط خانہ کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس وقت بازار میں ان کی قیمت ہے۔ اسی قیمت پر زکوۃ دی جاوے گی۔(۲) اور قرض کی زکوۃ بعد وصول کے واجب الاداء ہوتی ہے۔ پس آخر سال تک جس قدر رقم وصول ہو کر شامل رقم موجودہ و مال موجودہ ہو جاوے اس سب کی زکوۃ ادا کرے اسی طرح جو اس کے بعد وصول ہوتا ہے اس کو سال آئندہ کے حساب میں شامل کرے۔(۳) فقط۔

اسباب تجارت کی قیمت میں کس نرخ کا اعتبار ہوگا

(سوال ۲۳۷) اسباب تجارت پر زکوۃ دینے میں اعتبار نرخ خریداری کا کیا جاوے یا جو نرخ اس وقت بازار میں ہے۔

(جواب) اسباب تجارت پر زکوۃ اس قیمت کے اعتبار سے دی جاوے گی جو نرخ بازار کے موافق ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ اگر نرخ خرید کے موافق زکوۃ دے اور باعتبار نرخ بازار زیادہ واجب ہوئی تھی تو باقی زکوۃ اس کے ذمہ رہی اس کو ادا کرے۔(۴) فقط۔

جائداد کی قیمت پر زکوۃ نہیں، قرض بوقت ادائیگی زکوۃ وضع ہوگا

(سوال ۲۳۸) ایک شخص کے پاس جائداد قیمتی پچاس ہزار منافع فی سال کی ہے اور سامان تجارتی بیس ہزار کا ہے اس میں ڈھائی تین ہزار روپے سالانہ منافع ہوتا ہے۔ اور وہ شخص کبھی تین ہزار روپے چھ ماہ کے واسطے قرض بھی لیتا ہے۔ ان سب صورتوں میں زکوۃ کا کیا حکم ہے اور اس کے ذمہ مہر بھی چاہتا ہے۔

(جواب) سامان تجارت جو بیس ہزار کا ہے مثلاً اس پر کل پر زکوۃ واجب ہے۔ چالیسواں حصہ اس کا ہر سال بھر میں زکوۃ کا نکالا کرے یعنی فی سیکڑہ ڈھائی روپیہ زکوۃ دینا چاہئے۔(۵) اور جائداد کی قیمت پر زکوۃ نہیں ہے۔(۶) اس کے

---

(۱) وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب الخ من ذھب ومن فضۃ الخ ربع عشر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب زکاۃ المال ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ص۲۹۸) ظفیر.

(۲) وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الا داء اجماعاوھو الا صح ویقوم فی البلدالذی المال فیہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوۃ الغنم ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ص۲۸۶) ظفیر.

(۳) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوۃ مامضی (ایضاً کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ص۲۶۶) ظفیر. (۴) وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب الخ من ذھب او ورق الخ مقوما باحدھما ان استویا فلو احدھما اروج تعین التقویم بہ الخ ربع عشر (در مختار) وقدم الشارح عند قولہ وجاز دفع القیمۃ انھا تعتبر یوم الوجوب وقالا یوم الا داء کما فی السوائم ویقوم فی البلدا الذی المال فیہ الخ (رد المحتار باب زکوۃ المال ج ۲ ص ۴۱ و ج ۲ ص ۲۴. ط.س. ج۲ص۲۹۸-۲۹۹) ظفیر. (۵) وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب الخ من ذھب اوورق ای فضہ مضروبۃ (فافاد ان التقویم انما یکون بالمسکوک عملا بالعرف) ربع عشر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوۃ المال ج ۲ ص ۴۱ و ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج۲ص۲۹۸-۲۹۹) (۶) ولا زکورۃ فی ثیاب البدن الخ واثاث المنزل و دور السکنی ونحوھا (در مختار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ص۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.

نفع میں جو روپیہ حاصل ہوا اور سال بھر گذر جائے اس کی زکوٰۃ دیوے اور تین چار ہزار کا روپیہ جو اس کے ذمہ قرض ہو جاتا ہے، اگر ختم سال پر بوقت زکوٰۃ ادا کرنے کے اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کو مجرا کیا جاوے گا باقی ماندہ سامان تجارت اور نقد روپیہ وزیور وغیرہ کی زکوٰۃ دیوے۔ (۱) اور دین مہر وضع نہ کیا جاوے گا وہ مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے کما فی الشامی والصحیح انہ غیر مانع۔ (۲) یعنی صحیح یہ ہے کہ دین مہر موجل مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے۔ فقط۔

قرضہ وضع کے بعد جو مال کی قیمت ہو اس کی زکوٰۃ دی جائے اور قیمت موجودہ نرخ پر لگائی جائے

(سوال ۲۳۹) تجارت میں اگر بعد ادائے قرضہ...... مثلاً ایک ہزار روپے کا مال دوکانداری ہو تو کیا اس ایک ہزار پر زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ لیکن دوکانداری کا مال ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو فروخت کیا جائے اور دوکان چھوڑنے کا قصد ہو تو کبھی ایک روپے کا مال ایک روپے میں فروخت نہیں ہوتا۔ اس مال کی قیمت ادائے زکوٰۃ کے وقت وہی محسوب ہوگی جو اس کی اصلی قیمت بوقت موجودہ خرید ہے۔ یا وہ قیمت محسوب کرنی چاہئے جو دوکان چھوڑنے کے وقت مل سکتی ہے اور اس پر زکوٰۃ دینا چاہئے۔

جو قرض ہے اس کی زکوٰۃ وصولی کے بعد ہے

(سوال ۲۴۰/ ۲) مثلاً ایک سو روپے کا مال دوکان میں موجود ہے اور پانچ سو روپے دوسرے اشخاص پر قرض بطور ادھار ہیں جس میں یقینی طور پر سب کا وصول ہونا غیر ممکن ہے تو کیا مال موجودہ ایک سو روپے پر زکوٰۃ دینی چاہئے، یا رقم قرض پر بھی۔

(جواب) (۱) قرض دادنی کے ادا کرنے کے بعد اگر ایک ہزار روپے کا مال مثلاً بچے تو ختم سال پر اس کی زکوٰۃ دینی چاہئے اور زکوٰۃ قیمت مال موجودہ نرخ موجود کے حساب سے واجب ہوگی۔ دوکان چھوڑنے کی حالت میں جو کمی پر مال فروخت ہو اس کا خیال نہ کیا جاوے گا بلکہ نرخ بازار موجودہ مال کا اعتبار ہوگا۔ (۳)

(۲) ایک سو روپے موجودہ کی زکوٰۃ ختم سال پر فی الحال دینا لازم ہے اور پانچ سو روپے جو قرض یافتنی ہے اس میں سے جس قدر وصولی ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ سال گذشتہ وحال کی سب دینی لازم ہوگی۔ غرض یہ ہے کہ قرض یافتنی پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن دینا زکوٰۃ کا بعد وصول قرض کے لازم ہوتا ہے۔ اور اگر فرض کرو کہ قرض دو سال کے بعد وصول ہوا تو بعد وصول کے دونوں سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ (۴) اور جو روپیہ وصول نہ ہوگا اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جاوے گی۔ (۵) فقط۔

(۱) ومدیون للعبد بقدری دینه فیز کی الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۹. ط.س. ج۲ص ۲۶۳) ظفیر.
(۲) رد المحتار کتاب الزکوٰۃ تحت قوله اومؤجلا ج ۲ ص ۷ ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۶۱ ظفیر.
(۳) الزکوٰۃ واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب الخ وتعتبر القیمة عند حولان الحول الخ اذا کان له مائتا قفیز حنطة للتجارة تساوی مائتی درهم فتم الحول ثم زاد السعر او انتقص فان اوی من عینهما ادی خمسة اقفزة وان ادی القیمة تعتبر قیمتها یوم الوجوب الخ وعند هما یوم الا داء وکذا کل مکیل او موزون او معدود الخ (عالمگیری کتاب الزکاة باب ثالث فصل دوم ج ۱ ص ۱۶۸ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر.
(۴) واما سائر المدیون المقربها فهی علی ثلاث مراتب الخ قوی وهو مایجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض اربعین زکی لما مضی (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ باب اول ج ۱ ص ۱۶۴ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۱۷۳)
(۵) ولا (زکاة) فی مال مفقود الخ و دین کان جحده المدیون سنین ولا بینة له الخ والا صل فیه حدیث علیؓ لا زکوٰۃ فی مال الضمار وهو مالا یمکن الا نتفاع به مع بقاء الملک (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۱ و ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۶۶) ظفیر.

منافع کی زکوٰۃ اصل کے ساتھ دی جائے گی

(سوال ۲۴۱) کیا تجار قبل تمام سال جو منافع ہوتا ہے اس کو اصل روپے کے ساتھ ملا کر کل کی زکوٰۃ نکالیں یا صرف اصل کی زکوٰۃ نکالی جاوے۔

(جواب) درمیان کے جو منافع ہوئے وہ ختم سال اصل مال پر زکوٰۃ دینے کے لئے شمار و معتبر کئے جائیں گے۔(۱) فقط۔

دوکان کی نقد و ادھار کی زکوٰۃ کیسے دی جائے

(سوال ۲۴۲) زید نے ایک دوکان آٹھ ہزار روپے سے کی اور اسی آٹھ ہزار روپے میں سے تین ہزار روپے ادھار میں ہو گئے اور پانچ ہزار کا مال دوکان میں باقی ہے۔ اب زکوٰۃ مال موجودہ ہی پر ہے یا ادھار پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ ادھار کا روپیہ سال وار کل وصول نہیں ہوتا، تھوڑا تھوڑا روپیہ مثلاً ۶۰۰۔۷۰۰ وصول ہوتا ہے اور پھر اتنا ہی ہو جاتا ہے۔

(جواب) ادھار کی زکوٰۃ دینا واجب تو اس وقت ہوتا ہے کہ وہ روپیہ وصول ہو جاوے اور اس وقت پچھلے زمانہ کی بھی زکوٰۃ دینی لازم ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ کل مال ادھار موجودہ کی زکوٰۃ کا حساب کر کے ختم سال پر دے دیوے تا کہ بار بار بوقت وصول ادھار کے حساب کرنے کی دقت پیش نہ آوے۔(۲) فقط۔

مضاربت کے روپے کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۲۴۳) ایک شخص نے دوسرے کو مضاربت کے واسطے روپیہ دیا تھا اس نے روپیہ لے کر ایک دو سال تجارت کیا اور رب المال کو منافع بالکل نہیں بلکہ خود رکھ لیا اور رب المال نے اس روپے کی زکوٰۃ بھی ادا کر دی، تو مالک روپے کو اصل روپیہ مع زکوٰۃ کے لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مضاربت اگر صحیحہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اصل روپیہ اور جو کچھ نفع معین ہوا نصف یا ثلث وہ مالک روپے کو ملے گا۔ پس مضارب نے جب کہ خیانت کی اور روپیہ دینے سے انکار کیا تو وہ اصل روپیہ مع حصہ منافع کے لینے کا مستحق ہے اور زکوٰۃ ایسے روپیہ کی بعد وصول ہونے کے واجب الاداء ہوتی ہے۔ لیکن اگر قبل از وصول مالک نے زکوٰۃ ادا کر دی تو وہ محسوب ہو جاتی ہے۔ پس جو روپیہ زکوٰۃ کا مالک نے ادا کیا اس کو مضارب سے نہیں لے سکتا فتجب زکوٰتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهماً من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض اربعين درهماً يلزمه درهم۔(۳) الخ درمختار و فيه لو عجل ذو نصاب زكوته لسنين او لنصب صح در مختار . فقط۔(۴)

جو مکان کرایہ پر چلانے کے لئے خریدا ہے اس کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا آمدنی پر

(سوال ۲۴۴) ایک شخص کے پاس سکونتی مکان کے علاوہ بطور جائداد کے ایک مکان ہے اور یہ مکان صرف اس لئے خرید کیا ہے کہ اس صورت میں روپیہ محفوظ رہے اور کرایہ سے اپنا خرچ چلتا رہے۔ اس مکان کی زکوٰۃ ہر سال دی

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول من جنسه ضمه اليه وزكاه به. (هدايه كتاب الزكاة فصل فى الخيل ج ۱ ص ۱۷۵) ظفير. (۲) واعلم ان الدين عند الامام ثلاثة ، قوى ومتوسط وضعيف فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض اربعين درهم يلزمه درهم (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۰۵) ظفير.
(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج ۲ ص ۳۰۵. ۱۲ ظفير.
(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكاة الغنم ج ۲ ص ۳۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۳. ۱۲ ظفير.

جائے یا نہیں۔ اگر دے تو قیمت پر یا آمدنی پر۔

(جواب) اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ بلکہ کرایہ کا روپیہ نصاب کے قدر یا زیادہ جمع ہوگا اس پر سال گزر جاوے گا اس کی زکوۃ دینا لازم ہوگی۔(۱) فقط

مال تجارت کی زکوۃ

(سوال ۲۴۵) تجارت کا مال گڑ ہے اس کی زکوۃ کس طرح دینی چاہئے۔

(جواب) گڑ کی قیمت کر کے چالیسواں حصہ زکوۃ دی جاوے۔(۲) یا گڑ ہی زکوۃ میں دے دیا جاوے۔ فقط۔

قرض نفع کے ساتھ

(سوال ۲۴۶) زید پارچہ کا بیوپار کرتا ہے۔ زید نے بکر کو چار سو روپے کا پارچہ فی صدی ۲؍ منافع پر ایک ماہ کی مدت کے وعدہ پر دیا اور کہہ دیا کہ اگر حسب وعدہ رقم ادا ہوگئی تو فبہا ورنہ بعد مدت مقررہ کے ایک روپیہ فی صدی منافع دینا ہوگا۔ بکر بھی اس بات پر رضامند ہوگیا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ جائز نہیں ہے بلکہ حرام اور سود ہے۔

مضاربت پر جو تجارت ہو رہی ہے اس کی زکوۃ کیسے ادا کی جائے

(سوال ۲۴۷) زید کا روپیہ بکر کی محنت، دونوں مل کر کاروبار کرتے ہیں اور نفع نقصان کے دونوں ذمہ دار ہیں، اب دونوں مل کر زکوۃ ادا کریں یا کیا۔

(جواب) اس روپے کی زکوۃ بذمہ زید واجب ہے اور بکر کو جب نفع کا روپیہ بقدر نصاب حاصل ہو جاوے اور سال بھر گزر جاوے تو اس کے ذمہ اس روپے کی زکوۃ واجب ہے۔

بیوپاریوں کو جو مال بھیجا جاتا ہے اور روپیہ سال بھر بعد ملتا ہے اس کی زکوۃ کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۲۴۸) جو مال بیوپاریان کو منافع لگا کر روانہ کیا جاتا ہے اس کا روپیہ کبھی سال بھر میں کبھی ڈیڑھ سال میں وصول ہوتا ہے اس کی زکوۃ مع منافع کے نکالی جاوے یا بغیر منافع، اور کبھی بیوپاری سال بھر کے بعد مال واپس بھی کر دیتے ہیں اور ان سے روپیہ مشکل سے وصول ہوتا ہے۔

(جواب) جو مال بیوپاری کو دیا جاتا ہے اس کی جو کچھ قیمت مع منافع اس سے مقرر ہوئی ہے اس قیمت پر بعد وصول کے زکوۃ واجب ہے جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوۃ ادا کی جاوے اور جو وصول نہ ہوا اس کی زکوۃ کچھ لازم نہیں ہے۔(۳) فقط۔

تاجر ادھار نقد دونوں کی زکوۃ دے یا صرف نقد کی

(سوال ۲۴۹) ایک شخص تاجر ہے اور اس کا کچھ روپیہ ادھار میں ہے اور کچھ اس کے پاس نقد موجود ہے تو وہ زکوۃ

(۱) فلا زکوۃ علی مکاتب الخ واثاث المنزل ودور السکنی ونحوها (در مختار) قوله ونحوها ای کثیاب البدن الغیر المحتاج و کالحوانیت والعقارات (رد المحتار الزکوۃ ج ۲ ص ۱۰ ط.س. ج۲ص ۲۶۳-۲۵۶) ظفیر.

(۲) واللازم فی مضروب کل منهما (الی قوله) وفی عرض تجارة قیمة نصاب من ذهب اوورق مقوما باحدهما ربع عشر (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۱ ط.س. ج۲ص۲۹۷-۲۹۸) ظفیر.

(۳) فتجب زکاتها تم نصابا وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقوض وبدل مال تجارة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوۃ باب زکوۃ المال ج ۲ ص ۴۷ ط.س. ج۲ص ۳۰۵) ظفیر.

تمام روپے کی ادا کرے یا جس قدر اس کے پاس موجود ہے۔

(جواب) تمام روپے کی زکوۃ ادا کرے لیکن جس قدر روپیہ قرض میں ہے اس کی زکوۃ بعد وصول کے ادا کرنی لازمی ہوتی ہے۔ بعد وصول کے گذشتہ ایام کی بھی زکوۃ دینا لازم اور واجب ہے۔(۱) فقط

ادھار دو سال بعد وصول ہوا تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۰) مثلاً ادھار سے دو سال کے بعد روپیہ وصول ہوا تو زکوۃ دونوں سال کی ادا کرے یا ایک سال کی۔

(جواب) دونوں سال کی زکوۃ ادا کرے۔(۲) فقط۔

جس ماہ زکوۃ ادا کرتا تھا اس سے ایک ماہ پہلے وہ نکل گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۵۱) اگر تمام روپیہ تجارت میں صرف ہو گیا اور یہ شخص رمضان میں زکوۃ ادا کیا کرتا تھا اور روپیہ شوال میں وصول ہوا تو اس سال کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی یا نہیں اور کب ہوگی۔

(جواب) اس سال کی زکوۃ بھی ادا کرے۔ شوال میں جو روپیہ وصول ہوا اس کی زکوۃ بعد وصول ادا کرنا لازم ہے لیکن پچھلے سال کی بھی ادا کرنا لازم ہے۔

درمیان سال میں جو وصول ہوا اس کی زکوۃ کس طرح دی جائے

(سوال ۲۵۲) اگر درمیان سال میں روپیہ وصول ہو تو اس کی زکوۃ اسی وقت دینی ہوگی یا رمضان شریف میں۔

(جواب) جس وقت وصول ہو تو اس وقت زکوۃ دینا لازم ہے لیکن اگر پہلے یا پیچھے دے دے تب بھی درست ہے، حساب اول سے ہی لگے گا۔ فقط۔

اسامی سے وصول میں جو رقم خرچ ہوئی اس میں زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۳) ایک اسامی سے نالش کر کے ستر روپے وصول ہوئے، اور چالیس روپے عدالت میں خرچ ہوئے اور ان چالیس روپے کی زکوۃ ادا کر چکا تھا اب کل ستر روپے کی زکوۃ ادا کرنا ہوگی یا بعد منہائے خرچ۔

(جواب) کل روپے کی زکوۃ ادا ہوگی خرچ منہا نہ ہوگا۔ فقط۔

(۲،۱) ولو كان الدين على مقر مليء الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى. (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص۲٦٦) ظفير.

چھٹا باب عشر

پیداوار کی زکوٰۃ

لگان والی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۴) جس شخص کے پاس ذاتی زمین نہ ہو اور وہ لگان پر زمین لے کر کاشت کرائے اور اس کے پاس لاگت بھی نہ ہو بلکہ سودی قرض لے کر صرف کرے تو ایسی صورت میں اس کے اوپر پیداوار میں سے عشر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) قول صاحبین کے موافق زمین عشری کا عشر بذمہ مستاجر ہے، فی الدر المختار وقال علی المستاجر (۱) اور باب العشر میں یہ بھی ہے ویجب مع الدین الخ ان روایات کے موافق عشر پیداوار کا اس پر واجب ہے۔ فقط۔

لگان اور سینچائی والی زمین میں کیا عشر آئے گا

(سوال ۲۵۵) زید نے ایک زمیندار سے بیس روپے سالانہ لگان پر کاشت کرنے کے لئے زمین کی ہے اور پینتیس روپے اس کی سینچائی وغیرہ میں صرف ہوئے ہیں۔ پیداوار سو روپے کی ہے تو زید کو اس میں سے کس قدر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

(جواب) اس صورت میں اگر زمین عشری ہے تو دسواں حصہ پیداوار کا اس کو فقراء کا دینا چاہئے، جس قدر پیداوار ہوئی مثلاً سو روپے کی، اسی کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔ (۲) فقط

مزارعت والی زمین میں عشر

(سوال ۲۵۶) الفؔ نے اپنی زمین جو بارانی ہے، عمر کو اس شرط پر کاشت کو دی کہ کاشت پر تخم جس قدر خرچ ہوگا وہ میں ادا کردوں گا اور پیداوار بحصہ نصف تقسیم کرلیں گے۔ لگان سرکاری بھی الفؔ ادا کیا کرتا ہے۔ کل پیداوار زمین بالا سے بائیس من غلہ حاصل ہوا جو نصف حصہ ۱۱ من الفؔ کو ملا۔ اجرت کلیانہ تقریباً ایک من۔ اس کے علاوہ مشترکہ دے دی گئی۔ گویا کل پیداوار زمین ہذا ۲۳ من ہوئی۔ کیا الفؔ پر عشر واجب ہے اور کس قدر ساری پیداوار کا عشر الفؔ مالک زمین ہی ادا کرے یا صرف اپنے اپنے حصہ کا دیں گے یا لگان والی زمین کی وجہ سے عشر ساقط ہو جاوے گا۔

(جواب) زمین عشری میں اگر وہ زمین زراعت پر دے دی جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو عشر زمیندار کاشتکار پر بقدر اپنے اپنے حصہ کے واجب ہوتا ہے۔ (۴) اور ایک من جو اجرت میں مشترک صرف ہوا اس کا عشر دونوں پر واجب ہے اور یہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ جو زمین خراجی ہو اس میں عشر واجب نہیں ہوتا۔ فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة باب العشر ج ۲ ص ۷۴. ط.س. ج۲ص ۳۳۴. ۱۲ ظفیر
(۲) ایضاً ج ۲ ص ۶۷ ۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۶۶ ظفیر
(۳) وکذا یجب العشر فی مسقی سماء سیح کنهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶. ط.س. ج۲ص ۳۲۶) ظفیر.
(۴) وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهمابالحصة (در مختار) والحاصل ان العشر عند الامام علی رب الارض مطلقا وعند هما کذالک لو البذرمنه ولو من العامل فعلیهما وبه ظهران ماذکره الشارح هو قولهما، اقتصر علیه لما علمت من ان الفتویٰ علی قولهما بصحة المزارعة لکن ماذکر من التفصیل یخالفه ما فی البحر والمجتبیٰ الخ وغیر ها من ان العشر علی رب الارض عنده، علیهما عند هما من غیر ذکر هذا لتفصیل وهو الظاهر لما فی البدائع من ان المزارعة جائزة عندهما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ و ج ۲ ص ۷۶. ط.س. ج۲ص ۳۳۵) ظفیر.

زمیندار پر عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۷) ہندوستان میں جو لوگ زمیندار ہیں اور خود کاشت نہیں کرتے، رعایا کاشت کرتی ہے، زمیندار کو جو روپیہ رعایا سے ملتا ہے اس میں سے مال گزاری سرکاری ادا کر کے باقی زمیندار اپنے صرف میں لاتے ہیں، ایسے زمینداروں پر بعد ادائے مال گذاری کے کیا اور بھی کوئی حق شرعی خراج وغیرہ ادا کرنا لازم ہے یا کیا۔

باغ میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۸/۲) اسی طرح جن لوگوں کے پاس آم وغیرہ کے باغ ہیں ان کو بھی کوئی حق شرعی اگر ادا کرنا ہے تو اس کی صراحت فرمائی جاوے۔

(جواب) (۱) جس اراضی میں خراج یعنی محصول سرکاری دیا جاتا ہے ان میں عشر یعنی دسواں حصہ دینا ضروری نہیں ہے، اگر دیوے بہتر ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ دوسروں سے کاشت کرانے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نقد روپے پر بطریق اجارہ زمین دی جاوے۔ دوسرے یہ کہ بٹائی غلہ پر دی جاوے۔ ثانی صورت میں اگر تخم مزارع کا ہے تو ہر ایک مالک و مزارع اپنے اپنے حصہ کے غلہ میں سے دسواں حصہ دیویں۔ اور پہلی صورت میں اجر مستاجر پر ہے اور یہ قول صاحبین کا ہے اور اس پر درمختار میں فتویٰ نقل کیا ہے والعشر علی الموجر کخراج موظف وقال علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی، وبقولهما ناخذو فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (۱) (در مختار) وفی الشامی قوله ارض غیر الخراج اشارالی ان المانع من وجوبه کون الارض خراجیة لانه لا یجتمع العشروالخراج (۲) الخ ج ۲ ص ۴۹ باب العشر۔

(۲) اس میں بھی وہی حکم ہے جو نمبر ۱ میں ہے کہ اگر اس زمین میں محصول سرکاری دیا جاتا ہے تو باغ کے پھلوں پر عشر نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

حکومت جو محصول لیتی ہے وہ عشر یا خراج کے درجہ میں ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۹) زمین مزروعہ ہندوستان جواب زیر حکومت انگریزوں کے ہے عشری ہے یا خراجی، بہر دو تقدیر جب کہ ٹھیکہ ادا کیا جائے عشر فرض ہوگا یا خراج یا کچھ نہیں۔ بصورت وجوب جن زمینوں پر سرکار نہر کا پانی پہنچاتی ہے اور آب پاشی بصورت قیمت پانی کے لیتی ہے ایسی زمین کا عشر دینا ہوگا یا نصف عشر۔ اور بصورت وجوب کیا یہ ہوسکتا ہے کہ بقدر ٹھیکہ سرکاری کاٹ کر باقی کا عشر فرض ہو۔

اور ریاست بہاولپور کی زمین کا حکم جس کا حکمراں مسلمان ہے امور مستفسرہ مذکورہ میں باقی زمین جیسا ہے یا کہ متفاوت۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ، باب العشر ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۷۵ ط.س. ج ۲ ص ۳۳۴. ۱۲ ظفیر

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۲۱ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵ ۱۲ ظفیر

(۳) دلیل بظاہر وہی ہے جو مجیب علام نے پہلے مسئلہ میں نقل کی ہے قوله ارض غیر الخ اشارالی ان المانع من وجوبه کون الارض خراجیة لانه لا یجتمع العشر والخراج (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵) مگر خاکسار کے خیال میں یہ دلیل درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ صرف سرکار کا محصول لینا محصول کو خراجی نہیں بنا تا جیسا کہ اگلے جواب میں خود مجیب علام نے یہ بات صاف کردی کہ سرکار جو محصول لیتی ہے وہ خراج نہیں کہلاتا ہے۔ پس معلوم ہوا یہ جواب ہندوستان کی موجودہ پوزیشن کے تحت ہے کہ یہاں کی زمین میں دار الحرب ہونے کی وجہ سے نہ عشر ہے نہ خراج۔ لہذا حوالہ میں جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ غالباً تسامح ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(جواب) عبارت شامی میں یہ تصریح ہے کہ اراضی ہندوستان میں عشر وخراج کچھ نہیں، نہ وہ عشری ہیں نہ خراجی۔ پس جو کچھ سرکار محصول لیتی ہے وہ خراج نہیں کہلاتا۔ عبارت شامی یہ ہے فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ باب الركاز ۔(۱) جہاں عشر واجب ہوتا ہے وہاں کل پیداوار کا عشر واجب ہوتا ہے کچھ وضع نہیں ہوتا اور جن اراضی میں پانی کا محصول دیا جاوے ان پر نصف عشر ہے۔ اور ریاست اسلامیہ میں عشر دینا چاہئے۔

ہندوستان کے باغوں میں عشر نہیں

(سوال ۲۶۰) آم کے باغوں میں کیری بالکل چھوٹے کچے آم توڑ کر چٹنی وغیرہ کھانے لگتے ہیں تو عشر کا اندازہ کیا ہوگا اور کس طرح ادا کریں یا عشر نہیں۔

(جواب) روایات فقہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں اور باغوں میں عشر نہیں ہے۔ فقط (کیونکہ یہ ملک دار الحرب ہے اور دار الحرب کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔ (فان ارضها ليست ارض خراج او عشر . ظفیر)

ہندوستان کی زمین کے متعلق استفسار

(سوال ۲۶۱) آپ نے استفسار نمبر ۶۸۳ (مندرجہ بالا) میں تحریر فرمایا ہے کہ روایت فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں اور باغوں میں عشر نہیں ہے، اس میں شبہ یہ ہے کہ الامداد شعبان میں لکھا ہے کہ پیداوار میں جس سے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہو عشر واجب ہوتا ہے۔ خواہ غلہ ہو خواہ پھل۔ پس کھیت اور باغ دونوں میں واجب ہے۔ اسی قسم کا جواب حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ کا منقول ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس بارہ میں پہلے بے شک احقر نے بھی یہی لکھا ہے جو آپ نے نقل فرمایا اور الامداد وغیرہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔ اب چند مدت ہوتی ہے کہ شامی جلد ثانی باب الرکاز میں یہ عبارت نظر پڑی جو ذیل میں درج ہے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ اراضی دار الحرب نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ یہ مسئلہ فقہاء کے نزدیک متفق علیہ اور مسلم معلوم ہوتا ہے اس عبارت کے دیکھنے کے بعد اس کی اصل معلوم ہوئی جو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے مالا بد منہ میں تحریر فرمایا ہے کہ مسائل عشر اس کتاب میں اس وجہ سے نہیں لکھے گئے کہ یہاں کی زمینیں عشری نہیں ہے یا یہاں کی زمینوں پر عشر نہیں ہے۔ او کما قال۔ الغرض تشریح شامی کے بعد اور تحقیق قاضی صاحب مرحوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب احقر یہ کہنے لگا کہ ہندوستان کی زمینیں عشری نہیں ہیں بایں ہمہ احتیاط عشر نکالنے میں ہے وہ عبارت یہ ہے۔ قال في فتح القدير قيد بالخراجية والعشرية ليخرج الدار فانه لا شئى فيها لكن ورد عليه الا رض اللتى لا وظيفة فيها كا المفازة اذيقتضى انه لاشئى فى الماخوذ منها وليس كذلك فالصواب ان لا يجعل ذلك لقصد الا حتراز بل للتصيص على ان وظيفتهما المستمرة لا تمنع الا خذمما يو جد فيهما (الى ان قال) واقول يمكن الجواب بان المراد بالعشرية والخراجية ماتكون وظيفتها العشرا والخراج سواء كانت بيدا حداولا ، فتشمل المفازة وغيره ها بد ليل ما قد مناه عن الخانية من ان ارض الجبل عشرية فيكون المراد الا حتراز بها عن دار الحرب ويدل عليه انه فى متن در ر البحار غير بمعدن غير الحرب فعلم ان المراد معدن ارضنا ولهذا قال القهستانى بعد قوله فى ارض خراج او عشر الا حصر فى ارضنا سواء كانت جبلاً او سهلاً مواتاً او

(۱) رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۱۹. ۱۲ ظفیر

ملکاً و احترز به عن داره وارضه وارض الحر ب آه . ثم رایت عین ماقلته فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج اوعشر (۲)الخ

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارض حرب نہ عشری ہے نہ خراجی۔ اس لئے اب بوجہ تصریح فقہاء ہندوستان کی اراضی سے عشر کی نفی لکھنی پڑتی ہے اور اس کے خلاف اب تک کہیں دیکھا نہیں کہ اراضی حرب میں وجوب عشر کی تصریح ہو۔ لہذا پہلے جو فتویٰ حسب قواعد عامہ وجوب عشر کا دیا جاتا تھا اب اس کو چھوڑنا پڑا۔ فقط۔

جو زمین پہاڑ کے پانی سے بعد محنت سیراب ہوئی اس میں نصف عشر ہے یا عشر

(سوال ۲۶۲) ایک قطعہ زمین جو پہاڑ کے پانی سے سیراب ہوتی ہے مگر محنت ومشقت سے بند دے کر سیراب کی جاتی ہے تو شرعاً اس پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔

(جواب) شامی باب الرکاز میں ہے واحترزبه عن داره وارضه وارض الحرب اه.ثم رایت عین ماقلته فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجدفی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ(۲) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینیں نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ اور اگر یہ صورت دارالاسلام کی زمین میں ہوتو وہاں بصورت مذکورہ عشر لازم ہوگا کیونکہ مسقی سماء وسیح میں عشر واجب ہوتا ہے۔ کذافی الدرالمختار۔(۳) فقط

زمیندار کون ہے اور عشر سے متعلق تفصیل کیا ہے

(سوال ۲۶۳) زمیندار وہی ہے جو حاکم وقت کو خراج دیتا ہے یا اور کوئی اور جس نے اس سے اجرت پر لیا وہ مستاجر ہے یا نہیں۔ زمیندار خود مالک ہے یا سرکار سے مستاجر ہے۔ عشر کے لئے ملک شرط ہے یا نہیں۔ مستاجر اور مزارع پر عشر واجب ہونے کے لئے عشری زمین شرط ہے یا نہیں۔

(جواب) زمیندار وہی ہے جو سرکار کو خراج دیتا ہے اور مالک زمین زمیندار ہے اور عشر کے لئے ملک شرط ہے لیکن مزارعۃ واجارہ کی صورت میں صاحبینؒ کا مذہب جو کہ مفتی بہ ہے یہ ہے کہ مزارعۃ میں زمیندار اور مزارع دونوں پر بقدر حصہ عشر واجب ہے اور اجارہ کی صورت میں عند الصاحبین مستاجر پر عشر واجب ہے۔ ... امام صاحبؒ موجر پر عشر واجب فرماتے ہیں۔ بعض فقہاء نے امام صاحبؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے لیکن اس زمانے میں صاحبینؒ کے مذہب پر فتویٰ دینا اقرب ہے۔ اور درمختار میں حاوی سے منقول ہے۔ وبقولهما نا خذو فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة الخ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ .ط.س. ج۲ص ۳۱۹ .۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ .ط.س. ج۲ص ۳۲۰ .۱۲ ظفیر
(۳) وتجب فی مسقی سماء ای مطر وسیح کنهر بلا شرط نصاب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۲ .ط.س. ج۲ص۳۲۶) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ .ط.س. ج۲ص ۳۳۴ .۱۲ ظفیر

ہندوستان کی زمین میں احتیاطاً عشر دینا چاہئے

(سوال ۱ / ۲۶۴) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی اور عشر میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں جو کہ زمینداران کاشتکاری کرتے ہیں اور اراضی کا لگان سرکار کو دیتے ہیں اور جس قدر ان کو منظور ہوتا ہے اپنی کاشت میں رکھتے ہیں جو اراضی خود کاشت کرتے ہیں اس کی پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ زکوٰۃ غلہ وتجارت کے مال میں سے جو نکالی جاتی ہے اس میں سال کی قید ہے یا غلہ تیار ہونے پر۔ اور زکوٰۃ پوری غلہ کے حساب سے دی جاوے یا خرچ اخراجات منہا کر کے۔

قرض ہو تو عشر واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۲ / ۲۶۵) ایک شخص مقروض ہے جو کچھ روپیہ اخراجات سے بچتا ہے وہ قرض میں ادا کرتا ہے مگر جو گھر میں کھیتی ہوتی ہے اس غلہ سے وہ زکوٰۃ نکالتا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) ردالمحتار الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں کوئی زمین عشری اور خراجی نہیں ہے۔ بناء علیہ جو محصول سرکار لیتی ہے اس کو خراج نہ کہیں گے اور جب کہ کوئی زمین ہندوستان کی عشری نہیں ہے تو عشر بھی واجب نہ ہوگا۔ (۱) لیکن اگر احتیاطاً مسلمان اپنی آراضی کا عشر دیویں تو اچھا ہے اور عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا جس جگہ واجب ہے کل پیداوار پر واجب ہے اور جس وقت غلہ پیدا ہوا اسی وقت واجب ہے، سال کی قید اس میں نہیں ہے، اور مال تجارت میں سال بھر کے بعد زکوٰۃ لازم آتی ہے، اور زمین عشری اگر مزارعت پر دی جاوے تو اس کی پیداوار میں عند الصاحبین حسب حصہ ہر ایک پر یعنی کاشتکار اور مالک زمین پر عشر لازم آتا ہے اور اجارہ کی صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر لازم فرماتے ہیں۔ (۲)

(۲) درمختار باب العشر میں ہے ویجب مع الدین۔ (۳) یعنی عشر باوجود قرض کے بھی لازم ہوتا ہے۔ پس جس جگہ عشر لازم ہے وہاں وجوب عشر کے لئے دین مانع نہیں ہے اور جہاں عشر واجب نہیں ہے وہاں بھی دے دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کما ہو ظاہر فقط

زراعت سے جو غلہ پیدا ہوتا ہے کیا اس میں عشر ہے جب کہ مال گذاری سرکار لیتی ہے

(سوال ۲۶۶) اشیاء کاشت، دھان، گندم، تل، سرسوں، سن، پاٹ وغیرہ زراعت کی زکوٰۃ کیونکر دینی ہوگی۔ زمین مزروعہ کا خزانہ سالانہ تو زمیندار کو دیا جاتا ہے۔ اب پیداوار میں عشر یا زکوٰۃ دینے کا کیا طریقہ ہے۔

(جواب) دسواں حصہ یا بیسواں حصہ کل پیداوار کا دینا یہ عشر اور نصف عشر کہلاتا ہے اور جس زمین کا محصول سرکار لیتی ہے اس میں عشر و نصف نہیں ہے (۴) (منشاء یہ ہے کہ ہندوستان دار الحرب ہے، اس لئے عشر نہیں ہے، یہ مطلب نہیں ہے سرکاری محصول کی وجہ سے عشر نہیں ہے، یا سرکاری محصول عشر کے قائم مقام ہے۔ ۱۲ ظفیر)

---

(۱) ویحتمل ان یکون احتراز اعما وجد فی دار الحرب فان ارضھا لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰) ظفیر.

(۲) والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر وفی الحادی وبقولھما نا خذو فی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیھما بالحصۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴ و ج ۲ ص ۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۴) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۷ . ط.س. ج ۲ ص ۳۲۶ ۱۲ ظفیر.

(۴) ویحتمل ان یکون احتراز اعما وجد فی دارالحرب فان ارضھا لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار . باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ . ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰) ظفیر.

کیا پیداوار میں چالیسواں حصہ نکالنا چاہئے

(سوال ۲۶۷) اگر کوئی زمین کسی غیر مذہب کی ہو یعنی ہندو کی، اس کے بعد کسی نصاریٰ نے اس پر قبضہ کر لیا ہو تو اس کی پیداوار میں چالیسواں حصہ نکالنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) زمین کی پیداوار میں مالک زمین پر دسواں حصہ آتا ہے یا بیسواں چالیسویں حصہ کے دینے کا حکم زمین کی پیداوار میں نہیں ہے۔(۱) ویسے بطریق صدقہ نفلی جس قدر چاہیں دیدیں مگر فرض نہیں ہے۔ فقط

معافی زمین عشری ہے یا نہیں اور عشر کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۲۶۸) زید کے قبضہ میں کچھ زمین معافی ہے۔ یہ عشری ہے یا نہیں۔ زید نے زمین مذکورہ کو اگر خود کاشت کی تو اس پر بلا لحاظ صاحب نصاب ہونے کے اگر زکوۃ واجب ہوگی تو کس قدر۔ اور اگر زید نے یہ معافی زمین کسی غیر شخص کو لگان یا بٹائی پر دے دی تو بھی زکوۃ دینی ہوگی یا نہیں۔ اگر دینی ہوگی تو کس قدر اور ایک کو یا دونوں کو۔

(جواب) روایت شامی باب الرکاز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان جیسے بلاد کی اراضی عشری وخراجی نہیں ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ اس زمین کی پیداوار میں عشر دیا جاوے یعنی اگر خود کاشت کی ہے تو تمام پیداوار کا عشر خود ادا کرے اور اگر کسی کو مزارعت یعنی بٹائی پر دی ہے تو بقدر حصہ ہر ایک عشر دیوے اور نقد اجارہ پر دینے میں عشر بذمہ موجر ہے یا مستاجر علی اختلاف القولین۔(۲) فقط۔

(سوال ۲۶۹) میرے پاس کچھ زمین ہے کسی زمین کا خراج ہندو زمیندار کو دیتا ہوں اور کسی زمین کا خراج مسلمان زمیندار کو دیتا ہوں اب ہم کو عشر دینا ہوگا یا نہیں۔ میں زمین کو بٹائی پر دیتا ہوں۔ مگر بیج عامل دیتا ہے۔ اس حالت میں کس حساب سے عشر دینا ہوگا۔ اگر نصف بیج میں دوں اور نصف عامل دے تب کس حساب سے دینا ہوگا۔

(جواب) شامی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ اراضی دارالحرب میں خراج وعشر کچھ نہیں ہے۔(۳) اور جن اراضی عشریہ میں عشر لازم ہے اور فرض ہے اس میں فتویٰ اس پر لکھا ہے کہ مزارعت کی صورت میں زمیندار مالک پر بقدر حصہ عشر لازم آتا ہے۔ یعنی جس قدر غلہ جس کے حصہ میں آوے وہ اس کا عشر ادا کرے۔(۴) فقط۔

عشر و چالیسویں میں کیا فرق ہے

(سوال ۱/۲۷۰) عشر اور چالیسویں میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

کاشتکاری جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/۲۷۱) کاشتکاری کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) یجب العشر الخ فی مسقی سماء ای مطر وسیح الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب الخ و دالیة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب العشر ج ۲ ص ۶۲ .ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵) صورت مسئولہ میں زمین چونکہ غیر مسلم کی ہے اس کئے اس میں عشر نہ ہوگا۔ واخذ الخراج من ذمی غیر تغلبی اشتری ارضا عشریة من مسلم وقبضها منه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۰ .ط.س. ج ۲ ص ۳۲۹) ظفیر۔ (۲) والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر وفی الحاوی وبقولهما ناخذ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴ .ط.س. ج ۲ ص ۳۳۴) ظفیر مفتاحی. (۳) احترازا عما وجدنی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ .ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰) ظفیر. (۴) وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۳۵) ظفیر.

مال گذاری والے کھیت کی پیداوار میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۲۷۲) کاشتکاری (جس کی مالگذاری سرکار کو دی جاتی ہے) میں عشر یا چالیسواں دینا واجب ہے یا نہیں۔

مذکور تینوں قسموں میں سے کون سی زمین عشری ہے

(سوال ۴/ ۲۷۳) زید تین قسم کی کاشت کرتا ہے۔ اولاً یہ کہ وہ کسی رئیس امیر سے کچھ کاشت لئے ہوئے ہے جس کی پیداوار کے نصف نصف حصے آپس میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مال گذاری مالک دیتا ہے۔ دوم یہ کہ زید اپنی زمین مملوکہ میں کاشت کرتا ہے۔ اس کی مال گذاری زید ہی سے متعلق ہے۔ سوم یہ کہ زید کے پاس معافی زمین ہے اس میں کاشت کرتا ہے اور مال گذاری دینا نہیں پڑتی۔ تینوں صورتوں میں زید پر عشر دینا واجب ہے یا نہیں۔

عشر فرض ہے یا واجب یا مستحب

(سوال ۵/ ۲۷۴) عشر چالیسواں دینا فرض ہے یا واجب ہے یا مستحب۔

عشر ہر فصل پر ہے یا سال میں ایک مرتبہ

(سوال ۶/ ۲۷۵) عشر چالیسواں سال بھر میں ایک مرتبہ دینا چاہئے یا ہر فصل پر۔

عشر کے مصارف کیا ہیں

(سوال ۷/ ۲۷۶) عشر۔ چالیسواں کے مصارف کون ہیں؟

(جواب) (۱ تا ۷) کاشتکاری جائز ہے جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے اور جو صورتیں کاشتکاری کی سوال میں لکھی ہیں وہ سب درست ہیں۔ (۱) اور عشر دسواں حصہ زمین کی پیداوار کا ہے اور چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا ہوتا ہے جو کہ روپیہ اشرفی۔ مال تجارت وغیرہ پر لازم ہوتا ہے۔ پس زمینوں کی پیداوار میں سے جو دسواں حصہ پیداوار کا دینا ہوتا ہے اس کا نام عشر ہے اور روپے وغیرہ میں سے بعد سال بھر کے جو چالیسواں حصہ دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ اور شامی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں پر عشر نہیں ہے، لیکن جس جگہ عشر لازم ہوتا ہے وہاں ہر ایک فصل پر زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ مثلاً دس من میں سے ایک من دینا لازم ہوتا ہے اور زکوٰۃ روپے وغیرہ کی سال بھر میں ایک دفعہ دینا فرض ہے اور عشر جس جگہ لازم ہے وہاں ہر ایک فصل پر جو آمدنی زمین کی ہو اس میں سے عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دینا لازم ہے۔ (۲) اور مصارف عشر اور زکوٰۃ کے فقراء و مساکین وغیرہ ہیں۔ (۳) فقط۔

سبزی میں زکوٰۃ ہے یا نہیں اور ہے تو کتنی

(سوال ۲۷۷) سبزی میں اگر زکوٰۃ واجب ہے تو کس قدر۔

(جواب) امام صاحب کے نزدیک عشر جو کہ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے سبزیوں اور ترکاریوں پر آتا ہے مگر جب تک شرائط عشر محقق نہ ہوں عشر واجب نہیں ہوتا اور ہندوستان کی آراضی کے عشری ہونے میں تردد و اختلاف ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) وعندهما جائزة والفتوى على قولهما لحاجة الناس (عالمگیری کتاب المزارعة ج ۵ ص ۲۳۵. ط ماجدیه ج۵ص۲۳۵)

(۲) يجب العشر الخ في ارض غير الخراج الخ بلا شرط نصاب الخ وبلا شرط بقاء وحولان حول (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶. ط.س. ج۲ص۳۲۵) ظفیر.

(۳) مصرف الزكوة والعشر الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ (ایضاً باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص۳۳۹) ظفیر. (۴) احتراز عما وجدفي دارالحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج۲ص۳۲۰) ظفیر.

مزارعت والی زمین میں عشر کس پر ہے

(سوال ۲۷۸) حکم خراج مقاسمہ عقد مزارعت (بٹائی) سے سرفراز فرمائیے گا کہ سب مالک زمین پر ہے یا مزارع پر بھی بالحصہ ہے جیسا کہ حکم عشر ہے اگر دونوں پر مثل عشر ہے تو شامی کی اس عبارت (ثم اعلم ان هذا كله فى العشر اما الخراج فعلى رب الارض اجماعاً كما فى البدايع)(۱) کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) شامی جلد ثالث باب العشر والخراج والجزیہ میں درمختار کے قول وهواى الخراج نو عان خراج مقاسمة الخ کی شرح میں ہے وقد تقرران خراج المقاسمة كالعشر لتعلقه بالخارج ولذايتكرر بتكور الخارج فى السنة وانما يفارقه فى المصرف . فكل شئى يو خذ منه العشر او نصفه يوخذ منه خراج المقاسمة وتجرى الا حكام التى قررت فى العشر وفاقاً وخلافاً الخ۔(۲) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبارت منقولہ شامی ثم اعلم ان هذا كله فى ا لعشر اما الخراج فعلى رب الارض اجماعاً كما فى البدايع میں خراج سے مراد خراج موظف ہے نہ خراج مقاسمۃ اور اصل مسئلہ کے متعلق ایک روایت شامی باب الرکاز صفحہ ۴۵ میں یہ بھی ہے ولهذا قال القهستانى بعد قوله فى ارض خراج او عشرا لاحضر فى ارضنا سواء كانت جبلاً او سهلاً مواتاً او ملكاً واحترز به عن داره وارضه وارض الحرب اهـ . ثم رأيت عين ما قلته فى شرح اسمٰعيل حيث قال ويحتمل ان يكون احترزاً عما وجدفى دارالحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی اراضی نہ عشری ہیں اور نہ خراجی۔ فقط۔

زمیندار کی موروثی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۹) کوئی شخص زمین کو زمیندار سے لے کر کاشت کرتا ہے اور زمانہ دراز گزرنے کی وجہ سے کاشتکار موروثی ہوگیا۔ زمین نہر سے سیراب کی جاتی ہے اور اس کا محصول بھی دیا جاتا، اس زمین پر عشر ہے یا نہیں۔

(جواب) اس زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہے۔(۴) (منشا یہی ہے کہ دارالحرب کی زمین عشری نہیں ہے۔ ظفیر)

خراجی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۰) خراجی زمین میں عشر واجب ہے یا نہیں

(جواب) یہ مسئلہ متفق علیہا بین الحنفیہ ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتا لہذا خراجی زمین میں عشر کے وجوب کا فتویٰ دینا ان کے نزدیک صحیح نہ ہوگا۔(۵) یہ امر آخر ہے کہ اگر اس زمین سے جو کہ عشری ہے حکام نے خراج لے لیا تو مابینہ وبین اللہ اس شخص کو عشر دیدینا چاہئے، اور یہ احتیاط ہے اور یہ امر بھی محقق ہے کہ امام مجتہد کا کسی روایت سے استدلال کرنا اس حدیث کی صحت اور حجیۃ کی دلیل ہے فقط۔

---

(۱) رد المحتار كتاب الزكوة باب العشر ج ۲ ص ۷۶. ط.س. ج۲ص۳۳۵ ۱۲ ظفير صديقى

(۲) دیکھئے ردالمحتار كتاب الجهاد باب العشرو ا لخراج والجزيه ج ۳ ص ۳۵۹..ط.س.ج۴ص۱۸۵ .۱۲ ظفير صديقى.

(۳) رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱ .ط.س.ج۲ص۳۲۰ .۱۲ ظفير

(۴) احتراز اعما وجد فى دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ(رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱ .ط.س.ج۲ص۳۲۰) ظفير. (۵) اشار الى ان المانع من وجوبه كون الارض خراجية لانه لا يجتمع العشر والخراج(رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ .ط.س.ج۲ص۳۲۵) ظفير.

جس زمین کا محصول سرکار لیتی ہے کوئی خاص بچت نہیں اس میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۱) وہ زمین جس کی پیداوار سے بمشکل محصول سرکاری ادا ہو سکتا ہے یا بہت معمولی بچت ہوتی ہے، اس پر عشر فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی زمین میں عشر واجب نہیں ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کسی زمین پر بھی عشر واجب نہیں ہے کیونکہ دار الحرب کی اراضی کو عشری اور خراجی کچھ نہیں شمار کیا جاتا ہے۔(۱) فقط۔

نہری زمین میں عشر ہے یا نصف عشر

(سوال ۲۸۲) نہری زمینوں میں عشر ہے یا نصف عشر۔

(جواب) نہری زمینوں میں جن میں پانی کا محصول دیا جاتا ہے نصف عشر واجب ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالیة الخ وفی کتب الشافعیة اوسقاه بماء اشتراه وقواعد نا لا تاباه الخ۔(۲) فقط۔

جس زمین کی اجرت پر سینچائی ہو اس میں عشر ہے یا نصف عشر

(سوال ۲۶۳) کل اراضی نہری کہ از سعی نصاری معمور شدہ است وقبل ازیں بالکل ویران بود۔ آنچہ پیداوار شدی بہ سبب باران شدی واکنوں آب بذریعہ نہر در ہر جا می رود ور سد وخراج ہم بگیرند بعض مولوی گویند کہ کل اراضی نہری در حکم عشر است کہ عشر دادہ می شود و بعض عکس آں و بعض از بست یک حصہ۔ کدام قول راجح وکدام مجروح است۔

(جواب) در شامی آوردہ کہ در آراضی دار الحرب عشر وخراج نیست ازیں روایت معلوم شدہ کہ در اراضی ہندوستان عشر واجب نیست (۳) ونیز فقہاء تصریح فرمودہ اند کہ اگر در زمین عشری ماء انہار دادہ شود کہ محصول آن وقیمت آں بہ سرکار دادہ می شود دراں نصف عشر یعنی بستم حصہ واجب می شود وایں (۴) نیز تصریح است کہ عشر باخراج جمع نمی شود۔(۵) فقط۔

جس کھیت پر کھیتی میں چھ سو خرچ کیا اور آٹھ سو پیدا تو اس میں زکوٰۃ کیا آئے گی

(سوال ۲۸۴/۱) ایک کاشتکار نے اپنی زمین میں چھ سو روپے کل اخراجات کھیتی کے لگا کر پیداوار آٹھ سو روپے کی حاصل کی تو اس پر زکوٰۃ کتنی رقم کی واجب ہوگی۔

جس زمین میں خسارہ رہا اس میں عشر ہوگا یا نہیں

(سوال ۲۸۵/۲) اسی طرح دوسری زمین میں چھ سو روپے لگا کر فصل پر کل پانچ سو روپے کی پیداوار ہوئی یعنی اصل لاگت سے بھی یک صد روپے کا نقصان رہا تو اب زکوٰۃ کی کیا شکل ہوگی۔

---

(۱) دیکھئے شامی باب الرکاز ج۲ ص۶۱۔ ط۔س۔ ج۲ ص۳۲۸۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۸ و ج ۲ ص ۶۹۔ ط۔س۔ ج۲ ص۳۲۸۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) دیکھئے رد المحتار باب الرکاز ج۲ ص۶۱۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۳۲۰۔ ۱۲ ظفیر۔

(۴) ویجب نصفه فی مسقی غرب ای دلو کبیر ودالیة ای دو لاب لکثرة المئونة الخ بلا رفع مئون الخ الزدع وبلا اخراج البذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۸ و ج ۲ ص ۶۹۔ ط۔س۔ ج۲ ص۳۲۸) ظفیر۔

(۵) لانه لا یجتمع العشر والخراج (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶۔ ط۔س۔ ج۲ ص۳۲۵) ظفیر۔

سینچائی والی زمین میں کیا عشر ہے

(سوال ۲۸۶/۷) ایک کاشتکار مندرجہ سوال نمبرا کے مطابق تمام اخراجات زمین برداشت کرتا ہے اور بذریعہ موٹھ چاہ سے پانی دے کر کھیت سے فصل حاصل کرتا ہے وہ زکوٰۃ کس طرح پر ادا کرے۔

(جواب) (۱-۲-۳) جن اراضی میں عشر واجب ہے ان میں کل پیداوار کا عشر نکالنا واجب ہے، بدون وضع کرنے اخراجات کے۔ کما فی الدر المختار بلا رفع مئون الزرع الخ(۱) اور مزارعت میں کاشتکار اور مالک زمین پر بقدر حصہ عشر واجب ہے اور شامی کی روایت باب الرکاز سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب کی زمینوں میں عشر نہیں اور نمبر۳ میں ایک دوسری تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اس میں بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔ (۲) باقی جواب بدستور مذکور ہے فقط۔

کیا ادائے عشر میں طلب عامل شرط ہے

(سوال ۲۸۷) زید کہتا ہے کہ ادائے عشر کے واسطے طلب عامل شرط ہے۔ جب تک عامل طلب نہ کرے ادا کرنا واجب نہیں۔

(جواب) زید کا قول صحیح نہیں ہے۔ صاحب زمین عشری اگر خود اس کا عشر ادا کر دے تو یہ بھی درست ہے ویسقط عن صاحب الارض کما لوادی بنفسه الخ. شامی۔ (۳) البتہ یہ بحث جداگانہ ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ شامی نے تصریح کی ہے۔ باب الرکاز میں ہے کہ دارالحرب کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب نہیں ہے اگر استحساناً دے دے تو بہتر ہے۔ فقط۔

ہندوستان کی زمین میں عشر نہ ہونے کی مفصل بحث اور علماء دیوبند کا عمل

(سوال ۲۸۸) مفتی صاحب۔ السلام علیکم میں دو روز سے بیحد کوفت میں ہوں اللہ تعالیٰ سہل کر دے، میں آج تک غافل رہا اور میرے ذہن میں تھا کہ عشر غلہ بھی زکوٰۃ واجب الادا ہے۔ غلہ آنے پر معمولاً للہ کچھ دیا جاتا تھا یا حتیاط، دسواں حصہ وصول کا نہیں دیا گیا سالہائے گذشتہ کا کیا کروں، کچھ حساب کتاب نہیں۔ کیا معاف کیا جا سکتا ہے۔ مدرسہ میں غلہ بھیجنا دشوار ہے قیمت بھیج سکتا ہوں۔ نصف عشر کے کیا معنی ہیں، میں عشر دوں یا نصف۔ املاک کا عموماً غلہ مقرر ہے۔ وصول ہوتا ہے اور بڑی مقدار رہ جاتی ہے جو نالشیں کر کے نقدی میں وصول ہوتا ہے۔ اس نقدی کا رقم کے ساتھ زکوٰۃ نقد میں ادا ہونا ہے۔ غالباً اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

(جواب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ پہنچا۔ پہلے ایک زمانہ تک یہی علم رہا کہ ہندوستان کی عشری زمینوں میں عشر واجب ہے، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تحریرات کے موافق یہ فیصلہ کیا اور بہت جگہ فتویٰ دیا کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمینوں کو عموماً عشری ہی سمجھنا چاہئے اور عشر دینا چاہئے کیونکہ اراضی عشریہ میں عشر یا نصف عشر کا نکالنا بحکم آیۃ واتوا حقه یوم حصاده۔ (۴) مثل زکوٰۃ کے فرض ہے۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد مالا بدمنہ (۵) میں

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹. ط.س. ج۲ص۳۲۸ ۱۲ ظفیر.
(۲) وما سقی بغرب اودالية او سانية ففيه نصف العشر على القولين لان المئونة تكثر فيه وتقل فيما يسقى بالسماء اوسيحاوان سقى سيحاوبدالية فالمعتبر اكثر السنة كما هو فى السائمة (هدايه باب زكوة الزروع و الثمار ج ۱ ص ۱۸۴)
(۳) رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۷ تحت قول الماتن ولذا كان للامام اخذه جبرا. ط.س. ج۲ص۳۲۶. ۱۲ ظفير
(۴) سوره انعام، ركوع . ۴
(۵) وهمچنیں احکام عشر زمین عشری که دریں دیار نیست الخ مذکور نکرده شد (مالا بدمنه . کتاب الزکوة ص ۹۴)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق اور تصریح نظر پڑی کہ ہم نے اپنی کتاب میں زکوۃ کے مسائل کے ساتھ عشر کے احکام اس وجہ سے نہیں لکھے کہ ان دیار میں زمینیں عشری نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ قاضی صاحبؒ کا یہ حکم فرمانا کہ یہاں عشری زمینیں نہیں ہیں اس زمانہ کا متفقہ مسئلہ ہوگا کیونکہ قاضی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ م" ۱۷۶اھ" کے خاص تلمیذ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ وغیرہ حضرات کے ہمعصر ہیں۔ اور سب حضرات باہم متفق ہیں، باہم کوئی خلاف نہیں ہے، ضروری ہے یہ مسئلہ اس زمانہ کا متفق علیہ مسئلہ ہوگا کہ ہندوستان میں عشری زمینیں نہیں ہیں۔ پھر اس کے ساتھ عموماً یہ معمول دیکھ کر کہ کوئی اپنے بزرگوں میں عشر کا اہتمام مثل زکوۃ کے نہیں کرتا، تعجب ہوتا تھا اور تردد بھی ہوتا تھا اور گویا حضرت قاضی صاحب کی تحقیق کی تائید ہوتی تھی کہ ایسا بھی کیا ہے کہ سب بزرگوں نے عشر کا اہتمام چھوڑ دیا۔ ضرور کوئی بات ہے جس کی وجہ سے عملاً یہ متروک ہوگیا ہے۔ چند سال ہوتے ہیں کہ مولانا محمد انور شاہ صاحب یا اور کسی صاحب نے یہ فرمایا کہ شامی باب الرکاز میں یہ روایت ہے کہ دارالحرب کی زمینوں میں عشر واجب نہیں ہے۔ وہاں کی اراضی نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ اس روایت کو دیکھا اور اس کو دیکھ کر حضرت قاضی ثناء اللہ (پانی پتی) کی تحریر کی وجہ معلوم ہوئی کہ یہی وجہ ہے کہ وہ حضرات ہندوستان کی زمینوں کو عشری نہیں سمجھتے کیونکہ ہندوستان کو وہ حضرات دارالحرب سمجھتے تھے۔ شامی باب الرکاز کی عبارت یہ ہے **واحترز به عن داره وارضه وارض الحرب الخ فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ**(۱) اور عبارت مالا بدمنہ کی یہ ہے:۔ وتفصیل نصاب اجناس سوائم وقدر واجب آں طول دارد و دریں دیار ایں اموال بقدر وجوب زکوۃ نمی باشد لہذا مسائل زکوۃ آں مذکور نہ کردہ شد وہمچنیں احکام عشر زمین عشریہ کہ دریں دیار نیست ومسائل عاشر کہ بہ طرق وشوارع باشد کہ مذکور نکردہ شد۔ (۲)

اس کے بعد ایک اشکال یہ باقی رہتا ہے کہ حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وجوب عشر کا حکم فرماتے تھے، اور تحریراً وتقریراً اس کو ظاہر فرمایا ہے۔ غالباً جناب کو بھی یاد ہوگا یا معمول حضرت کا معلوم ہوگا۔ اور اس میں شک نہیں نصوص آیات واحادیث کا مقتضی بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ امام صاحب جمیع ما اخرجت الارض میں وجوب عشر کا حکم فرماتے ہیں اور جیسا کہ زکوۃ دارالحرب میں ساقط نہیں ہوتی بلکہ صاحب مال بطور خود ادا کرتا ہے۔ اسی طرح عشر بھی ہر جگہ واجب ہونا چاہئے۔ ہاں چونکہ عشر کے وجوب کے لئے زمین کا عشری ہونا ضروری ہے اور جب کہ یہ کہا جاوے کہ دارالحرب کی اراضی عشریہ نہیں ہیں تو پھر وجوب عشر کی بھی کوئی وجہ نہیں ہوگی۔ اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا قول وفعل احتیاط پر مبنی کہا جاوے۔ چنانچہ ہمارے مرشد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ، (مہتمم دارالعلوم دیوبند) بھی اپنے خاص لوگوں کو عشر نکالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور اس بناء پر حضرت والد ماجد صاحب جو کچھ محاصل غلہ میں سے بقدر حصہ بندہ کو دیا کرتے تھے کہ وہ دس بیس دھڑی تقریباً ہوتا تھا تو بندہ گھر کہہ دیتا تھا کہ دس دھڑی میں سے ایک دھڑی اللہ واسطے دے دو۔ (۲) قیمت عشر دینا جائز ہے۔ (۳) (۳) نصف عشر بیسواں حصہ ہے۔ اور یہ فرق پانی کی قیمت وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی اراضی عشریہ میں اصل عشر یعنی دسواں

---

(۱) رد المحتار، باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج۲ص ۳۲۰. ۱۲ ظفیر
(۲) دیکھئے "مالا بدمنہ" از قاضی ثناء اللہ پانی پتی. ص ۹۴ و ص ۹۵ در کتاب الزکوۃ ۱۲ ظفیر
(۳) حتیٰ یجوز اداء قیمۃ (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۳). ط.س. ج۲ص ۳۳۲. ۱۲ ظفیر

حصہ پیداوار کا دینا واجب ہے لیکن اگر زمین کو پانی دینے میں مزدوری زیادہ صرف ہوئی اور مشقت ہوئی اور خرچ بڑھ گیا تو بجائے عشر کے نصف عشر دینا واجب رہ جاتا ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے ویجب فی مسقی سماء ای مطر و سیح الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب ای دلو کبیر و دالیة ای دولاب لکثرة المئونة وفی کتب الشافعیة اوسقاه بماء اشتراه وقواعد نالا تاباه (۱) اورعلامہ شامی نے کہا کہ وجہ یہی ہے کہ جب خرچ زیادہ ہوگا بجائے عشر کے نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب رہ جائے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوستان کی زمین میں عشر واجب ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۹) فقہاء نے جو یہ فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے، یہ ان کا فرمانا حکومت مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کہ جس زمین کا خراج لیا جائے اس کا عشر نہیں لیا جاسکتا۔ یا کہ حکومت غیر اسلام کے لئے بھی یہی حکم ہوگا۔ شامی جلد ثانی میں تصریح ہے کہ کفار حربی جب ہمارے ملک پر غالب آ جائیں تو ان کا بھی وہی حکم ہوگا جو بغاۃ کا ہے یعنی اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ جس طرح باغیوں کے لینے سے مالک سے ساقط ہوجاتی ہے ایسا ہی متغلب حربی کے لینے سے بھی ساقط ہوجاتی ہے۔ علامہ کی یہ رائے قابل قبول ہے یا نہیں۔ غرض کہ ہندوستان کی زمین میں عشر واجب ہے یا خراج۔

(جواب) علامہ شامی نے باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ دارالحرب کی اراضی نہ خراجیہ ہیں اور نہ عشریہ یعنی نہ وہاں خراج واجب ہے اور نہ عشر۔ کفار نے جو کچھ خراج لیا گویا وہ خراج شرعی نہیں ہے اور نہ واجب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں جب کہ اس کو دارالحرب کہا جائے جیسا کہ محققین کی رائے ہے عشر واجب نہیں ہے۔ احتیاطاً اگر کوئی دے دے تو یہ امر آخر ہے اور اس کی تائید حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصریح سے بھی ہوتی ہے جو کہ انہوں نے مالا بدمنہ میں فرمائی کہ ہم نے مسائل عشر اس لئے نہ لکھے کہ ان بلاد میں عشر واجب نہیں ہے۔ پس اگر ہندوستان کی زمینوں کو عشری اور خراجی کہا جاتا تو پھر یہ حکم یہاں بھی جاری ہوتا کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مولانا عبدالحی مرحوم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے کہ ہندوستان میں جس زمین کا خراج لیا جاتا ہے اس پر عشر نہیں ہے اور اسی قاعدے سے استدلال فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے، اور علامہ شامی کی یہ تحقیق ویظهر لی ان اهل الحرب لو غلبوا علی بلدة من بلادنا کذلک الخ (۲) صحیح معلوم ہوتی ہے۔ عبارت باب الرکاز یہ ہے واحترز به عن داره وارضه وارض الحرب ثم رأیت عین ما قلته فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰ (۳) ص ۴۵ جلد نمبر ۲۔ شامی۔ فقط۔

افیون میں عشر واجب ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۰) افیون مال متقوم ہے یا نہیں اور اس میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق۔ اس صورت میں صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ افیون مال متقوم ہے اور اس میں عشر واجب ہے

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۸ و ج ۲ ص ۶۹. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۶-۳۲۸. ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج ۲ ص ۱۲۲۸۸ ظفیر
(۳) قال ابو حنیفة فی قلیل ما اخرجته الارض وکثیره العشر سواء سقی سیحا او سقته السماء الا القصب والحطب والحشیش (هدایه ج ۱ ص ۱۸۳. ط.س. ج ۲ ص) ظفیر.

دھان کی زکوٰۃ

(سوال ۲۹۱) دھان جو زمین میں پیدا ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ کا کیا حساب ہے؟

(جواب) دھان کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے، جو کچھ پیداوار زمین کی ہو اس میں سے دسواں حصہ دیا جاوے۔

تمباکو کی پیداوار پر عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۲) اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں تمباکو بویا تو اس کی پیداور میں عشر لازم ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر عشری زمین ہے تو عشر اس میں لازم ہوگا۔ (۱) فقط۔

زمین عشر کی تعریف اور مہاجن سے لی ہوئی زمین اور ہندوستان کی دوسری زمین کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۳) زمین عشری کی کیا تعریف ہے اور کیا اپنی طرف سب زمین عشری ہے اور سب کا عشر دینا واجب ہے حالانکہ سرکار بھی مال گذاری لیتی ہے اور جو زمین مہاجن سے مسلمان نے لی ہے اس کی آمدنی پر بھی عشر لیا جاوے اور عشر مالک کے ذمہ ہے یا کاشتکار کے، اگر مالک خود کاشت کرے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) عشری زمین کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین میں عشر واجب ہو وہ عشری ہے۔ (۲) جس وقت پورا حال نہ معلوم ہو جیسا کہ اس وقت ہے تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ اراضی ''خراجی'' پس مسلمان کے پاس جو زمین مثلاً معافی کی چلی آتی ہے یا اس نے کسی مسلمان سے خریدی ہے وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی ہے وہ خراجی رہے گی اور بعض حضرات نے ایسا بھی لکھا ہے کہ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں، مگر مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ مسلمان اپنی اراضی مملوکہ میں عشر نکالیں۔ زمین اگر اجارہ پر دی گئی تو امام صاحب، کے نزدیک عشر مالک پر ہے۔ رقم اجارہ میں سے دسواں حصہ صدقہ کرے، اگر مالک خود کاشت کرے تو تمام پیداور کا دسواں حصہ نکالے۔ محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا۔ (۳) فقط۔

خودکاشت میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۴) بکر اپنی تھوڑی سی مملوکہ زمین خود کاشت کرتا ہے اور وہ ذریعہ رزق اس کے بال بچوں کا ہے اس پر کس پیداوار میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) عشر و نصف عشر اس پر واجب ہے (لیکن ہندوستان کو اگر دارالحرب مان لیا جائے تو واجب نہیں جیسا کہ گذرا۔ ظفیر)

---

(۱) وقال ابو حنيفة في قليل ما اخرجته الارض و كثيره العشر الخ (هدايه باب زكوٰة الزروع و الثمار ج ۱ ص ۱۸۳) ظفير

(۲) عشری زمین ایسی زمین کہلاتی ہے جس کے مالک مسلمان ہوگئے یا قوت کے ذریعہ سے کوئی خطہ فتح کیا گیا اور اس کی زمین مجاہدین پر تقسیم کردی گئی ہو وكل ارض اسلم اهلها او فتحت عنوة و قسمت بين الغانمين فهى ارض عشر (هدايه باب العشر و الخراج ج ۲ ص ۵٦۷) ظفير.

(۳) والعشر على الدوجر كخراج موظف (درمختار) اى لواجر الارض العشرية فالعشر عليه من الاجرة كما فى التتار خانية (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴. ط.س. ج۲ ص ۳۳۴).

(۴) اخذ البغاة و السلاطين الجائرة زكوٰة الا موال كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فى محله الاتى ذكره وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخارج الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۳۲. ط.س. ج۲ ص ۲۸۸) ظفير.

جس غلہ کی زکوۃ نہ نکلی ہو وہ حلال ہے یا حرام

(سوال ۲۹۵) زید نے غلہ میں دسواں حصہ زکوۃ نہیں نکالی تو وہ غلہ حرام ہوگا یا حلال۔

(جواب) وہ غلہ حلال ہے۔ زید زکوۃ نہ دینے سے گناہگار اور فاسق ہوجاوے گا۔

کاشتکار و زمیندار کی زمین کی پیداوار پر زکوۃ

(سوال ۲۹۶) مسلمان زارعین پر خواہ زمیندار ہوں یا کاشتکار پیداوار زراعت میں یکساں زکوۃ فرض ہے یا کچھ فرق ہے، اور کس قدر زکوۃ دینی چاہئے۔

کل پیداوار میں زکوۃ ہے یا لگان کاٹ کر

(سوال ۲۹۷) ممالک متحدہ آگرہ واودھ میں کوئی اراضی ایسی نہیں ہے جو پر تہ مال گذاری سرکار سے مستثنیٰ ہو۔ پس بحالت متذکرہ زمیندار یا کاشتکار کو پیداوار اراضی سے غلہ بقدر قیمت رقم مال گذاری سرکار یا لگان زمیندار خارج کر کے بقیہ غلہ پر زکوۃ دینی چاہئے یا کل پیداوار پر بلا منہائی رقم مال گذاری وغیرہ۔

(جواب) (۱) زمین کی پیداور کی زکوۃ دسواں حصہ ہے، یہ عشر کہلاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو خراجی نہ ہو، مزارعت کی صورت میں یعنی بٹائی کی صورت میں عشر دونوں پر ہے یعنی جس قدر غلہ مالک زمین کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے اور جس قدر کاشتکار کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے۔

(۲) زمین عشری ہے تو کل پیداوار کا دسواں حصہ دینا چاہئے، خرچ سرکاری وغیرہ منہا نہ کیا جاوے۔ (۲) فقط۔

عشر و خراج کے جمع نہ ہونے کا مطلب کیا ہے

(سوال ۲۹۸) مولانا عبدالحی صاحب در مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۳۱۸ نوشتہ اند کہ ہر کہ در زمین مملوکہ خود بآب باراں کاشت کرد عشر غلہ برو واجب الاداء است مگر در صورتیکہ کہ خراج زمین مذکورہ بحاکم وقت دادہ شود دراں وقت عشر ساقط است بحکم عبارت ردالمحتار وغیرہ کہ لا یجتمع العشر مع الخراج انتہی تفصیل ایں مسئلہ چگونہ است وقولہ لا یجتمع العشر مع الخراج چہ معنی دارد۔

(جواب) معنی قوله لا يجتمع العشر مع الخراج انه لا يوخذ من الارض الخراجية العشر ولا من العشرية الخراج ولكن ان اخذ من العشرية الخراج فهل يسقط العشر فهو محل تامل۔ پس ظاہر آنست

---

(۱) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوة الاموال كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فى محله الاتى ذكره وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۳۲. ط.س. ج ۲ ص ۲۸۸) ظفير.

(۲) قال ابو حنيفة فى قليل ما اخرجته الارض وكثيره العشر سواء سقى سيحا او سقت السماء الا القصب والحطب الخ وسقى بغرب او دالية او سانية ففيه نصف العشر (هدايه باب زكوة الزروع ج ۱ ص ۱۸۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۵) ظفير

(۳) وفى المزارعة ان كان البذر من رب الارض فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة (در مختار) ان العشر على رب الارض عنده وعليهما عندهما الخ وهو الظاهر لما فى البدائع من ان المزارعة جائزة عندهما والعشر يجب فى الخارج والخارج بينهما فيجب العشر عليهما (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵) ظفير.

(۴) وتجب فى مسقى سماء وسيح بلا شرط نصاب وبقاء وحولان حول الخ يجب العشر ويجب نصفه فى مسقى غرب ودالية لكثرة المئونة الخ بلا رفع مئون الزرع وبلا اخراج البذر لتصريحهم بالعشر فى كل الخارج (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۴-۳۲۶) ظفير.

کہ مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم حکم زمین خراجی نوشتہ اند کہ اگر از زمین خراجی حکام خراج گرفتند ادائے عشر لازم نخواہد شد لیکن اگر از زمین عشری خراج گرفتہ شد ظاہر آن است کہ دیانۃً بذمہ مالک ادائے عشر لازم است۔(۱)

سرکاری محصول کی وجہ سے عشر ساقط ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۹) سرکار زمین سے جو محصول لیتی ہے اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) عشری زمین سے محصول لینا مسقط عشر نہیں ہے ھذا ھو الا حتیاط(۲) ہاں اگر زمین عشری ہی نہ ہو بلکہ خراجی ہو تو محصول دے دینا کافی ہے، یعنی عشر اس میں واجب نہیں ہے۔

مذکورہ تین قسموں میں سے کس میں عشر ہے

(سوال ۳۰۰) میرے پاس تین قسم کی زمین ہے ان میں سے کون سی زمین پر خراج ہے اور کون سی پر عشر یا کیا۔ قسم اول جنگل سرکاری پڑا ہوا تھا سرکار میں درخواست کی گئی وہ مجھے ملی اور میری ملک میں ہے۔ قسم دوم۔ ایک کافر سے خریدی گئی جو میری ملک ہے۔ قسم سوم۔ سرکاری زمین مثلاً ایک سال یا زیادہ کے لئے زراعت کے واسطے دی جاتی ہے۔

(جواب) در قسم اول زمین عشر لازم است لان العشر الیق بالمسلم وما اسلم اھله طوعاً اوفتح عنوة وقسم بین جیشنا والبصرة ایضاً باجماع الصحابة عشرية لا نه الیق بالمسلم.(در مختار . قوله لانه الیق بالمسلم) ای لما فیه من معنی العبادة ردالمحتار وفیه ولو ان المسلم اوا لذمی سقاها مرةً بماء العشرو مرة بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمی بالخراج۔(۳) ودر قسم دوم خراج است او اشتریٰ مسلم من ذمی ارض خراج یجب الخراج الخ در مختار۔(۴) ودر قسم سوم عشر در خارج لازم است لا نهم صرحوا بان الملک غير شرط فيه هل سبب وجوبه الارض النامية وشرطه ملک الخارج ای لا ملک الارض کما فی الاراضی الموقوفة کذافی ردالمحتار۔(۵)

عشری اور خراجی زمین

(سوال ۳۰۱) کون سی زمین عشری اور کون سی خراجی ہے۔ اگر زمین عشری سے خراج سرکاری لے لیا جاوے تو عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اراضی مملوکہ مسلمانان را کہ حال آنہا معلوم نیست احتیاطاً عشری باید شمرد وعشر از انہا باید داد واز زمین عشری اگر خراج گرفتہ شود عشر ساقط نمی شود۔(۶)

کیا جس زمین پر خراج ہے اس میں عشر نہیں

(سوال ۳۰۲) الفاروق مصنفہ مولانا شبلی نعمانی کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس زمین پر خراج ہو اس پر عشر

(۱،۲) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوة الا موال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الما خوذ فی محله الا تی ذکره وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار. باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۲. ط.س. ج۲ص۲۸۸) ويظهر لی ان اهل الحرب لو غلبوا علی بلدة من بلا دنا كذالک (رد المحتار. ايضاً.ط.س. ج۲ص۲۸۸) ظفير.(۳) رد المحتار كتاب الجهاد باب العشر و الخراج والجزيه ج ۳ ص ۳۵۱ .ط.س. ج۴ص۱۷۶. ۱۲ ظفير(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الجهاد باب العشر والخراج و الجزيه ج ۳ ص ۳۶۴.ط.س. ج۲ص۱۹۱ . ۱۲ ظفير(۵) دیکھئے ردالمحتار، كتاب الجهاد باب العشر والخراج والجزية ج۳ ص ۳۵۲.ط.س. ج۲ص۱۷۸ ۱۲ ظفير صديقی.(۶) وما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة وقسم بين جيشنا الخ عشرية (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار كتاب الجهاد باب العشر و الخراج و الجزيه ج ۳ ص ۳۵۰)

واجب نہ تھا۔ بینوا توجروا۔

(جواب) فقہاء حنفیہ نے ایسا ہی لکھا ہے کہ جس زمین سے محصول لیا جاوے اس میں عشر نہیں ہے۔ (۱)

نئی آباد زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان زمینوں کے بارے میں جو ہنوز نو آباد ہوئی ہیں یا ہورہی ہیں جیسے ملک پنجاب میں شہر لائل پور و سرگودھا کی آباد شدہ و شہرہ منٹگمری کی اب آباد ہورہی ہے کہ آیا ان زمینوں پر عشر ہے یا نہیں باقی بحیثیت محنت و مشقت و محصول سرکاری کے لحاظ سے تو یہ چاہی زمین سے زیادہ ہیں اس لئے کہ چاہی زمین کا محصول تو ۴ر کنال ہے پنجاب میں اور ان زمینوں کا محصول عہ ر کنال ہے اور علیٰ ہذا القیاس اضافہ محنت کہ کبھی انسان ...... تحصیل نفع ...... بالکلیہ نہیں کرسکتا۔

(جواب) شامی میں منقول ہے احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ (۳) اس روایت کے موافق عشر لازم نہیں۔ لیکن اگر ایسی اراضی دارالاسلام میں ہوں گی تو عشری ہوں گی ان میں عشر دینا لازم ہوگا۔ لہذا اگر احتیاطاً دیا جاوے تو عشر دیا جائے۔

کھیتی کا عشر صاحب نصاب پر واجب ہے یا سبھوں پر

(سوال ۳۰۴) کھیتی کا عشر صاحب نصاب پر واجب ہے یا سب پر اور جو فقیر مانگنے والے ہیں اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو ان کو عشر وزکوۃ دینا درست نہیں۔

عشری زمین پر جو مزدوری خرچ ہوئی ہے کیا عشر میں اس کا حساب بھی ہوگا

(سوال ۳۰۵) عشری زمین میں جو مزدوروں کو مزدوری ادا کی گئی ہے تو اس کا حساب عشر میں وضع کیا جاوے گا یا کہ نہیں۔

(جواب) عشر میں مزدور کی مزدوری اور دیگر اخراجات کا حساب نہیں ہوتا یعنی مزدوروں کی مزدوری وغیرہ کی وجہ سے عشر میں کمی نہ ہوگی (۴) لہذا دسواں حصہ اس میں سے دینا چاہئے۔ درمختار میں ہے بلا رفع مئون ای کاف الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحهم بالعشر فی کل الخارج۔ (۵)

عشری زمین کون سی ہے اور جس زمین کا لگان دیا جاتا ہے اس میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۶) عشری زمین کسے کہتے ہیں، جو لوگ زمینداروں کو مالگذاری ادا کرتے ہیں ان لوگوں پر کس حساب سے غلہ میں صدقہ واجب ہے۔

---

(۱) ولا یوخذ العشر من الخارج من ارض الخراج لا نهما لا یجتمعان (ایضاً کتاب الجهاد باب العشر و الخراج والجزیه ج ۳ ص ۳۶۵. ط.س. ج۴ص ۱۹۲) ظفیر.

(۳) رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۷۱. ط.س. ج۲ص ۳۲۰. ۱۲ ظفیر

(۴) قال ابو حنیفة فی قلیل ما اخرجته الا رض وکثیره العشر سواء سقی سیحا او سقته المساء الا القصب والحطب والحشیش (هدایه باب زکوة الزروع و الثمار ج ۲ ص ۱۸۳) ظفیر

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹. ط.س. ج۲ص ۳۲۸. ۱۲ ظفیر

(جواب) شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین عشری وخراجی نہیں ہیں اگر احتیاطاً عشر دے تو بہتر ہے اور جو لوگ زمیندار کو مال گذاری ادا کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہے۔ امام صاحب زمیندار پر واجب فرماتے ہیں اور صاحبین مستاجر پر اور درمختار میں ہے وبقولھما نا خذ (۱) اور شامی نے بھی بعد تفصیل وتحقیق کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے و مفتیٰ به و ماخوذ به کہا ہے حیث قال فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولھما فی ذلک (۲)

چارہ والی زمین میں عشر کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۷) اگر بیلوں کے چارہ کے واسطے کسان چند کھیت بودے تو آیا اس کھیتی میں عشر دینا چاہئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب) عشران کھیتی میں بھی جو جانوروں کے چارہ کے لئے ہے اور غلہ (یا چارہ) اس میں پیدا ہوا واجب ہے، اگر زمین بارانی ہے تو دسواں حصہ اور آب پاشی کی زمین سے بیسواں حصہ نکالنا واجب اور اگر کھیت کو بلا دانہ اور بلا پختگی کے کاٹ کر جانوروں کو کھلایا جائے یعنی گھاس کو ہی کھلایا جائے تو عشر واجب نہیں عہ۔ فقط

یجب العشر فی مسقی سماء ای مطرو سیح کنھر بلا شرط نصاب الی قوله الا فیما لا یقصد به استغلال الارض نحو حطب الخ در مختار (باب الزکوٰۃ وفی الجوھرۃ ج ۱ ص ۲۸) اذا اتخذ ارضه مقصبة او مشجرةً اومنبتاً للحشیش وساق الیه الماء ومنع منه الناس یجب فیه العشر الخ۔ جمیل الرحمن)

ہندوستان کی زمین کا عشری ہونا اور قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(سوال ۳۰۸) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا نہیں؟ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ نے مالا بدمنہ میں لکھا ہے کہ زمین عشری دریں دیار نیست۔ الخ۔

(جواب) یہ محقق نہیں کہ حضرت قاضی صاحبؒ نے مالا بدمنہ میں یہ الفاظ زمین عشری کہ دریں دیار نیست الخ کس بنا پر تحریر فرمائے ہیں۔ (۳) باقی ظاہر نصوص اور روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی مملوکہ زمین کا اصل وظیفہ عشر ہے۔ شاید قاضی صاحب نے اس بنا پر نفی عشر کی فرمائی ہو کہ سرکار نے محصول مقرر فرما دیا ہے لہٰذا وہ آراضی خراجی ہو گئی اور خراجی زمین میں عشر نہیں ہے لیکن اول تو کل اراضی ایسی نہیں ہے کہ ان پر محصول مقرر ہو معافیات بھی ہیں شاید قاضی صاحب کے قرب و جوار میں معافیات نہ ہوں ثانیاً اگر زمین عشری سے خراج لے لیا جاوے تو عشر اس سے ساقط نہیں ہوتا بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ اراضی میں موافق تشریح مولانا اشرف علی صاحب در پرچہ القاسم عشر واجب کہا جاوے۔

---

(۱) پوری عبارت یہ ہے والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولھما ناخذ الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵. ط.س. ج۲ ص ۳۳۴. ظفیر۔
(۲) دیکھئے رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ تحت قول وبقولہما ناخذ ۱۲ ظفیر۔
عہ یعنی اگر کھیت غلہ کے لئے بویا لیکن تبدیل ارادہ سے کاٹ کر کھلا دیا تو عشر واجب نہیں ورنہ بقصد چارہ اگر بویا ہے تو عشر واجب ہے جیسا کہ عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے۔
(۳) بعد میں مفتی علام کو یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ وہ اس لئے یہاں عشر کو واجب نہیں فرماتے تھے کہ یہ ملک دار الحرب کے حکم میں تھا۔ اس کی تفصیل مفتی علام کے اپنے قلم سے گذر چکی ہے ۱۲ ظفیر۔

عشر پیداوار پر ہوتا ہے جس وقت زمین عشری میں کچھ غلہ وغیرہ پیدا ہوا ہو اور حاصل ہو اسی وقت عشر لازم ہے حولان حول شرط نہیں ہے پانی کا محصول نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) نہ ہوگا عشر (دسواں حصہ) ہی واجب ہے جیسا کہ عموماً روایات فقہیہ اس پر دال ہیں۔ وتجب فی مسقی سماء ای مطرو سیح ای نهر الخ درمختار .فقط.

(قال الشامی قد صرحوا بان فرضية العشر ثابتة بالكتاب والسنة والا جماع والمعقول وبانه زكوٰة الثمار والزروع (الى ان قال) لعموم قوله تعالىٰ انفقوا من طيبات ما كسبتم ومما اخرجنا لكم من الارض وقوله تعالىٰ واتوا حقه يوم حصاده وقوله صلى الله عليه وسلم ما سقت السماء ففيه العشر وما سقى بغرب او دالية ففيه نصف العشر الخ شامی ج ۳ ص ۳۵۳)ظفیر

یہاں کی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۹ ۰ ۳) ہماری زمین میں عشر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو انگریز لوگ جو چار آنہ فی کنال ہم سے لیتے ہیں اس کو خراج کہا جائے گا یا چٹی؟ اگر چٹی کہا جائے گا تو کس رو سے؟ اور ثانیاً یہ کہ عشر کے لئے شرط ہے زمین کا عشری ہونا کہ کسی بادشاہ اسلام۔ نے اگر عشری رکھا ہو تو وہ عشری ہوگی تو ہند اور پنجاب کی زمین پر کسی تواریخ سے معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں بادشاہ نے یہاں عشر رکھا ہے خصوصاً جہانگیر و اکبر بادشاہ یا گذشتہ جو گذر چکے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ اگر دارالحرب ہے تو کیا دارالحرب میں عشر واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر دارالاسلام ہے تو کن شرائط سے دارالاسلام ہے؟ الغرض یہاں کے بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہاں ہرگز عشر نہیں ہے، بعض عشر کے قائل ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

(جواب) درمختار میں ہے ما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة و قسم بين جيشنا الخ عشرية لا نه اليق بالمسلم وفى ردالمحتار ولو قال بيننا لشمل ما اذا قسم بين المسلمين غير الغانمين فانه عشرى لان الخراج لا يوظف على المسلم ابتداء قهستانى در منتقى . شامی جلد ۳ ج ۳ ص ۳۵۱ وفيه اى الدر المختار ولو ترك اى السلطان العشر لا يجوز اجماعاً ويخرجه بنفسه للفقراء . در مختار ۔(۱) شامی میں ہے وذكره فى الزكوة لانه منها قال فى الفتح قيل ان تسميته زكوٰة على قولهما لا شترا طهما النصاب والبقاء بخلاف قوله وليس بشئى اذلا شك انه زكوة حتى يصرف مصارفها واختلا فهم فى اثبات بعض شروط لبعض انواع الزكوٰة و نفيها لايخرجه عن كونه زكوٰة الخ (شامی باب العشر ج ۲ ص ۶۵ ۹ ظفیر۔

ان عبارات سے چند امور معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مسلمان کی آراضی کا اصل وظیفہ عشر ہے۔ دوم یہ کہ اگر بادشاہ عشر نہ لیوے تو عشر ساقط نہیں ہوتا بلکہ خود مالک زمین کو عشر نکالنا چاہئے اور فقراء کو دینا چاہئے۔ سوم یہ کہ عشر بھی زکوٰۃ ہے پس جب کہ اصل وظیفہ مسلم کا عشر ہے تو جو اراضی مملوکہ مسلمین ہیں تو یا اصل میں عشری تھی کہ سلاطین اہل اسلام نے ان کو فتح کر کے مسلمانوں کو دے دی تھی یا ان کا حال سابق کچھ معلوم نہیں ان دونوں صورتوں میں اس میں عشر لازم ہے۔ اگر درحقیقت کسی زمین میں عشر مقرر ہونا چاہئے۔ بادشاہ اسلام نے یا غیر نے عشر مقرر نہ کیا اس سے عشر ساقط نہیں ہوتا اور وہ زمین عشری ہونے سے خارج نہیں ہوتی۔ اور جب کہ عشر بمنزلہ زکوٰۃ ہے تو جیسا کہ زکوٰۃ

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر و الخراج والجزيه ج ۳ ص ۳۶۶ .ط.س. ج ۲ ص ۶ ۷ ۲ ۱ ۲ ۱ ظفير۔

اموال ہر جگہ واجب ہے بلاد اسلام ہوں یا غیر، اسی طرح عشر بھی ہر جگہ لازم ہوگا اور واضح ہو کہ زمین عشری سے اگر خراج لے لیا جاوے تب بھی عند اللہ عشر ساقط نہیں ہوتا لہذا صاحب زمین کو عشر نکال کر فقراء کو دینا چاہئے۔ الحاصل احوط یہی ہے کہ مسلمان اپنی اراضی کی پیداوار زمین سے عشر ادا کریں (مــ)۔ فقط۔

جس زمین کا ٹیکس دینا پڑتا ہے اس میں عشر

(سوال ۳۱۰۰) جس زمین کی ملکیت ہوگئی اور بیچنے کا اختیار ہے راجاؤں کو خراج دینے پڑتے ہیں اور اراضی آسمانی پانی سے سیراب ہوتی ہے، اس پر عشر ہے یا نہیں۔

(جواب) عشر لازم ہے۔ (۱)

زمین عشری کی تعریف

(سوال ۳۱۱/۱) زمین عشری کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا کیا شرائط ہیں؟

خراجی زمین

(سوال ۳۱۱/۲) زمین خراجی کسے کہتے ہیں اور اس کے کیا شرائط ہیں؟

ہندوستان کی زمین کا حکم

(سوال ۳۱۲/۳) ہندوستان کی زمین بحالت موجودہ خراجی ہے یا عشری؟ جب گورنمنٹ برطانیہ نے بعد عذر کے سلطنت کی باگ اپنے قبضہ و اقتدار میں لی تھی تو اس وقت اعلان عام کیا تھا کہ تمام اراضی ضبط کر لی گئی اور کسی کا حق نہیں ہے۔ اگر صاحب اراضی دعویٰ کر کے ثبوت پیش کرے تو اس کو حسب تجویز حاکم دی جاوے گی چنانچہ جن مالکان اراضی نے دعویٰ کر کے بینہ قائم کئے ان کو وہی اراضی یا بعوض ان کو دیگر اراضی عطا ہوئی اور بعض کو کسی امر کے صلہ میں زمین عطا ہوئی اور مال گذاری سرکاری جو سالانہ زمینداروں سے بادشاہ وقت لیتا ہے مقرر کر دی اور بعض کو معاف کر دی۔

عشر کاشتکار پر ہے یا زمیندار پر

(سوال ۳۱۳/۴) بر تقدیر وجوب عشر یا نصف عشر کاشتکار پر عشر یا نصف عشر واجب ہوگا یا زمیندار پر؟ کاشتکار وہ ہے جو زمین کی جملہ خدمت کرتا ہے اور مالک اراضی یعنی زمیندار اس سے نصف یا ثلث پیداوار کا بحیثیت شرائط جنس پیداوار سے یا غیر جنس سے لیتا ہے اور سرکاری مال گذاری زمیندار ادا کرتا ہے۔

(مــ) احقر جمیل الرحمٰن مرتب غفرلہ عرض کرتا ہے کہ اراضی مملوکہ زمینداران پر حکومت کے قبضہ کی شکل میں بھی عبارات فقہیہ سے وجوب عشر معلوم ہوتا ہے فی الشامی قدر صرحوا (الی ان قال) وبان الملک غیر شرط فیه بل الشرط ملک الخارج شامی ج ۳ ص ۳۵۲ .ط.س. ج۲ص ۱۷۸ یعنی وجوب عشر میں پیداوار کی ملک کا اعتبار ہے نہ کہ زمین کی ملکیت کا علیٰ ہذا۔ کاشت کار پر عشر فرض ہے۔ زمیندار پر نہیں ہے والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر وفی الحاوی وبقولهما ناخذ شامی ج ۲ ص ۷۵۔ ط.س. ج۲ص۳۳۴

(۱) اخذ البغاة والسلاطین الجائرة زکوٰة لا موال الظاهرة کالسوائم والعشر والخراج لا اعادة علی اربابها ان صرف الماخوذ فی محله الاتی ذکره وان لا یصرف فیه فعلیهم فیما بینهم وبین الله اعادة غیر الخراج (درمختار) ویظهر لی ان اهل الحرب لو غلبوا علی بلدة من بلادنا کذالک (رد المحتار باب زکوٰة الغنم ج ۲ ص ۳۲ .ط.س. ج۲ص۲۸۸۔ ۱۲ ظفیر.

جس زمین کی مال گذاری دی جائے ۔

(سوال ۵/۳۱۴) جس اراضی کی مال گذاری ادا کی جاتی ہے وہ خراجی ہے یا عشری؟

مال گذاری معاف زمین کا عشر

(سوال ۶/۳۱۵) جس اراضی کی مال گذاری معاف ہے اس کی دو قسمیں ہیں، اول وہ اراضی کسی دوسری اراضی کے عوض میں ہے یعنی اس اراضی کی مال گذاری دوسری اراضی میں محسوب ہوتی ہے۔ دوم وہ اراضی کسی امر کے صلہ میں یا جائداد کے عوض میں عطا ہوئی ہے تو یہ ہر دو قسم اراضی معاف شدہ مال گذاری خراجی ہوگی یا عشری۔

عشری کی مختلف حیثیت

(سوال ۷/۳۱۶) کسی گاؤں کی بعض حصہ اراضی کی پیداوار کا دارومدار صرف آسمانی پانی پر ہے اور اس کی آب پاشی نہیں ہوتی اور بعض حصہ کی آب پاشی چاہات وتالاب وغیرہ وغیرہ سے ہوتی ہے اور بعض اراضی کی پیداوار اور بارش وآب پاشی دونوں سے ہوتی ہے یعنی صرف بارش پر اکتفاء کرنے سے پیداوار کم ہوتی ہے اگر اس میں آب پاشی کر دی جاوے تو پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس اراضی کی آب پاشی ہوا کرتی تھی، وقت پر بارش ہونے سے آب پاشی کی ضرورت نہیں ہوتی تو ان سب صورتوں میں بر تقدیر وجوب عشر، عشر واجب ہوگا یا نصف عشر؟

(جواب)(۱) فی الدر المختار ما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة وقسم بين جيشنا والبصرة عشرية۔(۱) پس ایسی زمین عشری ہے جب تک درمیان میں کسی غیر مسلم کی ملکیت متخلل نہ ہو جاوے۔

(۲) اس میں بھی تفصیل ہے مناسب مقام ایک قسم یہ بھی ہے کہ کسی وقت غیر مسلم اس کا مالک ہو جاوے۔

(۳) ضبط کرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک قبضہ مالکانہ، اگر یہ ہوا ہے تو وہ زمین عشری نہیں رہی، دوسرا قبضہ ملکانہ و حاکمانہ ومنتظمانہ اور احقر کے نزدیک قرائن سے اسی کو ترجیح ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو اراضی عشریہ بحالہا عشری رہیں۔ البتہ اگر پہلے سے وہ اراضی عشری نہیں تھی یا سرکار نے کوئی دوسری زمین اس کی زمین کے عوض میں دے دی یا کسی صلہ میں اس کو کوئی زمین دی کہ چونکہ وہ دینے کے قبل استیلاء سے سرکار کی ملک ہوگئی تھی لہذا وہ عشری نہ رہی۔

(۴) والعشر على الموجر كخراج موظف وقالا على المستاجر كمستعيرمسلم وفي الحاوى وبقولهما ناخذ وفي المزارعة ان كان البذر من رب الا رض فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة در مختار (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر زمین کرایہ پر ہے تو بقول مفتیٰ بہ کاشتکار پر اور اگر بٹائی پر ہے اور تخم بھی کاشتکار کا ہے تو زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے اپنے حصہ کی قدر ہے۔

(۵) مالگذاری کے اوپر اس کا مدار نہیں اگر کوئی زمین عشری ہو اور اس پر مالگذاری مقرر کر دی جائے تو وہ عشری رہے گی۔

(۶) اس کا جواب بھی مثل جواب نمبر ۵ کے ہے۔

(۷) ویجب ای العشر فی مسقی سماء او سیح کنهر (الی قوله) ویجب نصفه فی مسقی غرب ای ودلو کبیر ودالیة ای دولاب لکثرة المؤنتوفی کتب الشافعیة او سقاه بماء اشتراه وقواعد تالا تاباه ولو سقی سیحا و بآلةاعتبر الغالب ولو استو یا فنصفه وقیل ثلثة اربا عه(۳) در مختار . قلت واختلف

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر والخراج والجزیہ ج ۳ ص ۳۵۰. ط.س.ج ۴ ص ۱۷۶-۱۲ ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۶۸. ط.س.ج ۲ ص ۳۳۴۔

(۳) الدر المختار باب العشر ج ۲ ص ۱۳۹. ط.س.ج ۲ ص ۳۲۶-۳۲۸. ۱۲ ظفیر.

الترجیح والا حتیاط فی الثانی۔اس سے معلوم ہوا کہ بارانی زمین میں عشر ہے اور آب پاشی چاہ وتالاب میں نصف عشر اور جس زمین کی آب پاشی دونوں طرح ہوتو اس میں غالب کا اعتبار ہے اگر دونوں برابر ہوں تو نصف پیداوار میں عشر اور نصف میں نصف عشر۔فقط۔

کافر سے خریدی ہوئی زمین کا عشر

(سوال ۳۱۷) جو زمین کسی کافر سے خریدی گئی اس میں عشر ہے یا نہیں؟

پھل میں عشر

(سوال ۳۱۸/۲) باغ کے ثمر یا سوختہ میں عشر واجب ہے یا نہیں؟

کرایہ میں عشر

(سوال ۳۰۹/۳) جائداد سکنائی کے کرایہ میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

جائداد بحق مدرسہ کا عشر

(سوال ۳۱۰/۴) جس جائداد پر حق سرکاری نہیں بلکہ ابواب بحق ڈاکخانہ، شفاخانہ، مدرسہ، سڑک قائم ہیں تو یہ اخراجات داخل عشر ہوں گے یا نہیں؟ اور عشر میں منہا ہوں گے یا نہیں؟

(جواب)(۱) اس صورت میں وہ زمین خراجی ہی رہتی ہے عشر لازم نہیں ہوتا۔قال فی الشامی فصار شراء المسلم من الذمی بعد ما صارت خراجیة فتبقی علی حالها الخ شامی ۔(۲)ج۲۔

(۲) باغ کے ثمر میں عشر واجب ہے سوختہ میں نہیں۔(۳)

(۳) نہیں۔

(۴) یہ حقوق منہا نہ ہوں گے بلکہ کل پیداوار کا عشر واجب ہوگا۔فقط۔

---

(۲) رد المحتار ج ۲ ص ۱۷. ط.س.ج۲ص۳۲۹

(۳) قال ابو حنیفة فی قلیل ما اخرجته الارض وکثیرة العشر سواء سقی سیحا او سقته السماء الا القصب والحطب والحشیش (هدایه ج ۱ ص ۱۸۳) ظفیر۔

ساتواں باب

مصارف زکوٰۃ

مسکین کی تعریف

(سوال ۳۱۱) مسکین کس کو کہتے ہیں۔

(جواب) جو شخص مالک نصاب نہ ہو اور وہ محتاج ہو اس کو فقیر اور مسکین کہتے ہیں اور کتب فقہ میں اس کی پوری تفصیل لکھی گئی ہے۔(۱)

صاحب زکوٰۃ نے جب اجازت دے دی ہو تو پھر دریافت کی ضرورت نہیں

(سوال ۳۱۲) میں جس کے یہاں ملازم ہوں اس نے زکوٰۃ نکالی اور یہ کہا کہ تین روپے تم خود لے لینا۔ تو اب میں بلا دریافت کئے لے سکتا ہوں یا نہیں۔

(جواب) جب کہ اس نے یعنی مالک نے اجازت دے دی تو لینا درست ہے، بہ نیت زکوٰۃ لے کر اپنے کام میں لاوے۔(۲) فقط

کیا زکوٰۃ کی رقم تجارت میں لگائی جا سکتی ہے

(سوال ۱/۳۱۳) کیا زکوٰۃ کا روپیہ تجارت میں لگایا جا سکتا ہے اور اس سے جو منافع ہو وہ اپنے ذاتی صرف میں لایا جا سکتا ہے جب کہ اصل مامون ومحفوظ ہو۔

موجودہ رقم سے زکوٰۃ دے یا الگ سے بھی دے سکتا ہے

(سوال ۲/۳۱۴) زید کے پاس دوسو روپے ہیں آیا منجملہ اس رقم کے پانچ روپے زکوٰۃ دینا چاہئے یا یہ کہ زید اصل اپنے پاس رکھ کر اور علیحدہ سے کچھ انتظام کر کے قرض وغیرہ سے پانچ روپے زکوٰۃ دے دے۔

(جواب) (۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی زکوٰۃ کے روپیہ کا مالک بنانا ایسے مسلمان کو جو کہ مالک نصاب نہ ہو اور سید نہ ہو ضروری ہے۔(۳)

(۲) یہ اختیار ہے کہ خواہ ان دوسو روپے میں سے زکوٰۃ کا دے دے یا علیحدہ اس کے پاس ہوں تو اس میں سے دے دے لیکن اگر اس کے پاس دوسو روپے سے کچھ زیادہ ہوگا تو اس زاید کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہوگی اور قرض لینے کی ضرورت نہیں ہے غرض نتیجہ یہ ہے کہ جس قدر روپیہ اس کے پاس ہے اس کی زکوٰۃ حساب کر کے اس میں دے دے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ومسکین من لا شئی له علی المذهب لقوله تعالیٰ او مسکیناً ذا متربة وایة السفینة للترحم (در مختار) قوله علی المذهب من انه اسواء حالا من الفقیر وقیل علی العکس والاول اصح بحر وهو قول عامة السلف اسمٰعیل وافهم با لعطف انهما صنفان وهو قول الا مام وقال الثانی صنف واحد (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۰ .ط.س.ج۲ص۳۳۹) اس سے معلوم ہوا کہ اصطلاح میں مسکین اسے کہا جاتا ہے جیسے کچھ نہ ہو، بالکل بدحال ہو اور جو صاحب نصاب نہ ہو مگر کھاتا پیتا ہو تو اصطلاح میں اسے فقیر کہتے ہیں فقیر وهو من له ادنیٰ شئی ای دون نصاب (ایضاً) اردو کے محاورہ میں مسکین اور فقیر ایک معنی میں بولا جاتا ہے یعنی جو مستحق زکوٰۃ هو والله اعلم ۱۲

(۲) وللو کیل ان یدفع لولده الفقیر وزوجة لا لنفسه الا اذا قال ربها ضعها حیث شئت (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۴ و ج ۲ ص ۱۵ .ط.س.ج۲ص۲۶۹) ظفیر

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵.ط.س.ج۲ص۳۴۴) ظفیر

(۴) واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا الخ وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ ربع عشر (ایضاً باب زکوٰة المال ج ۲ ص ۳۱.ط.س.ج۲ص۲۹۷-۲۹۸) ظفیر

زکوٰۃ کی رقم سے کپڑا بنا کر دیا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۵) زکوٰۃ کے روپے میں سے مستحق زکوٰۃ کو اگر کپڑے بنا کر دیئے جائیں تو جائز ہے یا نقد دینا ضروری ہے۔

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے کسی مستحق کو کپڑے بنا کر دیئے جاویں تو یہ بھی درست ہے۔

جس کو زکوٰۃ کی رقم تقسیم کے لئے دی گئی ہے وہ اپنی مسکین بیوی کو اس میں سے دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۶) زید نے عمر کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا کہ وہ مستحق پر تقسیم کردے عمر صاحب نصاب ہے مگر زوجہ اس کی مسکین ہے تو عمر اپنی زوجہ کو زید کی زکوٰۃ میں سے کچھ دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں عمر اپنی زوجہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دے سکتا ہے۔(۱)

خوشدامن کو زکوٰۃ دینی درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۷) خوش دامن کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اپنی خوش دامنہ کو جب کہ وہ مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز اور درست ہے مگر اس کو بالکل مالک بنا دیا جاوے جہاں چاہے خرچ کرے۔(۲)

بغیر زکوٰۃ کا نام لئے رقم دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں

(سوال ۳۱۸) اگر اپنا عزیز زکوٰۃ کے نام سے روپیہ لیتا ہوا شرماوے اس کو اس طرح سے کہہ کر زکوٰۃ دینا (کہ اس کے کپڑے بنوالینا بچوں کے کپڑے بنوا دینا) درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح دینی درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، اپنی نیت دل میں زکوٰۃ کی کرلینا کافی ہے جس کو دی جاوے اس پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) فقط۔

رقم مسکین کے ہاتھ میں نہ دی اس کے حکم سے ٹکٹ خرید کر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں

(سوال ۳۱۹) ایک سیٹھ صاحب زکوٰۃ اس طرح مسکینوں، مسافروں کو دیتے ہیں کہ جس جگہ مسافر مسکین کو جانا ہوتا ہے اپنے آدمی کو اس کے ہمراہ بھیج کر اسٹیشن سے ٹکٹ دلا دیتے ہیں اور نقد پیسے اس کے ہاتھ میں نہیں دیتے۔ اگر مسافر کسی عذر کی وجہ سے نہ جاوے اور ٹکٹ ردی ہو جاوے تو اس سیٹھ صاحب کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) وہ آدمی سیٹھ صاحب کا جب کہ اس مسکین کی اجازت سے ٹکٹ خریدتا ہے تو وہ آدمی نائب اور وکیل اس مسکین کا قبض زکوٰۃ اور خرید ٹکٹ میں ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ آدمی وکیل اور نائب سیٹھ صاحب کا ہے لہذا زکوٰۃ سیٹھ صاحب مذکور کی اس صورت میں ادا ہو جاتی ہے کہ پھر اگر وہ مسافر بوجہ کسی عذر کے سفر میں نہ جاوے اور ٹکٹ ردی

---

(۱) وللوكيل ان يدفع لولده الفقير وزوجته لا لنفسه الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص ۲۶۹) ظفير

(۲) ولا الى من بينهما ولاد (در مختار) وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفير

(۳) ولا يجوز اداءالزكوة الا بنية مقارنة للاداء او مقارنة لعزل مقدار الواجب الخ ايضاً ج ۱ ص ۱۷. ط.س. ج۲ص ۲۷۰. ظفير.

ہو جاوے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو چکی (۱) فقط۔

مدرسہ میں زکوٰۃ کہاں اور کس طرح خرچ ہوگی

(سوال ۳۲۰) اگر مدرسہ کی حالت تنزل پر ہو تو اس میں مال زکوٰۃ صرف کرنا کس طرح اور کس مد میں درست ہے۔

(جواب) ایسی صورت میں حیلہ تملیک کر کے زکوٰۃ کے روپے کو جس مد میں چاہیں صرف کر سکتے ہیں اور حیلہ تملیک یہ ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جائے جو کہ مالک نصاب نہ ہو پھر اس کی طرف سے مصارف زکوٰۃ میں صرف کر دیوے۔ (۲) فقط۔

والد کی زندگی میں بطور میراث جو ملے وہ مانع زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۱) والد کی زندگی میں جو چیز وراثت میں ملے گی وہ مانع زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) والد کی حیات میں اس کی اولاد مالک اس کے مال کی نہیں ہے لہذا وہ مانع عن اخذ الزکوۃ واولاد بالغین کے لئے نہیں ہے۔ فقط۔

زکوٰۃ کے روپے سے کتابیں خریدے اور اپنے مطالعہ میں رکھے کیا حکم ہے

(سوال ۱/۳۲۱) زکوٰۃ کے روپے سے کتابیں خرید کر بغرض مسائل دیکھنے کے اپنے پاس رکھنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

زکوٰۃ کی رقم سے کتاب خرید کر پڑھنے کی عام اجازت دے دے مالک نہ بنائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/۳۲۲) اگر زکوٰۃ کے روپے سے کتابیں خرید کر اپنی ملک میں رکھیں جس کو ضرورت ہو وہ دیکھ لے مگر کسی کو لے جانے کی اس طور سے اجازت نہیں کہ وہ مالک بن جائے اس حالت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (۳)

(۲) اس صورت میں بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (۴)

زکوٰۃ کا روپیہ بنک میں رکھے اور بوقت ضرورت صرف کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۳۲۴) ایک شخص کو زکوٰۃ کا روپیہ بطور چندہ وصول ہوتا ہے اور وہ اس روپے کو بنک میں بطور امانت رکھ دیتا ہے۔ پھر وقتاً فوقتاً بنک سے اس روپے کو لے کر زکوٰۃ کے مصرف میں صرف کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ بنک میں سب کا روپیہ مخلوط رہتا ہے اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔

حیلہ کی رقم زکوٰۃ کے ذریعہ تبلیغ میں خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۲/۳۲۵) بعض حضرات زکوٰۃ کا روپیہ تبلیغ کے لئے دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ حیلہ کر لیا جاوے جب کہ تملیک میں لینے والا اور دینے والا دونوں بخوبی جانتے ہیں کہ تملیک مقصود نہیں ہے تو کیا اس حیلہ سے زکوٰۃ بھی ادا

---

(۱) الا اذا وکله الفقراء (در مختار) لانه کلما قبض شیئا ملکوه (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص ۲۶۹) ظفیر.

(۲) حیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذافی تعمیر المسجد (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر.

(۳،۴) وشرط صحة ادائها نیة مقارنة له ای لا داء الخ ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالا داء للفقراء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص ۲۶۸) و مصرف الزکوة الخ هو فقیر هو من له ادنی شئی ای دون نصاب الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۸۵) ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹

ہوجاتی ہے اور وہ روپیہ اس غرض کے لئے جائز بھی ہوجاتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) اس میں ضرورت اس کی ہے کہ بعد حیلہ تملیک کے اگر داخل کیا جاوے تو زکوۃ اس کی ادا ہوگئی ورنہ نہیں۔ (۱)

(۲) یہ حیلہ فقہاء نے لکھا ہے اور شرعاً جائز ہے اور یہ امور جن کو آپ نے لکھا ہے مانع اس حیلہ سے نہیں ہیں یعنی باوجود ان جملہ خیالات کے یہ حیلہ صحیح ہے اور اس حیلہ کا کر لینا ضروری ہے تا کہ زکوۃ دینے والے کی زکوۃ فوراً ادا ہوجائے پھر مہتمم وغیرہ منتظمین کو اختیار ہوجاتا ہے کہ جس مصرف مناسب میں چاہیں صرف کریں۔ (۲)

زکوۃ میں جو رقم واجب ہوئی اس کے بدلے کتاب تقسیم کردی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۶) میں تجارت پیشہ شخص ہوں، اس سال کی زکوۃ کی جتنی رقم نکلی تھی اس کی بجائے میں نے کتابیں طلباء کو دے دی ہیں زکوۃ ادا ہوگئی اور کوئی نقص تو اس میں نہیں ہے۔

(جواب) اس صورت میں کتابوں کی قیمت مذکورہ لگا کر کتابیں زکوۃ میں دینا درست ہے اس طرح زکوۃ ادا ہوجاتی ہے اور کچھ نقص اس میں نہیں ہے۔ (۳)

اگر لینے والے کو زکوۃ کی خبر نہ ہو تو زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۳۲۷) مدارس میں زکوۃ کے روپے سے چندہ دیا جاتا ہے اور دینے والے کہتے ہیں کہ ہم زکوۃ کا روپیہ دیتے ہیں مگر لینے والا نہیں جانتا کہ کیسا روپیہ ہے، اس میں زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح لوگوں کا روپیہ مدرسہ میں دینا درست ہے مگر لینے والے کو چاہئے کہ وہ اس طرح صرف کرے کہ جس میں دینے والے کی زکوۃ ادا ہوجاوے۔ (۴) فقط۔

زکوۃ کے روپے سے طلبہ کو کتابیں دلانا کیسا ہے

(سوال ۳۲۸) زکوۃ کے روپے سے طلبہ کو کتابیں یا پارے دلا دینا درست ہے یا نہیں

(جواب) جائز ہے۔ (۵) فقط۔

زکوۃ کا غلہ بیچ کر کپڑا بنا دینا درست ہے

(سوال ۳۲۹) اگر کوئی زکوۃ کا غلہ فروخت کر کے کسی مسکین کو کھانا کھلا دے یا کپڑے بنا دے تو درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) اس لئے کہ وہ روپیہ اب زکوۃ کا باقی نہ رہا بلکہ کسی شخص معین کی ملکیت میں داخل ہوگیا، زکوۃ حیلہ کے وقت ادا ہوچکی واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۲) حیلہ کے مسائل کا حوالہ بار بار دیا جا چکا ہے، حیلہ کی اصل یہ ہے کہ قانونی اور اصولی بات طے ہوجاتی ہے مثلاً زکوۃ کا مصرف فقیر و مستحق ہے اور وہ اسے مل گئی اب وہ بحیثیت مالک ہونے کے جو چاہے کر سکتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ حیلہ خواہ مخواہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ زکوۃ کے مصارف متعین ہیں، حیلہ کے بعد جو اصل مستحقین ہیں وہ عملاً محروم رہ جاتے ہیں اس لئے حیلہ کی صورت انتہائی مجبوری میں اختیار کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر غفرلہ۔

(۳) وجاز دفع القيمة في زكوة وعشر و خراج و فطرة و نذر (الدر المُختار على هامش ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۲۹ . ط.س. ج ۲ ص ۲۸۵) ظفير.

(۴) وشرط صحة ادا ئهانية مقارنة للاداء الخ او نوى عند الدفع للوكيل ثم دفع الوكيل بلا نية او مقارنة بعزل ماوجب كله او بعضه (الدر لمختا ر على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴ . ط.س. ج ۲ ص ۲۶۸) ظفير

(۵) يصرف المز كي الى كلهم او الى بعضهم الخ تمليكا لا اباحة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳ . ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفير

(جواب) درست ہے۔(۱)

نہر زبیدہ کی صفائی میں زکوٰۃ خرچ کرنا درست نہیں

(سوال ۳۳۰) نہر زبیدہ کی صفائی میں زکوٰۃ کا روپیہ اگر صرف کیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو اس کا مالک بنایا جاوے اسی وجہ سے فقہاء لکھتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر میں بھی صرف کرنا زکوٰۃ کا درست نہیں۔ پس نہر مذکور کی صفائی میں خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۲)

زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کی تعمیر درست نہیں

(سوال ۳۳۱) زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کی تعمیر کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ یا مسجد کی تعمیر کرانا درست نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ میں تملیک فقراء شرط ہے بدون مالک بنانے فقراء کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳) هكذا فی كتب الفقه و الحيلة (۴) لمثل هذه الا فعال مذكورة فی الدر المختار وغیره۔

مصارف زکوٰۃ

(سوال ۱/۳۳۲) ایک شخص کی سالانہ آمدنی دس من غلہ اور صہ/ روپیہ نقد ہے اور دو بہن بھائی کھانے والے ہیں اور آمدنی کبھی وصول ہوتی ہے کبھی نہیں، تو یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟

آمدنی والے کو زکوٰۃ

(سوال ۲/۳۳۳) ایک شخص کی آمدنی ۵۰ یا ۶۰ روپے ہے تو یہ شخص بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) لے سکتا ہے(۵)

(۲) اس صورت میں وہ غنی ہے زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔(۶) فقط۔

بغیر بتائے ہوئے زکوٰۃ کے روپے دیدینا کیسا ہے

(سوال ۱/۳۳۴) زید چونکہ غنی ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے لہذا اگر زید اپنے چچازاد بھائی بہن کو جو کہ مفلس اور محتاج ہیں زکوٰۃ دے اور ان کو نہ بتلائے کیونکہ اگر ان کو یہ خبر ہوگئی کہ یہ زکوٰۃ ہے تو وہ ناراض ہوں گے ایسی صورت میں اگر زید ان کو زکوٰۃ دے اور نہ بتلائے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ کے ادا ہونے میں کوئی کلام تو نہیں۔

---

(۱) وجاز دفع القيمة فی زكوة وعشر و خراج (ایضاً كتاب الزكوة باب الغنم ج ۲ ص ۲۹ .ط.س. ج۲ ص۲۸۵) ظفیر

(۲) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا ابا حة الخ لا يصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت (ايضاً باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ ص۳۴۴) ظفیر

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لاباحة كما مر ، لا يصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ ص ۳۴۴.

(۴) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فی تمعير المسجد وتمامه فی حيل الا شباه (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر.

(۵) مصرف الزكوٰة الخ فقير الخ اى دون نصاب او قدر نصاب غير نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰ .ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر.

(۶) ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ عن حاجة الا صيلة (ایضاً ج ۲ ص ۸۸ .ط.س. ج۲ ص ۳۴۷) یہ سن ۱۳۳۲ھ کی بات ہے، اب چالیس پچاس روپے کمانے والا غنی نہیں ہو سکتا واللہ اعلم ظفیر.

صلہ رحمی کا ثواب ملے گا یا نہیں

(سوال ۳۳۵/۲) اور اس زکوۃ کے دینے میں علاوہ ادائے فرض زید کو صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا یا نہیں؟

نہ بتانے کا مواخذہ ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۶/۴،۳) چونکہ زید نے زکوۃ کی خبر انہیں نہیں دی اور قرینہ سے جانتا ہے کہ اگر انہیں معلوم ہوتا تو نہ لیتے یا ناراضی ظاہر کرتے اس لئے زید پر مواخذہ ہے یا نہیں۔ زید چونکہ اسی زکوۃ دینے میں رواجاً شرماشرمی صلہ رحمی سے گریز کرنا چاہتا ہے، اس لئے زید پر مواخذہ شرعی یا کم از کم ملامت تو نہیں۔

(جواب) (۱) زکوۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ دینے والے کی نیت زکوۃ کی ہو اور جس کو دی جاوے وہ محل اور مصرف زکوۃ کا ہو یہ شرط نہیں کہ اس کو اطلاع زکوۃ کی بھی کی جاوے۔ پس اگر زید اپنے اعمام یا بنی اعمام کو جو محتاج اور مصرف زکوۃ ہیں، زکوۃ دے اور ان سے یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ زکوۃ ہے تو زکوۃ ادا ہوگئی وشرط صحة ادائها نية مقارنة للاداء . در مختار ، قوله نية الخ اشار الى انه لا اعتبار للتسمية فلو سما ها هبة او قرضا تجزية فى الا صح الخ شامي۔(۱)

(۲) صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا۔ كما جاء فى الحديث قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصدقة على المسكين صدقة وهى على ذى الرحم ثنتان صدقة وصلة رواه احمد الترمذى وغير هما. (مشكوة باب افضل الصدقة ص ۱۷۱) ظفیر۔

(۳) کچھ مواخذہ نہیں۔

(۴) کچھ مواخذہ اور ملامت نہیں بلکہ حدیث سابق سے ظاہر ہوا کہ صلہ رحمی بھی ہے اور زکوۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور دوہرا ثواب اس کو ملے گا۔

مانگنا جن پر حرام ہے ان کو زکوۃ کی رقم دینا کیسا ہے

(سوال ۳۳۷) بر شخصیکہ سوال شرعاً حرام است او را دادن چہ حکم دارد؟

حکم چرم قربانی

(سوال ۳۳۸) قیمت چرم قربانی حکم صدقات فریضہ دارد یا نافلہ؟

(جواب) (۱) ویاثم معطيه ان علم بحاله لا عانته على المحرم (۲) درمختار اور شامی میں شرح مشارق سے یہ نقل کیا ہے کہ قیاس یہی ہے کہ دینے والا آثم ہو، لیکن اس کو ہبہ علی الغنی خیال کر کے دینے والے کو آثم نہ کہا جاوے گا، پھر اس میں بھی کچھ بحث کی ہے۔ بہر حال باوجود علم حال سائل وغنا اس کو دینا اچھا نہیں ہے۔ فقط۔

زکوۃ کا روپیہ مردہ کے ایصال ثواب کے لئے دینا کیسا ہے

(سوال ۳۳۹) زکوۃ کا روپیہ مردہ کو دینا اس طور سے کہ اس کی طرف سے کھانا پکوا کر فقیروں کو دیا جائے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ کا روپیہ مردہ کو دینا جس طریق سے آپ نے لکھا ہے درست نہیں ہے، (۳) مردہ کی طرف سے اس

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۸ ۱۲ ظفیر

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۹۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۵۵ ظفير.

(۳) ولا يكفن بها ميت لانعدام التمليك وهوا لركن (هدايه كتاب الزكوة ...... ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير

روپے کا کھانا پکوا کر کھلایا جائے یا کپڑا محتاجوں کو دیا جائے، غرض یہ ہے جس طرح دیا جائے اپنی طرف سے ہی زکوٰۃ کی نیت سے دیا جاوے اس کا ثواب کسی میت کو نہ پہنچایا جائے۔

پیشہ ور فقیروں کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۰) جو لوگ سوال پیشہ ہیں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے فقیروں کو جن کا پیشہ مانگنے کا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر متمول ہوتے ہیں، دینا درست نہیں ہے۔

ہندو فقیر کو دینا کیسا ہے

(سوال ۳۴۱) ہندو فقیر کو اللہ کے واسطے دینا یا زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ہندو فقیر محتاج کو اللہ کے واسطے دینا درست ہے لیکن زکوٰۃ کا روپیہ ہندو کو دینا درست نہیں ہے۔(۱)

زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی تعلیم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۲) زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی تعلیم مذہبی و تدریس جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے یعنی کسی محتاج کو اس کا مالک بنا دینا چاہئے، پس غریب لڑکیوں کو اگر نقد یا کپڑا یا کھانا زکوٰۃ سے دے دیا جاوے تو درست ہے۔ لیکن معلّمہ کی تنخواہ یا دیگر ملازمین کی تنخواہ دینا زکوٰۃ سے درست نہیں ہے۔(۲) اور باقی زکوٰۃ کے مسائل کی تحقیق اور اس کے مصارف کی تفصیل دہلی کے علماء سے پوری طرح تحقیق کر لئے جاویں، یا بہشتی زیور وغیرہ کتابوں میں دیکھ لیا جاوے، تحریر میں سب امور کا لانا اور سمجھنا دشوار ہے۔

زکوٰۃ کے مال سے کھانا پکا کر دینا یا کوئی چیز خرید کر دینا کیسا ہے

(سوال ۳۴۳) زکوٰۃ کے مال کا کھانا پکا کر کھلا دیا جائے یا کوئی چیز خرید کر دی جائے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) درست ہے۔

ان رشتہ داروں میں سے کسے زکوٰۃ دینا درست ہے

(سوال ۳۴۴) اپنے ماں باپ یا خوش دامن و خسر یا خالہ زاد، یا چچازاد یا برادر و ہمشیرہ خوردان کی اولاد ان میں سے کس کس کو زکوٰۃ کی رقم دینی یا نہ دینی چاہئے۔

(جواب) ان مذکورین میں سے سوائے ماں باپ کے سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔(۳) فقط۔

بے نمازی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۴۵) بے نماز کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ بے نماز محتاج و مصرف زکوٰۃ ہے تو دینا اس کو درست ہے۔(۴)

---

(۱) ولا یجوز ان یدفع الزکوۃ الی ذمی ویدفع الیہ ماسوی ذالک من الصدقۃ (ھدایہ کتاب الزکوۃ ..... ج ۱ ص ۱۸۷)
(۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کما مر فلا تصرف الی بناء نحو مسجد والی کفن میت وقضاء دینہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر
(۳) ولا الی من بینھما ولا دالخ (در مختار) وقید بالو لاد لجوازہ لبقیۃ الا قارب کا لا خوۃ والا عمام والا خوال الفقراء بل ھم اولی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر
(۴) انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ (ھدایہ ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.

جسے زکوٰۃ دے کیا اسے اطلاع کرنا بھی ضروری ہے

(سوال ۳۴۶) جس کو زکوٰۃ دے اس کو مطلع کرنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) ضروری نہیں۔

داماد اور بھائی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۴۷) داماد اور بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۱)

نابالغ کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۸) نابالغ کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ہو جاتی ہے۔(۲)

اقارب میں سے زکوٰۃ کس کو دینا درست ہے

(سوال ۳۴۹) زکوٰۃ کا مال کس کو اقارب میں سے نہیں دیا جاتا۔

(جواب) سوائے اصول و فروع و زوجین کے سب اقرباء کو دے سکتا ہے۔(۳)

صحرائی جائداد والے کو ادائیگی قرض کے لئے زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۰) اگر کوئی شخص مقروض ہے اور اس کے پاس صحرائی جائداد ہے تو مال زکوٰۃ سے اس کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ادا کیا جا سکتا ہے تو زیادہ سے زیادہ کتنا روپیہ اس کے قرض میں دیا جا سکتا ہے۔

(جواب) مال زکوٰۃ قرض میں محسوب ہوگا۔ مثلاً اس صورت میں روپیہ جو موجود ہے وہ قرض کے ادا کے لئے مقرر کیا جاوے گا نہ جائداد صحرائی۔ درمختار میں ہے ولو له نصب صرف الدين لا يسرها قضاءً ا الخ شامی میں ہے کان يكون عنده دراهم ودنا نير وعروض التجارة وسوائم يصرف الدين الى الدر اهم والدنا نير الخ۔(۴)

مدرسہ میں زکوٰۃ اور اس کا مصرف

(سوال ۳۵۱) یہ مدرسہ چند دنوں سے جاری ہوا ہے۔ اب لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں صدقات اور زکوٰۃ عشر وغیرہ دے دیا جاوے تو کون شخص اس کے مصرف ہو سکتے ہیں، مثلاً جو مدرس غنی ہے وہ تنخواہ اس میں سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ اور عشر تمام صدقات واجبہ جیسے صدقہ فطر اور کفارات مدرسوں کی تنخواہ میں دینا درست نہیں۔ طلباء مساکین وغرباء کے صرف میں جائز ہے پس اگر مدرسہ میں زکوٰۃ آوے تو اول اس کو تملیک کسی فقیر غیر مالک نصاب کو

---

(۱) دیکھو ص ۲۰۵

(۲) دفع الزكوة الى صبيان اقاربه برسم عيد او الى مبشراومهدى الباكورة جاز (در مختار) قوله الى صبيان اقاربه اى العقلاء والا فلا يصح الا بالدفع الى ولى الصغير (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۵۶) ظفير

(۳) ولا الى من بينهما ولا د او بينهما زوجية (در مختار) وقيد بالو لاد لجوازه لبقيه الا قارب (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۴۶) ظفير

(۴) بظاہر سوال سے جواب کو کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا ۱۲ ظفیر۔

کردیا جاوے، پھر اس کی طرف سے مدرسہ کے مصارف میں صرف کردیا جاوے۔ (۱)

تعمیر درس گاہ میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا کیسا ہے

(سوال ۳۵۲) ایک صاحب انجمن کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا چاہتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ آیا زکوٰۃ کا روپیہ طلبہ و تعمیر درسگاہ اور تنخواہ مدرسین میں صرف ہوسکتا ہے۔

(جواب) طلباء کے مصارف خوراک و پوشاک وغیرہ میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا چاہئے، تعمیر درس گاہ اور تنخواہ مدرسین میں سے کسی مد میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف نہیں ہوسکتا مگر اس حیلہ سے کہ وہ روپیہ کسی غیر صاحب نصاب کی ملک کرا دیا جاوے کہ زکوٰۃ ادا ہوجاوے، پھر وہ شخص اپنی طرف سے تعمیر مدرسہ وغیرہ میں صرف کردے۔ (۲)

زکوٰۃ کی رقم سے ارباب مدرسہ قرض دے سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۳۵۳) مہتمم مدرسہ یا اراکین مدرسہ کو بلا اجازت معطیین کے زکوٰۃ یا دیگر صدقات میں سے قرض دینا یا قرض لے کر اور مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کو حیلہ کے ذریعہ تنخواہ میں خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۵۴) مہتمم یا اراکین مدرسہ اس حیلہ سے کہ اول قیمت چرم قربانی یا زکوٰۃ بلا اجازت عطا کنندگان کے کسی طالب علم کو دے دے پھر ان سے واپس لے کر تنخواہ مدرسین وملازمین میں صرف کردے، یہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) ظاہر ہے کہ جائز نہیں ہے۔ (۳)

(۲) ایسے حیلہ کو فقہاء نے جائز رکھا ہے کذافی الدرالمختار۔ (۴)

زکوٰۃ سے مدرسہ کے ملازمین کی تنخواہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۵) ہمارا ارادہ ہے کہ ایک مدرسہ بنادیں اور اس کے اخراجات یعنی تنخواہ مدرسین وغیرہ اور طلبہ کا خرچ سب مد زکوٰۃ سے دیں۔ کیا تنخواہ ملازمین مد زکوٰۃ سے دینی درست ہے۔

(جواب) معلم کو تنخواہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست نہیں۔ زکوٰۃ بلا کسی معاوضہ تعلیم وغیرہ کے مساکین اور غرباء کو دینا اور ان کو مالک بنانا ضروری ہے هکذافی کتب الفقه۔ (۵)

مالک نصاب معلم کو زکوٰۃ وعشر وغیرہ دینا درست ہے یا نہیں اگر وہ عیالدار ہو

(سوال ۳۵۶) ایک شخص صاحب زکوٰۃ ہے اگر وہ ایسے شخص کو مال زکوٰۃ دیوے جو تعلیم وتعلم کے کام میں ہمیشہ مصروف ہے۔ قدر نصاب کے خود بھی مال رکھتا ہے۔ ہاں عیالدار ضرور ہے۔ آیا اس شخص مذکور سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی

---

(۱) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر

(۲) ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالا داء للفقراء (رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج۲ص ۲۷۰

(۳) دیکھئے شامی کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ص ۲۷۱.

(۴) انما لصدقات للفقراء والمساکین الخ (هدایه ج ۱ ص ۱۸۶) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (در المختار باب المصرف) ظفیر.

(۵) ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجة الا صلیة من ای مال کان (در مختار) فان کان له فضل عن ذالک (ای الحاجة الا صلیة) تبلغ قیمة مائتی درهم حرم علیه اخذالصدقة (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ص ۳۴۷

ہے اور یہ مدرس عیال دار مصرف غلہ عشر و چرمہ قربانی کا ہوسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ وہ معلم مالک نصاب ہے زکوٰۃ دینا اس کو درست نہیں اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اور استاد مدرسہ جو مالک نصاب ہے وہ بھی مصرف زکوٰۃ نہیں ہے۔(۱) قیمت چرم قربانی اسی کو دینا درست ہے، جس کو زکوٰۃ دینا درست ہے اس کو چرم قربانی اور عشر بھی دینا درست ہے اور جس کو یہ دینا درست نہیں اس کو چرم قربانی وعشر بھی درست نہیں۔(۲) اگر مدرسہ میں زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ طلبہ مساکین کے لئے دی جائے تو درست ہے۔ طلبہ ومساکین پر وہ روپیہ صرف ہوسکتا ہے۔(۳) فقط۔

زکوٰۃ طلبہ پر خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۵۷) اگر روپیہ زکوٰۃ در مصارف مدرسہ مثلاً خورد ونوش ولباس وکتب وغیرہ طلبہ مساکین ادا کردہ شود زکوٰۃ ادا خواہد شد یا نہ وبرائے یک طالب عالم صدر روپیہ صرف کردن جائز است یا نہ وبرائے تنخواہ مدرسین وملازمین از زکوٰۃ کدام حیلہ است۔

(جواب) درزکوٰۃ تملیک فقراء شرط است پس طلبہ اگر مساکین باشند در خوراک ولباس شاں صرف کردن زر زکوٰۃ درست است، وکتب اگر از زر زکوٰۃ خریدہ ملک اوشاں کردہ شد اینہم صحیح است،(۴) اگر...... بدیں طور یک طالب علم صدر روپیہ صرف شوند صحیح شدو برائے تنخواہ مدرسین وملازمین ایں حیلہ جواز است کہ اولاً از زکوٰۃ بہ شخصے مسکین دادہ شود وآنکس بعد ملک از جانب خود در تنخواہ مدرسین وغیرہ بدہد ایں جائز است۔(۵) فقط

زکوٰۃ کی رقم سے مدرسین کی تنخواہ دینا اور مدرسہ کا مکان بنانا کیسا ہے

(سوال ۳۵۸/۱) زکوٰۃ کسی مدرسہ میں دینا جائز ہے یا نہیں، اور مدرسین کی تنخواہ میں یا تعمیر مدرسہ میں صرف کرنا کیسا ہے۔

یتیم لڑکی جو خادمہ کی حیثیت سے ہے اس کا زیور بنانا کیسا ہے

(سوال ۳۵۹/۲) زید کے یہاں ایک یتیم لڑکی صرف روٹی کپڑا پاتی ہے تو زید زکوٰۃ کے روپے سے اس کے لئے کچھ کپڑا یا زیور بنا سکتا ہے اور جو عورت زکوٰۃ کو معاوضہ خدمت کا سمجھے اس کو دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) زکوٰۃ کا روپیہ مدرسہ کی تعمیر میں اور مدرسین کی تنخواہ میں بدون حیلہ کے صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۶) البتہ طلبہ کی خوراک وپوشاک میں صرف ہوسکتا ہے۔

---

(۱) (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱. ط.س. ج۲ ص ۳۴۷ ظفیر.

(۲) مصرف الزکوٰة والعشر الخ هو فقير (در مختار) وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالک من الصدقات الوجبه كما فی القهستانی(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر

(۳) مصرف الزكوٰة الخ هو فقير الخ مسكين الخ فی سبيل الله وهو منقطع الغزاة وقيل الحاج وقيل طلبه العلم الخ (ايضاً ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفير.

(۴) مصرف الزكوٰة الخ هو فقير الخ و مسكين الخ وفی سبيل الله الخ يصرف الزكی الی كلهم اوالی بعضهم الخ ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة (در مختار) فلا يكفی الا طعام الا بطريق التمليک(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفير

(۵) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فی تعمير المسجد و تما مه فيحيل الا شباه (الدر المختار على هامش ردالمحتار . كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱٦. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفير عفی عنه.

(٦) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة فلا يصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی كفن ميت وقضاء دينه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴)

(۲) اور یتیم لڑکی جس کی تنخواہ مقرر نہیں کی گئی صرف روٹی کپڑا دینا مقرر کیا ہے اس کو زیور زکوٰۃ سے بنوا دینا درست ہے، یا اس کو نقد دیدے یہ بھی درست ہے۔(۱) کپڑا جو اس کا مقرر ہے وہ زکوٰۃ میں سے نہ بنادے۔ اور اس دوسری عورت خادمہ کو دینا درست نہیں ہے جو اس کو معاوضہ اپنی خدمت کا سمجھے گی۔ فقط۔

مالدار صدقہ ونذر......اور زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۰) مالدار کو صدقہ اور زکوٰۃ اور نذر کا مال لینا کیسا ہے

(جواب) حرام ہے۔(۲) فقط۔

خبر نہ ہونے کی وجہ سے مالک نصاب کو زکوٰۃ دی بعد میں معلوم ہوا تو کیا کرے

(سوال ۱/۱/۳۶۱) مال زکوٰۃ یا فطرہ یا دیگر صدقات واجبہ اگر ایسے شخص کو دیں کہ وہ مالک نصاب ہو لیکن دینے والے کو خبر نہ ہو۔

غنی کے نابالغ محتاج اولاد کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے

(سوال ۲/۲/۳۶۲) یا ان اطفال بالغین کو دیں کہ خود مفلس محض ہوں لیکن والدین ان کے ذی نصاب ہوں تو جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ وغیرہ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱،۲) اگر دینے والے کو اس کے صاحب نصاب ہونے کا علم نہ ہو تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی وان بان غناه الخ لا يعيد الخ (در مختار)(۳) اور غنی کی محتاج اولاد صغار کو زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ دینا درست نہیں ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۴) فقط۔

مجبور سید زکوٰۃ لے یا نہیں

(سوال ۳۶۳) جس سید کے کنبہ بہت ہو اور وہ نابینا حاجت مند ہو تو اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق اور ظاہر الروایۃ کے مطابق سید کو کسی حال میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے كما في الدر المختار . ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع۔(۵) فقط (ایسے مجبور سید کو بطور حیلہ زکوٰۃ لینے کی گنجائش ہے

کسی بھی خدمت کے معاوضہ میں زکوٰۃ لینا اور دینا درست نہیں ہے

(سوال ۳۶۴) دا ین زکوٰۃ کا پسر حافظ ہے اور وہ رمضان میں قرآن پاک سناتا ہے مسجد کے پیش امام جو حافظ ہیں اور سنانے والے کے استاد بھی ہیں وہ پیچھے سنتے ہیں ایسی صورت میں رقم زکوٰۃ سے بطور نذرانہ کچھ پیش امام کو دینا جائز ہوگا یا نہیں۔

---

(۱) مصرف الزكوة الخ هو فقير الخ و مسكين الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفير. (۲) ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الا صلية من اى مال كان (در مختار) فان كان له فضل عن ذلک تبلغ قيمته مائتى درهم حرم عليه اخذ الصدقة (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ ص ۳۴۷) مصرف الزكوة (درمختار) وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالک من الصدقات الواجبة كما في القهستاني (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲. ط.س. ج۲ ص ۳۵۲. ۱۲ ظفير (۴) ولا الى طفله (در مختار) اى الغنى (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰. ط.س. ج۲ ص ۳۴۹) ظفير (۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ و ج ۲ ص ۹۱. ط.س. ج۲ ص ۳۵۰) ظفير

(جواب) ان حافظ صاحب سامع کو زکوۃ دینا بمعاوضہ اس سننے کے جیسا کہ دستور ہے جائز نہیں ہے اور درحقیقت یہ نذرانہ نہیں ہے بلکہ معاوضہ ہے اس خدمت سننے قرآن شریف کا۔(۱) فقط۔

تعمیر مسجد میں زکوۃ کا روپیہ لگانا درست نہیں

(سوال ۱/۳۶۵) زکوۃ کا روپیہ تعمیر مسجد میں خرچ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

احاطہ تکیہ میں زکوۃ کی رقم صرف ہوسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۶۶) ایک تکیہ میں ایک مسجد واقع ہے اور اس تکیہ کے چار طرف تالاب ہے تو اگر بغرض حفاظت اراضی تکیہ جس میں ایک مسجد بھی واقع ہے، زکوۃ کا روپیہ احاطہ تکیہ کی دیوار یا گل اندازی میں صرف کریں تو صرف ہوسکتا ہے یا نہیں
(جواب)(۱،۲) دونوں جگہ زکوۃ کا روپیہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔ کما فی عامة کتب الفقه(۲) فقط۔

پیش امام کو زکوۃ لینا کیسا ہے

(سوال ۳۶۷) پیش امام جو کہ صاحب نصاب اور سید وغیرہ بھی نہ ہو مال زکوۃ لے سکتے ہیں یا نہیں۔
(جواب) زکوۃ وفطرہ وغیرہ صدقات واجبہ بلا معاوضہ فقراء کو دینا ضروری ہے، پس امام کو معاوضہ امامت اس میں سے دینا اور اس کو لینا درست نہیں ہے۔(۳) فقط۔ (البتہ اگر یہ رقم مشاہرہ کے علاوہ الگ سے محتاج سمجھ کر دی جائے اور وہ مستحق زکوۃ ہے۔ تو درست ہے۔ظفیر)

سید کو زکوۃ لینا درست نہیں اور نہ صاحب نصاب کو

(سوال ۱/۳۶۸) زید کا چچا قوم کا سید ہے غریب آدمی ہے دوسو روپے کا قرض دار ہے، سود بڑھتا جاتا ہے، دولڑکیاں نابالغہ ہیں۔ اور زید کی چچی قوم کی پٹھان ہے، سو روپے کا زیور موجود ہے جو کہ پچیس روپے میں گروی ہے۔ زید اپنے چچا یا چچی وغیرہ کو مال زکوۃ دے سکتا ہے یا نہیں۔

کسی مستحق زکوۃ کو زکوۃ کی رقم دے کہ وہ سید کو دے دے یہ جائز ہے

(سوال ۲/۳۶۹) کسی غیر مذہب مستحق کو مال زکوۃ اس شرط پر دینا کہ تم زید کے چچا کو دے دینا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب)(۱،۲) سید غریب کو زکوۃ دینے کے جواز کی یہ صورت ہے کہ کسی غریب شخص کو جو کہ سید نہ ہو زکوۃ دی جاوے اور اس کو مالک بنادیا جاوے پھر وہ اپنی طرف سے اس سید کو دے دیوے، یہ صورت جواز کی ہے اور درمختار میں یہ حیلہ جواز کا لکھا ہے۔(۴) اور چچی پٹھان کے پاس جب کہ زیور سو روپے کا موجود ہے تو اس کو زکوۃ دینا درست ہے مگر بحالت موجودہ درست نہیں ہے کیونکہ پچیس روپے قرض کے وضع کر کے پھر بھی نصاب باقی رہتا ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) انما الصدقات للفقراء و المساكين الخ (هدايه باب من يجوز دفع الصدقات ج ۱ ص ۱۸۶) ظفير
(۲) ولا يجوز ان يبنى بالزكوة المسجد وكذا لقناطر، و السقايات واصلاح الطرقات وكرى الانها والحج و الجهاد، و كل مالا تمليك فيه (عالمگيرى مصرى كتاب الزكوة باب السابع فى المصارف ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير.
(۳) قال الاصل فيه قوله تعالىٰ انما الصدقات للفقراء الخ (هدايه باب من يجوز دفع الصدقات اليه ج ۱ ص ۱۸۶) یہ فقراء اور دوسرے مستحقین کا حق ہے لہذا معاوضہ میں دینا درست نہ ہوگا ۱۲ ظفیر۔
(۴) و حيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذافى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۷۱) ظفير.
(۵) ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الا صلية من اى مال كان (ايضاً باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۷) ظفير.

(نصاب ۵۲ ½ تولہ چاندی یااس کی قیمت ہے۔اس وقت قیمت ۵۲ ½ تولہ کی دوسوروپے ہے۔

زکوٰۃ کی رقم حافظ کومشاہرہ میں دینادرست نہیں ہے

(سوال ۱/۳۷۰)اپنی زکوٰۃ میں سے اگر کسی حافظ کو جوعام طور پر تعلیم قرآن شریف دے نوکر رکھ لوں تو جائز ہے یانہیں اور ایسے نوکر سے اپنے لڑکے کو بلاتنخواہ پڑھواسکتاہوں یاعلیحدہ اجرت دوں۔

زکوٰۃ کاروپیہ طلبہ مدرسہ پرکس طرح صرف کیاجائے

(سوال ۲/۳۷۱)مدرسہ میں جوروپیہ زکوٰۃ کا آتاہے اس کو مہتمم مدرسہ نقد طلبہ کودے یا کتابیں اور کپڑا خرید کر بھی دے سکتاہے یانہیں۔

بذریعہ منی آرڈرروپیہ بھیجنے سے زکوٰۃ کیسے اداہوتی ہے

(سوال ۳/۳۷۲)زکوٰۃ کاروپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں بجنسہ روپیہ تو پہنچتانہیں پھر بھیجنے والے کی زکوٰۃ کیسے اداہوگی

(جواب)(۱) جائزنہیں۔کمافی الدرالمختار۔(۱)

(۲)نقد دے خواہ کپڑا خرید کرتقسیم کردے یا کتابیں خرید کردے سب جائز ہے۔(۲)

(۳)زکوٰۃ اس طرح بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں اداہوجاتی ہے کیونکہ مالک کی طرف سے مبادلہ کی اجازت ہوجاتی ہے۔(۳)فقط۔

مندرجہ مستحقین میں زکوٰۃ کسے دینااچھاہے

(سوال ۱/۳۷۳)زکوٰۃ ہمشیرخود،قریشی یتیم،قریبی یتیم وغریب،ہمسایہ غریب بیوہ عورت،مقروض آدمی،مسکین مثلاً لولے لنگڑے،اندھے عالم،امام مسجد مدرسہ یتامیٰ ودینیہ ان سب کی موجودگی میں کس کاحق اول ہے۔

صدقہ کازیادہ حق دارکون ہے

(سوال ۲/۳۷۴)صدقہ خیرات کازیادہ حق دارکون ہے۔

نذرنیاز کاکھاناکسے دیاجائے

(سوال ۳/۳۷۵)نیازیانذرجوخداتعالیٰ کے نام کی مانی جائے اوروہ طعام کی صورت میں دی جائے اس کے لئے حق دار مقدم کون ہے۔

اولیائے کرام کے ایصال ثواب کے لئے کسے دینابہتر ہے

(سوال ۴/۳۷۶)لوگ جووقتاً فوقتاً اولیاء کرام یابزرگان دین کی ارواح کے ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اس میں مقدم مستحق کون ہے۔

(جواب)(۱)زکوٰۃ کامصرف غریب محتاج شخص ہے جومالک نصاب نہ ہو،اگراپناقریبی رشتہ دارسوائے اصول وفروع

---

(۱)ولا الی طفلہ (در مختار) ای الغنی الخ فا فادان المراد بالطفل غیر البالغ ذکرا کان او انثی فی عیال ابیہ او لا علی الا صح لما انہ یعد غنیا بغناہ نہر(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ ط.س.ج۲ص۳۴۸) ظفیر.

(۲)وجاز دفع القیمۃ فی زکوۃ وعشر و خراج وفطرۃ نذر و کفارۃ غیر الا عتاق وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقا لا یوم الاداء الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب زکوۃ الغنم ج ۲ص ۲۹ ط.س.ج۲ص۲۸۵) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س.ج۲ص۳۴۴) ظفیر.

کے محتاج ہوتو اس کو دینا زیادہ ثواب ہے مثلاً بھائی بہن غریب ہوں تو ان کے دینے میں ثواب زیادہ ہے اور عالم محتاج ہوتو اس کو دینا بھی درست ہے۔(۱) اور امام مسجد کو بمعاوضہ امامت دینا درست نہیں ہے۔

(۲) قریبی رشتہ دار زیادہ احق بالصدقہ ہے۔(۲)

(۳) اس میں رشتہ داروں کو مقدم کرے اس کے بعد عام محتاجوں کو دینا چاہئے۔

(۴) اس میں بھی وہی رعایت رکھی جائے جو باقی صدقات میں ہے کہ اقرباء مساکین کو مقدم کرے۔(۳) فقط۔

جو طلبہ قوانین مدرسہ کی پابندی نہیں کرتے ان کو زکوۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۳۷۷) قواعد مدرسہ جو طلبہ پر ضروری ہیں اگر وہ ان کے پورا کرنے میں کمی کریں تو زکوۃ جو ان کو دی جاتی ہے وہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) قاعدہ مدارس کا یہ ہے کہ زکوۃ کے مال کی اول تملیک کرادی جاتی ہے، پھر اس مالک کی طرف سے روپیہ مدرسہ کے مصارف کے لئے لے لیا جاتا ہے لہذا قواعد مدرسہ طلبہ کے متعلق جاری کرنے میں زکوۃ کی ادائیگی میں کچھ فرق نہیں ہوتا زکوۃ پہلے ہی بوقت تملیک ادا ہو جاتی ہے۔(۴) فقط۔

زکوۃ وعشر مسجد میں صرف کرنا درست نہیں

(سوال ۱/۳۷۸) زکوۃ وعشر وصدقہ عید الفطر و بقرعید وعقیقہ ومنت، ان سب مدوں کے مال سے مسجد بنانا یا مسجد میں چراغ جلانا وغیرہ ضروریات میں صرف کرنا جائز و درست ہے یا نہیں۔

زکوۃ کسے دینا بہتر ہے

(سوال ۲/۳۷۹) مال مذکورہ کو مدرسہ اسلامیہ میں دینے کا زیادہ ثواب ہے یا اس فقیر کو جو زکوۃ کی آمدنی نشہ کی چیزوں میں صرف کرے۔

(جواب) (۱) زکوۃ وعشر وصدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ کو مسجد کی تعمیر ومرمت وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں اس میں تملیک فقراء ضروری ہے۔(۵)

(۲) ایسے فقیروں کو نہ دیا جاوے جو کہ اس کو معصیت میں صرف کریں، مدرسہ کے طلبہ کو دینا زیادہ ثواب ہے کہ وہ علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ فقط۔

---

(۱) مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى الخ و مسكين الخ يصرف المز كى الى كلهم اوالى بعضم الخ وكره نقلها الا الى قرابته بل في الظهيرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابة محاويج حتىٰ يبداء بهم فيسد حاجتهم اوا حوج او اصلح اواورعاوا نفع للملسمين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹و ج ۲ ص ۹۳ .ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۵۲) ظفير (۲) بل فى الظهير ية لا تقبل صدقة الرجل وقرابة محاويج حتى يبدابهم فيسد حاجتهم (ايضا ج ۲ ص ۹۳)

(۳) عن ابى هريرة مرفوعا الى النبى صلى الله عليه وسلم قال يا امة محمد والذى بعثنى بالحق لا يقبل الله صدقة من رجل وله قرابته محتاجون ويصرفها الى غيرهم اه و فى القريب جمع بين الصلة والصدقة الخ وفى القهستانى والا فضل اخوته واخواته ثم اولادهم ثم اعمامه وعماته ثم اخواله وخالاته ثم ذوار حامه ثم جيرانه ثم اهل سكنه ثم اهل بلده (رد المحتار باب ايضاً ج ۲ ص ۹۳ و ج ۲ ص ۹۴ .ط.س. ج۲ص ۳۵۳) ظفير. (۴) ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعميرا لمسجد (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۵ و ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۷۰-۲۷۱) (۵) مصرف الزكوة (درمختار) وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالک من الصدقات الواجبة الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۷۹) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة ولا يصرف الى بناء نحو مسجد (الدر المختار على هامش ردالمحتار ب اب المصرف ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۴۴) ظفير

زکوٰۃ کے روپے میں سے قرض دینا اور تجارت میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۳۸۰) کسی نے سو روپے مثلاً زکوٰۃ کے نکال کر علیحدہ رکھ دیئے لیکن اسی کے قبضہ میں رہے بلا کسی کی تملیک کرائے ہوئے وہ اس روپے میں سے کسی کو قرض دے سکتا ہے یا نہیں یا زکوٰۃ کے روپے کو تجارت میں لگا دے اور نفع کو بھی زکوٰۃ والوں کا حق سمجھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جب تک وہ روپیہ جو بہ نیت زکوٰۃ علیحدہ رکھ دیا ہے فقراء و مساکین کو نہ دے دیا جاوے اور ان کو مالک نہ بنا دیا جاوے اس وقت تک وہ روپیہ صاحب نصاب کی ملک ہے۔(۱) اگر اس کو کسی کو قرض دے دیوے یا تجارت میں لگا دیوے درست ہے لیکن پھر جس وقت وہ روپیہ بعد واپس لینے کے یا اور روپیہ اپنے پاس سے زکوٰۃ میں دیوے تو پھر نیت زکوٰۃ کی کرنی چاہئے اور تجارت میں جو نفع ہو وہ روپیہ والے کا ہی ہے۔ فقط۔ (صورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زکوٰۃ کی رقم سے بلا تملیک مستحق تجارت میں لگانا اور قرض دینا درست نہیں ہے۔ ظفیر)

طلبہ کو زکوٰۃ دینے کے لئے ان کی اہلیت کی تفتیش کی جائے یا نہیں

(سوال ۱/۳۸۱) زکوٰۃ طلبہ کو دینا بلا قید اہلیت زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں، یعنی یہ دیکھنا...... کہ وہ صاحب نصاب ہے یا سید ہے یا قریشی ہے اور یہ خیال کرنا کہ ان کے ماں باپ پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں۔ اگر ان کے ماں باپ یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں لیکن لڑکوں کو کتابیں کپڑے نہیں دیتے تو ایسے سامان کا دینا ان طلبہ کو جائز ہے یا نہیں۔

جن طلبہ کے متعلق معلوم نہیں کہ مستحق ہیں یا نہیں اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۲/۱/۳۸۲) اگر مہتمم کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان کے ماں باپ یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں تو ایسی حالت میں طالب علم کی استعانت مد زکوٰۃ سے جائز ہے یا نہیں۔

تاجر کی تملیک جو سر دست صاحب نصاب نہیں

(سوال ۳/۳۸۳) جو شخص صاحب نصاب نہیں ہے اور تجارت کرتا ہے، اور اس میں صرف منافع اس کو ملے گا جس کی مقدار اس کو معلوم نہیں ہے اور اس پر پورا سال بھی نہیں ہے۔ احتمال ہے کہ پچاس سے زائد ہو ایسی حالت میں اس کی تملیک جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) یہ قید طلبہ میں بھی ہے کہ وہ بھی مصرف زکوٰۃ ہوں یعنی مالک نصاب نہ ہوں، سید نہ ہوں۔ اور اگر وہ طلبہ نابالغ ہیں تو ان کے والدین صاحب نصاب اور غنی نہ ہوں۔ بالغ کے لئے تو ماں باپ کا غنی ہونا مانع نہیں ہے جب کہ وہ خود فقیر ہوں اور زکوٰۃ سے کپڑے یا کتابیں اسی وقت دینا درست ہے، کہ وہ مصرف ہوں غنی نہ ہوں، اور اغنیا کی اولاد صغار نہ ہوں۔ (۲) اس کی تحقیق کر لینی چاہئے۔ (۳)

(۲) معلوم کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر طالب علم خود کہے کہ میں غریب ہوں اور میرے والدین بھی غریب ہیں تو

---

(۱) ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء لفقراء (در مختار) قوله لا يخرج عن العهدة بالعزل) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزكوة ولو مات، كان ميرا ثاعنه (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۵ ط.س. ج۲ص ۲۷۰) ظفير (۲) ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ عن حاجة الاصلية من اى مال كان الخ ولا الى طفله بخلاف ولده الكبير الخ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ و ج ۲ ص ۹۰ ط.س. ج۲ص۳۴۷) (۳) لو دفع تحرلم يجز ان اخطاء (ايضاً ج ص ۹۳ ط.س. ج۲ص۳۵۳)

موافق اس کے کہنے کے اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔(۱)

(۳) ایسی حالت میں اس کو اس وقت زکوٰۃ دینا درست ہے۔(۲) اور جب اس کو نفع مل جاوے گا اور وہ بقدر نصاب ہوگا تو اگر چہ سال بھر نہ گزرے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔فقط۔

زکوٰۃ اور صدقہ فطر وغیرہ، غیر مسلم کو دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۴) مال زکوٰۃ اور گوشت قربانی اور صدقہ فطر اور صدقہ نذر اللہ غیر مذہب والوں کو دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) مال زکوٰۃ غیر مذہب والوں کو دینا درست نہیں ہے، کما ورد تو خذ من اغنیائهم الحدیث۔(۳) البتہ سوائے مال زکوٰۃ کے صدقہ نذر اللہ یا گوشت قربانی اور صدقہ فطر غیر مذہب والوں کو دینا درست ہے۔ کما فی الدرالمختار وجاز دفع غیر ها الخ ای غیر الزکوٰۃ الیه ای الذمی ولو واجباً کنذر وکفارة وفطرة الخ(۴) فقط۔(مگر مسلمان فقراء کو دینا بہتر ہے۔(۵) ظفیر)

جن کے مندرجہ ذیل اوصاف ہوں ان کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۵) کچھ روپیہ زکوٰۃ کا یہاں کے مساکین کے لئے رکھ لیا تھا لیکن چندروز سے ارادہ بدل گیا، وجہ یہ ہوئی کہ اکثر یہاں کے لوگ محض نام کے مسلمان ہوتے ہیں کوئی بات ان میں مسلمان کی نہیں ہے عقائد، عبادات، معاملات سب خراب ہیں۔عقائد کی یہ حالت ہے کہ ایک قوم یہاں فقیر ہے جو بہت مشرک سمجھی جاتی ہے، ان کی حالت یہ ہے کہ ایک شخص جو میرے یہاں ملازم ہے چوری وغیرہ کے تذکرہ پر کہنے لگے کہ صاحب اگر آپ کا غلہ وغیرہ میں چوری کرتا ہوں تو دوسرے جنم میں بیل ہو کر آپ کا دانہ دانہ بھروں۔ یہ حالت اچھے لوگوں کی ہے عوام تو ان سے بڑھ کر ہیں، ایسے شخص کو مسلمان کہنا یا مسلمان کا برتاؤ کرنا کیسا ہے، شرک بدعت، تعزیہ پرستی وغیرہ ان کا کام ہے۔اللہ ورسول کو جانتے ہی نہیں۔ نماز نہ روزہ جھوٹ، فریب، زنا، چوری کو برا نہیں جانتے بچنا تو در کنار بعث بعد الموت کو جانتے ہی نہیں۔ایسی حالت میں ان کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے۔اگر جائز ہو تو خیر۔ورنہ شاہ آباد اور آرہ کے مظلومین کی حالت تو آپ نے اخباروں میں دیکھی ہوگی۔میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے پاس بھیج دوں لیکن وہاں بھی مذکورہ بالا شبہ ہے بلکہ گمان غالب ہے کہ وہ اس سے بدتر حالت میں ہوں گے۔اس صورت میں کیا کیا جاوے۔

(جواب) اپنی بستی کے ان لوگوں کو جن کا حال آپ نے لکھا ہے زکوٰۃ دینا درست ہے۔پس جو کچھ رقم آپ نے زکوٰۃ کی ان لوگوں کے لئے رکھی ہے وہ انہیں کو دینا درست ہے کیونکہ اپنے اہل شہر غرباء کا بھی حق ہے بلکہ زیادہ حق ہے اور شاہ آباد کے مظلومین اگر چہ زیادہ مستحق ہیں مگر اس میں خرچ کرنے والے کی بے احتیاطی کا اندیشہ ہے جس

---

(۱) اذاشک و تحری فوقع فی اکبر رائه انه محل الصدقة فدفع الیه اوسأل منه فدفع اوراه فی صف الفقراء فدفع فان ظهر محل الصدقة جاز بالاجماع وکذاان لم یظهر حاله عنده (عالمگیری مصری باب المصارف ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر

(۲) مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقیر و هو من له ادنی شئی ای دون نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ وج ۲ ص ۸۰.ط.س.ج۲ص ۳۳۹) ظفیر.

(۳) آگے ہے وترد علی فقراء هم

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲.ط.س.ج۲ص ۳۵۱.۱۲ ظفیر

(۵) واختلفوا فی صدقة الفطر والنذر والکفارات قال ابو حنیفة و محمد رحمهما الله تعالیٰ یجوز الاان فقراء المسلمین احب الینا کذا فی شرح الطحاوی (عالمگیری مصری باب سابع فی المصارف ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر.

سے یہ خوف ہے کہ زکوٰۃ ادا نہ ہو، کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں تملیک فقراء کی شرط ہے جس کی وجہ سے کسی مسجد اور مکان وغیرہ کی مرمت و درستی میں صرف اس کا درست نہیں ہے اور تجہیز و تکفین میت میں بھی صرف کرنا درست نہیں ہے۔ پس معلوم نہیں کہ جس کے پاس رقم بھیجی جاوے گی وہ اس شرط کا پورا لحاظ کرے گا یا نہ کرے گا۔ اور وہ مصارف زکوٰۃ سے پوری طرح واقف ہو یا نہ ہو۔ آپ کے اہل شہر جن کا حال آپ نے لکھا ہے اگر چہ خرابی ان کے اعمال اور عقائد کی ظاہر ہے مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کہ وہ کلمہ گو اور مدعی اسلام ہیں اگر چہ اعمال و عقائد ان کے خراب ہوں تو عموماً ان کی تکفیر کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں جس خاص شخص سے کوئی کلمہ موجب کفر سنا گیا یا اس کا حال محقق طور سے معلوم ہو گیا کہ اس کے عقاید کفریہ ہیں تو اس پر حکم کفر کر دیا جاوے گا۔ مگر عموماً عام مسلمانوں پر ایسا حکم نہ کیا جاوے گا۔ پس جب حکم کفر عموماً ان پر عائد نہیں کیا جاسکتا تو زکوٰۃ دینا ان کو درست ہے کہ غریب و محتاج ہیں اور اپنے پڑوسی ہیں زکوٰۃ کے دینے میں اسی جزو کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ اپنے شہر کے ہیں۔ غریب محتاج ہیں اس سے زیادہ کنج و کاؤ کی حاجت نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے ارادہ کیا صدقہ دینے کا (عام ہے کہ وہ صدقہ نفل ہو یا فرض) یعنی زکوٰۃ اول دن چور کو دیا گیا، پھر دوبارہ زانیہ عورت کو دیا گیا، پھر غنی کو دیا گیا، اس کو اس کا افسوس ہوا تو اس کو خواب میں یہ کہا گیا کہ تیرے تینوں صدقے قبول ہوئے کہ چور کو شاید عبرت ہو وہ چوری سے تائب ہو جائے اور زانیہ زنا سے توبہ کر لیوے اور غنی کو نصیحت ہو کہ وہ بھی صدقہ زکوٰۃ وغیرہ دینے لگے۔ (۱) انتہی مختصراً۔ اور تینوں صورتوں میں ہمارے فقہاء حنفیہ بھی ادائے زکوٰۃ کے قائل ہیں۔ درمختار میں ہے **دفع بتحر لمن يظن مصرفاً فبان انه عبده او مكاتبه او حربی و لو مستامناً اعادها لما مر و ان بان غناه او كونه ذمياً او انه ابوه او ابنه او امراته او هاشمی لا يعيد لانه اتى بما فی وسعه الخ** (۲) باب المصرف درمختار۔ فقط۔

اپنے عزیز یتیموں پر زکوٰۃ خرچ کی جائے یا نہیں

(سوال ۳۸۶) دو یتیم بچے اپنے ایک عزیز کے پاس رہتے ہیں، اگر زکوٰۃ کے روپے سے وہ شخص ان بچوں کو کپڑے بنا دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے ان بچوں کو کپڑے بنا دینا درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ (۳) فقط۔

بچے والی عورت کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۷) ایسی عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں جس کے تین بچے ہوں اور بوجہ اپنے خاوند کی عیاشانہ زندگی کے اور شراب خواری کی وجہ سے نہایت ہی عسرت میں ہے۔

(جواب) اس عورت کو جب کہ وہ محتاج ہے اور مالک نصاب نہیں ہے زکوٰۃ دینا درست ہے بلکہ ایسے محتاج بچوں والی عورت کو زکوٰۃ دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) دیکھئے مشکوۃ المصابیح باب الانفاق و کراهية الامساک فصل اول عن ابی هريرة ص ۱۶۵ ۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲ و ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۳. ۱۲ ظفير
(۳) ولا الى من بينهما ولاد (در مختار) وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدقة الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۶) ظفير.
(۴) مصرف الزكوة الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب او قدر نصاب غير نام مستغرق فى الحاجة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) ظفير.

سید کی بیوہ جو شیخ ہو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں

(سوال ۳۸۸) ایک عورت شیخ اور اس کا شوہر سید تھا وہ مر گیا۔ چند بچے اور بیوہ چھوڑی ہے، اب اس عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔ عورت نہایت مفلس ہے اور میری رشتہ دار ہے۔ دوسری ایک عورت قوم شیخ شوہر سید زندہ ہے عورت مفلس ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور زکوٰۃ منی آرڈر میں روانہ کرنے سے ادا ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ان دونوں عورتوں کو جو کہ مفلس ہیں زکوٰۃ دینا درست ہے۔ شوہر کے سید ہونے کی وجہ سے عورت کو جو کہ خود مفلس ہے اور مالک نصاب نہیں ہے زکوٰۃ دینا منع نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور قرابت دار مفلس کو زکوٰۃ دینے میں ثواب زیادہ ہے اور سوائے اولاد و ماں باپ اور زوجین کے سب قرابت دار مفلسوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ (۱) اور منی آرڈر کے ذریعہ سے زکوٰۃ کا روپیہ بھیجنے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

جس طالب علم کے والد صاحب نصاب ہوں اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۹) طالب علم بقدر سہ یا چہار یا پنج میل برائے طلب علم سفر کردہ باشد و در خانہ خود ے نصاب باشد آیا مستحق گرفتن زکوٰۃ ہست یا نہ۔

(جواب) گرفتن زکوٰۃ او را جائز است قال فی الدرالمختار وابن السبیل وهو کل من له مال لامعه وفی الشافعی . والحق به کل من هو غائب عن ماله وان کانه فی بلده لان الحاجة هی المعتبرة وقد وجدت لانه فقیریداً وان کان غنیاً ظاهراً الخ (۲) ص ۶۲ ، ص ۶۸ جلد ثانی شامی . فقط.

زکوٰۃ کا روپیہ مدرسہ کے فرش میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۰) زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ میں فرش لگانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے فرش مسجد اور مدرسہ کا بنانا درست نہیں ہے زکوٰۃ اس میں ادا نہ ہوگی۔ (۳) اور حیلہ جواز کا بضرورت یہ ہے کہ وہ روپیہ زکوٰۃ کا اول کسی ایسے شخص کو تملیک کر دیا جائے جو کہ صاحب نصاب نہ ہو پھر وہ شخص اپنی طرف سے اس روپے سے فرش بنا سکتا ہے۔ هکذافی کتب الفقه ۔ (۴) فقط۔

پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۹۱/۱) ایسے پیشہ ور گداگروں کو جو محنت و مزدوری کر سکتے ہوں زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

خیرات فقیروں میں تقسیم کرنا

(سوال ۳۹۲/۲) اکثر مقامات پر جمعرات کے دن فقیروں کو غلہ، روپے تقسیم کئے جاتے ہیں اور فقیروں میں مستحقین و غیر مستحقین کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہوتا پس اس طریقے پر خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں اور ایسی

---

(۱) ومصرف الزکوٰة الخ هو فقیر هو من له ادنی شئی ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب مصرف زکوٰة ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰ .ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ولا الی من بینهما ولا د (در مختار) قیدبالولادلجواز ه لبقیة الا قارب الخ بل هم اولیٰ لانه صلة وصدقة(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶ .ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفیر. (۲) ایضا ج ۲ ص ۸۳ .ط.س. ج۲ص ۳۴۳ ۱۲ ظفیر.

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة ولا یصرف فی نحو بناء مسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفیر.

(۴) وحیلة التکفین ان یتصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما و کذافی تعمیرا لمسجد (ایضاً کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر.

خیرات سے کوئی ثواب حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں۔

جو گدا گر ناجائز کاموں میں رقم خرچ کریں ان کو دینا کیسا ہے

(سوال ۳/۳۹۳) جن گداگروں کی نسبت گمان غالب ہو کہ وہ لوگ خیرات یا زکوٰۃ لے کر ناجائز کاموں میں صرف کرتے ہیں تو ان لوگوں کو خیرات یا زکوٰۃ دینا گناہ ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کا بہترین مصرف

(سوال ۴/۳۹۴) زکوٰۃ کا بہترین مصرف موجودہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے کیا ہے۔

مکاتب ومساجد میں صرف کرنا کیسا ہے

(سوال ۵/۳۹۵) زکوٰۃ کا روپیہ مساجد ومکاتب اور یتیم خانوں میں صرف کرنا کیسا ہے۔

طلبہ کو مدزکوٰۃ سے وظائف دینا کیسا ہے

(سوال ۶/۳۹۶) زکوٰۃ کے روپے سے طلبہ کو وظائف دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اولاً چند امور تمہیداً لکھے جاتے ہیں ان کے بعد جواب سوالات نمبروار لکھا جائے گا۔ تمہید اول مصارف زکوٰۃ وصدقات واجبہ فقراء ومساکین وغیرہما ہیں جو آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین۔(۱) الآیۃ میں مذکور ہیں۔ دوم:۔ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ میں تملیک یعنی مالک بنانا شرط ہے جیسا کہ للفقراء کے لام سے یہ مطلب مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لام تملیک کا ہے اور فقہاء حنفیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ زکوٰۃ میں مالک بنانا محتاج کا شرط ہے، جس جگہ تملیک نہ پائی جاوے گی وہاں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جیسے تعمیر ومرمت مساجد یا تعمیر مدارس وغیرہ یا تکفین میت کہ ان چیزوں میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۲)

سوم:۔ یہ کہ جن مصارف میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی جیسے تعمیر مساجد وغیرہ وتکفین میت ان میں صرف کرنے کے لئے فقہاء نے یہ حیلہ لکھا ہے کہ اول کسی ایسے شخص کو جو مالک نصاب نہ ہو رقم زکوٰۃ اس کی ملک کردی جائے بعد مالک ہونے کے وہ شخص کو جو مالک نصاب نہ ہو رقم زکوٰۃ اس کی ملک کردی جائے بعد مالک ہونے کے وہ شخص اپنی طرف سے تعمیر ومرمت مسجد وغیرہ یا تکفین میت میں صرف کردیوے کما فی الدر المختار وحیلۃ التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذا فی تعمیر المسجد(۳) اور حیلہ میت پر کفن ڈالنے کا مال زکوٰۃ سے یہ ہے کہ کسی فقیر کو مال زکوٰۃ دیا جاوے پھر وہ اپنی طرف سے میت کے کفن میں صرف کرے۔ سو حاصل ہوگا ثواب دونوں کو اور یہی حیلہ ہے تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کرنے کا اور شامی نے کہا کہ دونوں کو ثواب حاصل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰۃ دینے کا ثواب حاصل ہوگا اور کفن ڈالنے کا ثواب اس فقیر کو ہوگا جس نے اپنی طرف سے کفن ڈالا۔(۴) اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو تکفین کا بھی ثواب ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے الدال علی الخیر کفاعلہ۔(۱) ایسا ہی طحطاوی میں اور امام سیوطی نے جامع صغیر میں یہ

---

(۱) سورۃ توبہ. (۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ لا یصرف الی نحو بناء مسجد والا الی کفن میت (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفیر (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الزکوۃ ج ۲. ص ۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۷۱، ۱۲ ظفیر (۴) ای ثواب الزکوۃ للمزکی وثواب التکفین للفقیر (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر

روایت نقل کی ہے لو مرت الصدقة علی یدی مائة لکان لهم من الا جر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجره شیئاً(٢) (ترجمہ) اگر صدقہ سو ١٠٠ ہاتھوں پر کو گذرے تو ہر ایک کو ان میں سے ابتداء دینے والے کے برابر ثواب ہوگا۔ بدون اس کے کہ ابتداء کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی ہو اور سو ہاتھوں پر گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے والے نے کسی کو صدقہ دیا، پھر اس نے دوسرے کو دے دیا اور اس نے تیسرے کو دے دیا اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔

چہارم:۔ یہ کہ اگر کسی کو محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دی گئی اور بعد میں ثابت ہوا کہ جس کو زکوٰۃ دی گئی وہ غنی صاحب نصاب تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ دینا لازم نہیں اور دینے والے کو ثواب پورا ہوا۔ درمختار میں ہے دفع بتحر لمن یظنه مصرفاً فبان عبده الخ اعادوان بان غناه الخ لا یعید۔(٣) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اپنے گمان میں کسی کو مصرف سمجھا اور وہ مصرف سمجھ کر اس کو زکوٰۃ دی تو اگر بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ زکوٰۃ دینے والے کا غلام ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے، اور اگر اس کا غنی صاحب نصاب ہونا ظاہر ہوا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی دُوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحیح بخاری ومسلم سے نقل کیا ہے ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قا ل قال رجل لا تصدقن بصدقة فخرج بصدقة فوضعها فی ید سارق فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلة علی سارق فقال اللهم لک الحمد علی سارق لا تصدقن بصدقة فخرج بصدقة فوضعها فی ید زانیة فاصبحوا یتحد ثون تصدق اللیلة علی زانیة فقال اللهم لک الحمد علی زانیة لا تصد قن بصدقة فخرج بصدقةفو ضعها فی ید غنی فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلة علی غنی فقال اللهم لک الحمد علی سارق وزانیة وغنی فاتی فقیل له اما صد قتک علی سارق فلعله ان یستعف عن سرقته واما الزانیة فلعلها ان تستعف عن زنا ها واما الغنی فلعله یعتبر فینفق مما اعطاه الله متفق علیه ولفظه للبخاری۔(٤) اس حدیث سے جیسا کہ غنی کو بوجہ لاعلمی کے زکوٰۃ ودیگر صدقات کے ادا ہو جانے کا علم ہوا، ویسا ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ سارق اور زانیہ کو بوجہ لاعلمی کے زکوٰۃ وصدقات دینے سے ثواب حاصل ہوگا اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔

اور شامی میں ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اگر وہ صورت فقیرانہ ومفلسانہ رکھتا ہے یا فقیروں کے ساتھ ہو کر آیا، یا اس نے سوال کیا اور اس پر زکوٰۃ دینے والے نے اس کو زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اگرچہ بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ غنی تھا اور مصرف زکوٰۃ نہ تھا عبارت شامی یہ ہے واعلم ان المدفوع الیه لو کان جالساً فی صف الفقراء یصنع صنعهم او کان علیه زیهم اوساله فاعطاه کانت هذه الا سباب بمنزلة التحری کذا فی المبسوط حتی لو ظهر غناه بعد لم یعد۔(٥)

پنجم:۔ یہ کہ تندرست کمانے اور محنت کی طاقت رکھنے والے کو اور اس شخص کو جس کے پاس ایک دن کا کھانے کو ہو،

(١، ٢) ردالمحتار کتاب الزکوۃ ج ٢ ص ١٦ ط.س. ج٢ ص ٢٧١. ١٢ ظفیر
(٣) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ٢ ص ٩٢ ط.س. ج٢ ص ٣٥٣. ١٢ ظفیر.
(٤) مشکوۃ باب الا نفاق وکراهیة الا مساک فصل اول عن ابی هریرة ص ١٦٥ ١٢ ظفیر
(٥) رد المحتار باب المصرف ج ٢ ص ٩٢ ط.س. ج٢ ص ٣٥٣. ١٢ ظفیر

سوال کرنا حرام ہے اور تندرست کمانے کی طاقت رکھنے والے کو عند البعض دینا بھی گناہ ہے لیکن طالب علم وغیرہ کو بوجہ مشغولی تحصیل علم باوجود صحیح مکتسب ہونے کے دینا اور اس کو لینا درست ہے۔ درمختار میں ہے و لا یحل ان یسئل شیئاً من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوۃ کالصحیح المکتسب ویا ثم معطیه ان علم بحاله لاعانته علی المحرم ولو سال للکسوۃ اولا شتغاله عن الکسب بالجهاد اوطلب العلم جاز لو محتاجاً (۱) اور عند البعض کی قید اس لئے لگائی گئی کہ بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ قیاس اگر چہ اس کو مقتضی ہے کہ ایسے لوگوں کو دینا گناہ ہو لیکن بتاویل ہبہ اس کو جائز کہہ سکتے ہیں اور غنی اور غیر محتاج کو ہبہ کرنے میں گناہ نہیں ہے لیکن ظاہر ہے کہ زکوۃ میں یہ تاویل نہیں چل سکتی۔ الغرض حاصل یہ ہے کہ باوجود علم کے دینا نہ چاہئے اور لاعلمی میں دیا جاوے تو اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ ان تمہیدات کے بعد جواب مسائل نمبر وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر وہ گدا گر بصورت حال محتاج معلوم ہوتے ہیں تو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جاوے گی اگر چہ فی الحقیقت وہ مستحق نہ ہوں۔ (۲)

(۲) دینے والے کو بہ قاعدہ انما لا عمال بالنیات ثواب حاصل ہوگا اور زکوۃ بھی ادا ہو جاوے گی۔

(۳) گمان غالب اگر ایسا ہے تو بے شک ان کو زکوۃ و خیرات دینا ناجائز ہے اور گناہ ہے کیونکہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہے اور اعانت علی المعصیۃ حرام ہے۔ قال الله تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعا ونوا علی الا ثم والعدوان (المائدح . ۱)

(۴) طالبان علم دین اس زمانہ میں بہترین مصارف زکوۃ سے ہیں، چنانچہ فی سبیل اللہ میں فقہاء نے طالب علم کو داخل فرمایا ہے اور طلبہ ابن سبیل میں بھی داخل ہیں۔ (۳) اور رسول اللہ ﷺ نے طالبان علم دین کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور تاکید فرمائی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله۔ (۴) وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الناس لکم تبع وان رجالاً یا تونکم من اقطار الا رض یتفقهون فی الدین فاذا اتوکم فاستوا صوا بهم خیراً رواه الترمذی۔ (۵)

(۵) مساجد کا حکم تمہید دوم سے معلوم ہوا کہ مال زکوۃ کو تعمیر و مرمت مساجد اور فرش وغیرہ ضروریات مساجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے مگر بہ حیلہ مذکورہ تمہید سوم لیکن مکاتب و مدارس دینیہ اور یتیم خانوں کے طلبہ و یتامی غرباء کو زکوۃ دینا درست ہے اور بہترین مصارف میں سے ہے۔ (۶)

(۶) دیئے جاسکتے ہیں۔ (۷) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۵ . ط.س. ج۲ص ۳۵۴ . ۱۲ ظفیر
(۲) واعلم ان المدفوع الیه لوکان جالسا فی صف الفقراء یصنع صنعهم اوکان علیه ذیهم او ساله فاعطاه کانت هذه الا سباب بمنزلة التحری کذا فی المبسوط حتیٰ لو ظهر غناه بعد لم یعد(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲ . ط.س. ج۲ص ۳۵۲) ظفیر. (۳) مشکوۃ المصابیح کتاب العلم فصل ثانی ص ۳۴ . ۱۲ ظفیر
(۴) ایضاً
(۵) حوالہ گذر چکا
(۶) وفی سبیل الله الخ وقیل طلبة العلم الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳ . ط.س. ج۲ص ۳۴۳)

نیوتہ کا بقیہ روپیہ نصاب برابر ہو مگر وصول نہیں ہوا ہے تو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۳۹۷) ایک شخص کے نیوتہ کا روپیہ ہے جو نصاب کو پہنچتا ہے اور وہ وقت معہود پر ملے گا لیکن اس وقت وہ فقیر اور مسکین ہے۔ ایک شخص نے اس کو زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا تھا، آیا اس کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نیوتہ کا روپیہ جو لوگوں کے ذمہ ہے اس کے نہ آنے اور وصول ہونے اور نہ ہونے میں تردد ہے اس لئے اگر اس کو زکوٰۃ دی جاوے گی ادا ہو جائے گی کیونکہ سردست وہ فقیر ہے۔(۱) فقط۔

جس عالم کے پاس کتب خانہ ہو اسے زکوٰۃ لینا کیسا ہے

(سوال ۳۹۸) مال زکوٰۃ عالم کو جس کے پاس نقد بالکل نہیں مگر کتب خانہ جمع ہے، لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) عالم کے پاس اگر ضرورت سے زیادہ کتابیں نہیں ہیں مثلاً ہر فن کی کتابوں کا ایک ایک نسخہ ہے تو اس کو زکوٰۃ لینا درست ہے اور اگر ایک نسخہ سے زیادہ کئی کئی نسخے ہر ایک کتاب کے ہیں یا فقہ وحدیث وتفسیر وغیرہ علوم دینیہ کے سوا دیگر فنون معقولات وتاریخ وغیرہ کی کتابیں نصاب کے قدر ہیں تو اس کو زکوٰۃ لینا درست نہیں ہے۔ شامی نے یہ تفصیل مذکور لکھی ہے، اور یہ بھی اس میں ہے کہ کتابیں جو بہ نیت تجارت نہ ہوں وہ عالم کے پاس ہوں یا غیر عالم کے اور ضرورت کے موافق ہوں یا زیادہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس شخص کو جس کے پاس کتابیں ہیں زکوٰۃ لینے اور نہ لینے کے بارے میں وہ تفصیل ہے جو اوپر لکھی گئی۔(۲)

بھائی بہنوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۹) ایک شخص بحیات والدین صاحب زکوٰۃ عسیر المعاش طویل الکنبہ اور قلیل المدخل اپنے نابالغ بھائی بہنوں کو جو قوت وکسوۃ سے تنگ رہتے ہیں تو وہ ان کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں اور اگر والدین صاحب زکوٰۃ نہیں تو اس صورت مین وہ اپنے برادران وہمشیرگان نابالغ کو زکوٰۃ دیوے یا نہیں۔

(جواب) بھائی بہنوں کو جو کہ مالک نہیں ہیں تو پھر اگر چہ والدین غنی بھی ہوں تب بھی ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ فقط (وكذا الى البنت الكبيرة اذا كان ابوها غنياً لان قدر النفقة لا يغنيها وبغنى الا ب والزوج لا تعد غنية كذا في الكافي . عالمگیری باب المصرف ج ۱ ص ۱۸۹) ظفیر۔

ماہوار آمدنی کافی ہو مگر صاحب نصاب نہیں تو زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۰) جس شخص کی ماہواری آمدنی معقول ہو لیکن سال بھر تک اس کے پاس قدر نصاب جمع نہیں رہتا اور وہ صاحب زکوٰۃ نہیں ہے ایسے شخص کو مال زکوٰۃ یا صدقہ نافلہ سے دینا اور اس کو لینا کیسا ہے۔

---

(۱) ويجوز صرفها الى من لا يحل له السوال اذا لم يملك نصابا . (عالمگیری مصری باب المصارف ج ۱ ص ۱۸۹) ظفیر

(۲) ولا زكوة في ثياب البدن الخ ودور السكنى ونحوها وكذا الكتب وان لم تكن لا هلها اذا لم تنو للتجارة غير ان الاهل له اخذ الزكوة وان ساوت نصبا الا ان تكون غير فقه و حديث و تفسير او تزيد على نسختين هو المختار الخ وفي الا شباه الفقيه الا يكون غنيا بكتبه المحتاج اليها ، الا في دين العباد فتباع له (در مختار) استدراک على التعميم الماخوذ من قوله وان لم تكن لا هلها اى ان الكتب لا زكاة فيها على الا هل وغيرهم من اى علم كانت لكونها غير مية وانما الفرق بين الا هل وغيرهم في جواز اخذ الزكوة والمنع عنه فمن كان من اهلها اذا كان محتاجا اليها للتدريس والحفظ والتصحيح فانه لا يخرج بها عن الفقر فله اخذ الزكوة ان كانت فقها او حديثا او تفسيرا ولم يفضل عن حاجته نسخ تساوى نصابا كان يكون عنده من تصنيف نسختان وقيل ثلاث لان النسختين يحتاج اليها التصحيح كل من الا خرى والمختار الا ول اى كون الزائد على الزائد على الواحدة فاضلاً عن الحاجة واما غير الا هل فانهم يحرمون بالكتب من اخذ الزكوة الخ (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰ و ج ۲ ص ۱۱ . ط.س. ج۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.

مسلمان سپاہی پر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا کیسا ہے۔

(سوال ۴۰۱) جنگ میں جو مسلمان سپاہی مجروح ہوتے ہیں ان کی ضروریات کا سامان مال زکوۃ سے خرید کر بھیجنا یا نقد روپیہ اس واسطے بھیجنا کہ ان کی ضروریات میں صرف کیا جاوے درست ہے یا نہیں زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس کو مال زکوۃ یا صدقہ نافلہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے۔ (۲)

(۲) زکوۃ میں تملیک فقیر ضروری ہے یعنی مالک بنانا ایسے شخص کو جو مالک نصاب نہ ہو لازم ہے پس اگر مجروحین مسلمین کے پاس پہنچنا زکوۃ کا جو کہ مالک نصاب نہ ہوں یقین ہے تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ (۳) فقط۔

زکوۃ کے روپے سے چاول خرید کر فقیروں کو بھیک دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے

(سوال ۴۰۲) زکوۃ کے روپے سے چاول خرید کر سال بھر تک فقیروں کو بھیک دینے سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ادا ہو جاوے گی۔ (۴) فقط۔

انجمن یا مدرسہ کو زکوۃ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۳) انجمن یا مدرسہ اسلامیہ میں زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ میں فقراء کا مالک بنانا ضروری ہے، بدون اس کے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (۵) پس اگر انجمن میں طلبہ محتاج ہوں تو ان کو زکوۃ دینا درست ہے اور ملازمین انجمن اور واعظین کی تنخواہ میں زکوۃ دینا درست نہیں ہے اس میں بہت احتیاط کرنی چاہئے، زکوۃ کا مال خاص محتاجوں کی ملک میں بلا کسی معاوضہ کے جانا چاہئے انجمن کے مختلف اخراجات میں زکوۃ کا مال خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی اور مدارس اسلامیہ میں جو زکوۃ کا روپیہ آتا ہے وہ بھی خاص طلبہ مساکین کی خوراک و پوشاک میں صرف ہوتا ہے، کسی مدرس وملازم کی تنخواہ میں دینا یا تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے۔ فقط۔

بلا تملیک مطبخ سے کھانا دینا کیسا ہے

(سوال ۴۰۴) اگر مہتمم مدرسہ زکوۃ کے روپے سے مطبخ قائم کرے اور بلا تملیک طلبہ مدرسہ کو کھانا کھلائے تو اس صورت میں تملیک ہو جائے گی یا نہیں۔ حالانکہ طلبہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے کھانے کو لے جاویں یا جس کو جی چاہے کھلا دیں۔ اگر نہیں تو کون سی ایسی صورت ہوگی جس سے زکوۃ کا روپیہ اپنے مصرف میں صرف ہو۔

(جواب) زکوۃ میں تملیک ضروری ہے اور یہ صورت طلبہ کو کھانا کھلانے کی جو آپ نے لکھی ہے تملیک کی صورت نہیں ہے اس طرح زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ اول نقد روپیہ یا اجناس زکوۃ کی تملیک کرادی جائے پھر اس کی طرف سے داخل مدرسہ کر کے کھانا طلبہ کو کھلایا جائے۔ (۶) فقط۔

---

(۱) ولا الی من بینهما ولا د (در مختار) قید بالولاد لجواز ہ لبقیة الا قارب کالا خوة والا عمام والا خوال الفقراء بل هم اولی لا نه صلة وصدقة (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر.
(۲) ویجوز دفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی (عالمگیری باب المصارف ص ۱۸۹) ظفیر. (۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) وجاز دفع القیمة فی زکوة وعشر الخ (ایضاب باب الغنم ج ۲ ص ۲۹. ط.س. ج۲ ص ۲۸۵) ظفیر. (۵) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (ایضا باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر. (۶) وحیلة التکفین ان یتصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذافی تمعیر المسجد (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر

بھنگ وافیون کے عادی کوزکوٰۃ دی جائے یانہیں

(سوال ۴۰۵) ایک شخص نہایت مفلس اورغریب ہے لیکن بھنگ وافیون وغیرہ کا ازحد مرتکب ہے اس کو زکوٰۃ دینا شرعاً جائز ہے یانہیں۔ کتاب تنبیہ الغافلین میں یہ حدیث لکھی ہے۔ فرمایا حضرت ﷺ نے من اطعم شارب الخمر لقمة سلط الله عليه حية وعقرباً في قبره۔(۱)

(جواب) یہ ظاہر ہے کہ صدقات وخیرات صلحاء کو دینا افضل ہے جیسا کہ وارد ہوا ولیا کل طعامکم الا برار یعنی چاہئے کہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھاویں۔ لیکن فاسق وفاجر شراب خوار جب کہ مفلس ہے اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے اگر چہ بہتر یہ ہے کہ صلحاء فقراء کو دیوے اور کتاب مذکور سے جو حدیث نقل کی ہے اس کا حال بندہ کو معلوم نہیں کہ وہ ثابت ہے یانہیں، اگر ثابت ہو تو اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ شارب الخمر کو اگر محبت کے ساتھ کچھ کھلا دے پلا دے تو ایسی وعید کا مستحق ہے۔ بہرحال اداز کوٰۃ میں کچھ تامل نہیں۔ بہتر ہونا اور نہ ہونا دوسری بات ہے۔ اور مفلس محتاج اگر چہ فاسق ہو اس کے دینے میں بھی ثواب ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ کہ ہر ایک ذی روح کے دینے میں اجر ہے۔(۲) فقط۔

(البتہ اگر یہ یقین ہو کہ وہ شراب پینے پر یہ رقم صرف کرے گا تو اسے دینا درست نہیں ہے، ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ارشاد ربانی ہے۔ ظفیر)

گھر پر صاحب نصاب ہے اور پردیس میں مفلوک الحال تو وہ زکوٰۃ لے یانہیں

(سوال ۴۰۶) اگر کوئی شخص اپنے مکان پر صاحب نصاب ہے اور وطن سے باہر سودو سوکوس پر ہے وہاں صاحب نصاب نہیں بلکہ تنگ دست ہے اور امامت کرتا ہے اس کے سوا اور کوئی ذریعہ گذر کا نہیں ہے، ایسے شخص کو زکوٰۃ وصدقہ فطر اور قربانی کی کھال کا روپیہ لینا جائز ہوگا یانہیں۔

(جواب) مسافر اگر سفر میں تنگ دست ہو اس کو زکوٰۃ وغیرہ دینا اور لینا درست ہے(۳) لیکن امام مسجد کو بوجہ امامت کے زکوٰۃ وصدقہ فطر وقیمت چرم قربانی لینا اور دینا درست نہیں ہے۔(۴)

دختر کوزکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۰۷) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کیا۔ بکر قرضدار ہے، اسی وجہ سے زوجہ کے نفقہ کا متحمل نہیں ہوسکتا، اگر زید اپنی لڑکی کو زکوٰۃ دے تو جائز ہے یانہیں۔

(جواب) زکوٰۃ دینا اپنی دختر کو جائز نہیں ہے، درمختار میں ہے ولا الى من بينهما ولا دالخ . باب المصرف (۵) فقط۔

---

(۱) تنبیہ الغافلین للسمر قندی باب الزجر عن شرب الخمر ص ۷۳ ۱۲ ظفیر

(۲) مصرف الزكوٰة الخ هو فقير هو من له ادنى شئ اى دون النصاب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر.

(۳) وابن السبيل وهو كل من له مال لا معه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ص ۳۴۳) ظفیر

(۴) الاصل فيه قوله تعالىٰ انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ (هدايه ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.

(عه) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصدقة ان تشبع كبدا جائعا قال الطيبى يعم المومن والكافر والناطق وغيره ا ه (مرقاة المصابيح باب افضل الصدقة ج ۲ ص ۳۸۹) ظفیر صدیقی.

(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ص ۳۴۶. ۱۲ ظفیر.

قرابت دار مستحق بے نمازی ہو اور غیر قرابت دار نمازی تو زکوٰۃ کسے دی جائے

(سوال ۱/ ۴۰۸)دو قرابت دار تندرست مسلمان مسکین عیالدار بے نمازی کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں اور اجنبی نمازی، رشتہ دار بے نمازی سے افضل ہے یا نہیں۔

بدعتی کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۴۰۹) جو جاہل مسلمان ارکان اسلام سے ناواقف ہوں اور تعزیہ داری وغیرہ بدعات میں رہتے ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اہل قرابت جو محتاج ہیں ان کو زکوٰۃ دینا زیادہ ثواب ہے اور نماز کی ان کو نصیحت کرے، اور اگر وہ عمل نہ کرے ان پر گناہ ہے۔(۱)

(۲) ان جہلاء میں جو محتاج وفقیر ہیں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔(۲) فقط۔

موجودہ زمانہ میں سید کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۴۱۰) اس زمانہ میں جب کہ خمس کا نام بھی لوگ بھول گئے، غریب اولاد رسول ﷺ کو زکوٰۃ عند امام ابو حنیفہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب صحیح یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی جب کہ خمس الخمس بھی بنی ہاشم کو نہیں دیا جاتا، زکوٰۃ دینا ان کو یعنی سادات بنی ہاشم کو درست نہیں جیسا کہ درمختار میں ہے، **ولا الی بنی ھاشم الی ان قال ثم ظاھر المذاھب اطلاق المنع** (درمختار) یعنی **سواء فی ذلک کل الا زمان وسواء فی ذلک دفع بعضھم بعض غیرھم لھم الخ** ردالمحتار شامی جلد ۲ باب المصرف (۳) فقط۔

مسجد، مدرسہ اور داماد کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۱۱) مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کو صرف کرنا کیسا ہے، داماد اگر غریب ہو اس کو دینا خواہ اس کی بیوی صاحب نصاب ہو، یا کسی مستحق کو دی جائے، غرباء کو کھانا کھلایا جاوے۔

(جواب) مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کو صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۴) اور اولاد کو دینا بھی درست نہیں ہے۔(۵) اور داماد اگر صاحب نصاب نہ ہو اس کو دینا درست ہے۔(۶) اور اگر دیگر مستحقین یعنی فقراء ومساکین ویتامیٰ کو دینا بھی درست اور اس روپے کا کھانا پکا کر تقسیم کر دینا بھی درست ہے مگر بٹھا کر نہ کھلاوے بلکہ ان کو تقسیم کر دے اور

---

(۱) ولا الی من بینھما ولاد (در مختار) وقید بالولاد لجوازہ لبقیة الا قارب کالا خوة والا عمام والا خوال الفقراء بل ھم اولی لانہ صلة وصدقة وفی الظھیریة ویبدا فی الصدقات بالا قارب ثم الموالی ثم الجیران الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۶) ظفیر.

(۲) مصرف الزکوٰة الخ ھو فقیر وھو من له ادنی شئی ای دون نصاب الخ (ایضاً ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ و ج ۲ ص ۹۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۰.۱۲ ظفیر (۴) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة ولا یصرف الی بناء نحو مسجد الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(۵) ولا الی بینھما ولاد (در مختار) ای بینه وبین المدفوع الیه لان منافع الا ملاک بینھم متصلة الخ ای اصله وان علا کا بویه الخ وفرعه وان سفل الخ کا ولاد ولاد الخ ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۶) ظفیر

(۶) قید بالولاد لجوازہ لبقیة الا قارب الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۶) ظفیر

مالک بنادیوے۔ پھر خواہ وہ وہاں اس کو کھالیں یا اپنے ساتھ لے جاویں (۱) فقط۔

بھانجہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۲) ایک شخص کے پاس دوسوڈھائی سوروپے نقد ہیں خرچ سے علیحدہ اور اسی قدر زیور ہے مگر استعمال میں نہیں آتا تو یہ شخص اپنے مال کی زکوٰۃ فیصدی اڑھائی روپے نکال کر اپنے بھانجہ کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) سب زیور اور نقد کی زکوٰۃ بحساب ۲½ سیکڑہ دینی چاہئے، بھانجہ نادار و مفلس کو زکوٰۃ دینا درست ہے ماموں اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے بھانجہ کو دے سکتا ہے۔ (۲) فقط۔

مسجد کے کنوئیں میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانا کیسا ہے

(سوال ۱/۴۱۳) ایک کنواں نصف مسجد کے فرش میں ہے تو اس میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔

گاؤں کے کنوئیں میں زکوٰۃ کی رقم نہیں لگا سکتے

(سوال ۲/۴۱۴) گاؤں میں ایک کنواں بنانے کی ضرورت ہے تو اس میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱،۲) دونوں صورتوں میں کنوئیں کی تعمیر میں زکوٰۃ کا روپیہ پیسہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

بیوہ کی تنخواہ زکوٰۃ سے دینی درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۵) کسی مسماۃ بیوہ کی تنخواہ ماہانہ مقرر کی جائے اور نیت یہ ہو کہ یہ تنخواہ زکوٰۃ میں سے دی جاوے گی جو آئندہ واجب الادا ہوگی۔ یہ کارروائی اس حیثیت سے ادائے زکوٰۃ کے واسطے کافی ہے یا کیا۔

(جواب) ادائے زکوٰۃ کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس وقت اس بیوہ کو ماہوار کچھ دیا جاوے یا اس کے دینے کے لئے کچھ روپیہ مثلاً سال بھر چھ ماہ کا علیحدہ رکھ دیا جاوے اور بوقت علیحدہ کرنے کے نیت زکوٰۃ کی کی جاوے، پھر وقتاً فوقتاً اگر اس میں سے اس بیوہ کو کچھ دیا جاوے گا تو پھر نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی (۴)۔

زکوٰۃ سادات کے لئے کب درست ہے

(سوال ۴۱۶) عام طور سے مشہور ہے کہ زکوٰۃ وصدقہ کا مال آل محمد ﷺ کے لئے حرام ہے۔ حال میں ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ ایسا مال آل محمد ﷺ کے لئے بعض حالات میں مباح بھی ہے اور اندریں باب علماء نے فتویٰ دے دیا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کن حالات میں مال زکوٰۃ وصدقہ سادات بنی فاطمہ کے لئے حرام ہے اور اگر مباح ہے تو کن حالات میں۔

(جواب) مفتی بہ مذہب یہی ہے کہ سادات کو اس زمانہ میں بھی زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثل قیمت چرم قربانی وصدقہ فطرہ وغیرہ دینا حرام ہے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (ایضاً ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفیر

(۲) ولا الی من بینهما ولاد (در مختار) قید بالولاد لجوازه لبقیة الا قارب کالا خوة والا عما مهم والا خوال الفقراء بل هم اولی لا نه صلح وصدقة (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفیر.

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة ولا یصرف الی بناء نحو مسجد والا الی کفن میت (در مختار) نحو مسجد کبناء القنا طر والسقا یات واصلاح الطوقات وکری الا نها ر والحج والجهاد وکل مالا تملیک فیه زیلعی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفیر.

(۴) وشرط صحة ادائها نیة مقارنة له ای للاداء الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص۲۶۸) ظفیر.

ان هذه الصدقات انما هی اوساخ الناس و انها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواه مسلم (۱) اور درمختار میں ہے ولا الی بنی هاشم الخ ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع الخ،(۲) وهكذافی الشامی۔ پس یہ قول صحیح نہیں ہے جو کہ کسی نے کہا کہ بعض حالات میں مباح ہے۔

زکوٰۃ کے......روپے کا جمع کرنا اور اسے تجارت میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۴۱۷) اگر چند اشخاص دولت مند کئی ہزار روپے زکوٰۃ کا جمع کر کے چند فقیر لوگوں کے سپرد اس غرض سے کریں کہ وہ روپیہ حقداران زکوٰۃ کو حسب ضرورت دیتے رہیں، وہ لوگ جن کی سپردگی میں مال زکوٰۃ دیا گیا ہے وہ اس مال کو بڑھانے کی غرض سے تجارت میں لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) یہ جائز ہے کہ ایک شخص یا چند اشخاص اپنے مال کی زکوٰۃ کا روپیہ نیت زکوٰۃ سے علیحدہ کر کے رکھیں یا کسی کے سپرد کر دیں کہ وہ شخص حسب ضرورت اس رقم زکوٰۃ کو فقراء و مساکین پر صدقہ کرتا رہے۔ (۳) مگر اس شخص کو یہ درست نہیں ہے کہ اس مال زکوٰۃ کو تجارت میں لگاوے۔ فقط۔

سو روپے آمدنی ہو اور تین سو خرچ تو اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۱۸) ایک شخص کو سو روپے سالانہ کی آمدنی اپنے مکان سے ہے اور خرچ اس کا تین سو روپے سالانہ کا ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ شخص مصرف زکوٰۃ ہے، اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (۴) کذافی الشامی ۔ کتاب الزکوۃ۔ فقط۔

مستحق کو رقم نہ دی بلکہ اس کے گھر کی مرمت میں خرچ کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۱۹) زید، زکوٰۃ کا روپیہ بکر کو دینا چاہتا ہے مگر بکر موجود نہیں، زید نے زکوٰۃ کا روپیہ بکر کے مکان کی مرمت وغیرہ میں لگا دیا اور بکر کو خط لکھ دیا کہ ہم نے اس قدر روپیہ تمہارے کام میں صرف کر دیا ہے جس کے وصول کرنے کا تم سے کوئی دعوی نہیں۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

اجازت لے کر اس کے کام میں صرف کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۲۰) زید نے بکر کو خط لکھا کہ اس قدر روپیہ ہم تمہارے فلاں کام میں خرچ کرنا چاہتے ہیں اور تم سے کبھی وصول کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ بکر نے لکھ دیا کہ کر دو، تب زید نے زکوٰۃ کا روپیہ مکان وغیرہ کی مرمت میں لگا دیا، اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ یہ ضروری ہے کہ بکر کو اول وہ روپیہ زکوٰۃ کا دے کر اس کو قطعی طور

---

(۱) مشکوۃ باب من لا تحل له الصدقة فصل اول ص ۱۶۱۔ ۱۲ ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ و ج ۲ ص ۹۱)۔ط.س. ج۲ص ۱۲.۳۵۰ ظفیر

(۳) وشرط صحة ادائها نية مقارنة له ای للاداء الخ او مقارنة بعزل ما وجب كله او بعضه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴.ط.س.ج۲ص۲۶۸) ظفیر

(۴) ولا الی غنی يملک قدر نصاب فارغ عن حاجة الاصلية (در مختار) قال فی البدائع قدر الحاجة هو ماذكره الكرخی فی مختصره فقال لا باس ان يعطی من الزكوة من كان له مسكن وما يتا ثث به فی منزله وخادم و فرس و سلاح وثياب البدن وكتب العلم ...... ان كان من اهله الخ وذكر فی الفتاوى فيمن له حوانيت و دور الغلة لكن غلتها لا تكفيه وعياله انه فقير ويحل له اخذ الصدقة عند محمد وعليه الفتوى (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸.ط.س.ج۲ص۳۴۷) ظفیر

سے مالک بنادیا جاوے، پھر وہ اپنی طرف سے مکان بنادے یا مرمت کرے۔(۱)
(۲) اس صورت میں بھی زکوٰۃ ادانہ ہوگی۔ الغرض جس کو زکوٰۃ دی جاوے پہلے اس کو مالک بنادیا جاوے بشرطیکہ وہ مالک نصاب نہ ہو۔(۲) فقط۔

قیمت چرم قربانی اور صدقہ جمع کر کے بتدریج سال بھر میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۱) قیمت چرم قربانی وصدقہ فطر جمع کر کے سال بھر تک بتدریج خرچ کرنا یا صدقہ فطر کی قیمت دوسری جگہ بھیجنا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) درست ہے(۳) فقط

سید کا قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۲) ایک سید کے ذمہ ایک مسلمان کا قرضہ ہے، آیا وہ قرضہ مد زکوٰۃ سے ادا کر سکتا ہے۔

ہندو مفلس کا قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۳) ایک ہندو مفلس کے ذمہ کسی غریب مسلمان کا قرضہ ہے، یہ قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں۔
(جواب) (۱،۲) ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ کے روپے سے قرضہ ادا نہیں کیا جا سکتا (۴) فقط۔

ممالک یورپ میں تبلیغ پر زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۲۴) ممالک یورپ میں اشاعت وتبلیغ اسلام کے کام میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں
(جواب) اس میں زکوٰۃ ادانہ ہوگی، زکوٰۃ کے بارے میں پوری احتیاط لازم ہے، زکوٰۃ میں مالک بنانا محتاج کو ضروری ہے۔(۵) فقط۔

حیلہ کے ذریعہ اصول وفروع پر زکوٰۃ صرف کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۲۵) مزکی اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے اصول وفروع کو جو مصرف زکوٰۃ نہیں ہیں، بحیلہ تملیک الغیر زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں، ایسا حیلہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔
(جواب) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وقد منا ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یا مرہ بفعل ھذہ الا شیاء(۶) الخ لیکن شامی میں ہے کہ اصول وفروع کو اس حیلہ سے زکوٰۃ دینا مکروہ تحریمی ہے فرع یکرہ ان یحتال فی صرف الزکوٰۃ الی والدیہ المعسرین بان تصدق بھا علی فقیر ثم صرفھا الفقیر الیھما کما فی القنیة قال فی شرح الوھبا نیة وھی شھیرة مذکورة فی غالب الکتب(۷) الخ ص ۶۳ شامی ج ۲۔ فقط۔

(۱، ۲) ولا یخرج عن العھدة بالغول بل بالا داء للفقراء (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ج۲ ص ۱۵ ط.س. ج۲ ص ۲۷۰) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (ایضا باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) (۳) وافتراضھا عمری علی التراخی وصححه الباقانی وغیرہ. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱.
(۴) ولا الی بنی ھاشم الخ ثم ظاھر المذھب اطلاق المنع (در مختار) سواء فی ذالک کل الا زمان وسواء فی ذالک دفع بعضھم لبعض ودفع غیرھم لھم (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ و ج ۲ ص ۹۱. ط.س. ج۲ ص ۳۵۰) ولا تدفع الی ذمی لحدیث معاذ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲. ط.س. ج۲ ص ۳۵۱) ظفیر
(۵) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا یصرف الی بناء نحو مسجد الخ (ایضا ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر.
(۶) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۵. ۱۲ ظفیر
(۷) رد المحتار باب المصرف تحت قوله ولا الی من بینھما ولاد ج ۲ ص ۸۷. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶. ۱۲ ظفیر

زکوٰۃ اسلامی عمارتوں پر لگ سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۶) زکوٰۃ کا روپیہ اسلامیہ مدارس دینی یا دنیوی، دینی مشترکہ یا اسلامی بورڈنگ ہاؤس یا سوائے مساجد کے دیگر اسلامی عمارتوں پر لگ سکتا ہے یا نہیں۔

تبلیغی جلسے پر زکوٰۃ صرف کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۲۷) تبلیغ اسلام کے لئے اگر جلسے یا مجالس قائم کی جائیں جن کی غرض محض پبلک کو دعوت الی الحق ہو ان کے اخراجات میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں۔

مبلغین کا تقرر زکوٰۃ کی رقم سے درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۸) فی زمانہ جب کہ جہالت کا زور ہے مبلغین کا تقرر زکوٰۃ کے روپے سے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) زکوٰۃ کا روپیہ ان تعمیرات میں نہیں لگ سکتا۔ زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو اس کا مالک بنایا جاوے خواہ وہ طالب علم مسکین ہو یا کوئی دوسرا محتاج ہو۔ (۱)

(۲) ان کاموں میں بھی زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لگ سکتا۔ (۲)

(۳) جائز نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

مدرس وطالب علم کو زکوٰۃ لینا کیسا ہے

(سوال ۴۲۹) مدرس اور طالب علم کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں، اگرچہ وہ غنی ہو، قال فی الدر المختار ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکوٰۃ ولوغنیا اذا فرغ نفسه لا فادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی مالا بد منه۔

(جواب) اقول قدرده فی رد المحتار بقوله وهذا الفرع مخالف لا طلاقهم الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احد. قلت وهو کذلک والا وجه تقییده بالفقیر ویکون طلب العلم مرخصاً لجواز سواله من الزکوٰۃ وغیرها وان کان قادراً علی الکسب الخ (۴) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ طالب علم غنی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، طالب علم کی مشغولی کی وجہ سے صرف یہ رخصت ہے کہ کسب میں مشغول ہونا اس کو ضروری نہیں ہے، زکوٰۃ لے سکتا ہے بوجہ فقر کے اور مدرس غنی کو عدم جواز کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تنخواہ میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے اور بوجہ غناء کے بھی درست نہیں۔ فقط۔

صاحب نصاب کو حج کے لئے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۳۰) ایک شخص صاحب نصاب ہے اس کو حج کے لئے زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(جواب) اس شخص کو جو کہ صاحب نصاب ہے زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ (۵)

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة لا یصرف الی بناء نحو مسجد الخ (الدر المختار) کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الا نهار والحج والجهاد وکل مالا تملیک فیه زیلعی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفیر (۲،۳) ان دونوں کی دلیل بھی وہی ہے جو اوپر نقل کی گئی ۱۲ ظفیر

(۴) دیکھئے رد المحتار باب المصرف تحت قوله والحاجة داعیة ج ۲ ص ۸۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۰ ۱۲ ظفیر

(۵) ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجة الا صلیة من ای مال کان (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۷) ظفیر

بہو پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۱/۴۳۱) زید زکوٰۃ کا روپیہ یا اس سے کپڑا خرید کر اپنے بیٹے کی زوجہ کو دے سکتا ہے یا نہیں۔
(۲) زید نے پسر کی زوجہ کے لئے کپڑا بنایا، ابھی اس کو دیا نہیں تو اب بہ نیت زکوٰۃ اس کو وہ کپڑا دے سکتا ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ دوسال میں ادا کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳/۴۳۲) زید کو پندرہ روپے زکوٰۃ دینی ہوتی ہے اگر تیس روپے دے دیوے تو دوسال کی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔
(جواب) (۱) زید اپنے بیٹے کی زوجہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے جب کہ وہ مصرف زکوٰۃ ہو اور کپڑا وغیرہ بھی زکوٰۃ کے روپے سے بنا کر دے سکتا ہے۔(۱)
(۲) وہ کپڑا بہ نیت زکوٰۃ اپنی بہو یعنی زوجہ پسر کو دے سکتا ہے۔
(۳) یہ درست ہے اس صورت میں دوسال کی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

خادمہ کو محتاجی کی وجہ سے زکوٰۃ وفطرہ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۳۳) زکوٰۃ یا فطرہ کے دام، اپنی خادمہ کھانا پکانے والی کو اگر غریب ہو، دے سکتے ہیں یا نہیں۔
(جواب) اپنی خادمہ پکانے والی کو زکوٰۃ وفطرہ اس وجہ سے دینا کہ وہ محتاج وغریب ہے اور تنخواہ میں نہ دی جاوے تو یہ درست ہے البتہ تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔
(وكذا ء اجزاء ه) ما يد فعه الى الخدم من الرجال والنساء فى الا عياد وغيرها بنية الزكوٰة ۔ عالمگیری باب المصارف ج ۲ ص ۱۹۰ ۔ظفیر)

نابالغ کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۳۴) نابالغ کو زکوٰۃ دی جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) نابالغ محتاج کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے(۴) فقط۔
(اگر وہ قبضہ کرنے کو جانتا ہو کہ لے کر پھینک نہ دے، ورنہ اس کے ولی کے سپرد کرنی چاہئے۔ظفیر)

مستحق کو لڑکی کی شادی کے لئے زکوٰۃ کی رقم دینی درست ہے

(سوال ۱/۴۳۵) ہندہ پر اس کے زیور کی زکوٰۃ دوسال کی واجب ہے جو قریب چالیس روپے کے ہوتی ہے اس کے پاس ایک لڑکی کئی سال سے رہتی ہے جس کو اس نے قرآن شریف پڑھایا ہے اور اس کے کھانے کے کپڑے وغیرہ صرفہ بھی برداشت کرتی ہے اور وہ لڑکی ہندہ کا کام بھی کرتی ہے اس لڑکی کے والدین جو مستحق زکوٰۃ ہیں اور اس کی

---

(۱) ولا الى من بينهما ولاد (در مختار) قيد بالو لاد لجوازه لبقية الا قارب الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۷ ۔ط.س. ج۲ ص۳۴۶) ظفير (۲) ولو عجل ذو نصاب زكاته لسنين او لنصب صح لو جود السبب (الد ر المختار على هامش رد المحتار باب الغنم ج ۲ ص ۳۶ .ط.س. ج۲ص ۲۹۳) ظفير(۳) ولا الى مملوكه اى الغنى (در مختار) احترز به عن مملوك الفقير فيجوز دفعها اليه (رد المختا ر باب المصرف ج ۲ ص ۸۹ .ط.س. ج۲ ص۳۴۸) یہاں گومملوک سے غلام مراد ہے مگر حکم عام ہے مصرف الزكوٰة الخ هو فقير وهو من له ادنىٰ شئى اى دون نصاب (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ .ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفير(۴) دفع الزكوٰة الى صبيان اقاربه برسم عيد الخ جاز (در مختار) قوله الى صبيان اقاربه اى العقلاء والا فلا يصح الا بالدفع الى ولى الصغير (رد المحتار باب المصر ج ۲ ص ۹۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۵۶) معلوم ہوا کہ نابالغ اس عمر میں ہو کہ وہ پیسے کو جانتا ہو، ضائع نہ کرے۔ظفیر۔

شادی کرنے والے ہیں۔ ہندہ چاہتی ہے کہ زکوۃ کا روپیہ اس لڑکی کی شادی میں اس کو زیور یا برتن یا کپڑے بنادے تو اس کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

یہ کہنا کہ اس سے لڑکی کا زیور بنادو

(سوال ۲/ ۴۳۶) یا زکوۃ کا روپیہ لڑکی کے والدین کو دے کر کہہ دیا جاوے کہ اس لڑکی کی شادی میں زیور وغیرہ میں صرف کردیں۔

بغیر ہدایت روپیہ دینا

(سوال ۳/۴۳۷) اگر کچھ ہدایت نہ کی جاوے اور روپیہ زکوۃ کا دے دیا جاوے تو کیا حکم ہے۔

اگر کچھ دیا جائے

(سوال ۴/۴۳۸) اگر کل رقم اس کے واسطے صرف نہ کی جاوے بلکہ کوئی جزو صرف کیا جاوے تو کیا حکم ہے۔

لڑکی کو نقد دیا جاوے تو کیا حکم ہے

(سوال ۵/ ۴۳۹) اگر قبل یا بعد شادی کے اس لڑکی کو نقد دے دیا جائے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱،۲) اس لڑکی کے والدین کو زکوۃ کا روپیہ دے دیا جاوے کہ وہ اس لڑکی کے نکاح میں صرف کردیں، یہ درست ہے اور خود اس لڑکی کو اگر برتن وغیرہ خرید کردے دیئے جاویں تو یہ بھی درست ہے۔ (۱)

(۳) کچھ ہدایت کی جاوے یا نہ کی جاوے ہر طرح درست ہے

(۴) کل رقم بھی صرف کرنا اور دینا جائز ہے

(۵) یہ بھی جائز ہے۔ فقط

فدیہ روزہ رمضان کا ایک فقیر کو دیا جائے یا دو کو

(سوال ۴۴۰) ایک شخص کے پاس تخمیناً چار روپے نقد قیمت فدیہ روزہ رمضان شریف کی جمع ہے وہ ایک ہی مسکین کو دی جائے یا دو کو بھی دے سکتے ہیں۔ دو مسکین کے دینے میں ادائیگی فدیہ میں تو کچھ نقصان نہیں آتا۔

(جواب) ایک شخص کو دینا اس کا ضروری نہیں ہے کئی اشخاص مساکین کو بھی دینا درست ہے۔ فدیہ میں اس سے کچھ نقصان لازم نہ آوے گا۔ (۲)

عیسائی اور ہندو یا ان کے مدرسہ کو زکوۃ دینی درست نہیں

(سوال ۴۴۱) کیا ہندو محتاج کو یا ہندو مدرسہ میں زکوۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے اور اسی طرح عیسائی شخص اور مدرسہ کے لئے کیا حکم ہے۔

---

(۱) مصرف الزکوۃ الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب او قدر نصاب غير نام مستغرق فى الحاجة ومسكين من لا شئى له الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفير.

(۲) مصرف الزکوۃ (در مختار) وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) يصرف المزكى الى كلهم اوالى بعضهم ولو واحد امن اى صنف كان . (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفير

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زکوٰۃ مسلمان محتاج کو دینی ضروری ہے۔(۱) فقط۔

فدیہ کی رقم مستحق اصول وفرع یا شوہر کو دینا کیسا ہے

(سوال ۱/ ۴۴۲) ہندہ فوت ہوئی اور اس نے مثلاً سو روپے کے متعلق یہ وصیت کی کہ یہ رقم میری چار سو قضا نمازوں کے فدیہ میں دے دی جاوے تو وصی کو اس رقم کا حاجت مند اصول وفرع یا زوج ہندہ کو دے دینا جائز ہے یا نہیں۔

پوری رقم ایک شخص کو دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۴۴۳) اس رقم کا کسی ایک مستحق کو یک بارگی دفعتاً دے دینا روا ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کا فدیہ وصی کے اصول وفرع کو دینا کیسا ہے

(سوال ۳/ ۴۴۴) زید نے وصیت کی کہ میرے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے، بعد میری وفات کے میرے ترکہ سے ادا کر دینا تو وصی کو اس رقم زکوٰۃ کا زید کے حاجت مند اصول وفرع کو دے دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور اس طرح وصی اپنے حاجت مند اصول وفرع کو یہ رقم زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں۔

وکیل مؤکل کے اصول وفرع پر خرچ کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴/ ۴۴۵) زید نے اپنی حیات میں کسی کو وکیل کیا کہ یہ رقم زکوٰۃ کی مستحقین پر تقسیم کر دو تو وکیل اس کو زید کے اصول وفروع محتاجین پر تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور اسی طرح اپنے اصول وفروع پر بھی تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) ہندہ کے اصول وفروع وزوج کو دینا جائز نہ ہوگا۔(۲)

(۲) اس میں وہی تفصیل ہے جو در مختار میں ہے و کرہ اعطاء فقیر نصاباً او اکثر الا اذا کان المدفوع الیه مدیوناً او کان صاحب عیال بحیث لو فرقه علیهم لا یخص کلاً او لا یفضل بعد دینه نصابا فلا یکره فتح (۳)

(۳) زید کے اصول وفروع کو دینا درست نہیں ہے۔(۴) اور وصی اپنے اصول وفروع فقراء کو دے سکتا ہے وللوکیل ان یدفع لو لده الفقیر وزوجته الخ درمختار۔(۵)

(۴) زید کے اصول وفروع کو نہیں دے سکتا اور اپنے اصول وفروع فقراء کو دے سکتا ہے۔ کما مر۔ فقط۔

---

(۱) ولا تدفع (ای الزکوة) الی ذمی لحدیث معاذ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲. ط.س. ج۲ ص ۳۵۱) حدیث معاذ یہ ہے جو فتح القدیر سے شامی نے نقل کی ہے ولفظ الحدیث علی مافی الفتح من روایة اصحاب الکتب الستة "انک ستاتی تو ما اهل کتاب فادعهم الی شهادة ان لا اله الا الله وانی رسول الله فان هم اطاعوک لذالک فاعلمهم ان الله افترض علیهم خمس صلوات فی کل یوم ولیلة فانهم اطاعوک لذالک فاعلمهم ان الله افتراض علیهم صدقة تو خذ من اغنیائهم فترد علی فقرائهم" الخ و ضمیر فقرائهم للمسلمین فلا تدفع الی من کان من الموافعة کافر ا او غنیا و تدفع الی من کان منهم مسلما فقیر ا بوصف الفقر (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج۲ ص ۳۴۲) ظفیر۔

(۲) ولا یدفع المذکی زکوة ماله الی ابیه وجده وان علا ولا الی ولده وان سفل الخ ولا تدفع المراة الی زوجها (هدایه باب من یجوز دفع الصدقات ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج۲ ص ۳۵۳. ۱۲ ظفیر

(۴) ولا الی من بینهما ولاد (الدر المختار) الی اصله وان علا کا بویه واجداده وجداته من قبلها وفرعه وان سفل الخ کا ولا د الا ولاد الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۴ و ج ۲ ص ۱۵. ۱۲ ظفیر.

بذریعہ حیلہ تملیک مدرسہ کے ملازمین پر زکوٰۃ خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۴۶) ایک مدرسہ جس میں مستطیع اور غیر مستطیع طلبہ تعلیم پاتے ہیں مدز کوٰۃ سے جو روپیہ حاصل ہو کسی نادار طالب علم کو دے دیا جاوے وہ اس روپے کو اپنی جانب سے مدرسہ میں دے سکتا ہے یا نہیں اور اس کا صرف کرنا مدرسین و ملازمین پر ہوسکتا ہے یا نہیں۔ علاوہ وہ اس کے کوئی دوسری صورت جواز ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس حیلہ تملیک کے بعد یعنی کسی نادار طالب علم کی ملک کر دیا جاوے اور وہ اس کو داخل مدرسہ کر دیوے۔ ملازمین اور مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا اس مال زکوٰۃ کا درست ہے۔ (۱) فقط۔

غنی کے بالغ لڑکے کو قیمت چرم قربانی دینا درست نہیں

(سوال ۴۴۷) زید غنی ہے اور قربانی کرتا ہے اس کا ایک لڑکا بالغ غریب ہے زید اپنے لڑکے مذکورہ کو قربانی کا چمڑا یا اس کی قیمت دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) چمڑے کا دے دینا جائز ہے اور قیمت چرم قربانی کا دینا درست نہیں مثل زکوٰۃ کے (۲) فقط۔

مدرسہ کے طلبہ اور عمارت وغیرہ پر زکوٰۃ خرچ ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(سوال ۴۴۸) ایسے مدراس میں جن میں حنفی اور دینی نیز انگریزی زبان بطور زبان دانی حسب ضرورت پڑھائی جائے۔ زکوٰۃ کا روپیہ مثلاً خوراک طلباء و تنخواہ مدرسین و عمارت وغیرہ میں خرچ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اگر مہتمم کی ملک کر دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کا روپیہ خوراک و پوشاک طلبا مساکین میں خرچ ہوسکتا ہے اگر چہ وہ صنعت وحرفت وعلم دین کے ساتھ انگریزی بھی بغرض زبان دانی سیکھتا ہو۔ (۳) اور تنخواہ مدرسین وتعمیر مساجد ومدارس میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادا کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو بلا معاوضہ اس کا مالک بنا دیا جاوے۔ (۴) فقط۔

بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(سوال ۴۴۹) کفایہ وغیرہ میں اس زمانہ میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز لکھا ہے، یہ قول آپ کے نزدیک کیسا ہے۔

(جواب) احقر فتویٰ منع پر ہی دیتا ہے، اگر ضرورت ہو تو تملیک کر کے بنی ہاشم کو دے دی جاوے۔ کما قال صاحب الدر المختار ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع الخ (۵) فقط۔

جس مدرسہ میں تنخواہ کے علاوہ کوئی مدنہ ہو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

(سوال ۴۵۰) زکوٰۃ ایسے مدارس اسلامیہ میں دینا جس میں علاوہ تنخواہ مدرسین صاحب نصاب کے دوسرا مدنہ ہو جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وحيلة الجواز ان يعطى مديونه الفقير زكوته ثم يا خذها عن دينه وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذافي تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ . ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفير. (۲) ولا الى من بينهما ولاد (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۲ . ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفير. (۳) مصرف الزكوة الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ . ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفير (۴) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا ولا يصرف الى تعمير بناء نحو مسجد الخ (ايضا ج ۲ ص ۸۵ . ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفير. (۵) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ . ط.س. ج۲ص ۳۵۰ . ۱۲ ظفير

(جواب) جائز نہیں ہے اور زکوۃ ادا نہ ہوگی ۔(۱) فقط ۔

کیا عالم غنی اور مالدار طلبہ کو زکوۃ دینا درست ہے

(سوال ۴۵۱) درمختار میں ہے وبھذہ التعلیل یقوی مانسب الواقعات من ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکوۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسه لا فادۃ العلم الخ ۔ اور نواب صدیق حسن خان کتاب روضۃ الندیہ میں لکھتے ہیں ومن جملة سبیل الله الصرف فی العلماء الذین یقومون بمصالح المسلمین الدینیة فان لھم فی مال الله نصیباً سواء کانوا اغنیاء او فقراء الخ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم غنی اور طلبا اغنیاء کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اس کی تائید ایک حدیث میں بھی ہے عن ابی سعید ان النبی صلی الله علیه وسلم قال تحل الصدقة للغنی اذا کان فی سبیل الله عزوجل اخرجه ابو دائود الطیالسی ص ۲۹۲ ۔

(جواب) اقول وبالله التوفیق ۔ عالم غنی مالک نصاب کو زکوۃ وصدقات واجبہ دینا اور اس کو لینا صحیح مذہب کے موافق جائز نہیں ہے اور فی سبیل الله میں اگرچہ طالب علم داخل ہو سکتے ہیں لیکن محتاج ہونا اس کا شرط ہے کما نقل الشامی عن البدایع اذا کان محتاجاً (۲) الخ وفیه ایضاً قوله لا یملک نصاباً

قید به لان الفقر شرط فی الاصناف کلها الا العامل وابن السبیل اذا کان له فی وطنه مال بمنزلة الفقیر (۳) الخ وفیه ایضاً عن النھر علی ان الا صناف کلھم سوی العامل یعطون بشرط الفقر الخ ص ۸۴ جلد ثانی، شامی پس باوجود ان تصریحات کے عالم غنی کو جائز نہیں کہ وہ زکوۃ اور صدقات واجبہ لیوے اور بصورت اختلاف روایات بھی ارجح نہ لینا ہوگا ۔ کما ھو ظاہر ۔ فقط ۔

اہل سمرنا اور تھریس مصرف زکوۃ ہیں یا نہیں

(سوال ۱/ ۴۵۲) سمرنا اور تھریس کے لئے زکوۃ کو مصرف قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں ۔

سمرنا وتھریس کے لئے کام کرنے والوں کی تنخواہ

(سوال ۲/ ۴۵۳) سمرنا اور تھریس کے جو چندے وصول کئے جاتے ہیں ان میں سے مقررین اور محصلین وواعظین کی تنخواہ اور محصول ڈاک دیا جاتا ہے تو شرعاً زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں ۔ نیز چندہ میں زکوۃ وغیرہ زکوۃ کو مختلط کر دیا جاتا ہے ۔

(جواب) (۱) سمرنا اور تھریس کے مظلومین وبیوگان ویتامیٰ جو کہ مفلس ومحتاج غیر مالک نصاب ہیں وہ بالیقین مصرف زکوۃ وجمیع صدقات واجبہ ہیں بلکہ بہتر مصارف ہیں اسی طرح تمام ترک جو محتاج ومظلوم ہیں وہ بھی عمدہ مصرف زکوۃ وصدقات واجبہ ہیں ۔ اس میں کچھ جائے شک وتردد نہیں ہے ۔ کما قال الله تعالیٰ انما الصدقات للفقراء والمساکین . الآیة. توبه ع ۸)

(۲) ان چندوں میں جو زکوۃ دی جاتی ہے وہ اس وقت ادا ہوگی جس وقت مظلومین مساکین سمرنا وغیرہ کے پاس پہنچ جاوے گی اور خلط کرنا جو کہ باجازت چندہ دہندہ ہے مانع عند اداء الزکوۃ نہیں ہے گویا وکلاء یعنی قابضین چندہ کو اجازت

---

(۱) مصرف الزکوۃ الخ ھو فقیر الخ و مسکین الخ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر ۔ (۲) وھذا الفرع مخالف لا طلاقھم الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احد قلت وھو کذالک ولا وجه تقییده بالفقیر ویکون طلب العلم مرخصا لجواز سواله من الزکاۃ وغیرھا وان کان قادر اعلی الکسب الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱. ط.س. ج۲ ص ۳۴۰) ظفیر. (۳) ردا لمختار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ ص ۳۴۳. ۱۲ ظفیر . (۴) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج۲ ص ۳۴۳. ۱۲ ظفیر

ہے کہ خلط کردیں اور پھر زکوٰۃ کو علیحدہ کر کے صاحب نصاب کی طرف سے ...... مساکین کو پہنچادیں۔ (۱) مگر اس قسم کے شبہات وترددات کی وجہ سے بہتر ہے کہ یہاں حیلہ تملیک کر لیا جاوے تا کہ پھر کسی مد میں صرف کرنے میں کچھ حرج نہ رہے۔ فقط۔

معذور مستحق استاذ کوز کوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۵۴) آج کل زکوٰۃ کا روپیہ عموماً مدارس اسلامیہ میں بھیجا جاتا ہے لیکن میرے استاد معذور اور صاحب عیال و مقروض ہیں تو میرے لئے بہتر ہے یا نہیں کہ زکوٰۃ کا روپیہ ان کو دوں۔

(جواب) بے شک یہ بہتر اور موجب اجر وثواب ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ بقدر ضرورت اپنے استاد صاحب عیال کو دیا جاوے اور باقی دیگر غرباؤ مساکین وطلبہ مساکین کو دیا جاوے۔ (۲) مدارس اسلامیہ اس زمانہ میں اس وجہ سے زیادہ تر مستحق ایسی خدمت کے ہیں کہ طلبہ مساکین مہمانان رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے بارے میں فاستو صوابھم خیرا۔ (۳) حدیث شریف میں وارد ہے یعنی آنحضرت ﷺ نے ان کی خدمت ومدارات کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور ان کے ذریعہ سے اشاعت علم دین ہے جو صدقہ جاریہ ہے۔ الغرض سبھی کو حتی الوسع تھوڑا تھوڑا پہنچانا چاہئے۔

اپنے باندی غلام کوز کوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۵۵) اپنے یہاں جولونڈی غلام ہوں ان کوز کوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(جواب) اپنے باندی غلام کوز کوٰۃ دینا درست نہیں ہے اور جولوگ شرعی باندی غلام نہیں ہیں جیسا کہ ہندوستان کے اکثر خادم وخادمہ جو گھروں میں رہتے ہیں۔ اور وہ باندی غلام نہیں ہیں ان کوز کوٰۃ دینا جب کہ وہ محتاج ہوں درست ہے۔ (۴)

مدرسہ کا طالب علم

(سوال ۴۵۶) کوئی طالب علم مدرسہ اسلامیہ میں داخل ہو کر نصاب نظامیہ درسی کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسی شوق علم میں ترک وطن کر کے مسافر ہوا تو ایسے طالب علم کی جاگیر وتعلیم کی نسبت شرعاً کوئی قید ہے یا نہیں یا وہ مستحق جاگیر وتعلیم کا ہے۔

(۲) طالب علم مذکور کی حیثیت ذاتی کچھ نہیں ہے، ایسا طالب علم مستحق جاگیر وتعلیم کا ہے یا نہیں۔

(۳) طالب علم مذکور صرف عربی مذہبی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مورث صرف بصورت تعلیم انگریزی امداد خرچ کرنے کو تیار ہے، ایسا طالب علم مجبوراً مستحق تعلیم وجاگیر کا ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولو خلط زکاۃ موکلیۃ ضمن وکان متبرعاً الا اذا وکله الفقراء (در مختار) قوله ضمن وکان متبو عالانه ملکه بالخلط وصار مود یا مال نفسه قال فی التتار خانیة الا اذا وجد الا ذن اواجاز الما لکان اه ای اجاز قبل الدفع الی الفقیر الخ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۴ . ط.س. ج۲ص ۲۶۹) ظفیر.

(۲) مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقیر الخ و مسکین الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ . ط.س. ج۲ص ۳۳۹) لانه لو نقلها الی فقیر فی بلد اخراورع و اصلح کما فعل معاذ رضی الله عنه لا یکره ولهذا قیل التصدق علی العالم الفقیر افضل کما فی المعراج (البحر الرائق باب المصرف ج ۲ ص ۲۵۰) ظفیر.

(۳) مشکوٰۃ باب العلم ص ۱۲۳۴ ظفیر.

(۴) ولا الی ذمی الخ وعبده ومکاتبه و مدبره وام ولده ای لا یجوز الدفع الی هولاء لعدم التملیک اصلاً فی غیر المکاتب ولعدم تمامه فیه (البحر الرائق باب المصرف ج ۲ ص ۲۴۴ . ط.س. ج۲ص ۲۵۱) وکذا اجزاه مایدفعه الی الخدم من الرجال والنساء فی الا عیاد وغیرها بنیة الزکوٰۃ (عالمگیری باب المصارف ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر.

(۴) طالب علم کی حیثیت ذاتی کی تحقیقات لازمی ہے یا محض طالب علم ہونے کی وجہ سے تعلیم وجا گیر کا مستحق ہے۔
(۵) مدرسہ اسلامیہ میں جا گیر خالی ہیں لیکن مستحق طالب علم کو محروم کیا اور غیر مستحق کو دیا، یہ جائز تھا یا نہیں۔
(۶) جو ابواب آمدنی جا گیر طلباء کے لئے ہیں۔ وہی تنخواہ مدرسین کے لئے بھی ہیں دونوں کے لئے حکم واحد ہے یا کیا۔
(جواب) (۱) جب کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے اگر چہ اس کے گھر پر مال ہو تو اس کو زکوٰۃ اور خیرات دینا درست ہے۔(۱)
(۲) ایسا طالب علم مصرف زکوٰۃ وصدقات واجبہ ہے۔(۲)
(۳) مستحق ہے۔(۳)
(۴) محض طالب علم ہونے کی حیثیت سے بلا تحقیق مستحق وظیفہ وجا گیر کا ہو سکتا ہے۔(۴)
(۵) باوجود گنجائش کے مستحق طالب علم کو محروم کرنا بلا وجہ برا ہے۔
(۶) طلبہ کے لئے زکوٰۃ وخیرات کی آمدنی صرف ہو سکتی ہے اور مدرسین کی تنخواہ میں زرزکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔(۵) ان کی تنخواہ چندہ دوامی و یکمشت سے علاوہ زکوٰۃ کے دی جاتی ہے۔ فقط۔

جس کے پاس صرف ایک جانور ہو اسے زکوٰۃ لینا کیسا ہے

(سوال ۴۵۷) ایک شخص کے پاس صرف ایک جانور چالیس پچاس روپے قیمت کا ہے اس کو زکوٰۃ وصدقہ وغیرہ لینا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) اس کو زکوٰۃ وغیرہ لینا جائز ہے۔(۱)

یتیم خانہ کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۵۸) یتیم خانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں کیونکہ نابالغ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے
(جواب) نابالغوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے، پس یتیم خانہ میں یتامی کے خرچ کے لئے زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے فقط (۲)

مستحق زکوٰۃ مہتمم کو زکوٰۃ دی جائے اور وہ کتاب وغیرہ خرید کر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۵۹) اگر کسی مدرسہ اسلامیہ کا مہتمم مالک نصاب نہ ہو اگر لوگ اس کو زکوٰۃ اور چرم قربانی دیں اور مہتمم

(۱) تا (۴) والغنى لا يمنع من تنا ولها عند الحاجة كابن السبيل بحر عن البدائع بهذا التعليل بقوى مانسب للواقعات من ان طالب العلم يجوزله اخذ الزكوة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لا فادة العلم واستفادته لعجزه عن الكسب والحاجةداعية الى مالا بد منه (در مختار) وفى المبسوط لا يجوز دفع الزكوة الى من يملك نصابا الا طالب العلم والغازى ومنقطع الحج لقوله عليه الصلوة والسلام يجوز دفع الزكوة لطالب العلم وان كان له نفقة اربعين سنة اه (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱ .ط.س. ج ۲ ص ۳۴۰) یوں عامل ومسافر کے سوا اور لوگوں کے لئے فقر کی شرط ضروری قرار دی گئی ہے لا ن الفقر شرط فى الا صناف كلها الا العامل وابن السبيل اذا كان له فى وطنه مال بمنزلة الفقير (البحرالرائق باب المصرف ج ۲ص ۲۴۲ .ط.س. ج ۲ ص ۳۴۳) ظفير.
(۵) مصرف الزكوة الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب او قدر نصاب غير نام مستغرق فى الحاجة (ايضاً ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰ .ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) ظفير
(۱) وان كان عند طعام شهر و هو يساوى مائتى در هم يجوز صرف الزكوة اليه الخ (الفتاوىٰ الخانية على هامش الفتاوى الهندية باب رفيمن توضع فيه الزكوة ج ۱ ص ۲۶۶) ظفير۔
(۲) مصرف الزكوة الخ هو فقير الخ و مسكين الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ .ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) بلوغ کی قید نہیں ہے اس لئے نابالغ ، بالغ دونوں کو دینا جائز ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر ۔

اس پر خود قابض ہو کر اس روپے سے طلبہ کے لئے کتابیں خریدے اور ان کی خوراک و پوشاک میں صرف کرے اور مدرسین کو تنخواہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح حیلہ تملیک کر کے رقم زکوٰۃ و قیمت چرم قربانی مدرسین و ملازمین کو تنخواہ میں صرف کرنا اور کتابیں خرید کر مدرسہ میں وقف کرنا اور طلبہ کی خوراک ولباس میں صرف کرنا درست ہے۔ چنانچہ درمختار کتاب الزکوٰۃ میں یہ حیلہ ذکر کیا ہے، وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد و تما مه في حيل الا شباه الخ كتاب الز كوة در مختار۔(۱) فقط۔

مستحق بالغ لڑکے کو زکوٰۃ دی جائے گی خواہ اس کا باپ مستحق زکوٰۃ نہ ہو

(سوال ۴۶۰) جو مصرف زکوٰۃ نہیں اس کا لڑکا بالغ جو اس کے ساتھ کھاتا ہے وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں

(جواب) فقیر کا لڑکا جو کہ خود بھی مالک نصاب نہیں ہے مصرف زکوٰۃ وغیرہ ہے۔(۲) (جواب کے الفاظ میں مسامحت ہے ،ماحصل یہ ہے جو شخص مستحق زکوٰۃ نہیں ہے اس کے نابالغ لڑکے کو زکوٰۃ دینی درست ہے جو مالک نصاب نہیں۔ظفیر)

مصارف فدیہ کی تفصیل

(سوال ۴۶۱/۱) مصارف فدیہ مفصل تحریر فرمائیے اور فدیہ کی رقم مندرجہ ذیل مصارف میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں غربا ؤ مساکین مکہ معظمہ، مظلومین سمرنا، خلافت کمیٹی، تعمیر چاہات مسافر خانہ و مساجد وغیرہ، خرید کتب احادیث برائے مدرسہ، فدیہ کی رقم میں سے کسی عالم یا مولوی مستحق زکوٰۃ کو ہزار پان سو روپے کی کتابیں خرید کر دینا جائز ہے یا اسے نقد روپیہ دے دیا جاوے کہ وہ خود کتابیں خرید کرلے۔

فدیہ یتیم خانے میں

(سوال ۴۶۲/۲) فدیہ کی رقم کسی یتیم خانہ کے مصارف میں دی جاسکتی ہے یا نہیں اور کسی یتیم نابالغ کے ولی کو اس نابالغ کے صرف کے لئے دے دینا جائز ہے یا نہیں۔

فدیہ مفلس قرض دار کو

(سوال ۴۶۳/۳) فدیہ کی رقم سے کسی مفلس قرض دار کا قرض جائز ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ وہ قرض خود ادا کر دیا جاوے یا اس روپے سے دے کر ادا کر دیا جاوے

فدیہ سے کتب کی خریداری برائے مدرسہ

(سوال ۴۶۴/۴) فدیہ کی رقم سے مدرسہ دینیات کی خرید کتب وغیرہ میں صرف کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) فدیہ واجبہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں اس میں محتاج و مفلس کو مالک بنانا ضروری ہے خواہ وہ غربا ؤ مساکین مکہ معظمہ ہوں یا مظلومین سمرنا وغیرہ، ان کی ملک ہو جانا ضروری ہے۔ پس جن مصارف میں تملیک کسی کی نہیں ہوتی ان مصارف میں صرف کرنا اس رقم فدیہ کا درست نہیں ہے جیسے تعمیر مسجد و مدرسہ و

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ ط.س.ج۲ص ۲۷۱. ۱۲ ظفير.

(۲) ولا يجوز الى صغير والده غنى فان كان الا بن كبيرا جاز (الفتاوى الخانية على هامش عالمگيرى ج ۱ ص ۲۶۶ باب فيما توضع فيه الزكوة) ظفير.

چاہ، کتب احادیث وفقہ وغیرہ اس میں صرف کرنا بلاکسی کی تملیک کے جائز نہیں ہے اور یہی حکم انگورہ فنڈ خلافت کمیٹی کا ہے کہ اس میں زکوۃ وفدیہ واجبہ صرف نہیں ہوسکتا۔ مگر اس حیلہ سے کہ کسی غیر مالک نصاب کی ملک کر کے اس کی طرف سے انگورہ فنڈ وغیرہ میں دے دیا جاوے۔ (۱)

(۲) یتیم نابالغ مفلس کے مصارف میں صرف کرنے کے لئے اس کے ولی کو دے دینا درست ہے۔

(۳) اس رقم سے خود قرض ادا کر دینا کسی مقروض مفلس کا درست نہیں ہے البتہ اس مقروض مفلس کو دے دینا درست ہے کہ وہ اپنا قرض ادا کر دیوے۔ (۲)

(۴) خرید کتب وغیرہ اس رقم سے درست نہیں۔ (۳) البتہ کسی مدرسہ کے طلبہ مساکین کے مصارف میں صرف کرنا اس رقم کا درست ہے۔ فقط۔

بذریعہ تملیک درس گاہ کی تعمیر میں زکوۃ صرف کرنے سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۶۵) اگر کوئی صاحب زکوۃ علم دین کی ان ضروریات میں امداد کرنا چاہے جہاں زکوۃ کا روپیہ صرف نہیں ہوسکتا، مثلاً تعمیر درس گاہ یا تعمیر دارالطلبہ وغیرہ، اور تملیک کرا کر زکوۃ کا روپیہ صرف کر دے تو اس کی زکوۃ اس صورت میں بلاشبہ ادا ہو جائے گی یا نہیں اور علمی امداد کی نیت سے ایسی صورت اختیار کرنے میں معطی کو علم دین کی امداد کا ثواب بھی ملے گا یا نہیں یا فقط ادائے زکوۃ ہی کا ثواب ملے گا۔ فقط۔

(جواب) اس صورت میں زکوۃ بلاشبہ ادا ہو جائے گی، اور شامی میں منقول ہے کہ بطریق مذکور زکوۃ دینے میں معطی کو بھی ثواب علم دین کی امداد کا ملے گا یقال ان ثواب التکفین یثبت للمز کی ایضاً لا ن الدال علی الخیر کفاعله وان اختلف الثواب کماً و کیفاً قلت واخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقة علی یدی مائة لکان لهم من الا جر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجره شئی الخ فقط۔ (۴)

صدقہ فطر جس پر واجب ہے وہ مصرف زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱/ ۴۶۶) جس پر صدقہ فطر واجب ہے، وہ مصرف زکوۃ ہے یا نہیں۔

غریب جو مالدار کے ساتھ کھانا پکائے مصرف زکوۃ ہے

(سوال ۲/ ۴۶۷) مالدار اور غریب ایک ساتھ کھانا پکاتے ہیں، غریب مصرف زکوۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نہیں۔ (۵)

(۲) وہ غریب مصرف زکوۃ ہے۔ (۶) فقط۔

---

(۱) مصرف الزکوة الخ وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة الخ وهو فقیر الخ و مسکین الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۴۴) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد الخ (ایضاً کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر. (۲،۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) رد المحتار الزکوة ج ۲ ص ۱۶. ۱۲ ظفیر.

(۵) ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجته الا صلیة من ای مال کان (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ص ۳۴۷) ظفیر. (۶) مصرف الزکوة الخ هو فقیر الخ و مسکین الخ (ایضاً ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر.

جس بیوہ کے پاس ۳۰۔۴۰ بیگہ زمین ہو اسے زکوۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۱/۴۶۸) ایک بیوہ عورت کے پاس ۳۰۔۴۰ بیگہ زمین ہے مگر گرانی وخشک سالی کی وجہ سے اس کے پاس گذارہ کے موافق آمدنی نہیں، اگر کوئی رشتہ دار اس کو زکوۃ دے دے تو ادا ہوگی یا نہیں۔

کافی آمدنی والے مقروض کو زکوۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۲/۴۶۹) جس شخص کو آمدنی کافی ہو لیکن وہ مقروض ہو اور قرض ادا نہ کر سکے تو اس کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب)(۱) اس صورت میں زکوۃ ادا ہو جاوے گی۔(۱)

(۲) اس صورت میں بھی زکوۃ ادا ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

زکوۃ سے کتب خانہ کے لئے کتابیں خریدنا کیسا ہے

(سوال ۴۷۰) مال زکوۃ سے اگر کوئی شخص کسی مدرسہ اسلامیہ کے کتب خانہ کے واسطے جو محتاج طلبہ کے لئے قائم کیا جائے کتابیں خریدے اس سے مدرسین اور دیگر اغنیاء استفادہ حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ میں تملیک محتاج شرط ہے، بدون تملیک یعنی مالک بنانے کے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ پس اول تو رقم زکوۃ ویسے غرباء طلباء کو تقسیم کرے اور اگر کپڑے یا کتابیں اس میں بنادے یا خریدے تو وہ مملوک غرباء کی کر دیوے۔ یعنی ان کو دے دیوے اور تقسیم کر دیوے۔ کسی مدرسہ کے کتب خانہ میں وہ کتب رکھنے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔(۳) فقط۔

زکوۃ کی رقم کیا ان مواقع میں دی جائے

(سوال ۴۷۱) زکوۃ کی رقم کسی بیت المعذورین یا محتاجین میں معذوروں اور محتاجوں کی امداد کے لئے دی جا سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) کیا کسی ایسے فنڈ میں رقم زکوۃ بھیجتے ہوئے یہ شرط لگانا ضروری ہے کہ یہ رقم مسلمانوں ہی پر صرف کی جائے کیونکہ اگر اس کا یقین نہ ہو تو غالب ظن تو یہی ہے کہ ایسے فنڈ سے بلا لحاظ مذہب فائدہ پہنچایا جاتا ہوگا۔

(جواب)(۱،۲) زکوۃ میں مسلمان محتاج کو مالک بنانا رقم زکوۃ کا ضروری ہے، پس جس موقعہ میں یہ شبہ ہو کہ مسلمانوں کو پہنچے گی یا غیر اہل اسلام بھی اس میں شریک ہوں گے اور کسی کی ملک نہ کیا جاوے گا تو ایسے مواقع میں حیلہ

---

(۱) وذکر فی الفتاوی فیمن له حوانیت ودور الغلة لکن غلتها لا تکفیه و عیاله انه فقیر و یحل له اخذ الصدقة عند محمد وفیها سئل محمد عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلاثة الا ف و لا تکفی لنفقته ونفقة عیاله سنه یحل له اخذ الزکوة وان کانت قیمتهاتبلغ الو فا وعلیه الفتوی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ ط.س. ج ۲ ص ۳۴۸) ظفیر

(۲) ومنها الغارم وهو من لزمه دین ولا یملک نصابا فاضلا عن دینه او کان له مال علی الناس لا یمکنه اخذه والدفع الی من علیه الدین والی من الدفع الی الفقیر (عالمگیری باب المصارف ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر۔

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیک لا اباحة فلا یصرف الی بناء نحو مسجد (در مختار کبناء القناطر والتقایات و صلاح الطرقات و کری الانهار والحج والجهاد وکل مالا تملیک فیه زیلعی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ہمارے اس زمانہ میں بعض دیندار تاجر کتب مدرسہ کے ہاتھ کتابیں اس طرح بیچتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں فی کتاب اتنی قیمت لوں گا اور اس کے ساتھ مال زکوۃ سے خریدی ہوئی کتاب اس تعداد میں مفت کتب خانہ کے لئے دوں گا، جو لوگ ایسا معاملہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس سے ان کی زکوۃ ادا نہیں ہوتی اور اس شرط فاسدہ کی وجہ سے ہو بیع بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم ظفیر

تملیک یہاں کرلیا جاوے اور پھر وہاں روپیہ زکوۃ کا دیا جاوے۔(۱) فقط۔

غنی طالب علم مستحق زکوۃ نہیں

(سوال ۲۷۴) طالب علم غنی غیر مسافر مستحق زکوۃ وفطرہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) طالب علم غنی کو زکوۃ دینا اور اس کو لینا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور زکوۃ ادا نہ ہوگی چنانچہ علامہ شامی نے فرع جواز اخذ کی نقل کر کے لکھا ہے وھذا لفرع مخالف لا طلا قھم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احدط قلت وھو کذالک ولا وجہ تقییدہ بالفقیر۔(۲) الخ وقال بعدہ قولہ لا یملک نصاباً قید بہ لان الفقر شرط فی الا صناف کلھا الا العامل وابن السبیل اذا کان لہ مال فی وطنہ بمنزلۃ الفقیر۔(۳) الخ ثم قال للاتفاق علی ان الا صناف کلھم سوی العامل یعطون بشرط الفقر الخ شامی۔(۴) پس معلوم ہوا کہ طالب علم غنی غیر مسافر کو زکوۃ اور صدقہ فطر دینا جائز نہیں ہے اور ادا نہ ہوگا۔ فقط۔

قیمت چرم قربانی کیا فوراً فقیر کے حوالہ کرنا ضروری ہے

(سوال ۲۷۳) قیمت چرم قربانی بجز دوصول مستحقین کو دے دی جائے یا اندوختہ کر کے بتدریج اس سے مستحقین کا تکفل کیا جائے تو کچھ قباحت تو نہیں ہے۔ اگر اس اندوختہ سے کوئی تجارت کر کے اس کے منافع سے مستحقین کی کفالت کی جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں، اگر چرم قربانی جمع کر کے کسی مہتمم مدرسہ کی ملک قرار دی جائے یا کسی کے اختیار میں دے دی جائے تو اس سے وہ مالک یا مختار مدرسین علوم دینیہ کی تنخواہ دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) بہتر ہے کہ بجز دوصول مستحقین کو دے دی جاوے، طلبہ ہوں یا غیر طلبہ اور مدارس میں دے کر اگر طلبہ کے خرچ کے لئے رکھا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور اس اندوختہ سے تجارت کرنا اور اس کا نفع مستحقین کو پہنچانا درست نہیں ہے بلکہ اس قیمت چرم قربانی کو صدقہ کرنا فقراء پر واجب ہے اور مالک بنانا ان کو شرط ہے،(۵) اور مہتمم مدرسہ کو جو کہ مالک نصاب ہو دینا جائز نہیں ہے البتہ اگر مہتمم مدرسہ کو وکیل اس کا بنایا جاوے کہ وہ اس قیمت کو اپنے پاس رکھے اور اپنی تحویل میں لیوے اور وقتاً فوقتاً طلبہ کی ضروریات میں صرف کرے تو یہ جائز ہے اور ملازمین اور مدرسین کی تنخواہ دینا اس میں سے جائز نہیں البتہ بعد حیلہ تملیک ایسا ہو سکتا ہے جیسا کہ زکوۃ کا حکم ہے۔ فقط۔

مستحق دوست کو زکوۃ دی جا سکتی ہے

(سوال ۲۷۴) ایک شخص صاحب نصاب ہے اور وہ زکوۃ اپنے مال سے علیحدہ کر کے اپنے کسی رفیق کو دیتا ہے بلکہ اس رقم زکوۃ سے اس رفیق کے فائدہ کے لئے تجارت کرتا، آیا وہ زکوۃ تنہا ایک رفیق کو جو ایک قبیل دار ہے، درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولا تدفع الی ذمی لحدیث معا ذ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲. ط.س. ج۲ص ۳۵۱) ظفیر وحیلۃ التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذا فی تعمیرا لمسجد الخ (ایضاً کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر.
(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱. ط.س. ج۲ص ۳۴۰. ۱۲ ظفیر
(۳) ایضاً ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج۲ص ۳۴۳
(۴) ایضاً ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ص ۳۴۳
(۵) مصرف الزکوۃ الخ وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیرہ ذالک من الصدقات الواجبۃ الخ ھو فقیر وھو من لہ ادنی شئی ای دون نصاب الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۴۴) ظفیر.

(جواب) یہ تو شرعاً درست ہے کہ کسی صاحب حاجت غیر مالک نصاب صاحب عیال کو زیادہ رقم زکوٰۃ کی دے دیوے لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ رقم اس شخص کو دے دی جائے اور اس کو مالک کر دیا جائے۔ پھر چاہے وہ تجارت میں لگا دے یا خرچ کرے۔ پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے کہ صاحب نصاب خود ہی اس رفیق کے لئے رقم زکوٰۃ کو تجارت میں لگا دیوے درست نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ صورت جواز یہ ہے کہ پہلے وہ رقم زکوٰۃ اس رفیق کو دے دی جاوے پھر چاہے تو وہ رفیق اپنی طرف سے تجارت میں لگانے کے لئے اس کو دے دیوے جس نے زکوٰۃ دی ہے۔ (۱) فقط

جائیداد مانع اخذ زکوٰۃ نہیں اگر اس سے اخراجات پورے نہیں ہوتے

(سوال ۴۷۵) ایک شخص کی جائداد قیمت کے اعتبار سے نصاب زکوٰۃ سے بہت زیادہ ہے مثلاً سو دو سو روپے منافع کی ہے لیکن سال بھر میں منافع خرچ ہو کر کچھ نہیں بچتا بلکہ حوائج ضروری بمشکل پورے ہوتے ہیں تو ایسے شخص کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے سئل محمد رحمه الله عمن له ارض يزرعها او حانوت يستغلها او دار غلتها ثلثة الاف ولا تكفى لنفقة ونفقة عيا له سنةً يحل له اخذ الزكوة الخ (۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس شخص کو زکوٰۃ لینا درست ہے۔

جس طالب علم کے پاس دو سو روپے ہوں اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اور وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۶) ایک طالب علم مسافر ہے جس کے پاس مبلغ دو سو روپے نقد اس کے مملوکہ اس کے گھر میں ہیں۔ مکان مسکونہ ذاتی نہیں، یعنی اپنی ملک نہیں، مبالغ مذکورہ پر قدرت نامہ ہے جس وقت اور جہاں چاہے منگا سکتا ہے ایسی حالت میں مبالغ مذکورہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اور ایسے طالب علم کو زکوٰۃ لینا اور اپنے مصارف میں لانا جائز ہے یا نہیں۔ نیز مسجد میں جو کھانا آتا ہے وہ کھانا اور مسجد کے تیل سے مطالعہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار باب المصرف میں ہے وابن السبيل وهو كل من له مال لا معه ۔ (۳) الخ پس طالب علم مسافر مذکور کو اس روایت کے موافق زکوٰۃ لینا درست ہے مگر ایسے شخص کو زکوٰۃ لینا اور صدقہ کا کھانا اور تیل وغیرہ لینا اچھا نہیں بلکہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسا شخص قرض لے کر اپنی کارروائی کرے اور اپنے روپے میں سے ادا کر دیوے۔ كما فى الشامى . والا ولى له ان يستقرض ان قدر ولا يلزمه ذلك الخ شامى۔ (۴) اور زکوٰۃ اس روپے کی اس کے ذمہ بعد ملنے روپے مذکور کے سنین ماضیہ کی بھی لازم ہوگی۔ (۵) فقط۔

غیر مسلم کے قبضہ سے مساجد کی واگذاری کے لئے زکوٰۃ کے روپے خرچ نہیں کر سکتے

(سوال ۴۷۷) ہمارے شہر میں چند مساجد اور مقابر غیر مسلم کے قبضہ میں آگئے ہیں اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی

(۱) مصرف الزكوة الخ هو فقير هو من له ادنى شئ اى دون نصاب الخ ويشترط ان الصرف تمليكا الخ اعطاء فقير نصاب او اكثر الا اذا كان المدفوع اليه مديونا او كان صاحب عيال بحيث لو فرقه عليهم لا يخص كلا او لا يفضل بعد دينه نصاب فلا يكره فتح. (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ ص ۳۳۹-۳۴۴-۳۵۳)
(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ ط.س. ج۲ ص ۳۴۸ . ۱۲ ظفير.
(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴ ط.س. ج۲ ص ۳۴۳ . ۱۲ ظفير۔
(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴ ط.س. ج۲ ص ۳۴۳
(۵) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (ايضاً كتاب الزكاة ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ ص ۲۶۶)

ہے آیا ان کو چھوڑانے میں زکوٰۃ کا روپیہ کام آسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے یہ کام نہیں ہوسکتا کیونکہ زکوٰۃ کے اداء ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی محتاج یا چند محتاجوں اور مساکین کو بلا معاوضہ اس روپے کا مالک بنادیا جاوے۔(۱) فقط

محتاج اقرباء دوسری بستی میں ہوں تو کیا کرے

(سوال ۴۷۸) زید کے اقرباء واحباب محتاج ہیں مگر دوسری بستی میں ہیں تو زید کو زکوٰۃ ان کو دینی چاہئے یا اپنی بستی کے محتاجوں کو یا مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو دے۔ غرض کہ کس کو دینا زیادہ بہتر ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ دوسری بستی کی طرف زکوٰۃ کو منتقل کرنا مکروہ ہے، مگر جب کہ دوسری بستی میں اس کے اہل قرابت ہوں یا زیادہ محتاج ہوں الخ پس اہل قرابت کا خیال مقدم ہے اگر چہ وہ دوسری بستی میں ہوں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، لا یقبل اللہ صدقۃً من رجل ولہ قرابۃ محتاجون الی صلتہ(۲) الحدیث الحاصل اپنے شہر کے محتاجوں کو بھی دیوے اور اپنے اہل قرابت کو دیوے، اگر چہ وہ دوسری بستی میں ہوں، اور مدارس کے طلبہ کو بھی دیوے اگر چہ وہ دوسری بستی میں ہوں۔ غرض یہ ہے کہ سب کا خیال رکھے اور اگر گنجائش زکوٰۃ کے روپے پیسے میں ہے تو حتی الوسع ہر ایک صاحب حاجت اور اہل قرابت کو دیوے اور اگر گنجائش کم ہو تو اہل قرابت کو مقدم کرے پھر دوسرے محتاجوں اور طلبہ کا خیال کرے۔(۳) فقط۔

علماء صاحب نصاب جو اپنا مال بیوی کی ملک کردیں انہیں زکوٰۃ لینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۹) جو علماء تعلیم وتعلم میں مشاغل ہوں اور صاحب نصاب ہوں ان کو اخذ زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں، اگر وہ اپنا مال زوجہ کی ملک کردے تو اس حیلہ سے اخذ زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو مولوی صاحب نصاب ہوں ان کو زکوٰۃ لینا منع ہے اور حیلہ مذکور کے بعد زکوٰۃ لینا ظاہر فتویٰ کی رو سے جائز ہوجاوے گا۔(۴) فقط

(مگر اس کا یہ فعل نہایت برا اور قابل مواخذہ ہے۔ ظفیر)

فدیہ کی رقم نیک کام میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۴۸۰) متوفی کے ذمہ چھ سال کے روزے قضاء تھے، اس کے وارث فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں، فی روزہ مقدار غلہ کی کس قدر ہے کیا ایک وقت میں تمام غلہ یا اس کی قیمت ایک شخص کو دینا یا کسی نیک کام میں صرف کرنا مثل تیار مسجد یا موسم سرما میں غرباء کو جڑاول بنا دینا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (ایضاً باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفیر

(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳ .ط.س. ج۲ص ۳۵۳-۳۵۴ ظفیر۔

(۳) وکرہ نقلها الا الی قرابتہ بل فی الظهیریۃ لا تقبل صدقۃ الرجل وقرابتہ محاویج حتیٰ یبدابهم فیسد حاجتهم او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمین (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳ .ط.س. ج۲ص ۳۵۳) ظفیر۔

(۴) ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ من حاجتہ الا صلیۃ من ای مال کان .(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ .ط.س. ج۲ص ۳۴۷) ظفیر۔

(جواب) ایک روزہ کا فدیہ انگریزی تول سے پونے دوسیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔(۱) مثلاً اگر نوسیر ایک روپے کے گندم فروخت ہوتے ہیں تو قریب ۳ر کے ایک روزہ کا فدیہ ہوا۔ پس ایک سال کے تیس روزوں کا فدیہ صہ/۱۰ ہوئے اور چھ سال کے روزوں کا فدیہ ۱۲/ ہوئے۔(۲) یہ رقم فقراء اور مساکین کو تقسیم کردی جاوے، ایک شخص کو دینا ضروری نہیں ہے اور ایک وقت میں بھی دینا ضروری نہیں ہے۔ اور تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور یہ جائز نہیں کہ موسم سرما میں اس رقم سے لحاف بنا کر یا کمبل خرید کر فقراء کو تقسیم کردیئے جاویں۔ فقط

زکوٰۃ کی رقم جلسہ تبلیغ پر خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۸۱) اکبرآباد ضلع بجنور میں ۴۰-۵۰ کس خاکروب آباد ہیں اور ملحقات میں ہنود آباد ہیں۔ ہنود نے تقریباً پانچ ہزار چمار جمع کر کے جلسہ کیا، ان لوگوں کو عام طور سے مسلمانوں سے علیحدہ گی کی تبلیغ دی کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھا جاوے، اس کے خلاف میرا ارادہ یہ ہے کہ اکبرآباد میں جلسہ کر کے چند مقرروں کو بلایا جاوے اور آگرہ وغیرہ میں چار مقرروں کو بلایا جاوے اور ہنود سے علیحدہ رہنے کی دعوت دی جاوے اور اکبرآباد کے خاکروبوں کو مسلمان ہونے کی دعوت دی جاوے لیکن اکبرآباد میں اس جلسہ کے اخراجات کے واسطے روپیہ نہیں ہے اگر شرعاً اجازت ہو تو پیشگی زکوٰۃ کی مد سے روپیہ فراہم کر کے جلسہ میں خرچ کیا جاوے۔

(جواب) زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ تملیک فقراء ہو یعنی محتاجوں کو اس کا مالک بنا دیا جاوے اور اگر تملیک فقراء نہ ہوگی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳) پس اگر سوائے زکوٰۃ کے اور کوئی صورت چندہ کی نہیں ہے تو زکوٰۃ کے روپے کو اس کام میں خرچ کرنے کی جواز کی یہ صورت ہے کہ رقم زکوٰۃ کا مالک اول کسی ایسے شخص کو بنا دیا جاوے کہ وہ مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے جلسہ مذکورہ کے مصارف میں صرف کردے تو اس صورت میں زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور جلسہ کے مصارف کا بھی انتظام ہو جائے گا اور اس کی تشریح زبانی کسی واقف سے کرلیں وہ اس صورت تملیک کو پوری طرح سمجھادیں گے۔(۴) فقط۔

فدیہ کا تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۸۲) ایک شخص بہت مالدار مرا اس کے ذمہ بہت سی نمازیں اور روزے تھے اور مرتے وقت وصیت وغیرہ کچھ نہیں کی اب اس کی ورثاء بالغین خاص اپنے ذاتی مال میں سے اس کے روزہ نماز کا حساب لگا کر پورا فدیہ ادا کرتے ہیں تو کیا اس صدقہ کی رقم کا تعمیر مساجد میں لگا دینا جائز ہوگا یا نہیں۔

(جواب) یہ تو ظاہر ہے اور مسلم ہے کہ فدیہ صیام وصلوٰت بصورت ترک مال ووصیت ادا کرنا ورثہ پر لازم اور واجب

---

(۱) ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية الخ وفدى لزوما عنه اى عن الميت وليه الذى يتصرف فى ماله كا لفطرة قدرا الخ بوصية من الثلث (در مختار) هى مثل الفطرة من حيث الجنس وجواز اداء القيمة (رد المحتار) فصل فى العوارض لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۲۰ و ج ۲ ص ۱۲۱ ط.س. ج۲ص ۴۲۴) نصف صاع الخ من برا ودقيقه او سويقه او زبيب الخ او صاع تمرا و شعير الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الفطرة ج ۲ ص ۱۰۳ ط.س. ج۲ص ۳۶۴)

(۲) یہ حساب اور بھاؤ سن ۱۳۴۲ھ کا ہے، اب غلہ بہت گراں ہو چکا ہے اس لئے قیمت بہت بڑھ جائے گی۔ کسی واقف سے حساب کرالیا جائے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليك الخ ولا يصرف فى بناء نحو مسجد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفير.

(۴) وحيلة التكفين ان يتصدق بها على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶ ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفير.

ہے اور اس حالت میں یہ صدقات واجبہ میں سے ہے کہ مصرف اس کا وہی ہے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہے اور تملیک فقراء وغیرہم اس میں مثل زکوٰۃ کے شرط ہے کما فی الشامی فی باب مصرف الزکوٰۃ وھو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة کما فی القسستانی۔ (۱) اور جس صورت میں کہ میت نے مال نہ چھوڑا ہو، یا مال چھوڑا ہو مگر وصیت نہ کی ہو تو اس کی نسبت فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ ورثا اگر تبرعاً فدیہ اس کی نمازوں اور روزوں کا ادا کریں تو اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو وہ بھی میت کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ہو جاوے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ کافی ہو جاوے گا۔ تو فقہاء رحمہم اللہ نے تبرعاً فدیہ ادا کرنے کے بارے میں تجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ (۲) اس لئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شرائط فدیہ واجب کی ہیں وہی اس میں ملحوظ رکھنی چاہئے، مثلاً مقدار فدیہ کی وہی ہوگی جو کہ بصورت وصیت ہوگی۔ اسی طرح اس کا مصرف وہی ہونا چاہئے جس طرح فدیہ واجبہ کا ہے اور تملیک یا اباحت بھی اسی طرح ہونی چاہئے جس طرح فدیہ واجبہ میں ہے جیسا کہ شامی جلد اول باب قضاء الفوائت فدیہ کے بیان میں ہے ثم اعلم انه اذا اوصى لفدية الصوم بحكم بالجواز قطعاً لا نه منصوص عليه واما اذا لم يتطوع بهالوارث فقد قال محمدؒ في الزيادات انه يجزيه انشاء الله تعالىٰ فعلق الا جزاء بالمشية لعدم النص الخ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ فدیہ کی حیثیات کا اس تبرع میں لحاظ کرنا چاہئے۔ البتہ اگر فدیہ صیام وصلوات کا ادا کرنا ورثہ کو مقصود نہیں ہے صرف ثواب خیرات پہنچانا ہے تو اس صورت میں مسجد وغیرہ کے مصارف خیر کی تعمیر وغیرہ میں جو کچھ صرف کرے گا اور اس عمل خیر اور صدقہ کا میت کو پہنچاوے گا، وہ ثواب میت کو پہنچے گا، مگر فدیہ صیام وصلوات کے ادا ہو جانے اور میت کے سبکدوش ہو جانے کی ان فرائض سے امید نہ رکھنی چاہئے۔ فقط۔

خیرات فدیہ میں محسوب ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۸۳) ایک عورت نے بیماری کی حالت میں اپنے شوہر کو وصیت کی کہ میری نماز اور روزہ قضا شدہ کا فدیہ میرے مرنے کے بعد ادا کرنا، اس وصیت کے بعد وہ فوت ہوگئی۔ اس کے خاوند نے دفن کرنے سے پہلے کچھ نقدہ اور کپڑا وغیرہ خیرات کیا مگر بوجہ لاعلمی کے اس نے فدیہ کی نیت نہیں کی، علاوہ اس کے آٹھ سات یوم تک اپنی حیثیت کے موافق صدقہ خیرات کرتا رہا۔ یہ صدقہ اور خیرات فدیہ میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) وصیت کرنے کی صورت میں اور مال متروکہ چھوڑنے کی صورت میں ادائے فدیہ نماز وروزہ بذمہ ورثہ واجب ہوتا ہے اور فدیہ واجبہ کا حکم مثل زکوٰۃ کے ہے کہ نیت اور تملیک فقراء وغیرہ احکام زکوٰۃ اس پر مترتب ہوتے ہیں۔ پس جب کہ شوہر نے اس خیرات اور صدقہ میں جو اس نے یوم وفات میں یا اس کے بعد کیا، نیت ادائے فدیہ کی نہیں کی لہذا ادا ء فدیہ اس کے ذمہ واجب رہا۔ جس قدر مقدار فدیہ معلوم ہوئی ہے اس کو بہ نیت فدیہ فقراء کو تقسیم کرے، اور جو کچھ بلا نیت فدیہ خیرات کر چکا وہ اس میں محسوب نہ ہوگا۔ ھکذا فی الدر المختار والشامی وغیرھما۔ (۴)

---

(۱) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ . ط.س. ج اص ۳۳۹ ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۲). ط.س. ج۲ص ۷۲. ۱۲ ظفیر
(۳) ایضاً ج ۱ ص ۶۸۲ .ط.س. ج۲ص ۷۲. ۱۲ ظفیر
(۴) مصرف الزكوة الخ وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر و الكفارة والنذر وغير ذالك من الصدقات الواجبات الخ ويشترط ان يكون الصرف تمليكا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ .ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۴۴) ظفیر

سرکاری شفاخانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ حیلہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱ /۴۸۴)اگر گورنمنٹ کی امداد سے کوئی شفاخانہ کھولا جاوے، اس میں زکوٰۃ کا روپیہ حیلہ کر کے دینا جائز ہے یا نہیں۔

مسلم شفاخانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا کیسا ہے

(سوال ۲ /۴۸۵)اور اگر کوئی شفاخانہ خاص مسلمان مساکین کے لئے کھولا جاوے تو ایسے شفاخانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ حیلہ کر کے دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس شخص غریب کی ملک کی جاوے وہ سید نہ ہو، در مختار میں ہے تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر غیر هاشمی ولا مولاه انتهی۔(۱)ملخصاً۔اور چونکہ زکوٰۃ میں تملیک فقیر مسلم شرط ہے اس لئے تجہیز و تکفین میت یا تعمیر مسجد و مدرسہ وغیرہ میں اس کا صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس کے جواز کا حیلہ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اول زرزکوٰۃ کسی فقیر کی ملک کر دی جائے پھر اس سے کہا جاوے کہ وہ اپنی طرف سے مواقع مذکورہ میں وامثالہا میں صرف کر دے۔ درمختار کتاب الزکوٰۃ میں ہے۔ وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وكذا فی تعمیر المسجد و تمامه فی حیل الاشباه الخ۔(۲)پس اس حیلہ مذکورہ سے ہر دو صورت مسئولہ فی السوال میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ ہو سکتا ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی صورت اس کی یہ ہے کہ اول وہ رقم زکوٰۃ کسی ایسے محتاج مسلمان کی ملک کر دی جائے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہو، پھر اس سے کہا جاوے کہ وہ اپنی طرف سے شفاخانہ مذکورہ میں دے دیوے کیونکہ اب وہ زکوٰۃ کا روپیہ نہیں رہا بلکہ زکوٰۃ مالک کی اس محتاج شخص کو دینے سے ادا ہو گئی اور وہ مالک اس کا ہو گیا، اب اس کو اختیار ہے کہ وہ جس موقعہ پر چاہے اس کو صرف کرے۔ فقط۔

زکوٰۃ کے روپے سے حج کرانا کیسا ہے

(سوال ۱ /۴۸۶)زکوٰۃ کے روپے سے لوگوں کو حج کرانا کیسا ہے۔

زکوٰۃ کے روپے سے قرآن خرید کر امیر و غریب میں تقسیم کرنا

(سوال ۲ /۴۸۷)زکوٰۃ کے روپے سے قرآن خرید کر امیروں اور غریبوں اور لڑکوں کو تقسیم کرنا کیسا ہے۔

زکوٰۃ کے روپے سے باؤلی بنانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۴۸۸)زکوٰۃ کے روپے سے باؤلی بنانا درست ہے یا نہیں۔

ایک آدمی کو کتنی زکوٰۃ دی جائے

(سوال ۴/ ۴۸۹)ایک آدمی کو کتنی زکوٰۃ دینی چاہئے۔

(جواب)(۱)اگر حج کرنے والے کی وہ روپیہ ملک کر دیا جائے کہ وہ اپنا حج کرے یا جس خرچ میں چاہے لاوے تو یہ

(۱)ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ص ۳۴۴ ۱۲ ظفیر

(۲)الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶ ط.س. ج۲ص ۲۷۱ ۱۲ ظفیر

درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔(۱)

(۲) قرآن شریف زکوٰۃ کے روپے سے خرید کر اگر غریب لڑکوں یا بڑوں کو تقسیم کر دیئے جاویں تو یہ جائز ہے اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، وہ پھر دینی ہوگی۔(۲)

(۳) زکوٰۃ کے روپے سے ایسا کام کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ زکوٰۃ کے ادا ہونے کی یہ شرط ہے کہ غرباء کو اس کا مالک بنادیا جاوے، مسجد یا مدرسہ اس سے بنانا چاہا و باؤلی وغیرہ میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اس کو پھر زکوٰۃ دینی لازم ہے۔(۳)

(۴) ایک آدمی محتاج کو نصاب سے کم زکوٰۃ دینی چاہئے، نصاب کی قدر دینا مکروہ ہے، لیکن اگر وہ مقروض ہو تو نصاب یا نصاب سے زیادہ دینا بھی درست ہے۔(۴) فقط۔

زکوٰۃ سے مدرس، مؤذن وغیرہ کو مشاہرہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۰) مال زکوٰۃ سے مدرسین مدرسہ یا مؤذن وامام کو مشاہرہ دینا درست ہے یا نہیں۔ چونکہ یہ لوگ دین کی خدمت انجام دیتے ہیں ان کی امداد زکوٰۃ سے ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اور امام صاحب نے تملیک کی شرط کیوں لگائی ہے۔ انما الصدقات للفقراء الخ میں لام منفعت کے لئے بھی ہوسکتا ہے، اس کو تملیک پر محمول کرنے کا کیا منشاء ہے، اس بارے میں کوئی صریح حدیث ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ میں تملیک فقراء وغیر ہم شرط ہے جیسا کہ آیت انما الصدقات للفقراء الآیة سے مستفاد ہے کیونکہ اول تو صدقہ کا لفظ ہی تملیک فقیر کو چاہتا ہے اور پھر لام تملیک اس کی صریح دلیل ہے، اور نفع کے لئے کہنا بھی اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ نفع تام بعد تملیک کے مملک لہ کو ہوسکتا ہے اور حدیث تو خذ من اغنیائھم وترد الی فقرائھم (۵) بھی اس کی دلیل ہے، کیونکہ ''توخذ'' سے خروج عن ملک الاغنیاء ثابت ہے اور ''تردالیٰ فقرائھم'' ملک فقراء کو مقتضی ہے۔ بہر حال جب کہ زکوٰۃ میں تملیک فقراء ضروری ہوئی اور صدقہ کا لفظ اس کو چاہتا ہے کہ بلا کسی معاوضہ کے ہو، ورنہ صدقہ نہ رہے گا تو ملازمین و مدرسین کی تنخواہ میں دینا زکوٰۃ کا جائز نہ ہوا، اور ایسے مصارف میں صرف کرنے کے لئے حیلہ تملیک ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ چنانچہ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں ولا یبنی بھا مسجد ولایکفن بھا میت لانعدام التملیک وھو الرکن۔(۶) فتح القدیر میں ہے قولہ لانعدام التملیک وھو الرکن، فان اللہ تعالیٰ سماھا

---

(۱) وکرہ اعطاء فقیر نصابا او اکثر الا اذا کان المدفوع الیہ مدیونا او کان صاحب عیال بحیث لو فرقہ علیھم لا یخص کلا اولا یفضل بعد دینہ نصاب فلا یکرہ فتح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۳) اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کو اتنی رقم زکوٰۃ سے حج کے لئے دینا مکروہ ہے، گو وہ فقیر مالک ہونے کے بعد اس سے حج کرے تو جائز ہوگا مگر زکوٰۃ کے روپے سے حج کرنا، کرانا مصارف زکوٰۃ کے منشاء کے سراسر خلاف ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ اعلم ۱۲۔

(۲) مصرف الزکوٰۃ الخ ھو فقیر الخ و مسکین الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (ایضاً ج ۲ ص ۷۹) ظفیر۔

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کما مرلا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ (در مختار) نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانھار والحج والجھاد وکل مالا تملیک فیہ زیلعی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفیر۔

(۴) وکرہ اعطاء فقیر نصابا الا اذاکان المدفوع الیہ مدیونا اوکان صاحب عیال الخ لا یکرہ (ایضا ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۳) ظفیر۔ (۵) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۲. ۱۲ ظفیر۔

(۶) ھدایہ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ج ۱ ص ۱۸۸. ۱۲ ظفیر۔

صدقۃ وحقیقۃ الصدقۃ تملیک المال من الفقیر الخ فتح. ولا یدفع الی مدبرہ ومکاتبہ الخ لفقدان التملیک الخ۔(۱) دیکھئے صاحب ہدایہ جگہ جگہ عدم تملیک کو علت عدم جواز قرار دیتے ہیں۔فقط۔

زکوٰۃ سے مبلغین کو وظائف دینا کیسا ہے

(سوال ۴۹۱) زکوٰۃ سے مبلغین انجمن تبلیغ وطلباء کو وظائف دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طلباء ومساکین کو وظیفہ دینا زکوٰۃ سے جائز ہے۔(۲) اور مبلغین کی تنخواہ دینے میں حیلہ تملیک ضروری ہے (بغیر حیلہ دینا درست نہیں ہے، کیونکہ زکوٰۃ کے لئے تملیک شرط ہے۔ظفیر)

امام کو اجرت میں عشر دینا درست نہیں

(سوال ۴۹۲) امام کو اجرت میں عشر کا دینا جائز ہے یا نہیں اور نا جائز کہنے والے کو جو شخص معتزلہ کہے اس کے لئے کیا حکم ہے

(جواب) مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ کا ہے جیسا کہ شامی باب مصرف زکوٰۃ میں لکھا ہے وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر و الکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ الخ(۳) پس جیسا کہ زکوٰۃ کو اجرت امامت میں دینا نا جائز ہے، اسی طرح عشر وصدقہ فطر بھی اجرت امامت میں دینا نا جائز ہے اور اس صورت میں عشر وصدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ ادا نہ ہوں گے اور عدم جواز کے قائلین تمام فقہاء عظام ہیں، پس کافر ومعتزلہ کہنے والا قائلین عدم جواز کا سخت خاطی اور فاسق وظالم ہے اور قول اس کا غلط اور باطل ہے۔فقط۔

جائیداد کے باوجود گذارہ نہ ہوتو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۳) نابالغان کے پاس کافی جائداد ہے، لیکن نابالغ ہونے کی وجہ سے گذارہ نہیں چلتا ان کو زکوٰۃ دینا یا ان کا قرضہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ان نابالغوں کا گذارہ جب کہ ان کی جائداد کی آمدنی سے نہیں ہوتا تو ان کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے، کما نقل عن محمدؒ ، کذافی الشامی(۴)، اور ان کا قرض اس طرح ادا کرنا جائز ہے کہ اول زکوٰۃ کا روپیہ ان یتیموں کی ملک کر دیا جاوے، پھر وہ اپنے قرض میں دے دیں یا ان سے کہہ کر خود ان سے وہ روپیہ لے کر ان کا قرض ادا کر دیا جاوے

کافروں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔

(سوال ۴۹۴) زکوٰۃ کا دینا کافروں کو درست ہے یا نہیں اور آیۃ کریمہ انما الصدقت للفقراء الآیۃ سے کیا مراد ہے۔

(جواب) زکوٰۃ کی تعریف درمختار وغیرہ میں یہ کی ہے تملیک جزء مال عینہ الشارع من مسلم فقیر الخ(۵) اس

---

(۱) فتح القدیر باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ص ۲۳. ۲۰. ۱۲ ظفیر.

(۲) مصرف الزکوۃ الخ ھو فقیر الخ و مسکین الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج ۲ص ۳۳۹) ظفیر

(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹. ۱۲ ظفیر.

(۴) سئل محمد عمن لہ ارض یزرعھا او حانوت یستغلھا او دار غلتھا ثلاثۃ الاف و لا تکفی لنفقتہ و نفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوۃ وان کانت قیمتھا تبلغ الو فاوعلیہ الفتوی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ ط.س. ج۲ص ۳۴۸ ظفیر

(۵) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۳ و ج ۲ ص ۴. ط.س. ج۲ص ۲۵۶-۲۵۷. ۱۲ ظفیر

کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ اپنے مال کا ایک حصہ معینہ جو کہ شارع علیہ السلام نے معین فرمایا ہے مثلاً چالیسواں حصہ، مسلمان محتاج کو دیا جاوے اور اس کو مالک بنادیا جاوے، پس معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے اداء کے لئے یہ شرط لازمی ہے کہ مسلمانوں کو دی جاوے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہوں، اور آیۃ کریمہ انما الصدقت للفقراء والمساکین (۱) الآیۃ میں فقراء ومساکین سے مراد مسلمان فقراء ومساکین ہیں، باجماع امت۔ البتہ نفلی صدقہ ذمیوں، یعنی کافروں کو دیا جاسکتا ہے، ایسا ہی لکھا ہے درمختار میں ہے وجاز دفع غیرها وغیر العشر والخراج الیه ای الذمی، (۲) یعنی زکوٰۃ وعشر وخراج سوائے دوسرے صدقات ذمی (کافر) کو دینا درست ہے۔ فقط۔

زکوٰۃ غیر ممالک میں بھیجنا کیسا ہے

(سوال ۴۹۵) کیا زکوٰۃ کا روپیہ غیر ممالک اسلامی، میں بھی بھیجا جاسکتا ہے اور غیر ممالک کے مسلمانوں کی امداد میں صرف ہوسکتا ہے۔

زکوٰۃ سے اپنی طرف سے حج کرانا کیسا ہے

(سوال ۴۹۶) کیا زکوٰۃ کے روپے سے حج کرایا جاسکتا ہے، اگر کرایا جاسکتا ہے تو کیا اپنے عزیز واقارب کو بھی کراسکتے ہیں

(جواب) (۱) زکوٰۃ کا روپیہ غیر ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں محتاجوں کو دینا بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے جن کو دیا جاوے وہ مالک نصاب نہ ہوں اور ان کو مالک بنادیا جاوے اور اولیٰ یہ ہے کہ اپنے ملک بلکہ اپنے شہر کے غرباء فقراء کو تقسیم کیا جاوے (۳)

(۲) زکوٰۃ کے روپے سے اپنا حج کرانا درست نہیں ہے، البتہ یہ جائز ہے کہ کسی فقیر کو زکوٰۃ کے روپے کا مالک بنایا جاوے...... پھر خواہ وہ اپنا حج کرے یا دیگر مصارف میں صرف کریں اس کو اختیار ہے۔ غرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کے روپے میں مالک بنادینا محتاج کو شرط ہے بدون اس کے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (۴) (مگر اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم رہے کہ ایک شخص کو اتنی رقم دینا کراہت سے خالی نہیں۔ ظفیر)

قیمت چرم قربانی میں تملیک

(سوال ۱/۴۹۷) مدرسہ کے مہتمم چرم قربانی اپنی جانب سے فروخت کرکے داخل تحویل مدرسہ کردیتا ہے کیا اس میں تملیک شرط ہے اور بلاتملیک مثل دیگر مدات کے وہ صرف کرسکتا ہے یا نہیں۔

بلاتملیک خرچ کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/۴۹۸) اگر مہتمم مدرسہ نے بلاتملیک اس قیمت چرم کو صرف کردیا تو قربانی کنندہ کو دوبارہ چرم قربانی کی

---

(۱) سورہ توبہ رکوع ۸

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲، اس سے پہلے یہ عبارت ہے ولا تدفع الی ذمی لحدیث معاذ (ایضاً). ط.س. ج۲ ص ۳۵۱. ظفیر.

(۳) وکره نقلها الا الی قرابة الخ او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمین (در مختار) قوله کره نقلها ای من بلد الی بلد اخر لا ن فیه رعایة حق الجواز فکان اولی زیلعی والمتبادر منه ان الکراهة تنزیهیة تامل فلو نقلها جاز لان المصرف مطلق الفقراء (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج۲ ص ۳۵۳) ظفیر۔

(۴) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة لا یجوز الی بناء نحو مسجد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

(جواب)(۱،۲) مہتمم مدرسہ کو چاہئے کہ چرم قربانی کے فروخت کرنے کے بعد ان کی قیمت کی تملیک مثل زکوۃ کے کر کے مدرسہ کے جس مصرف میں چاہے صرف کرے اگر مہتمم مدرسہ نے اس قیمت کو بلا حیلہ تملیک ایسے مصرف میں صرف کیا جو مصرف قیمت چرم قربانی وزکوۃ نہیں ہے، مثلاً ملازمین ومدرسین کی تنخواہ میں دے دیا تو قربانی کنندہ کو اس قیمت کی قدر صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر طلبہ کے مصرف میں صرف کیا تو قربانی ادا ہوگی دوبارہ اس قیمت کا صدقہ کرنا مالک پر واجب نہ ہوگا۔ (۱) فقط۔

زکوۃ کے روپے سے مدرسہ کے لئے مکان خریدنا جائز نہیں

(سوال ۴۹۹) زید وعمر وغیرہ کی طرف سے ایک مدرسہ اسلامیہ جاری ہے، اب ان کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ وہ مدرسہ کا خرچ نہیں اٹھا سکتے اور زکوۃ کے روپے سے مکان خرید کر اس کی آمدنی سے تنخواہ مدرسین وغیرہم کی دینا چاہتے ہیں، یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ کے روپے سے مکان خریدنا بغرض مذکور شرعاً جائز نہیں ہے اس میں زکوۃ ادا نہیں ہوتی لیکن فقہاء نے اس قسم کے امور کے جواز کی یہ صورت لکھی ہے کہ زکوۃ کا روپیہ اول کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جاوے جو کہ مصرف زکوۃ ہو یعنی وہ شخص مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ شخص اس روپے کو اپنی ملک اور قبضہ میں لے کر غرض مذکور میں صرف کرے۔ (۲) فقط۔

شوہر کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱/۵۰۰) ہندہ اپنے شوہر کی اولاد کو جو اس کی پہلی بیوی سے ہے، زکوۃ دے سکتی ہے یا نہیں۔

جس کے پاس زیادہ مکان ہو وہ مصرف زکوۃ ہے

(سوال ۲/۵۰۱) کسی کے پاس علاوہ رہنے کے دوسرا مکان ہے جس کی قیمت نصاب سے زیادہ ہے تو وہ مصرف زکوۃ ہے یا نہیں اور اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) دے سکتی ہے۔ (۳)

(۲) اگر اس کے پاس علاوہ مکان کے اور مال بقدر نصاب نہیں ہے اور کرایہ کی آمدنی اس کے پاس بقدر نصاب جمع نہیں ہے اور وہ حاجت مند ہے اور وہ دوسرا مکان تجارت کے لئے نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

ملک نصاب مطلقاً مانع اخذ زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۲) ملک نصاب مطلقاً مانع اخذ زکوۃ مفروضہ ہے یا نہیں اور جو شخص عالم غنی کے لئے زکوۃ لینا جائز کہتا

---

(۱) دیکھئے رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۶ ظفیر ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱.

(۲) وحیلة التکفین التصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر.

(۳) ولا الی من بینهما ولاد (در مختار) قید بالولاد لجواز لبقیة الا قارب (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر

(۴) وفیها سئل محمد عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلاثة الاف ولا تکفی لنفقته ونفقة عیاله سنة یحل لا اخذ الزکاة وان کانت قیمتها تبلغ الوفا وعلیه الفتوی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ ص ۳۴۸)

ہے یعنی نصاب کو مطلقاً مانع نہیں کہتا اس کا قول صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) مطلق ملک نصاب مانع اخذ زکوٰۃ مفروضہ نہیں۔ عامل ساعی اور عاشر کے لئے اخذ زکوٰۃ کو جائز رکھا گیا ہے اگرچہ وہ غنی بھی ہوں۔ اسی طرح طالب علم کے لئے فقہاء کی عبارات میں اخذ زکوٰۃ کا جواز پایا جاتا ہے، کما فی الدر المختار وبھذا التعلیل یقوی مانصب للواقعات من ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکوٰۃ ولو غنیاً اذا فرغ نفسه لا فادۃ العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی مالا بد منه کذا ذکره المصنف الخ در مختار باب المصرف۔ (۱) یعنی جو شخص علم شرعی کے پڑھنے میں اپنے آپ کو کسب و پیشہ سے فارغ رکھ کر علوم شرعیہ کے حاصل کرنے میں یا دوسروں کو اس سے مستفید کرنے میں مشغول ہے، اس شخص کو اخذ زکوٰۃ جائز ہے۔ اگرچہ وہ صاحب نصاب بھی کیوں نہ ہو، رہا یہ کہ عالم غنی جس کے کمانے کے ذرائع موجود ہوں اس کے لئے زکوٰۃ کے اخذ کا جواز عبارات فقہاء سے نہیں نکلتا بلکہ طالب علم کے حق میں بشرائط مذکورہ بالا اجازت دے دی گئی ہے، اور علامہ شامی نے طالب علم غنی صاحب نصاب کے لئے بھی اخذ زکوٰۃ کی حرمت کو راجح فرمایا ہے اور اس جزئیہ واقعات کو ضعیف اور غیر معتبر قرار دیا ہے حیث قال وھذا الفرع مخالف لا طلاقھم الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احدٌ قلت وھو کذلک والا وجه تقییده بالفقیر ویکون طلب العلم مرخصاً لجواز سواله من الزکوٰۃ وغیرھا وان کان قادراً علی الکسب اذ بدونه لا یحل له السوال الخ۔ (۲) فقط۔

بیوی اور خاوند کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۵۰۳) خاوند بیوی کو یا بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) جائز نہیں ہے۔ (۳) فقط

مسافر کا قرض زکوٰۃ سے ادا کیا جائے یا نہیں

(سوال ۵۰۴) میں اہل نصاب مالدار ہوں میرے مال کی زکوٰۃ کا روپیہ میرے وطن میں موجود ہے، کیا اس روپے سے کسی ایسے شخص کا قرض ادا ہو سکتا ہے جو عالم ہو، شریف ہو، مسافر ہو، بال بچہ دار ہو مقروض ہو۔

(جواب) اگر وہ عالم مسافر مالک نصاب نہیں ہے بلکہ مقروض ہے اور سید نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا اور اس قدر روپیہ زکوٰۃ کا دینا جس سے اس کا قرض اتر جاوے درست ہے کما قال اللہ تعالیٰ انما الصدقٰت للفقراء والمساکین . الایة۔ (۴) فقط۔

زکوٰۃ حیلہ کے ذریعہ مدرسہ پر خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۰۵) زید نے اس نیت سے زکوٰۃ وصدقات کا روپیہ جمع کیا کہ حیلہ تملیک کر کے یتیموں پر اور مدرسہ اسلامیہ کے معلموں کی تنخواہ میں صرف کریں گے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱. ط.س. ج۲ص ۳۴۰. ۱۲ ظفیر

(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱ .ط.س. ج۲ص ۳۴۰ ۱۲ ظفیر. (۳) ولا الی من بینھما ولا د الخ اوزوجیة ولو مبانه وقالا ھی تدفع لزوجھا. (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ولایدفع المزکی زکوٰۃ ماله الی ابیه الخ ولا الی امراء ته للاشتراک فی المنافع عادۃ ولا تدفع المراء ۃ الی زوجھا عند ابی حنیفة لما ذکر نا وقا لا تدفع الیه لقوله علیه السلام لک اجران اجرا لصدقة واجر الصلة قاله لا مراء ۃ ابن مسعود وقد سألته عن التصدق علیه قلنا ھو محمول علی النافلة (ھدایه باب من یجوز دفع الصدقات الیه ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر (۴) سوره توبه رکوع ۸.

(جواب) حیلہ تملیک کے بعد زکوٰۃ وصدقات واجبہ کا مدرسہ کے ملازمین و معلمین کی تنخواہ میں صرف کرنا درست ہے۔ (١) فقط۔

فی سبیل اللہ میں کون لوگ داخل ہیں

(سوال ٥٠٦) آیۃ کریمہ انما الصدقت للفقراء الآیۃ میں وفی سبیل اللہ میں کون کون سے مصارف داخل ہیں، عملہ ودفتر انجمن ہائے تبلیغ وحفاظت اسلام کی تنخواہ اور مصارف خوراک وسفر وغیرہ اس میں داخل ہیں یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے وفی سبیل وھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم فسرہ فی البدایع بجمیع القرب الخ (٢) غرض یہ ہے کہ فی سبیل اللہ میں بے شک موافق تفسیر صاحب بدایع کے جملہ مصارف خیر داخل ہیں لیکن جو شرط ادائے زکوٰۃ کی ہے وہ سب جگہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ بلا معاوضہ تملیک محتاج کی ہونی ضروری ہے اس لئے حیلہ تملیک اول کر لینا چاہئے تاکہ تملیک کے بعد تبلیغ وغیرہ کے ملازمین کی تنخواہ وغیرہ میں صرف کرنا اس کا درست ہو جاوے۔ فقط۔

مالک نصاب بیوہ عورت کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

(سوال ٥٠٧) ایک عورت بیوہ کے پاس مال زکوٰۃ دینے کے لائق ہے، اس کے کئی چھوٹے بچے ہیں، ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جو عورت مالک نصاب ہے اس کو اور اس کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے، اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انما الصدقات للفقراء والمساکین . الآیۃ۔ (٣) فقط۔

صرف اراضی ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ١/٥٠٨) جس کے پاس اراضی ہو اور نقد روپیہ نہ ہو اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

مسافر زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ٢/٥٠٩) اگر مسافر اپنے وطن سے روپیہ منگا سکے تب بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (١) اگر گذر کے موافق جائداد اور زمین نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ وصدقہ لینا درست ہے۔ (٤)

(٢) مسافر کو زکوٰۃ لینا درست ہے جب کہ اس کے پاس مال بقدر نصاب نہ ہو اگرچہ اس کے مکان پر ہو۔ (٥) فقط۔

کسی مدرسہ کے نام سے زکوٰۃ وصول کر لایا وہ مدرسہ قائم نہ ہوا تو کیا کرے

(سوال ٥١٠) کسی نے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی کا روپیہ وصول کیا تھا کہ فلاں جگہ مدرسہ قائم کروں گا، وہ مدرسہ کسی سبب

---

(١) وحیلۃ التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذافی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ٢ ص ١٦ . ط.س. ج٢ ص ٢٧١) ظفیر.

(٢) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ص ٨٣ . ط.س. ج٢ ص ٣٤٣ ١٢ ظفیر

(٣) سورہ توبہ رکوع ٨.

ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجتہ الا صلیۃ من ای مال کان (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ٢ ص ٨٨ . ط.س. ج٢ ص ٣٤٧) ظفیر.

(٤) سئل محمد عمن لہ ارض یزرعھا اوحانوت یستغلھا او دار غلتھا ثلاثۃ الا ف ولا تکفی لنفقتہ ونفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ وان کانت قیمتھا تبلغ الو فا (رد المحتار باب المصرف ج ٢ ص ٨٨ . ط.س. ج٢ ص ٣٤٨) ظفیر.

(٥) ابن السبیل وھو کل من لہ مال لا معہ الخ یصرف المزکی الی کلھم اوا لی بعضھم (در مختار) قولہ ابن السبیل ھو المسافر سمی بہ للزومہ الطریق (رد المحتار باب المصرف ج ٢ ص ٨٤ . ط.س. ج٢ ص ٣٤٣) ظفیر

سے قائم نہیں ہوا تو دوسرے مدرسہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں، اگر بالکل خرچ نہ کرے تو عنداللہ ماخوذ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کو اس کے مصرف میں صرف کردینا چاہئے، اگر ایک مصرف میں کسی وجہ سے صرف نہیں ہوسکا تو دوسرے میں صرف کردے جس کا بہترین مصرف طلبہ علم دین ہیں، اگر یہ شخص اس کو اس کے مصرف میں صرف نہیں کرے گا تو عنداللہ ماخوذ ہوگا، اس کو اس کے خرچ کرنے کا کوئی حق نہیں۔(۱) فقط۔

بے نمازی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۱) بے نمازیوں کو مال زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں انجمن نعمانیہ ہندلا ہور کے ماہواری رسالہ میں لکھا ہے کہ بے نمازی خواہ کتنا ہی مسکین ہو اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، دوبارہ ادا کرنی واجب ہوگی۔

(جواب) بے نمازی محتاج کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے کیونکہ عندالحنفیہ ترک نماز سے مسلمان کافر نہیں ہوتا، البتہ ترک نماز فسق اور گناہ کبیرہ ہے، مگر کفر نہیں ہے، لہذا تارک نماز کو جب کہ وہ محتاج ہو زکوٰۃ دینا درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے اور اکثر ائمہ کا یہی مذہب ہے کہ تارک نماز کافر نہیں ہے۔(۲)

غیر مقلدوں کا عقیدہ ہے کہ تارک نماز کافر ہوجاتا ہے اور جمہور اہل سنت کے نزدیک وہ حدیث ماول ہے جس میں ترک نماز پر کفر کا اطلاق آیا ہے۔ فقط

زکوٰۃ کا استعمال افطار صوم میں درست ہے یا نہ

(سوال ۵۱۲) استعمال زکوٰۃ برائے افطار صوم جائز است یا نہ۔

(جواب) اگر بطور اباحت باشد چنانچہ دستور عام ہمان است جائز نیست کذا فی الدرالمختار تحت قولہ تمليک خرج الا باحة فلو اطعم يتيماً ناوياً الزكوٰة لاتجزية الا اذا دفع اليه المطعوم كما لو كسا ه بشرط ان يعقل القبض۔(۳) واگر مقدار واجب را از جنس مطعوم ومشروب بدیں طور ادا کند کہ فقراء ومساکین را بوقت افطار بطور تملیک مید ہد وآنہا تعقل قبض ہم داشتہ باشند اندریں صورت زکوٰۃ ادا تواند شد ومراد از تعقل قبض آنکہ آں چناں طفل خرد را نہ دہد کہ تعقل قبض ندارد۔ کما مر من الدرالمختار فقط۔

زیورات کی زکوٰۃ عورتیں کہاں سے نکالیں

(سوال ۵۱۳) زیورات چونکہ عورتوں کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں، اس کی زکوٰۃ کا باران کے مردوں پر کیوں ڈالا جاتا ہے، اور اگر عورت خود ادا کرے تو کیسے، کیونکہ اس کے پاس سوائے زیورات کے اور کچھ نہیں ہے۔

(جواب) جو زیور زوجہ کا مملوکہ ومقبوضہ ہے اور بقدر نصاب ہے اس کی زکوٰۃ اس عورت کے ذمہ ہی واجب ہے اگر اس کا شوہر تبرعاً اس کی طرف سے دے دے یا عورت اس سے لے کر دے دے یا جو خرچ اس کا شوہر اس کو دیتا ہے اس

---

(۱) ولا يجوز دفع الزكوٰة الى من يملك نصابا من اى مال كان (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹) ولو كيل ان يدفع لولده الفقير وزوجته لالنفسه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص ۲۶۹) ظفير.

(۲) وتارك الصلوٰة عمد اكسلاً يضرب ضرباشديد احتى يسيل منه الدم الخ ولا يقتل بمجرد ترك الصلوٰة والصوم مع الا قرار بفرضيتها الا اذا جحد افتراض الصلاة او الصوم لانكا رما كان معلوما من الدين اجماعا الخ (مراقی الفلاح على هامش الطحطاوی قبيل باب الوتر ج ۱ ص ۲۰۴) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۳. ط.س. ج۲ ص ۲۵۶-۲۵۷. ۱۲ ظفير.

میں سے ادا کر دے تو یہ جائز ہے اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو پھر اس عورت کو اسی زیور میں سے زکوٰۃ دینی پڑے گی۔ (۱) فقط۔

اسلامیہ اسکول میں زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۴) انجمن امدادی اسلامیہ اسکول کا لکانے ایک زنانہ مدرسہ واسطے تعلیم نسواں تیار کیا ہے جس کی وجہ سے انجمن ہذا مبلغ آٹھ سو روپے کی قرض دار ہے، ظاہرا ادائیگی کی کوئی صورت نہیں، زکوٰۃ و صدقہ فطر اس قرضہ کی ادائیگی میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) رقم زکوٰۃ و صدقہ فطر بعد حیلہ تملیک کے اس قرض کی ادائیگی میں صرف ہو سکتی ہے اور حیلہ تملیک درمختار میں یہ لکھا ہے کہ اول وہ رقم زکوٰۃ وغیرہ ایسے شخص کی ملک کر دی جائے جو مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ شخص اپنی طرف سے مدرسہ مذکورہ میں دے دے کہ اس رقم سے قرض ادا کیا جائے اور دیگر ضروریات مدرسہ میں صرف کی جاوے۔ (۲) فقط۔

زکوٰۃ غیر مستحق کو دینا درست نہیں

(سوال ۵۱۵) زکوٰۃ اور چرم قربانی و صدقہ فطر کا روپیہ برادری کے چودھری اگر جبراً وصول کر کے غیر مستحقین کو دیویں تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) جائز نہیں۔ (۳) فقط۔

مالدار پیشہ ور فقراء کو زکوٰۃ کی رقم دینا درست نہیں ہے

(سوال ۵۱۶) ہمارے یہاں مساکین فقراء ایسے نہیں جو صدقہ فطر لینے کے قابل ہوں، چونکہ آج کل فقراء مالداروں سے بدر جہا بہتر ہیں اور خاص کر قصبہ ہذا کے فقیر صاحب نصاب ہیں اور ان پر زکوٰۃ فرض ہے، اگر شرعاً یہی حکم ہو کہ ایسے فقراء کو زکوٰۃ وغیرہ دی جائے تو ہم کو کوئی عذر نہیں ہے، اور اگر ایسے فقراء کو دینا جائز نہیں تو مدرسہ اسلامیہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے نام کے فقراء کو جو مالدار صاحب نصاب ہیں صدقۃ الفطر و زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ نہ دینا چاہئے (۴) بلکہ مدرسہ میں لے کر طلباء مساکین و غرباء پر صرف کرنا چاہئے اور اگر تملیک فقیر کے بعد مدرس کی تنخواہ میں دیا جاوے تو درست ہے، اور تملیک فقیر کی یہ صورت ہے کہ صدقۃ الفطر یا زکوٰۃ پہلے ایسے شخص کی ملک کر دی جائے جو کہ واقعی فقیر ہو اور مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے اس کو داخل مدرسہ کر دے۔ فقط

وکیل خود زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۷) زید نے عمرو کو وکیل بنایا کہ مبلغ دس روپے مستحقین زکوٰۃ کو میری طرف سے دے دو۔ اتفاقاً عمرو خود ہی

---

(۱) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم الخ والمعتبر وزنهما اداء و وجوبا لا قيمتها واللازم فى مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا او خليا مطلقا الخ عشر ربع الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۴۰ و ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۴-۲۹۸) ظفير

(۲) وحيلة التكفين التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۷۱) ظفير.

(۳) قال الله تعالىٰ انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ.

(۴) مصرف الزكوة الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) ظفير.

فقیر ہوگیا، اور وکیل بنانے کے وقت وہ غنی تھا تو کیا عمر اس حالت فقر میں وہ زکوٰۃ جو موکل نے مستحقین کے لئے دی تھی خود اپنے صرف میں لاسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) وکیل کو موکل کی زکوٰۃ اپنے صرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں ہے مگر جب کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ جو کہ جہاں چاہے صرف کر۔ کما فی الدر المختار وللو کیل ان یدفع لولده الفقیر و زوجته لالنفسه الا اذا قال ربها ضعها حیث شئت الخ۔ (۱) پس اگر بعد میں وکیل فقیر ہوگیا اور موکل نے یہ کہا تھا کہ جس جگہ چاہے صرف کر لو تو وہ خود رکھ سکتا ہے۔ فقط۔

بذریعہ حیلہ زکوٰۃ کے روپے سے قبرستان کے لئے زمین خریدنا کیسا ہے

(سوال ۵۱۸) ایک شخص زکوٰۃ کے روپے سے قبرستان کے لئے زمین خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے اس طور پر کہ زکوٰۃ کا مال کسی محتاج کو دے دیا جائے اور وہ زمین خرید کر قبرستان کے لئے وقف کر دے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں، اگر ادا ہوگی تو ثواب صرف محتاج کو ہوگا یا زکوٰۃ دہندہ کو بھی۔

(جواب) اس طریق سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی، اول کسی محتاج کو وہ روپیہ زکوٰۃ کا دے دیا جاوے اور اس کو مالک بنا دیا جاوے، پھر اس کو یہ مشورہ دیا جاوے کہ وہ اس روپے سے زمین خرید کر برائے قبرستان وقف کر دے تو یہ صورت جائز ہے لیکن بعد مالک ہونے کے اس کو اختیار ہے کہ وہ ایسا کرے یا نہ کرے، اور اگر وہ ایسا کرے تو ثواب دونوں کو ہوگا۔ (۲) فقط۔

عقیقہ کے چرم کی قیمت اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۹) پوست عقیقہ فروخت کر کے قیمت اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) نہیں لاسکتے۔ (۳) فقط۔

جو اپنے مفلس قرابتدار کو زکوٰۃ نہ دے

(سوال ۵۲۰) جو لوگ خویش مفلس کو چھوڑ کر دوسروں کو زکوٰۃ دیتے ہیں ان کا یہ عمل کیسا ہے۔

(جواب) مقدم وہ لوگ ہیں جو خویش و اقارب غریب مفلس ہیں ان کے بعد دوسرے شہر کے غرباء و فقراء ہیں۔ تھوڑا تھوڑا جس جس کو ہو سکے دے دے، کچھ اقرباء محتاجوں کو دے اور کچھ دوسرے غرباء کو دے، الحاصل زکوٰۃ پر

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۴ و ج ۲ ص ۱۵ ط س ج ۲ ص ۲۶۹ ۱۲ ظفیر
(۲) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما و کذافی تعمیرا لمسجد و تمامه فی حیل الا شباه (در مختار) قوله ثم هو یکفن ای الفقیر یکفن والظاهر ان له ان یخا لف امره لا نه مقتضی صحة التملیک، قوله فیکون الثواب لهما ای ثواب الزکوة للمزکی و ثواب التکفین للفقیر وقد یقال ان ثوب التکفین یثبت للمزکی ایضا لا ن الدال علی الخیر کفا عله واختلف الثواب کما و کیفا ط قلت واخراج السیو طی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقت علی یدی مائة لکان لهم من الا جر مثل اجر المبتدئی من غیر ان ینقص من اجره شئی (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲ ط س ج ۲ ص ۲۷۱ ۱۲) ظفیر
(۳) اس لئے کہ بیچنے کے بعد اس کی قیمت واجب التصدق ہوتی ہے جس طرح قربانی کے جانور کی کھال کی قیمت واجب التصدق ہے۔ ویتصدق بجلدها او یعمل منه نحو غربال و جراب الخ او یبد له بما ینتفع به باقیا کما مرلا بمستهلک کخل ولحم و نحو کدراهم فان بیع اللحم او الجلد به ای بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه. (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الا ضحیة ج ۵ ص ۲۸۷ ط س ج ٦ ص ۳۲۹)

ایک غریب ومفلس کودینے سے ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن اقارب غرباء کو دینے میں ثواب زیادہ ہے۔ (۱) فقط۔

اہل نصاب کے بچوں کو زکوۃ سے وظیفہ دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۱) اہل نصاب کے بچوں کو زکوۃ کی مد سے وظیفہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) غنی صاحب نصاب کے بچوں کو زکوۃ کی رقم سے وظیفہ دینا جائز نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

بھائی کو زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۲) اپنے چھوٹے بھائی کو زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں اور بعد بلوغ بھی تاوقتیکہ وہ خود کمانے کے لائق نہ ہو زکوۃ کی رقم بدستور اس پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بھائی نادار کو جو کہ مالک نصاب نہ ہو زکوۃ دینا جائز ہے مگر زکوۃ میں مالک بنانا ضروری ہے، لہذا جو کچھ بمد زکوۃ اپنے بھائی کے کام میں لگایا جائے اس کا اس کو مالک کر دیا جائے، مثلاً کبھی کچھ نقد روپیہ بہ نیت زکوۃ اس کو دے دیا جائے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کو دے دیا، اسی طرح دوسری اشیاء خوردنی وغیرہ میں کیا جاوے اور بالغ ہونے کے بعد بھی جب تک وہ نادار رہے رقم زکوۃ اس کو دینا درست ہے۔ (۳) فقط۔

محتاج بالغ شاگرد کو زکوۃ دے کر تنخواہ میں لے لینا کیسا ہے

(سوال ۵۲۳) ایک مالدار نے اپنے لڑکے کی تنخواہ معلم کو دی اور کچھ باقی ہے وہ معلم کو نہیں دیتا ہے اور دیتا ہے تو بہت تاخیر کر کے، اس حالت میں معلم لڑکے مذکور بالغ محتاج کو زکوۃ کا روپیہ دے کر اپنی تنخواہ میں لے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ لڑکا شاگرد بالغ محتاج ہے تو معلم اس کو زکوۃ دے سکتا ہے، پھر وہ لڑکا اگر چاہے معلم کو اس کی تنخواہ میں دے دیوے مگر معلم جبر نہیں کر سکتا چاہے وہ لڑکا دیوے یا نہ دیوے، اگر دیوے تو معلم کو لینا درست ہے۔ (۴) فقط۔

حیلہ کے ذریعہ مدرسہ کو زکوۃ کے روپے دینا

(سوال ۵۲۴) ایک مدرسہ اسلامیہ قصبہ ہذا میں کھولا گیا ہے، تنخواہ معلمین کی چندہ سے دی جاتی ہے، قصبہ بہت چھوٹا ہے یہاں کے مسلمان متمول نہیں ہیں، مدرسہ کا قیام مشکل ہے، ایسے مدرسہ میں واسطے دینے تنخواہ معلمین کے زکوۃ سے اگر مالدار لوگ اگر کچھ رقم دے دیں تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر کسی ایک شخص کو اس کام کے واسطے مقرر کیا جاوے جو مال زکوۃ کا لے کر مدرسہ میں دیوے، اول تو وہ مال شرعاً اس کا ہو جاوے گا پھر وہ مدرسہ میں دیوے یا نہیں،

(۱) وكره نقلها الا الى قرابته بل في الظهرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتى يبداء بهم فيسد حاجتهم (در مختار) عن ابى هريرة مرفوعا الى النبى صلى الله عليه وسلم انه قال يا امة محمد والذى بعثنى بالحق لا يقبل صدقة من رجل وله قرابة محتاجون الى صلته ويصرفها الى غيرهم والذى نفسى بيده لا ينظر الله اليه يوم القيامة والمراد بعدم القبول عدم الا ثابة عليها وان سقط بها الفرض لان المقصود منها سد خلة المحتاج وفى القريب جمع بين الصلة والصدقة . (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳ و ج ۲ ص ۹۴ .ط.س. ج۲ص ۳۵۳) ظفير.

(۲) ولا يجوز دفعها الى ولد الغنى الصغير كذا فى التبيين (عالمگیری مصری باب المصارف ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير.

(۳) ولا الى من بينهما ولا د (درمختار) قيد بالولاد لجوازه لبقية الا قارب كالا خوة والا عمام والا خوال الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدقه (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶ .ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفير.

(۴) وحيلة التكفين ان يتصدق بها على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفير.

اور چند آدمی اگر ایک شخص کو مال زکوۃ دے دیں تو وہ صاحب نصاب ہو جاوے گا۔ غرض یہ ہے کہ زکوۃ میں جو تملیک شرط ہے وہ زکوۃ مدرسہ میں دینے کی وجہ سے اٹھ سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ میں جو تملیک فقراء وغیرہم ضروری ہے یہ شرط کسی وقت اور کسی طرح ساقط نہیں ہو سکتی،(۱) مدارس کے طلباء غرباء کو البتہ زکوۃ دینا درست ہے اور معلمین وملازمین مدرسہ کی تنخواہ میں دینا درست نہیں ہے لیکن ایسے مواقع کے لئے یہ حیلہ جواز کا ہے کہ مال زکوۃ اول کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جاوے جو مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے مدرسین وملازمین کی تنخواہ میں دے دے یا مہتمم مدرسہ کو اس غرض کے لئے دے دیوے،(۲) اور ایک شخص کو اگر اتنا مال زکوۃ کا دیا گیا کہ وہ صاحب نصاب ہو گیا تو پھر اس کو زکوۃ لینا درست نہیں ہے۔ لیکن جب وہ اس کو خرچ کر دے اور صاحب نصاب نہ رہے تو پھر اس کو زکوۃ دینا اور اس کو زکوۃ لینا درست ہے۔ فقط

قربانی کی کھال سے دیگ وغیرہ خریدنا جائز نہیں

(سوال ۱/۵۲۵) ایک محلّہ کے آدمیوں کا چرم قربانی(۳) بنانا جائز ہے یا نہیں؟

مسجد کے لئے سائبان بنانا کیسا ہے

(سوال ۲/۵۲۶) جامع مسجد کے لئے سائبان جمعہ کے لئے بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی چرم قربانی کے روپے سے۔

غسل خانہ میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۳/۵۲۷) غسل خانہ یا سقاوہ میں چرم قربانی کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

چرم قربانی اپنے استعمال میں

(سوال ۴/۵۲۸) قربانی کرنے والا چرم قربانی کو اگر اپنے خرچ میں لگاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) جائز نہیں ہے بلکہ بعد فروخت کرنے کے فقراء پر صدقہ کرے، قیمت چرم قربانی کا تصدق ضروری ہے۔

(۲) یہ بھی جائز نہیں ہے۔

(۳) یہ بھی درست نہیں ہے۔

(۴) چرم قربانی کو قبل از فروخت اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور استعمالی چیزیں بنا سکتا ہے مگر بعد فروخت کرنے کے قیمت اپنے صرف میں نہیں لا سکتا۔ فقط۔

(قال فی الدر المختار فان بیع اللحم اوالجلد بہ ای بمستھلک او بدراھم تصدق بثمنہ ج ۵ ص ۲۸۷ علی ھامش رد المحتار کتاب الاضحیہ)

تنخواہ میں دینا

(سوال ۵۲۹) مہتمم کو ملازمین کی تنخواہ میں دینا کیسا ہے

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ ولا یصرف الی بناء نحو مسجد والی کفن میت (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(۲) وحیلۃ التکفین ان یتصدق بھا علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذافی تعمیر المسجد (ایضاً کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر

(۳) یا اتفاق فروخت کر کے کوئی شی خریدکرنا جس سے محلہ والوں کو نفع رہے مثل دیگ یا فرش کے۔

مدرسین کو لینا درست نہیں

(سوال ۲/ ۵۳۰) مدرسین کو باوجود علم اس امر کے کہ تنخواہ چرم قربانی سے مہتمم دیتے ہیں تنخواہ لینی جائز ہے یا نہیں۔ شرائط مندرجہ بالا اور یہ سب امور درست ہیں یا نہیں؟ اور قربانی جائز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) مہتمم مدرسہ کو ملازمین کو تنخواہ قیمت چرم قربانی سے دینا بلا حیلہ تملیک ناجائز ہے۔

(۲) مدرسین کو باوجود علم کے لینا اس کا تنخواہ میں ناجائز ہے۔

ان رشتہ داروں میں کون مصرف زکوۃ ہیں

(سوال ۱/ ۵۳۱) حقیقی بہن بھائی و چچا و پھوپھو و نانا و خالہ و ماموں۔ ان میں کون مصرف زکوۃ ہے اور کون نہیں؟

مدیون کو معاف کر دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی

(سوال ۲/ ۵۳۲) کسی شخص کو بہ نیت اسکے قرض دیا گیا کہ اگر یہ دے دے گا تو لے لیا جاوے گا، ورنہ نہیں، تو ایسا شخص مقروض ہے یا نہیں، اور دہندہ اگر اس روپے کو بہ نیت زکوۃ معاف کر دے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوۃ نہیں دے سکتی

(سوال ۳/ ۵۳۳) مرد اپنی عورت کو یا عورت اپنے خاوند کو زکوۃ دے سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) نانی نانا نہیں، باقی سب مصرف ہیں۔

(۲) وہ شخص مقروض ضرور ہے اور زکوۃ اس طرح ادا نہ ہوگی (لو وهب دينه من فقير ونوىٰ زكوٰة دين اخر له على رجل اخر اونوى زكوٰة عين لم يجز كذا في الكافي عالمگيری ج ۱ ص ۱۶۹۔)

(۳) نہیں۔ (ولا الى من بينهما ولا د ولو مملو كالفقير او بينهما زوجية در مختار على هامش الشامي ج ۲ ص ۸۶۔)

چرم عقیقہ کی قیمت سید کو دینا کیسا ہے

(سوال) چرم عقیقہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت سید کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) چرم عقیقہ فروخت کر کے اس کی قیمت سید کو دینا جائز نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اطلاع ضروری نہیں

(سوال ۵۳۴) شرکاء ضحیہ نے گاؤ ذبح کر کے اپنا حصہ لے لیا اور چرم کو ایک شخص کے پاس چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا، اس نے اس چرم کو ایک طالب علم کو دے دیا اب ایک شریک نے یہ کہلا بھیجا کہ وہ چرم کسی کو دے دو، اب اس کا اس شریک کو یہ اطلاع دینا کہ وہ ایک طالب علم کو دے دیا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) اس اطلاع کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ مقصد اس کا بہرحال پورا ہو گیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) في الشامي ج ۵ ص ۲۸۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۲۶ لو اراد بعضهم (اى بعض شركاء الاضحية) العقيقة عن ولد (الى ان قال) فاذا قصد بها (اى العقيقة) الشكرا وا قامة السنة فقد (ابراد القربة الخ وفي جامع الرموز ج ۳ ص ۴۵۸ فان بيع الجلد (اى جلد الاضحية) الى قوله يتصدق بثمنه لان القربة انتقلت اليه الخ) چونکہ عقیقہ بھی قربت میں قربانی کے مثل ہے، اس لئے بعلت قربت قربانی کی کھال کی قیمت واجب التصدق ہے اس لئے علت کی بنا پر قیمت چرم عقیقہ بھی واجب التصدق ہے۔

فطرہ کن لوگوں کا حق ہے

(سوال ۵۳۵) صدقہ فطر کن کن لوگوں کا حق ہے؟ بنی ہاشم کو بھی دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بنی ہاشم، بنی ہاشم، سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ دیگر مذاہب کے سائل کو دینے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) صدقہ فطر محتاجوں کو دینا چاہئے، مسلمان ہو یا کافر، ذمی مثلاً ہندو بنی ہاشم کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں ہے، نہ بنی ہاشم، بنی ہاشم سے لے سکتا ہے۔ دیگر مذاہب کے سائل غیر حربی کو اس کا دینا درست و جائز ہے۔ فقط

فی الدرالمختار وجاز دفع غیرها (زکوٰۃ) وغیرالعشر و الخراج الیه ای الذمی ولو واجباً کنذر وفطرة خلافا للشافعی الخ وفی الشامی قوله للثانی حیث قال ان دفع سائر الصدقات الواجبة الیه لا یجوز اعتباراً بالزکوٰة وصرح فی الهدایة وغیره بان هذارواية عن الثانی وظاهره ان قوله المشهور کقولهما. وایضاً فی الشامی تحت قوله وبه یفتیٰ قلت لکن کلام الهدایة وغیرها یفید ترجیح قولهما وعلیه المتون) ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲) ظفیر

قیمت چرم مسجد میں لگانا درست نہیں

(سوال ۵۳۶) زید کہتا ہے کہ چرم قربانی مسجد میں لگانا چاہئے اور عمر کہتا ہے کہ چرم قربانی مئوذن کو یا کسی یتیم کو دینا چاہئے، یہاں پر ہمیشہ قربانی کا چمڑہ مئوذن کو دیا جاتا تھا، امسال بعض لوگوں نے اس کو فروخت کیا اور مسجد بنانے میں صرف کرنے کا خیال ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ کس کا حق ہے؟

(جواب) چرم قربانی مئوذن کو اس کی اجرت اذان وخدمت مسجد کے عوض میں دینا اور مسجد کی تعمیر وضروریات میں لگانا درست نہیں ہے بلکہ جب کھال کو فروخت کیا گیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہوگیا اور اس کو انہی مصارف میں صرف کرنا ضروری ہوگیا جو صدقات واجبہ کے مصارف ہیں اور تملیک متحقق ہو جائے۔ پس مئوذن کو حق خدمات مسجد و اجرت اذان کے طور پر دینا درست نہیں ہے۔ اگر وہ غریب آدمی ہو اور مالک نصاب نہ ہو تو اس کو بطور صدقہ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ سید نہ ہو۔

قال فی الدر المختار لا یصرف الی بناء نحو المسجد الخ قال فی الشامی قوله نحو مسجد کبناء القنا طروا لسقایات و اصلاح الطرقات وکری الا نها ر. الی ان قال و کل مالا تملیک فیه(ج ۲ ص ۸۵ علی هامش رد المحتار)

پس صورت مسئولہ میں نہ قول زید کا درست ہے نہ عمر کا، البتہ اگر مسجد میں ضرورت ہے تو اس قیمت چرم قربانی کو کسی غریب کو جو سید نہ ہو دے کر اور مالک بنا کر پھر ضروریات مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، بغیر اس طریق کے درست نہیں۔ کتبہ رشید احمد عفی عنہ، الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ (مساجد کی مرمت وتعمیر میں صرف کرنا ہو تو حیلہ تملیک کے بغیر کرنا درست نہیں ہے۔ (ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یا مره بفعل هذه الا شیاء شامی ج ۲ ص ۸۶، وفی الدر المختار مصرف الزکوٰة والعشر قال الشامی هو مصرف ایضا لصدقة الفطر و الکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة شامی ج ۲ ص ۹۷ وفی الدر المختار فی باب الا ضحیه فان بیع اللحم والجلدبه ای بمستهلک او بدراهم لجلد تصدق بثمنه الخ . جمیل الرحمن)

قربانی کی کھال بیچ کر مسکینوں کو کھانا دینا کیسا ہے

(سوال ۵۳۷) قربانی کا چمڑہ اہل قربانی فروخت کر کے کھانا مسکینوں کو کھلا سکتا ہے یا کپڑا بنا سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) کپڑا خرید کر مساکین کو دینا درست ہے اور کھانا کھلانا بھی درست ہے بشرطیکہ ان کو مالک اس کھانے کا کر دیا جاوے (ودلیلة ماقال فی الدر المختار فان بیع اللحم اوالجلد به ای بمستهلک او بدرهم تصدق بثمنه در مختار ج ۵ ص ۲۸۷ وایضاً قال فی الجلد الثانی اذا رفع الیه المطعوم کما لو کساه بشرط ان یعقل القبض قال فی رد المحتار تحت قوله بشرط ان یعقل القبض لان التملیک فی التبرعات لا یحصل الابه فهو جزء من مفهومه)

طرابلس کے مصیبت زدوں کو چرم قربانی کی رقم بھیجنا کیسا ہے

(سوال ۵۳۸) ملک طرابلس الغرب کے پس ماندگان و مصیبت زدگان یتیم و بیوہ عورتوں کو بطور امداد قیمت چرم قربانی وغیرہ بھیجنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) چونکہ قیمت چرم قربانی کی تملیک فقراء کو واجب ہے اس لئے بغیر حیلہ شرعی اس کے ذمہ سے بری نہیں ہوسکتا، یہاں کسی کو مالک کر دینا چاہئے وہ اپنی طرف سے وہاں بھیج دے گا تو بلا تردد درست ہو جائے گا، البتہ اگر وہ لوگ جن کے پاس روپیہ بھیجا تا ہے اس کو علیحدہ رکھ کر مصرف زکوٰۃ میں صرف کریں تو پھر یہاں سے کسی قسم کی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے

چرم قربانی کی قیمت سے مسجد وعیدگاہ وغیرہ کی تعمیر درست نہیں

(سوال ۵۳۹) کیا فرماتے ہیں علماء کبار وفضلاء نامدار اس بارے میں کہ قربانی کے جانوروں کی کھال کو بیچ کر اس کے روپے پیسے کو مسجد وعیدگاہ یا مدرسہ اور اسکول وغیرہ امور خیر میں صرف کرنا اور اس سے مدرسوں اور ماسٹروں کو تنخواہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر عدم جواز حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ اور اس کا حکم مثل صدقات واجبہ کے ہے یا نہیں؟ اور جو شخص ایسا کام کرتا اور لوگوں کو اس کے لئے ترغیب دیتا ہے اس پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب) قیمت چرم قربانی کو مدرسہ، اسکول وعیدگاہ و مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور مدرسین اور ماسٹروں کو اس سے تنخواہ دینا بھی جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے، کیونکہ قیمت چرم قربانی واجب التصدق ہے اور تملیک فقیر اس میں بھی زکوٰۃ کی طرح ضروری ہے اور واجب کا ترک حرام ہوتا ہے۔ در مختار میں ہے فان بیع اللحم والجلد به ای بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه الخ در مختار کتاب الاضحیه(۱) وفی باب المصرف منه ومن الشامی باب المصرف ای مصرف الزکوٰة والعشر الی قوله هو فقیر الخ قال الشامی قوله ای مصرف الزکوٰة والعشر الخ وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة کما فی القهستانی۔(۲) پس معلوم ہوا کہ قیمت چرم قربانی وصدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ کا حکم مثل زکوٰۃ کے ہے کہ تملیک فقیر اس میں ضروری ہے، جو شخص جائز کہتا ہے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتا ہے وہ جاہل اور ناواقف ہے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دار العلوم دیوبند۔ ۱۸ ذی قعدہ سن ۱۳۳۰ھ۔

(۱) ج ۵ ص ۲۸۷ .ط.س. ج ۶ ص ۳۲۸. ۱۲ ظفیر
(۲) ج ۲ ص ۷۹ .ط.س. ج ۲ ص ۳۲۸. ۱۲ ظفیر

ہلال احمر کو چندہ دینا کیسا ہے

(سوال ۵۴۰) حامداً ومصلیاً، سلطنت عثمانیہ دنیا میں مسلمانوں کی بڑی سلطنت ہے جو محافظ حرمین شریفین ہونے کی وجہ سے مسلمانان عالم کی ہمدردی کی مستحق ہے۔ اس وقت اس سلطنت کو ایک سخت خونریز جنگ سے سابقہ پڑا ہوا ہے جس میں مجروحین اور شہیدوں کی مقدار زیادہ ہوگئی ہے۔ تمام مہذب سلطنتیں مجروحین کی مرہم پٹی اور شہیدوں کے پسماندہ یتیموں اور بیوگان کی امداد کے لئے خیراتی چندہ دینا انسانی فرض خیال کرتی ہیں۔ مسلمانوں میں قسطنطنیہ سے لے کر ہندوستان کے چھوٹے بڑے شہروں تک میں جس جگہ بھی اس مقصد کے لئے جس قدر انجمنیں روپیہ جمع کر رہی ہیں سب ہلال احمر کہلاتی ہیں۔ ہلال احمر قسطنطنیہ کے صدر حسین حلمی پاشا ہند کے تمام مسلمانوں سے ہلال احمر کے لئے چندہ مانگ رہے ہیں، ۱۲۸ اکتوبر کا تار جو انہوں نے کلکتہ دیا ہے اس کے بعض الفاظ یہ ہیں "ہم مسلمانان ہند کی گرم جوشانہ ہمدردی اور خیر خواہی کے مستحق ہیں اور اس طرح ہم کو اپنے کثیر التعداد زخمیوں کی راحت کے لئے مالی امداد کا کچھ کم یقین نہیں ہے۔ محبان سلطنت عثمانیہ اور مسلمانان انگلستان ہم کو چار شفاخانوں کا ضروری سامان بھیج رہے ہیں۔ انجمن ہلال احمر کو امید ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بھائی ہیں ہسپتالوں کے اخراجات پورے کرنے میں شرکت کریں گے۔"

جنگ طرابلس کے شروع میں ہز ایکسلنسی وائسرائے اس قسم کے چندوں کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کر چکے ہیں اور بمبئی کے ۱۲۶ اکتوبر کے جلسہ میں پولیس کمشنر بمبئی جیسا ذمہ دار شخص اظہار ہمدردی کے لئے شریک ہوا اور تیس روپے چندہ دیا۔ ایسے حالات دیکھ کر مسلمانوں کو شرعی حکم سے مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہوں، اس لئے تمام علماء سے عموماً اور علماء دیوبند سے خصوصاً امید ہے کہ مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب مشرح اور صاف لکھ دیں تاکہ تمام مسلمانوں کو اپنے فرض کے ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔

(الف) ہلال احمر میں چندہ دینا ہر ایک مسلمان کے ذمہ کس درجہ ضروری ہے؟

(ب) زکوۃ وصدقات واجبہ اور چرم قربانی یا اس کی قیمت ہلال احمر کے لئے کس طرح دے سکتے ہیں؟

(ج) تمام مساکین یا محتاجوں یا علمی تحریکوں (قومی مدارس ہوں یا مذہبی) میں جہاں اب تک صدقات وغیرہ مختلف قسم کے چندے صرف کئے جاتے ہیں ہلال احمر کے مقابلہ میں زیادہ مستحق سمجھے جائیں گے یا نہیں؟

(جواب) (الف) ہلال احمر یعنی مجروحین اہل اسلام اور ان کی بیوگان اور یتیم بچوں کے لئے مسلمانوں کو چندہ دینا اور اپنا مال بھیج کر ان کی مدد کرنا فرض ہے، ان کی امداد خواہ مال سے ہو یا زخمیوں کی مرہم پٹی اور ان کی کھانے پینے کی خبر گیری سے ہو، ضروری ہے۔ احادیث کثیرہ معتبرہ صریحہ اس کی بابت موجود ہیں۔ مشکوۃ شریف کتاب الجہاد میں ہے۔ عن حزیم بن فاتک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انفق فی سبیل اللہ کتب لہ بسبع ماء ۃ ضعف رواہ الترمذی والنسائی وعن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقات ظل فسطاط فی سبیل اللہ ومنحۃ خادم فی سبیل اللہ او طروقۃ فحل فی سبیل اللہ ۔ رواہ الترمذی ۔ (۱)

---

(۱) وتمامہ عن علی وابی الدرداء وابی ہریرۃ وابی امامۃ وعبداللہ بن عمرو جابر بن عبداللہ و عمران بن حصین رضی اللہ عنہم اجمعین کلہم یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من ارسل نفقۃ فی سبیل اللہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درہم سبعماءۃ درہم ومن غزا فی سبیل اللہ وانفق فی وجہہ ذالک فلہ بکل درہم سبعماءۃ الف درہم ثم تلا ہذہ الایۃ واللہ یضاعف لمن یشاء رواہ ابن ماجۃ.

وبالاختصار فی السند والمتن) من ارسل نفقة فی سبیل اللہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درھم سبعماۃ درھم الحدیث . رواہ ابن ماجۃ . مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد ف ۳ ص ۳۳۵۔خلاصہ روایات مذکورہ کا یہی ہے کہ جب دشمن مسلمانوں سے لڑنے کو موجود ہوں اور ان پر ظلم کرنا چاہیں تو سب صدقات میں افضل صدقہ یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی مدد جس طرح ہو سکے فرض ہے، خواہ ان کو سایہ کے لئے خیمہ دے دے یا خدمت کرنے کو کوئی خادم بھیج دے، یا سواری کو اونٹنی دے دے۔ ایک درہم سے ان کی مدد اور ہمدردی کرے گا تو سات سو درہم کا ثواب ملے گا فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ترکوں کے پاس ہلال احمر کے واسطے روپیہ کافی نہ ہو جائے گا اس حد تک یہ فرضیت باقی رہے گی اور چلتی رہے گی، مثلاً مسلمانانِ ہند اگر روپیہ کافی جمع کر دیں تو یہ فرضیت آگے کو نہ چلے گی، ورنہ اسی طرح شرقاً وغرباً یہ فرضیت تمام دنیا کے مسلمانوں پر عام ہوگی۔ اب ہندوستان کے مسلمان ...... یہ دیکھ لیں کہ ہلال احمر کو مالی امداد کی حاجت ہے یا نہیں؟ اگر حاجت نہیں ہے تو پھر ہلال احمر کی مالی امداد فرض عین نہ ہوگی۔ اگر مالی امداد کریں گے تو حسب روایات سابقہ ثواب عظیم ہوگا اور نہ کریں گے تو گنہگار نہ ہوں گے اور اگر ہلال احمر کو مالی امداد کی حاجت ہے تو جس مسلمان کو یہ خبر پہنچے گی اس پر فرض عین ہوگا کہ ان کی اعانت مالی کرے اور سب مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ حسب روایات سابقہ مال سے یا دعا سے جس طرح ممکن ہو ان کی اعانت کریں اور جو مسئلہ سے واقف ہیں وہ ناواقفوں کو اس حکم فرض عین سے مطلع کریں ورنہ گنہگار ہوں گے۔

(ب) زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثل صدقہ فطر اور چرم قربانی وغیرہ ان سب کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی کو مالک بنا دیا جائے اگر کسی ایسے مصرف خیر میں صرف کئے جائیں گے جس میں تملیک نہ ہوئی ہو تو ادا نہ ہوں گے۔ مثلاً تعمیر مسجد یا خرید کتب فقہیہ برائے استعمال طلبہ۔ اس لئے اس کی سہل صورت یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات مذکورہ کسی ایسے حاجت مند کو بطریق تملیک دے دیئے جائیں کہ وہ اپنی خوشی سے ان کو ہلال احمر کے چندے میں دے دے......

چنانچہ جملہ مدارس اسلامیہ میں ان صدقات وزکوٰۃ کو اسی صورت سے صرف کرتے ہیں اور اس ضرورت شدیدہ کی حالت میں یہی افضل ہے کہ زکوٰۃ وصدقات کو اس طریقہ سے ہلال احمر کے چندہ میں دیا جائے (یصرف الی کلھم او بعضھم تملیکا لا الی بناء مسجد وکفن میت وقضاء دینہ ، تنویر بحوالہ در عن الشامی ج ۲ ص ۵.)

(ج) عام مساکین اور علمی سلسلے خواہ قومی ہوں یا مذہبی ان سب کے مقابلہ میں اور اس ضرورت شدیدہ کی حالت میں ہلال احمر بے شک زیادہ مستحق ہے جیسا کہ روایات حدیث وفقہ سے ظاہر ہوتا ہے، اس لئے مسلمانانِ ہند کو ضروری ہے کہ جب تک ضرورت موجودہ باقی رہے اس وقت تک صدقات مذکورہ میں ہلال احمر کو اور سب موقعوں سے مقدم سمجھیں۔ ہاں کوئی موقعہ اگر فوری ضرورت شدیدہ کا درپیش ہو مثلاً کوئی شخص آنکھوں کے سامنے بھوکا مرتا ہے تو اس کا استثناء ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند)

جواب بین ثواب ہے اور (ب) میں جو تملیک کی شرط ہے وہ بہت زیادہ اہتمام کے قابل ہے، اور احقر کا معمول تملیک میں ایک خاص طریق ہے جس کو میں راجح سمجھتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اول کوئی مسکین کسی سے قرض لے کر چندہ میں دے دے پھر صدقہ دینے والا اپنی رقم اس کو بہ تملیک حقیقی دے دے، پھر وہ مسکین اس رقم سے اپنا قرض ادا کر دے تو اس طریق سے حیلہ کا بھی ارتکاب کرنا نہیں پڑتا۔ کتبہ...... اشرف علی (التھانویؒ)

قربانی ترک کر کے قربانی کی رقم بلقانی مسلمانوں کو دینا درست نہیں

(سوال ۵۴۱) امسال قربانی کا تمام وکمال روپیہ اپنے بلقانی بے بس بھائیوں کی مرہم پٹی اور ان کی بیوگان و یتامی کی امداد کے لئے ترک بھیج دیا جائے اور ایسی حالت میں جب کہ اسلام کے دروازہ پر قیامت بپا ہے قربانی نہ کی جائے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) قربانی کرنا ضروری ہے، وہ صورت مذکورہ سوال سے ادا نہ ہوگی البتہ یہ درست ہے کہ قربانی کی جائے اور قیمت چرم قربانی کو وہاں بھیج دیا جائے اور اس کا اہتمام کیا جائے۔ اور کیا اچھا ہو کہ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے وہ اپنا تمام و کمال نصاب وہاں بھیج دیں کہ قربانی ہی ذمہ پر نہ رہے اللہ تعالیٰ...... مسلمانوں کو اگر ایسی توفیق دے تو اس سے بہتر کیا ہے الحاصل یہ درست نہیں کہ صاحب نصاب مالک رہیں اور قربانی نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم۔ (لو تصدق بهاحية فى ايام النحر لا يجوز لان الا ضحية الاراقة) (الجوهر النير ه كتاب الا ضحية ج ٢ ص ٢٥٢) عالمگیری میں ہے ومنها ان لا يقوم غيرهامقامها فى الوقت حتى لو تصدق بعين الشاة او قيمتها فى الوقت لا يجزئه عن الا ضحية ج ۵ ص ۲۹۳۔ اس لئے ایک واجب کو ترک کر کے اس کی قیمت چندہ میں دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ (واللہ اعلم۔ ظفیر)

مدیون پر عشر ہے یا نہیں

(سوال ۵۴۲) مدیون پر عشر واجب ہے یا نہیں؟ اگر دوسرا اس کو دے دے تو وہ لینے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں عشر کا مال لگانا درست ہے یا نہیں؟ اور مدارس اسلامیہ میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مدیون پر عشر واجب ہے، كما فى الدر المختار ويجب مع الدين الخ اور دوسرا شخص اگر اس کو دے گا تو دیکھا جائے گا کہ بعد ادائے دین وہ مالک نصاب رہتا ہے یا نہیں، اگر بقدر نصاب اس کے پاس بعد ادائے دین باقی نہ رہے تو لینا درست ہے۔ مسجد کی تعمیر ومرمت میں عشر کا مال لگانا درست نہیں ہے مگر بعد حیلۂ تملیک کے جائز ہے۔ اسی طرح مدرسہ کی تعمیر وغیرہ میں لگانا جائز نہیں ہے، لیکن طلبہ کے لئے دینا جائز ہے کیونکہ اس میں تملیک شرط ہے جیسا کہ زکوۃ میں۔ فقط۔

(قال فى العالمگيرية جلد نمبر ۱ وشرط ادائه ما مر فى الزكاه) وفى الجوهرة النيرة فى بيان مصارف الزكاة لا تدفع الى غنى وفيها ولا يدفع الى بنى هاشم وفيها ولا يدفع المزكى زكوته الى ابيه وجده وان علا ولا الى ولده وان سفل وفيها ...... ولا يبنى بها مسجد ولا يكفن بها ميت الخ ولا يبنى بها السقايات ولا يحفر بها الآبارولايجوز الا ان يقبضها فقير لانها تمليك ولا بد فيها من القبض(الجوهر النيره ج ا ص ۱۳۱ و ج ا ص ۱۳۲)ظفیر.

آٹھواں باب

صدقہ فطر

صدقہ فطر کی مقدار میدہ اور چاول سے کتنی ہے

(سوال ۵۴۳) صدقہ فطر میدہ گندم سے کس قدر دیا جاوے اور چاول سے کس قدر۔

(جواب) صدقہ فطر اگر گندم کے میدہ سے دیا جائے تو نصف صاع دینا چاہئے کما فی الدر المختار نصف صاع من براو دقیقه الخ(۱) والتفصیل فی الشامی، اور اگر چاول دیئے جاویں تو اس قدر دینا چاہئے کہ نصف صاع گندم کی قیمت کے مساوی ہو ومالم ینص علیه کذرۃ وخبز یعتبر فیه القیمة الخ در مختار۔(۲) فقط۔

عہد نبوی میں فطرہ کب نکالا جاتا تھا

(سوال ۵۴۴) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ فطر پیشتر نماز سے نکالا جاتا تھا یا نہیں یا کچھ دنوں تک جمع رہتا تھا اس کے بعد محتاجوں کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ اگر تقسیم کرنے میں تاخیر نہ فرماتے تھے تو فی زمانہ ایک جگہ کے سردار کے پاس صدقہ فطر جمع ہونا ضروری ہے اور سردار یا نائب سردار جب مرضی ہو تقسیم کرتے ہیں، یہ عمل کیسا ہے۔

(جواب) درمختار میں لکھا ہے ویستحب اخراجها قبل الخروج الی المصلی بعد طلوع فجر الفطر عملا بامره وفعله علیه الصلوٰۃ والسلام الخ ۔(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم اور فعل کے موافق۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے قال رسول الله صلی الله علیه وسلم زکوٰۃ الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین وامربها ان تودی قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ . الحدیث. رواہ البخاری و مسلم ۔(۴) اس حدیث متفق علیہ سے صراحۃً ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز عید کے لئے جانے سے پہلے صدقہ فطر کے نکالنے کا حکم فرمایا ہے۔(۵) پس ثابت ہوا کہ جو کچھ عمل ان سرداروں کا ہے خلاف سنت ہے اور بے اصل ہے۔ فقط۔

کسی غریب کے ذمہ اگر کچھ بقایا ہو تو کیا اسے فطرہ میں محسوب کر سکتے ہیں

(سوال ۵۴۵) ایک شخص کا قرض کسی کے ذمہ ہے اور مدیون مفلس نادار ہے، اگر دائن صدقہ فطر میں اس قرض کو مجرا کر لیوے تو کیا صدقہ فطر ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس طرح صدقہ فطر ادا نہ ہوگا۔ بلا وصول کے دین میں مجرا کر لینے سے زکوٰۃ و فطرہ ادا نہیں ہوتا۔ ایسی

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۴ ۱۲ ظفیر

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۱۰۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۴ ۔ ۱۲ ظفیر

(۳) ایضاً ج ۲ ص ۱۰۶ ۔ ۱۲ ظفیر

(۴) مشکوٰۃ باب صدقة الفطر فصل اول ص ۱۶۰ ۱۲ ظفیر

(۵) اور صحابہ کرام کا اسی پر عمل تھا والا ولی الا ستدلال بحدیث البخاری وکانوا یعطون قبل الفطر بیوم اویومین ، قال فی الفتح وهذا مما لا یخفی علی النبی صلی الله علیه وسلم ، بل لا بد من کونه باذن سابق فان الا سقاط قبل الوجوب مما لا یعقل فلم یکونوا یقدمون علیه الا بسمع اه (رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۶ . ط.س. ج ۲ ص ۳۶۷) ظفیر

صوررت میں فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اس کو دے کر پھر اپنے دین میں وصول کر سکتے ہیں مگر دینا ضرور چاہئے۔(۱) فقط۔

اسی تولہ کے سیر سے نصف صاع کی مقدار کیا ہے

(سوال ۵۴۶) نصف صاع کا وزن ۸۰ تولہ کے سیر کے حساب سے ایک سیر اا چھٹا نک ہوتا ہے یا کم وبیش۔

(جواب) صدقۂ فطر اگر گندم سے دیا جائے تو نصف صاع واجب ہے۔(۲) اور نصف صاع بوزن انگریزی کہ ایک سیر ۸۰ تولہ کا ہو۔ پونے دوسیر ہے۔ فقط۔

کیا صدقۂ فطر کی مقدار سوا سیر گندم ہے

(سوال ۵۴۷) صدقۂ فطر کی مقدار سوا سیر نمبری سے کم ہوتی ہے۔ کذافی عمدۃ الرعایہ۔ پھر بعض لوگوں کا پونے دوسیر کہنا کس کتاب سے ثابت ہے۔

(جواب) صدقۂ فطر اموافق وزن سبعہ کے مثقال کو ۴ ½ ماشہ کا قرار دے کر جیسا کہ معروف ہے، انگریزی وزن سے تقریباً پونے دوسیر گندم ہوتا ہے اور حساب اس کا کرلیا گیا ہے، یہی احوط بھی ہے۔(۳) فقط۔

مولانا عبدالحی اور وزن صاع

(سوال ۵۴۸) مولوی عبدالحی صاحب محشی شرح وقایہ نے زکوٰۃ کے باب میں لکھا ہے کہ مثقال ۳ر ماشہ ایک رتی کا ہوتا ہے، اس حساب سے صاع کا وزن دوسیر گیارہ تولہ چھ ماشہ کا ہوتا ہے۔ اور نصف صاع کا ایک سیر پانچ تولہ نو ماشہ کا ہوا، یہ غلط ہے یا صحیح۔

(جواب) یہ وزن جو مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے مثقال کا لکھا ہے، یہ درہم کا وزن ہے اور اس میں کسر رتی کی چھوڑ دی گئی۔ اور وزن مثقال کا ماشہ کا ہوتا ہے جیسا کہ عموماً مشہور ہے اور علماء دہلی نے یہی وزن شمار کیا ہے۔ غیاث اللغات میں نے بھی اسی کو صحیح کہا ہے مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے الخ ترجمہ غیاث۔ پس بناء اعلیہ ۷۲۰ مثقال کو جو کہ وزن صاع کا ہے ساڑھے چار ماشہ میں ضرب دینے سے تین ہزار دوسو چالیس (۳۲۴۰) ماشہ ہوئے، ان کے تولہ بنائے، ۲۷۰ تولہ ہوئے۔ ۸۰ پر اس کو تقسیم کرو تو تین سیر ڈیڑھ پاؤ بوزن اسی صاع کا وزن ہوا، یہی یہاں معمول بہ ہے اور یہی صحیح ہے۔ وزن سبعہ سے بھی حساب کیا گیا، ایسا ہی نکلتا ہے اور صدقۃ الفطر میں احتیاط بھی اسی میں ہے۔

صدقۂ فطر رمضان میں دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۴۹) صدقۂ فطر رمضان المبارک کے عشرہ اولیٰ اور وسط یا اخیر میں بھی دینا درست ہے یا نہیں۔ اور ایسے ہی مالک مال کی زکوٰۃ شروع اور درمیان سال کے بھی، اور جس شخص کے پاس قرض سے زیادہ یا کم زیور یا نقد بمقدار نصاب ہے ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۴۴) وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یا خذھا عن دینہ ولوا متنع المدیون مدیدہ واخذ ھا لکونہ ظفر یجنس حقہ (درمختار) قولہ حیلۃ الجواز الخ ای فیما اذا کان لہ دین علی معسر وار اذان یجعلہ زکوۃ الخ (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۶۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۲۷۱) ظفیر۔

(۲) نصف صاع فاعل یجب من براودقیقہ او سویقہ الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صدقۃ الفطر ج ۲ ص ۱۰۳۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۶۴) ظفیر

(۳) ھوای الصاع المعتبر ما یسع الفا وار بعین درھما من ماش وعدس انام قدر بھما لتسا ویھما کیلا و وزنا والتفصیل فی الشامی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صدقۃ الفطر ج ۲ ص ۱۰۴۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۶۵ ظفیر۔

(جواب)صدقہ فطر رمضان شریف میں دینا درست ہے خواہ کسی عشرہ میں دیوے(۱)اور ایسے ہی زکوۃ بھی سال سے پہلے دینا جائز ہے۔(۲)اور جس کے پاس قرض سے زائد زیورونقد وغیرہ بقدر نصاب موجود ہے اس پر زکوۃ واجب ہے اور اگر قرض کے ادا کے بعد بقدر نصاب باقی نہ رہے یعنی قرض سے زائد بقدر نصاب موجود نہ ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)فقط۔

صدقہ فطر میں قیمت دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۰)صدقہ فطر میں بجائے اناج کے قیمت اور پیسہ دینا جائز ہے یا نہیں۔بعض مولوی کہتے ہیں کہ بجائے اناج کے قیمت دینا ایسا ہی ہے جیسے قربانی کے بدلہ روپیہ دے دے۔

(جواب) صدقہ عید الفطر میں بجائے غلہ کے قیمت اس کی دینا بلا کراہت درست ہے اس کا حکم قربانی جیسا نہیں ہے۔(۴)قربانی کی جگہ ایام اضحیہ میں قیمت دینا جائز نہیں ہے۔(۵)فقط

فطرہ میں کہاں کی قیمت کا اعتبار ہوگا

(سوال ۵۵۱)اما بعد، فان المصر بعید من مکاننا واقع فی مسافة اربعة عشر میلاً وفی قریتنا سوق کبیر یوجد فیه الا شیاء الضروریة المحتاجة الیها کثیر ابل بعض الا شیاء النادرة الغیر الضروریة ایضاً بقیمة فاحشة بانسبة الی المصرونحن نبیع ونشتری فیه دائماً الا احیاناً نبتاع ونشتری من المصر ایضاً علی سبیل الندرة اوالبر غیر موجود فی ذلک السوق موجود فی المصر والدقیق موجود فیها لکن فی السوق یباع بغبن وفی المصر برخص فهل یجوز لنا ان نخرج صدقة الفطر بقیمة المصر او نخرج قیمة البر الموجود فی المصرام لا ۔

(جواب)یعتبر قیمة البر فی صدقة الفطر بقدر ما یکون فی بلد المعطی لا مایکون فی المصر البعید۔(۶)فقط۔

مالک زمین پر صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۲)ایک شخص زمیندار جس کے پاس اس قدر زمین ہے کہ وہ اس میں سے کچھ بیچ کر اپنا قرضہ ادا کر سکتا ہے اور پھر بھی کسی قدر زمین جس سے بہ مشکل گذارہ ہو سکے بچ سکتی ہے، آدمی عیالدار ہے، کیا اس پر فطرہ واجب ہے یا نہیں؟

---

(۱)والمستحب ان یخرج الفطرة یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی الخ فان قد مها یوم الفطر جاز لانه ادی بعد تقرر السبب فاشبه التعجیل فی الزکوۃ ولا تفصیل بین مدة و مدة هو الصحیح (هدایه باب صدقة الفطرة ج ۱ ص ۱۹۳) ظفیر

(۲)وان قدم الزکوۃ علی الحول وهو مالک للنصاب جاز لانه ادی بعد سبب الوجوب فیجوز (هدایه کتاب الزکوۃ فصل فی الخیل ج ۱ ص ۱۷۶) ظفیر۔

(۳)ومن کان علیه دین یحیط بماله فلا زکوۃ علیه الخ وان کان ماله اکثر من دینه زکی الفاضل اذا بلغ نصابا (هدایه کتاب الزکوۃ ج ۱ ص ۱۶۸) ظفیر۔

(۴)دفع القیمة ای الدراهم افضل من دفع العین علی المذهب المفتی به جو هره وبحر عن الظهیریة وهذا فی السعة اما فی الشدة فدفع العین افضل کما لا یخفی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطرة ج ۲ ص ۱۰۶ ط.س. ج۲ص۳۶۶) ظفیر

(۵)ومنها انه لایقوم غیرها مقامها فی الوقت حتی لو تصدق بعین الشاة او قیمتها فی الوقت لا یجزئه عن الا ضحیة (عالمگیری کتاب الا ضحیة ج ۵ ص ۲۹۳) ظفیر۔

(۶)وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشرو خراج وفطرة الخ و تعتبر القیمة یوم الوجوب الخ ویقوم فی البلد الذی المال فیه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوۃ الغنم ج ۲ ص ۲۹ و ج ۲ ص ۳۰.ط.س. ج۲ص۲۸۵) ظفیر

(جواب) اس پر وجوب فطرہ واضحیہ میں اختلاف ہے، احتیاط یہی ہی کہ فطرہ ادا کرے اور قربانی کرے اور اگر نہ کرے تو گنہگار نہ ہوگا، کیونکہ مفتی بہ قول کے موافق اس پر فطرہ وقربانی واجب نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جس کے پاس دوسودرہم کی زمین ہو اس پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۳) ایک شخص کے پاس زمین خراجی جس کو وہ خود کاشت کرتا ہے، قیمت اس کی دوسو درہم سے زاید ہے مگر اس کی پیداوار ایک ماہ کی خوراک سے زائد نہیں، اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے یا نہیں، یہ زمین حاجت اصلیہ کے اندر داخل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر صدقہ فطر وقربانی واجب نہیں ہے۔ امام محمدؒ کے قول کے موافق۔ اور شامی نے کہا کہ فتوی اسی پر ہے، اور ایسی زمین جس میں زراعت کرتا ہے اور اس کی آمدنی اس کو اور اس کے عیال کو کافی نہیں ہے، حاجت اصلیہ میں داخل ہے وفیها سئل محمد رحمة الله علیه عمن له ارض یزرعها وخانوت یستغلها او دار غلتها ثلثة الاف ولا تکفی لنفقة عیاله سنة یحل له اخذ الزکوة وان کانت قیمتها تبلغ الوفا وعلیه الفتوی وعندهما لا یحل۔(۲) شامی۔

تقسیم کے بعد اگر صاحب نصاب نہ ہو تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے

(سوال ۵۵۴) چار بھائیوں کا مال مشترک ہے اگر تقسیم کیا جائے تو کسی کا حصہ بقدر نصاب نہیں ہے قربانی واجب ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں کہ کسی ایک بھائی کا حصہ قدر نصاب کو نہیں پہنچتا کسی پر فطرہ اور قربانی واجب نہ ہوگی۔(۳) فقط

دوسرے شہر کے نرخ کا فطرہ میں اعتبار نہیں

(سوال ۱/۵۵۵) اپنے شہر کا نرخ گندم وغیرہ چھوڑ کر دوسرے شہر کی قیمت سے صدقہ فطر ادا کرنا معتبر ہے یا نہیں۔

گیہوں اور اس کے ستو اور آٹے میں کچھ فرق ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۶/۲) گیہوں اور آٹا وستو میں صدقہ فطر کے بارہ میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

مثقال، دینار اور درہم کا وزن کیا ہے

(سوال ۵۵۷) مثقال ودینار اور درہم کا وزن کیا ہے۔

(جواب) (۱) اپنے شہر کی قیمت کا اعتبار ہے، دوسرے شہر کی قیمت کا اعتبار نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) سئل محمد عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلاثة الاف لا تکفی لنفقته ونفقة عیاله سنة یحل له اخذ الزکوة وان کانت قمتها تبلغ الوفا وعلیه الفتوی وعندهما لا یحل اه (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ص۳۴۸) علی کل حرمسلم الخ ذی نصاب فاضل عن حاجته الا صلیة کدینه و حوائج عیاله وان لم ینم وبه ای بهذا النصاب تحرم الصدقة وتجب الا ضحیة . (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۹. ط.س. ج۲ص۳۵۹-۳۶۰) ظفیر

(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۱۲،۸۸ ظفیر.

(۳) تجب الخ علی کل حرمسلم الخ ذی نصاب فاضل عن حاجة الا صلیةالخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب صدقه الفطر ج ۲ ص ۹۹. ط.س. ج۲ص۳۵۹-۳۶۰) ظفیر.

(۴) ویقوم فی البلدالذی المال فیه ولو فی مفازة ففی اقرب الامصار الیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة الغنم ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ص۲۸۶) ظفیر

(۲) گیہوں و گیہوں کا آٹا وستو بھی نصف صاع ہونا چاہئے یا اس کی قیمت دیوے۔(۱)

(۳) مثقال ودینار ساڑھے چار ماشے، درہم تین ماشہ ۱ ⅕ رتی ایک ماشہ ۸ رتی سرخ کا ہوتا ہے۔(۲) فقط۔

اگر کسی کے ذمہ روپے باقی ہوں اور فطرے میں اس کو چھوڑ دے تو فطرہ ادا ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۵۸) زید کے پاس میرا روپیہ ہے اور وہ دے نہیں سکتا، اس کو یہ کہہ دیا کہ تمہارے پاس جو روپیہ ہے وہ تم کو صدقہ فطر میں دیتا ہوں، اس سے صدقہ فطر ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس طرح صدقہ فطر ادا نہ ہوگا جیسا کہ زکوۃ بھی اس طرح ادا نہیں ہوتی۔ اس کا طریق فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کو صدقہ فطر یا زکوۃ دے کر پھر اس سے اپنا قرض وصول کر لیا جاوے۔(۳) فقط۔

مندرجہ مسائل درست ہیں یا نہیں

(سوال ۵۵۹) ایک مولوی صاحب نے کتاب تالیف کی ہے اور مؤلف کتاب موصوف پکے حنفی وسنی ہیں، اس کتاب میں صدقہ فطر کے بیان میں لکھا ہے کہ صدقہ فطر اپنی طرف سے ادا کرے اور غلام باندی کی طرف سے بھی ادا کرے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے بھی ادا کرے اگر چہ غنی نہ ہو اور اپنی بیوی اور لڑکے لڑکی کی طرف سے صدقہ فطر کا دینا جائز نہیں، اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو خود دیویں، یہ مسئلہ صحیح اور عبارت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کی طرف سے اور ولد کبیر کی طرف سے اس کے ذمہ صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے، لیکن اگر ادا کر دیوے تو درست ہے جب کہ وہ اس کے عیال میں ہوں، یعنی صدقہ فطر ادا ہو جاوے گا۔ پس کتاب مذکور میں بجائے "جائز نہیں" کے یہ لکھنا چاہئے تھا کہ واجب نہیں ہے جیسا کہ درمختار وشامی میں ہے لاعن زوجته وولده الکبیر العاقل ولوادی عنهما بلا اذن اجزا استحسانا للاذن عادةً ای ولو فی عیاله الخ۔(۴) درمختار وشامی نے تصریح کی ہے لا یجب علیه الخ(۵) وفیه ایضاً قال فی البحر وظاهر الظهیریة انه لوادی عمن فی عیاله بغیر امره جاز مطلقاً بغیر تقیید بالزوجة والو لد الخ۔(۶) ج۲ ص۵۷ شامی۔فقط۔

جو جوان لڑکے اپنی کمائی باپ کو دیتے ہیں، ان پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۰) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں اور وہ دونوں سال بھر میں دو تین سو روپے کماتے ہیں اور اپنے والد کو دے دیتے ہیں، گھر کا مالک ان کا باپ ہے، ان کے پاس باپ سے علیحدہ ایک حبہ نہیں، اور ان دونوں کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، تو ایسی حالت میں ان دونوں بھائیوں پر زکوۃ یا صدقہ فطر یا قربانی واجب ہے یا نہیں یا ان کے باپ پر ان کے طرف سے بھی واجب ہے۔

---

(۱) نصف صاع من براو دقیقه او سویقه اوزبیب الخ او صاع تمر او شعیر ولو ردیئا وما لم ینص علیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۳ و ج ۲ ص ۱۰۴ . ط.س. ج۲ص۳۶۶) ظفیر.
(۲) والدینار عشرون قیرا طاالخ والمثقال ماء ة شعیرة فهو در هم وثلاث اسباع درهم (ایضاً باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۹). ط.س. ج۲ص۲۹۵-۲۹۶ ظفیر.
(۳) واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز وحیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوته ثم یا خذها عن دینه ولو امتنع المدیون مدیده واخذها لکونه ظفر بجنس حقه (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۶ . ط.س. ج۲ص۲۷۱) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۲ و ج ۲ ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ص۳۶۳) ظفیر(۵) رد المحتار باب صدقة الفطر تحت قوله لا عن زوجته ج ۲ ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ص۳۶۳. ۱۲ ظفیر(۶) ایضاً ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ص۳۶۳ ظفیر

(جواب) ان پر زکوۃ اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے۔ (۱) فقط۔

صدقہ فطر کا وزن بحساب انگریزی سیر ہے

(سوال ۵۶۱/۱) صدقہ فطر کا وزن بحساب انگریزی سیر کے کتنا ہوتا ہے۔ حاشیہ شرح وقایہ میں دوسو باون تولہ کا صاع لکھا ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

چالیس روپے کے سیر سے سوا تین سیر گندم دیا تو فطرہ ادا ہوا یا نہیں

(سوال ۵۶۲/۲) ہمارے یہاں چالیس روپے کے وزن کا سیر ہوتا ہے، اگر صدقہ فطر میں سوا تین سیر گندم ادا کیا گیا تو ادا ہوا یا نہیں، اگر ادا نہیں ہوا تو جس قدر کمی رہی اسی کو پورا کیا جاوے یا دوبارہ ادا کرے۔

چاول وغیرہ فطرہ میں کتنا دے

(سوال ۵۶۳/۳) چاول، جوار، باجرا۔ صدقہ میں نصف صاع دے یا پورا صاع۔

(جواب) (۱،۲) ہم نے جو مثاقیل سے حساب صاع کیا ہے تو دوسو ستر تولہ کا ایک صاع ہوتا ہے، بلکہ دراہم کے حساب سے ۳ تولہ اور زیادہ ہوتا ہے یعنی دوسو تہتر ۲۷۳ تولہ کا ایک صاع ہے۔ پس بوزن انگریزی ایک صاع برابر تین سیر اور ڈیڑھ پاؤ اور آدھی چھٹانک کے ہے...... پس احتیاطاً جو اور خرما سے ساڑھے تین سیر بوزن انگریزی صدقہ فطر دینا چاہئے اور گندم سے پونے دو سیر بوزن انگریزی صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے اور اگر سیر چالیس روپے بھر کا ہے تو ساڑھے تین سیر گندم صدقہ فطر میں دینا چاہئے اور ۳ تولہ کے قریب، اس سے کم ہو تو وہ بھی درست ہے، اور کم دینے کی صورت میں جو کچھ کمی رہے اسی کو پورا کر دینا کافی ہے

(۳) چاول یا جوار باجرا اگر صدقہ فطر میں دیا جاوے تو اتنا دینا چاہئے کہ اس کی قیمت پونے دو سیر گندم کی قیمت کے برابر ہو جاوے کیونکہ غیر منصوص میں منصوص کی قیمت کا پورا ہونا ضروری ہے۔ کذا فی الدر المختار (۲) فقط۔

پورٹ بلیر جہاں قیدیوں کی آبادی ہے اور قانوناً اعانت منع ہے تو کیا ان کو صدقہ فطر دے سکتے ہیں

(سوال ۵۶۴/۱) میں پورٹ بلیر میں ہوں جہاں ہندوستان سے ملزمان حبس بعبور دریائے شور بھیجے جاتے ہیں، قانوناً ان قیدیوں کو کسی طرح اعانت کرنا منع ہے، ان کو صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

جہاں قیدیوں کے سوا کوئی نہیں وہاں صدقہ فطر کیسے ادا ہوگا

(سوال ۵۶۵/۲) یہاں قیدیوں کے سوائے اور کوئی مسکین نہیں تو کس طرح صدقہ فطر ادا کیا جائے

(جواب) (۱،۲) ان کو صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔ (۳) فقط۔

کیا قیدیوں کا مساکین میں شمار ہے

(سوال ۵۶۶) کیا قیدیوں کا مساکین میں شمار ہے۔

(جواب) جب کہ ان کے پاس بقدر نصاب مال نہ ہوں تو وہ مساکین ہیں اور ان کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔ (۴)

(۱) تجب الخ علی کل مسلم الخ ذی نصاب فاضل عن حاجته الا صلیة الخ وبه تحرم الصدقة وتجب الا ضحیة ونفقة المحارم (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۹. ط.س. ج۲ ص ۲۵۹-۲۶۰) ظفیر.

(۲) وما لم ینص فیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة االفطر ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ ص ۳۶۴) ظفیر. (۳) قوله مصرف الزکوٰة الخ وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر الخ هو فقیر وهو من له ادنیٰ شئی ای دون نصاب الخ و مسکین من لا شئی له الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر. (۴) فقیر وهو من له ادنی شئی دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (ایضاً). ط.س. ج۲ ص ۳۳۹. ظفیر.

صدقہ فطر کن لوگوں پر واجب ہے

(سوال ۵۶۷) زید کہتا ہے صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ اور اس کی اولاد صغار پر اس کے ذمہ واجب ہے، عمر کہتا ہے کہ صدقہ فطر ان لوگوں کے ذمہ ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور عاقل بالغ ہیں۔

(جواب) زید کا قول صحیح ہے اور عمر غلط کہتا ہے۔ مسئلہ وہی ہے جو کہ زید کہتا ہے۔ صدقہ فطر ہر ایک مسلمان عاقل بالغ پر اپنی طرف سے اور اولاد صغار کی طرف سے واجب ہے۔(۱) فقط

کیا گیہوں کی جگہ بنگال میں چاول وغیرہ فطرہ میں دیا جاسکتا ہے

(سوال ۵۶۶) بنگال کے بعض مولویوں نے فتویٰ دیا ہے کہ عرب میں گندم، جو، انگور، خرما ہوتا تھا اس واسطے فطرہ میں اس کا حکم دیا گیا۔ ہم لوگوں کے یہاں دھان، چاول قائم مقام گندم، جو، انگور خرما کے ہے۔ لہٰذا ایک صاع دھان آدھا صاع چاول دینے سے یا اس کی قیمت دینے سے صدقہ فطر ادا ہوگا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ سوائے منصوص کے اگر دوسری اجناس سے صدقہ فطر ادا کرے تو قیمت منصوص کی برابر ہونا ضروری ہے مثلاً دھان یا چاول اگر دیوے تو اس قدر دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی قیمت کی برابر ہوجاوے۔ **فھوالا حوط. کذافی الدر المختار**۔(۲) فقط۔

فطرہ اہل نصاب پر واجب ہے

(سوال ۵۶۷) صدقہ فطر ہر روزہ دار کو دینا واجب ہے یا صرف اہل زکوٰۃ کو۔

(جواب) صرف اہل نصاب کو صدقہ فطر دینا واجب ہے، مگر زکوٰۃ کے نصاب میں اور صدقہ فطر کے نصاب میں فرق ہے یعنی صدقہ فطر میں مال نامی ہونا شرط نہیں ہے۔(۳) فقط۔

سال بھر کی خوراک یا دو بیگہ زمین ہو تو فطرہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۸/۱) عید الفطر کے دن ہمارے پاس سال بھر کی خوراک جس کی قیمت سو روپے ہے، موجود ہے یا دو بیگہ زمین ہمارے پاس ہے جس کی قیمت سو روپے ہے تو اس صورت میں صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں۔

دودھ کے لئے جو گائے ہے وہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۹/۲) دودھ پینے کیلئے جو گائے رکھی جاتی ہے وہ حوائج اصلیہ سے زائد ہے یا نہیں۔

صدقہ فطر میں حوائج اصلیہ کیا مراد کیا ہے

(سوال ۵۷۰/۳) صدقہ فطر میں جو فاضل عن حوائج الاصلیہ کی قید ہے اس سے وہی حوائج اصلیہ مراد ہیں جو وجوب زکوٰۃ میں ہیں یا اور کچھ۔

---

(۱) یخرج ذالک عن نفسه لحديث ابن عمر قال فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوة الفطر على الذكر والا نثى الحديث ويخرج عن اولاده الصغار الخ ومما ليكه (هدايه باب صدقة الفطر ج ۱ ص ۱۹۰) ظفير۔

(۲) نصف صاع فاعل يجب من براودقيقه او سويقه او زبيب الخ او صاع تمرا وشعير و لو رديئا وما لم ينص عليه كذرة وخبز يعتبر فيه القيمة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۳ ط.س. ج۲ص ۳۶۴) ظفير۔

(۳) تجب موسعاً في العمر عندا صحابنا وهو الصحيح الخ وقيل مضيقافي يوم الفطر عينا فبعده يكون قضاء على كل مسلم الخ ذى نصاب فاضل عن حاجته الا صلية الخ وان لم ينم (ايضا باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۹ ط.س. ج۲ص ۳۵۸) ظفير

بالغ لڑکے کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں

(سوال ۴/۵۷۱) بالغ لڑکا جو ساتھ کھاتا ہے اس کی جانب سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) یہ غلہ حوائج اصلیہ میں سے ہے اس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ اور دیگر زمین جس کی قیمت سو روپے ہے اس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب ہے۔(۱)

(۲) وہ حوائج اصلیہ میں سے ہے۔

(۳) وہی حوائج اصلیہ مراد ہیں۔

(۴) بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں ہے۔(۲)

صاع سے بغدادی مراد ہے یا مدنی

(سوال ۱/۵۷۲) بر مذہب حنفی صدقۂ فطر صاع بغدادی کے حساب سے دیا جاتا ہے یا صاع مدنی کے حساب سے، اور دونوں صاع کا کیا وزن ہے

فطرہ میں گیہوں کتنی مقدار میں دیا جائے

(سوال ۲/۵۷۳) برقول مفتی بہ کس قدر گیہوں صدقۂ فطر میں دینا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب ایک سو پینتالیس تولہ بتلاتے ہیں اور ایک مولوی ساڑھے بانوے تولہ بتلاتے ہیں، اس میں کون سا قول معتبر و مفتی بہ ہیں۔

(جواب) (۱،۲) شامی میں لکھا ہے کہ اختلاف طرفینؒ کا اور امام ابو یوسفؒ کا لفظی ہے، انجام دونوں کا ایک ہے، اور بندہ نے جو حساب صاع اور نصف صاع کا کیا ہے، تو نصف صاع بوزن انگریزی کہ سیر اسی ۸۰ تولہ کا لیا جاوے ۱۳۵ تولہ کا ہوتا ہے جو کہ قریب پونے دو سیری کے بوزن انگریزی ہوتا ہے، پس صدقۂ فطر میں پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت احتیاطاً دینا چاہئے۔ قيل لا خلاف لا ن الثانى قدره بوطل المدينة لانه ثلثون استاراً والعراقى عشرون واذا قابلت ثمانية ً بالعراقى بخمسة وثلث بالمدينى وجدتهما سواءً وهذا هوالاشبه لا ن محمداً لم يذكر خلاف ابى يوسف ولو كان لذكره لا نه اعرف بمذهبه ۔(۳) الخ وفى الشامى ايضاً اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والر طل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما و بالاستار اربعون والاستار بالدراهم ستة ونصف .(۴) الخ ایک استار ۴½ مثقال اور مثقال ۴½ تولہ کا، پس چالیس استار مساوی ۴-۱/۲ ۱۶۷ کے ہوئے یہ ایک من یا ایک مد ہے۔ اور من اور مد برابر ہیں۔ پس دو مد یعنی نصف صاع مساوی ۱۳۵ تولہ کے ہوئے۔ فقط۔

نصف صاع کے مقدار ۸۲ تولہ کے سیر سے کیا ہوتی ہے

(سوال ۵۷۴) نصف صاع کی مقدار ۸۲ تولہ کے سیر سے کتنی اور اسی تولہ کے سیر سے کتنی ہوتی ہے۔ اگر من کے بھاؤ سے نصف صاع کی قیمت نکالی جائے تو مثلاً نصف صاع کی قیمت ۶ ہوتی ہے، اور اگر نصف صاع بازار سے خریدا

---

(۱) تجب (صدقة الفطر) على كل حر مسلم الخ ذى نصاب، فاضل عن حاجته الا صلية كدينه وحوائج عياله وان لم ينم الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۸). ط.س. ج۲ ص ۳۵۹-۳۶۰ ظفیر۔

(۲) لا عن زوجته وولده الكبير العاقل ولوادى عنهما بلا اذن اجزاء استحسانا (ايضا ج ۲ ص ۱۰۲. ط.س. ج۲ ص ۳۶۳) ظفیر .(۳) رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ ص ۳۶۵. ۱۲ ظفیر۔

(۴) رد المحتار باب صدقة الفطر مطلب فى تحرير الصاع المدوالمن والرطل ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ ص ۳۶۵. ۱۲ ظفیر۔

جائے تو ہرگز چھ آنہ کو نہ ملے گا بلکہ سات آنہ یا ساڑھے چھ آنہ کو ملے گا تو کس حساب سے قیمت دی جائے۔

(جواب) انگریزی سیر یعنی اسی تولہ کے وزن سے ایک صاع سوا تین سیر اور آدھ پاؤ اور نصف چھٹانک ہوتا ہے اور نصف صاع پونے دوسیر کے قریب ہوتا ہے، بیاسی تولہ کے سیر سے اس کا حساب کرلیا جاوے، قریب ایک چھٹانک کے کم ہوگا۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ پونے دوسیر کی قیمت لگالی جائے، کیونکہ کچھ زیادہ ہوجائے تو اچھا ہے۔ پس جو قیمت پونے دوسیر گندم کی اس وقت بازار میں ہو، وہ دی جاوے اور فقیر کے نفع کا خیال رکھا جائے۔ فقط۔

جہاں گیہوں پیدا نہیں ہوتا، وہاں کہاں کی قیمت کا اعتبار ہوگا

(سوال ۵۷۵) جس جگہ گیہوں پیدا نہیں ہوتا کیا وہاں صدقۂ فطر گیہوں کے حساب سے دینا ہوگا اور گیہوں کی قیمت کس ملک کی معتبر ہوگی۔

(جواب) جہاں گیہوں پیدا نہیں ہوتا مثلاً چاول پیدا ہوتا ہے تو وہاں اس قدر چاول صدقۂ فطر میں دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم کے برابر ہوجاوے، اور قیمت اسی ملک اور شہر کی معتبر ہے جس جگہ صدقۂ فطر دیا جاوے۔ (۱) فقط۔

جہاں فقراء نہ ہوں، وہاں فطر کس وقت نکالا جائے

(سوال ۵۷۶) جس ملک میں شرعی فقراء نہ ہوں، وہاں کے لوگ صدقۃ الفطر عید کے روز نماز سے پہلے نکال کر علیحدہ رکھ لیں یا کسی شخص معتمد کو دے دیں، بعد ازاں دوسرے محتاج ملک کو روانہ کئے جائیں تو مستحب ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) صدقۂ فطر قبل خروج الی الصلوٰۃ فقراء کو دینا مستحب ہے، پس اس صورت میں کہ صدقۂ فطر علیحدہ کرکے رکھ دیا جاوے اور فقراء کو نہ دیا جاوے مستحب ادا نہ ہوگا۔ اور یہ عادۃً محقق نہیں ہوسکتا کہ کسی ملک میں فقراء نہ ہوں، اگر فی الواقع ایسا ہو تو پھر دوسری جگہ کے فقراء کو بھیجنا چاہئے، اور بوجہ عذر کے وہ شخص تارک مستحب نہ کہلائے گا۔ (۲)

جو اتنا کھیت رکھتا ہو کہ سال بھر کھا پی نہیں سکتا اس پر فطرہ ہے یا نہیں

(سوال ۵۷۷) شخصی مالک نصاب ذہب وفضہ نیست ولیکن نزد او یک گنڈ یا دو گنڈ ازمین است کہ قیمتش پنجاہ و دو روپیہ میشود آنچہ از اں از قسم غلہ وغیرہ می آید خوراکی نیم سال وا کثر سال میشود آیا بر آں کس صدقۂ فطر دادن باشد و خوردن آں حرام۔

(جواب) موافق روایت صحیحہ مفتی بہا صدقۃ الفطر بر آں کس واجب نیست واو خود محل ومصرف زکوٰۃ وصدقات است کذا فی الشامی وفیها سئل محمد رحمه الله عمن له ارض يزرعها او حانوت يستغلها او دار غلتها ثلاثة الاف ولا تكفى لنفقته ونفقة عياله سنة يحل له اخذ الزكوٰة الخ۔ (۳) ص ۶۵ جلد نمبر ۳ شامی۔ فقط

مندرجہ ذیل صورت کی تحقیق

(سوال ۵۷۸) شامی جلد ثانی ص ۷۱ تحت قول درمختار (فافرغ عن حاجتہ) وفيها سئل محمد عمن له ارض

---

(۱) وما سواه من الحبوب لا يجوز الا بالقيمة (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰة باب ثامن ج ۱ ص ۷۹، ط ماجدیه ج ۱ ص ۱۹۲) ويقوم فى البلدالذى المال فيه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زکوة الغنم ج ۲ ص ۳۱. ط.س. ج ۲ ص ۲۸۶)

(۲) والمستحب للناس ان يخرجوا الفطرة بعد طلوع الفجر يوم الفطر قبل الخروج الى المصلى (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰة. باب ثامن صدقه فطر ج ۱ ص ۱۸۰. ط.س. ج ۲ ص ۱۹۲) ظفير.

(۳) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۸. ۱۲ ظفير.

یزرعها او حانوت یستغلها اودار غلتها ثلاثة الاف ولا تکتفی لنفقته ونفقة عیاله سنة یحل له احد الزکوة وان کانت قیمتها تبلغ الو فاعلیه الفتویٰ وعندهما لا یحل۔ (۱) اگر علیہ الفتویٰ صحیح ہے تو آپ نے پہلے لکھا تھا کہ جس کی دو بیگہ زمین ہے جس کی قیمت سو روپیہ ہے، اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے، اس کا کیا جواب ہے۔

(جواب) شیخین کے مذہب کے موافق صدقہ فطر کا وجوب احتیاطاً پہلے لکھا گیا تھا وہ بھی صحیح ہے، اور اگر امام محمد کے قول مفتی بہ کو لیا جاوے تو یہ بھی درست ہے۔ فقط۔

ایک اشکال کا جواب

(سوال ۵۷۹) بعد سلام سنت الاسلام عرض پرداز ے کہ اجوبہ مسئلہ ہائے مسئولہ بروقت رسید واز بس سرفرازی و امتنان بخشید مگر در بارہ زکوۃ فضہ ہنوز خدشہ باقیست وجہش اینست کہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم، در عمدۃ الرعایہ نوشتہ اند ''مقداران (یعنی مائتا درہم) سی وشش تولہ و پنج ونیم ماشہ است و بحساب مبالغ روپیہ ہائے چہر دار سکہ انگریزی تخمینا و احتیاطاً سی ونہ روپیہ ۱۲ از یں عبارت دو خدشہ پیدا شدہ است، یکے اینکہ جناب ایشاں ۵۲½ تولہ می فرمایند و مولانا مرحوم سی وشش تولہ و پنج ونیم ماشہ فرمودہ اند دفع معارضہ آں از یں حقیر متصور نیست۔ دیگر ایں کہ مولانا مرحوم فرمودہ اند سی وشش تولہ ۵ ½ ماشہ نمی دانم۔ از اں قدر چہ فضہ چہ گونہ سی ونہ روپیہ می شود حالانکہ ہر روپیہ انگریزی وزن یک تولہ دارد در دلم می گذرد کہ شاید شئی مغشوش را از سکہ انگریزی وضع کردہ اند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وهم در حاشیه الدر المختار مطبوعه نو لکشوری محشی چنیں نوشته اند فیکون الدر هم سبعة عشر طولجة ونصف طولجة ای رتی لانها اربع شعیرة ولثمان رتی ماشه فیکون الدرهم ماشتین و واحد ونصف رتی فیکون من الذی هو ما بها درهم اربعماة وسبعة و ثلاثین ماشة ونصف ماشه ولا نتهیٰ عشرة ماشه قوله فیکون النصاب منها بحساب التوله ستة وثلثین توله وخمسة ماشه بحساب الروبیةالساهنه التی هی احدی عشرة ماشه تسعة وثلثین روپیه و ثمان ماشه فیحکم تسهیلا علیٰ اربعین روپیه (۲) الخ درہم در حاشیہ راہ نجات دیدہ ام کہ ۵ ½ تولہ بحساب قدیم الزمان ست یعنی بنارسی۔ ایں شک را حل فرمایند۔

(جواب) وجہ فرق در تحریر مولانا عبدالحی صاحب و تحقیق صاحب راہ نجات وغیرہ ایں است کہ مولوی عبدالحی صاحب مثقال را چہار ونصف ماشہ غالباً تسلیم نہ کردہ اند وہرگاہ مثقال چہار ونصف ماشہ تسلیم کردہ نہ شود۔ کما ہو معروف ومذکور فی اکثر الکتب۔ پس حسب اوزان سبعہ کہ شرعاً معتبر است وزن درہم سہ ماشہ ۱/۵ رتی می شود و دو صد درہم مساوی ۵۲ ½ تولہ میشود۔ روپیہ مروجہ از یک تولہ سہ رتی کم می باشد فقط رشید احمد بلند شہر۔ الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نصاب زکوۃ و مثقال کا وزن

(سوال ۵۸۰) غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں لکھا ہے مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور نصاب زکوۃ ساڑھے باون

---

(۱) ایضاً ۱۲ ظفیر

(۲) حاشیہ درمختار نولکشوری می علی اربعین روپیہ کے بعد یہ عبارت اور ہے ویکون المثقال ثلث ماشه و واحد رتی فیکون النصاب من الذهب الذی هو عشرون مثقالا ثلث وستین ماشه ونصف ماشه ومن التوله خمس توله و ماشتین ونصف ماشه فیحکم علی خمسه و ربع توله والله اعلم در مختار نو لکشوری ج ۱ ص ۸۷ باب زکوٰۃ المال

تولہ لکھی ہے۔ عمدۃ الرعایہ حاشیہ وقایہ میں مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے اور نصاب زکوۃ ۳۶ تولہ ۵ ماشہ۔ یہاں پر پہلے صدقہ فطر دو سیر گندم فی کس انگریزی وزن سے دیتے تھے، اب ایک مولوی صاحب فی کس سوا سیر کو کہتے ہیں۔

(جواب) مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ کا ہونا یہی صحیح ہے۔ ترجمہ غیاث اللغات میں مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ اگر چہ اس میں بہت اختلاف ہے مگر قوی یہی ہے۔ انتہی پس عمدۃ الرعایہ میں جو مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے، یہ وزن درہم کا ہے کیونکہ شرع میں درہم کا وزن وہ معتبر ہے جو وزن سبع کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی سات مثقال برابر دس درہم کے ہو جاویں۔ پس سات مثقال کا وزن بحساب فی مثقال ۴½ ماشہ ساڑھے اکتیس ماشہ ہوا، اس کو دس پر تقسیم کیا تو فی درہم تین ماشہ اور ۱/۵ رتی ہوا اسی وجہ سے غیاث میں درہم کو ساڑھے تین ماشہ کا لکھا ہے۔ تقریباً ایسا لکھا ہے۔ **الغرض صحیح اور احوط یہی ہے جو غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں لکھا ہے اور نصاب زکوۃ ساڑھے باون تولہ چاندی اور ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔ شامی کی تحقیق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور حساب مذکور سے نصف صاع تقریباً** پونے دو سیر بوزن انگریزی ہوتا ہے۔ پس فطرہ ایک شخص کا گیہوں سے پونے دو سیر ہوتا ہے، دو سیر دے دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، زیادہ ثواب ہے مگر پونے دو سیر سے کم کرنا نہ چاہئے۔

شامی جلد ثانی باب صدقۃ الفطر میں ہے قوله وهواى الصاع الخ اعلم ان الصاع اربعة امداد و المد رطلان والرطل نصف من والمن بالدر اهم مائتان وستون درهما وبالاستار اربعون والاستار بكسر الهمزه بالدراهم ستة ونصف وبالمثاقيل اربعة ونصف كذا فى شرح درر البحار فالمد والمن سواء الخ۔ (۱) اس تحقیق کا حاصل یہی ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ ایک من یعنی ایک مد کا وزن چالیس استار اور ایک استار ۴½ مثقال، پس کل ایک سو اسی مثقال ہوئے، اس کے ماشہ ۸۱۰ ہوئے اور وہ مساوی ۶۷½ تولہ کے ہے، یہ ایک مد کا وزن ہے پس دو مد یعنی نصف صاع ۱۳۵ تولہ کے برابر ہوئے اور یہ بوزن انگریزی ۱/سر/ر ہوتا ہے یعنی چھٹا نک کم پونے دو سیر۔ اور دوسرے حساب سے جو شامی کی عبارت میں من کا وزن دراہم سے لکھا ہے یعنی ایک من ۲۶۰ درہم کا اس حساب سے نصف ۳ تولہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر پونے دو سیر کا حکم کر دیا جاتا ہے۔ فقط۔

اسی تولہ کے وزن سے نصف صاع کے وزن میں اختلاف کا حل

(سوال ۵۸۱) اسی کے سیر سے صاع اور نصف صاع کا کیا وزن ہے، مفتاح الجنۃ میں نصف صاع ایک سیر بارہ چھٹانک کا لکھا ہے۔ اور لغات کشوری میں ایک سیر ساڑھے نو چھٹانک کا لکھا ہے، اب کس قول پر عمل کرنا چاہئے۔

(جواب) اسی تولہ کے سیر سے حساب صاع اور نصف صاع کا کتابوں کے موافق ہم نے کیا ہے، اس کے موافق صاع قریب ساڑھے تین سیر کے اور نصف قریب پونے دو سیر کے ہوتا ہے۔ شامی اور درمختار وغیرہ میں ایسا ہی ہے، اس میں احتیاط ہے۔ (۲) فقط

بستی میں گندم نہ ملے تو شہر کے نرخ سے فطرہ ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۸۲) اگر کسی شخص کی بستی میں گندم نہ ملے اور آٹا زیادہ قیمت کو ملتا ہو اور شہر میں گندم کا نرخ ارزاں ہو تو

(۱) رد المحتار باب صدقه الفطر ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج ۲ ص ۳۶۵۔

(۲) وهو الصاع المعتبر مايسع الفا وار بعين درهما من ماش او عدس انما قد ربهما لتسا ويهما كيلا ووزنا (در مختار) اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدر اهم مائتان وستون درهما (رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج ۲ ص ۳۶۵) ظفير

شہر کی قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) اپنی بستی کی قیمت کے حساب سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے۔ اگر وہاں گندم نہ ملیں تو آٹے کی قیمت کا حساب کرنا چاہئے یا جو اور چھوہارے کے صاع کی قیمت کا حساب کرنا چاہئے۔ غرض جو جنس منصوص وہاں ملتی ہو اس کی قیمت کا حساب کیا جاوے۔(۱)

فطرے میں گیہوں کے بدلے نصف صاع چاول دینا کیسا ہے

(سوال ۵۸۴) فطرہ میں اگر بجائے گندم کے نصف صاع چاول دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے، اگر قیمت نصف صاع چاول کی نصف صاع گندم کے برابر ہو، یا زیادہ ہو۔ (۲) فقط۔

ایک شخص کا فطرہ کئی شخصوں کو دینا کیسا ہے

(سوال ۵۸۴) فطرہ یک شخص بچند کس وبالعکس دادن جائز ست یا نہ۔

(جواب) قال فی الدر المختار وجاز دفع کل شخص فطرته الیٰ مسکین او مسا کین علیٰ ما علیه الاکثر به جزم فی الوالو الجیة والخانیة والبدایع والمحیط و تبعهم الزیلعی فی الظهار من غیر ذکر خلاف وصححه فی البرهان فکان هو المذهب الخ کما جار دفع صدقة جما عة الی مسکین واحد بلا خلاف یعتد به الخ (۳) پس معلوم شد کہ فطرہ یک کس بچند کس وبالعکس دادن جائز است۔

زمیندار پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۸۵) ہر قسم کے زمیندار خواہ اسکے پاس ملک کی زمین تھوڑی ہو یا زیادہ صدقۃ الفطر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ نہیں کہ زمین تھوڑی ہو یا زیادہ اس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاوے بلکہ یہ ضروری ہے کہ حاجات اصلیہ سے زیادہ ہو، اس قدر زمین ہو کہ قیمت اس کی دوسو درہم یعنی ۵۲½ تولہ ہو جو قریب للعہ روپے کے ہوتے ہیں۔ درمختار در نصاب فاضل من حاجتہ الاصلیۃ الخ (اب ۵۲ ½ تولے چاندی کی قیمت چار روپے کے حساب سے ما ۲۱۰ ہوگی۔

فطرہ میں گیہوں کی قیمت کے برابر چاول یا چنا دینا درست ہے

(سوال ۵۸۶) صدقۂ فطر میں گیہوں کی جو قیمت ہوتی ہے اس کے چاول یا چنا دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔

جہاں جو غلہ رائج ہو اس کا نصف صاع فطرہ میں کافی ہے یا نہیں

(سوال ۵۸۷) صدقۂ فطر کا نصاب گیہوں کا نصف صاع اور جو کا ایک صاع مقرر ہے، بعض علماء بنگالہ کہتے ہیں گیہوں پر منحصر نہیں، جو غلہ جہاں زیادہ تر رائج ہو اس میں سے نصف صاع ہی کافی ہے۔ چنانچہ بنگال میں چاول زیادہ رائج ہیں لہذا چاول کا نصف صاع کافی ہے۔

---

(۱) نصف صاع من بر اودقیقه او سویقه او زبیب الخ اوصاع تمر او شعیر الخ وما لم ینص علیه کذرة و خبز یعتبر فیه القیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۳ .ط.س. ج۲ ص ۳۶۴) ظفر

(۲) وما لم ینص علیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة (الدر المختار باب صدقة الفطر ج ۱ ص ۱۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۳۶۴) ظفیر

(۳) الدر المختار مجتبائی باب صدقة الفطر ج ۱ ص ۱۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۳۶۴ ۱۲ . ظفیر۔

(جواب) یہ کلیہ ان صاحبوں کا غلط ہے۔ گندم منصوص فی الحدیث ہے اور اگر چاول منصوص نہیں، پس اتنی قیمت کا چاول ادا کرنا ہوگا جو نصف صاع گندم کی قیمت کے برابر ہو جاوے اور معین چاول دینا جائز نہیں۔

جواب مفتی صاحب

جواب صحیح ہے، غیر منصوص میں قیمت کا لحاظ ضروری ہے، مثلاً اگر چاول دیوے تو اس قدر دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم کی قیمت کے برابر ہو اور یہ جو جواب میں لکھا ہے کہ معین چاول دینا جائز نہیں، اس کا یہ مطلب ہوگا کہ چاول بلا اعتبار قیمت گندم دینا جائز نہیں۔ لعدم ورود النص بہ فکان کالذرۃ الخ اس سے واضح ہے کہ غیر منصوص کا دینا باعتبار قیمت منصوص کے درست ہے۔

غریبوں پر فطرہ واجب نہیں

(سوال ۵۸۸) گاؤں کے غریب لوگوں پر عید کا فطرہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) غریب لوگوں پر جو مالک نصاب نہیں ہیں، صدقہ فطر واجب نہیں ہے، البتہ جن لوگوں کے پاس بقدر بچاس باون روپے کی قیمت کی زمین یا مکان رہنے کے مکان سے جدا ہو یا زیور وغیرہ اس قدر ہے، ان کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہے۔ فقط۔

(قال فی الدر المختار فی باب صدقة الفطر علی کل حر مسلم ذی نصاب فاضل عن حاجته الاصلیة کدینه و حوائج عیاله و ان لم ینم ج ۲ ص ۹۸ . علی هامش رد المحتار)

عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے

(سوال ۵۸۹) عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے مرد کیا باپ پر؟ یا شوہر پر مہر میں سے دیوے؟ عورت کے پاس مال ہو یا نہ ہو

(جواب) عورت جب صاحب نصاب ہو تو فطرہ اسی پر واجب ہے، اگر شوہر ادا کردے گا تو ادا ہو جاوے گا، باپ پر واجب نہیں۔

(ولا یودی عن زوجة ولا عن اولاد الکبار وان کانوا فی عیاله ولوادی عنهم اوعن زوجته اجزا هم استحسانا کذا فی الهدایة عالمگیریه ج ۱ ص ۱۹۱)

صاع کا وزن

(سوال ۵۹۰) نصف صاع کا وزن اصلی کیا ہے اس کی پوری تحقیق کیا ہے۔ اپنے حضرات کا کیا عمل ہے۔

الجواب صاع

کی تحقیق شامی نے اس طرح کی ہے اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما وبالاستار اربعون والاستار بکسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف وبالمثاقیل اربعة ونصف کذا فی شرح درر البحار فالمد والمن سوا الخ۔(۱) اس تحقیق سے ظاہر ہے ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو چالیس استار جو ایک مد کا وزن ہے ۸۱۰ ماشہ ہوا۔ اس طرح ۴۰ + ۴½ = ۱۸۰ مثقال + ۴½ = ۸۱۰ ماشہ ÷ ۱۲ = ۶۷½ تولہ پس جب کہ ۶۷½ تولہ ایک کا

---

(۱) رد المحتار باب صدقه الفطر ج ۲ ص ۱۰۴ . ط.س. ج ۲ ص ۳۵۹-۳۶۰. ۱۲ ظفیر

وزن ہوتو صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ صاع کا وزن ۲۷۰ تولہ ہوا، جو بوزن اسی تین سیر اور ڈیڑھ پاؤ..... ہوا، پس نصف صاع ایک چھٹانک کم پونے دوسیر ہوتا ہے، اسی بناء پر پونے دوسیر گندم بوزن اسی صدقہ فطر دینے کا حکم کیا جاتا ہے، مولوی عاشق الٰہی صاحب نے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چھٹانک کی کمی کردی ہے جیسا کہ پونے دوسیر کا حکم کرنے والوں نے ایک چھٹانک زیادہ کردیا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ زیادہ کرنا اچھا ہے کم کرنا درست نہیں اور جس نے وزن نصف صاع ایک سیر تین چھٹانک کہا ہے، وہ تحقیق شامی کے موافق صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

فطرہ کسی ایک شخص کو دینا افضل ہے یا کئی کو

(سوال ۵۹۱) فطرہ گیہوں کا ایک شخص کو دینا افضل ہے یا کئی کو؟

(جواب) کئی شخصوں کو دینا بھی درست ہے مگر افضل یہ ہے کہ ایک کا صدقہ ایک مسکین کو دیا جاوے (وجاز دفع کل شخص فطرته الی مسکین او مسا کین الیٰ قوله کتفریق الزکوۃ والا مر فی حدیث اغنو هم للندب فیفید الا ولویة الخ)(۱)

منصوص اشیاء کے علاوہ دوسری چیزیں فطرہ میں

(سوال ۵۹۲) چہ می فرمایند علماء دین اندریں کہ درصدقہ فطر بجائے حنطہ وشعیر دانہ ارزدادن جائیکہ طعام شاں چاول ست جائزست یانہ؟ شخصے میگوید کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ برجواز فتویٰ دادہ دعویش صحیح یا باطل، تحقیق وتفتیش فرمایند۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ منصوص ہے کہ سوائے حنطہ وشعیر وغیرہ منصوص کے جو اشیاء غیر منصوص ہیں جیسے چاول نخود باجرا جوار وغیرہ اس میں قیمت کا لحاظ ہے یعنی چاول نخود وغیرہ مثلاً اس قدر دیوے کہ قیمت اس کی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر وغیرہ کو پہنچ جاوے۔ وما لم ینص علیه کذرۃ خبز یعتبر فیه القیمة الخ (در مختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۴ وغیرہ) پس جس جگہ چاول کھائے جاتے ہیں ان کو چاہئے کہ اس قدر چاول فطرہ میں دیوے کہ قیمت ان کی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر کو مثلاً پہنچ جاوے حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی بندہ کو کچھ تحقیق نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

وجوب فطرہ اور قربانی

(سوال ۵۹۳) صدقہ فطر اور قربانی کن لوگوں پر واجب ہے اور صدقہ فطر کے مستحق کون لوگ ہیں؟ روزہ دار یا عوام الناس؟ اور جو شخص مقروض ہو اس پر صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) صدقہ عیدالفطر ادا کرنا اس شخص کے ذمہ واجب ہے جو صاحب نصاب غنی ہو یعنی مالک پچاس ساٹھ کی[۳]

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۶۷ ۱۲ ظفیر

(۲) تجب (ای صدقة الفطر الی قوله) علی کل حرمسلم ولو صغیرا مجنونا حتی لولم یخر جها ولیهما وجب الا داء بعد البلوغ ذی نصاب فاضل عن حاجته الا صلیة کدینه وحوائج عیاله وان لم ینم کم مر وبه ای بهذ النصاب تحرم الصدقة کما مروتجب الا ضحیة ونفقة المحارم علی الراجح (درمختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۹۹ ط.س. ج ۲ ص ۳۵۹-۳۶۰) ظفیر

( ) نصاب ۵۲ ½ تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ اب اس زمانہ میں ... تولے چاندی کی قیمت دوسو دس روپے ہوں گے ...

زمین یا نقد وغیرہ کا ہو، اور جو شخص ایسا نہیں اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔ (۱) اور صدقہ فطر محتاج شخص کو دیا جاوے، بہتر ہے کہ نیک لوگوں کو جو نمازی روزہ دار ہوں ان کو دیوے، لیکن اگر غیر روزہ داروں کو جو محتاج ہیں دیا جاوے تب بھی صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے اور قربانی بھی انہی لوگوں پر واجب ہے جو غنی مالک نصاب ہوں، اور جن پر قرض زیادہ ہے کہ قرض اگر ادا کردیں تو بقدر نصاب ان کے پاس نہ بچے گا تو ان پر صدقہ فطر اور قربانی واجب نہیں ہے۔ فقط۔

صاع کی تحقیق

(سوال ۵۹۴) فطرہ عید کا وزن کیا ہے؟ اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے آٹھ رطل کا ایک صاع مقرر کیا ہے اور ایک مولوی صاحب نے دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان فرمایا ہے۔ صحیح کیا ہے؟

(جواب) وزن صاع وہی صحیح ہے جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے، اسی پر فتویٰ اور عملدرآمد ہے (۱) وزن انگریزی سے وزن صاع کا قریب آدھ پاؤ اور ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے اور نصف صاع پونے دو سیر ایک چھٹانک ہوتا ہے اس کے موافق یہاں صدقہ فطر ادا کیا جاتا ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔ ان مولوی صاحب نے جو دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان کیا ہے صحیح نہیں، جن لوگوں نے اس کے موافق صدقہ فطر ادا کیا ان کو چاہئے کہ جو کچھ باقی رہا اس کو بھی ادا کریں۔ فقط۔

نصف صاع کا وزن

(سوال ۵۹۵) نصف صاع کا وزن اصلی کیا ہے اور اس کی پوری تحقیق کیا ہے؟ اپنے حضرات کا اس پر عمل نہیں دیکھا۔

(جواب) صاع کی تحقیق شامی میں اس طرح کی ہے اعلم ان الصاع اربعة امداد و المدر طلان والرطل نصف من اوالمن بالدراهم مائتان وستون درهماً وبالاستار اربعون والاستار بكسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف بالمثاقيل اربعة ونصف كذافى شرح درالبحار فالمد والمن سواء الخ ۔ (۲) اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو چالیس استار جو ایک مد کا وزن ہے ۸۱۰ ماشہ ہوا۔ اس طرح ۴۰ × ۴½ = ۱۸۰ مثقال × ۴½ = ۸۱۰ ماشہ ÷ ۱۲ = ۶۷½ تولہ پس جب کہ ساڑھے سڑسٹھ تولہ ایک مد کا وزن ہوا تو صاع چار مد کا ہوتا ہے، صاع کا وزن ۲۷۰ تولہ ہوا جو بوزن اسی تین سیر اور ڈیڑھ پاؤ ہوا لہٰذا نصف صاع ———— ایک چھٹانک کم پونے دو سیر ہوتا ہے۔ اس بنا پر پونے دو سیر گندم بوزن اسی صدقہ فطر دینے کا حکم کیا جاتا ہے۔ مولوی عاشق الٰہی صاحب نے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چھٹانک کی کمی کردی ہے۔ جیسا کہ پونے دو سیر کا حکم کرنے والوں نے ایک چھٹانک زیادہ کردیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ زیادہ کرنا اچھا ہے کم کرنا درست نہیں اور جس نے وزن نصف صاع ایک سیر تین چھٹانک لکھا ہے وہ تحقیق شامی کے موافق صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

مصارف صدقہ فطر

(سوال ۵۹۶) مصرف زکوٰۃ وصدقہ فطر اور چرم قربانی ایک ہیں یا کچھ فرق ہے؟ اگر سادات کو اور ماں باپ کو زکوٰۃ یا

---

(۱) اعلم ان الصاع اربعة امداد و المدر طلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما وبالاستار اربعون والاستار بكسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۴ ط.س. ج ۲ ص ۳۶۵) ظفیر۔
(۲) رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۴ ط.س. ج ۲ ص ۳۶۵۔ ۱۲ ظفیر۔

صدقہ فطر یا قیمت چرم قربانی دے دے تو ادا ہو جاوے گی یا نہیں؟

(جواب) مصرف زکوۃ وصدقۃ الفطر اور قیمت چرم قربانی ایک ہے یعنی جن لوگوں کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے ان کو صدقہ فطر اور قیمت چرم قربانی دینا بھی دست نہیں ہے۔(۱) سادات کو زکوۃ دینے کے بارہ میں صحیح فتویٰ یہ ہے کہ ناجائز ہے(۲) اصول وفروع کو اگر عمداً یعنی باوجود ان کو پہنچانے کے صدقہ فطر یا قیمت چرم قربانی دے دی گئی تو وہ صدقہ فطر وغیرہ ادا نہیں ہوا(۳) دوبارہ دیوے، یہی حکم زکوۃ کا ہے، لیکن اگر اندھیرے میں یہ سمجھ کر کہ یہ کوئی محتاج ہے، زکوۃ وصدقہ فطر وغیرہ دے دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ جس کو دیا ہے وہ غنی ہے یا باپ ہے یا دادا ہے یا بیٹا پوتا ہے تو زکوۃ وفطرہ وغیرہ ادا ہو گیا، دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے(۴) لیکن مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے باپ وغیرہ کو دینے سے زکوۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی، دوبارہ دینا چاہئے۔ فقط۔

امام مسجد کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں

(سوال ۵۹۷) امام کو صدقہ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) امامت کی وجہ سے اس کو فطرہ دینا جائز نہیں ہے۔(۵) فقط۔

(۱) وصدقة الفطر كالزكوة في المصارف في كل حال (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۸ ط.س. ج۲ ص ۳۶۹)

(۲) ولا تدفع الى بني هاشم الخ (هدايه ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير

(۳) ولا يدفع المزكي زكوة ماله اى ابيه وجده وان علا (هدايه ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير.

(۴) قال ابو حنيفة و محمد اذا دفع الزكوة الى رجل يظنه فقير اثم بان انه غني او هاشمي او كافرا او دفع في ظلمة فبان انه ابوه او ابنه فلا اعادة عليه (هدايه ج ۱ ص ۱۸۹) ظفير.

(۵) وصدقة الفطر كالزكوة في المصارف كل حال (الدر المختار على هامش رد المحتار. ط.س. ج۲ ص ۳۶۹) ظفير.

نواں باب

متفرق مسائل زکوٰۃ

کسی کو سو روپیہ قرض دیا ۴۵ سال بعد وصول ہوا تو زکوٰۃ کس طرح ادا کرے

(سوال ۵۹۸) ایک شخص نے دوسرے کو سو روپے قرض دیا، مدیون نے بعد ۴۵ سال کے روپیہ ادا کیا تو اب زکوٰۃ کس قدر دینی چاہئے۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ قرض کی زکوٰۃ بعد وصولیابی کے پچھلے سالوں کی دینی لازمی ہے، سو روپے کے ۲/۱-۲ ہیں۔ پھر ہر سال کم ہوتی جاوے گی، یہاں تک کہ جب نصاب پورا نہ رہے گا زکوٰۃ ساقط ہے۔(۱) فقط۔

جس کی ادائیگی کا ظن غالب نہ ہو کیا کرے

(سوال ۵۹۹) صاحب زکوٰۃ کے ذمہ مبلغ عــ۲۰ـہ روپے واجب الادا تھے، اس نے مبلغ عــ۱۵ــہ تو یقیناً ادا کر دیئے اور مبلغ پانچ میں شک ہے کہ ادا کئے یا نہیں، تو پانچ روپے اس کے ذمہ ادا کرنے ضروری ہیں یا نہیں۔

(جواب) جب کہ غلبہ ظن ادا کرنے کا نہیں ہے اور غلبہ ظن کا ہی اعتبار ہے تو اس کو وہ پانچ روپے باقی ماندہ ادا کرنا چاہئے۔

ایک شخص زکوٰۃ ادا کئے بغیر مر گیا تو اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۶۰۰) عمر صاحب نصاب تھا اس کے ذمہ مال کی زکوٰۃ واجب الادا تھی، مگر وہ زکوٰۃ ادا کئے بغیر ایک نابالغ لڑکا چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ کیا اب عمر کی عورت اس مال میں سے سابقہ باقی ماندہ اور حال کی زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) بدون وصیت متوفی کے مال متروکہ مشترکہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتی کیونکہ وارث نابالغ لڑکا بھی ہے، اس کے حصہ میں بلا وصیت کے یہ تصرف نہیں ہو سکتا (۲) فی الدر المختار واما دین اللہ تعالیٰ فان اوصی بہ وجب تنفیذہ شامی میں کہا ہے وذلک کالزکوۃ والکفارات الخ . جلد خامس ۔(۳) فقط۔

گوٹے اور جڑاؤ زیور میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۱) گوٹے اور جڑاؤ زیور میں زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) گوٹہ جب کہ بقدر نصاب ہو جاوے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے، یا اگر نصاب چاندی وغیرہ کا موجود ہو تب بھی گوٹے کا اندازہ کر کے اس میں شامل کر کے زکوٰۃ دینی چاہئے اور جڑاؤ زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔(۴) فقط۔

نوٹوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۲) گورنمنٹی نوٹ سند مال ہے عین مال نہیں تو اگر کسی شخص کاروباری کے مثلاً ہزار روپے کے نوٹ ہوں اور اس پر سال بھی گذر جائے اور اس کی حاجات ضروریہ سے زائد رکھے رہیں تو آیا روپیوں کی زکوٰۃ کے ساتھ جو

---

(۱) ولو کان الدین الخ فوصل الی ملکه لزم زکوة مامضی (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ص ۲۶۶-۲۶۷ ظفیر) (۲) ولو مات فاداء ها وارثه جاز (در مختار) فی الجواهرة اذا مات من علیه زکاة فطرة او کفارة او نذر لم توخذ من ترکته عندنا الخ وان اوصی تنفذ من الثلث (رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۸ ط.س. ج۲ص ۳۵۹) (۳)

(۴) واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا او حلیا مطلقا مباح الا ستعمال اولا ولو للتجمل والنفقة لا نهما خلقا اثمانا فیز کیهما کیف کانا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۴۱ ط.س. ج۲ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفیر.

مقدار نصاب ہوں ان نوٹوں کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو نوٹ کی زکوٰۃ میں نوٹ دینا چاہتا ہے کیونکہ نقد کرانے میں بہت بٹہ دینا پڑتا ہے، مثلاً فی ہزار پندرہ روپے بٹہ دینا ہوتا ہے اور نوٹ دینے میں احتمال ہے کہ شاید زکوٰۃ ہی ادا نہ ہو جیسا کہ مولانا اشرف علی صاحب نے الامداد ماہ صفر میں تحریر فرمایا ہے۔

(جواب) ان نوٹوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر زکوٰۃ میں نوٹ دیا تو اس سے زکوٰۃ ادا ہونے کی وہی صورت ہے جو الامداد صفر میں ہے کہ جن کو وہ نوٹ زکوٰۃ میں دیا جس وقت وہ اس کا روپیہ وغیرہ لے کر قبضہ کرے گا زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اور کتابوں میں نوٹ کا ذکر نہیں ہے تا کہ عبارت کسی کتاب کی لکھی جاوے۔ فقط

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ

(سوال ۶۰۳) پراویڈنٹ فنڈ کا روپیہ جو بعد اختتام ملازمت ملتا ہے اگر اس پر زکوٰۃ کا حکم ہے تو جس سے فی الحال ممکن نہ ہو وہ کیا کرے۔

(جواب) ملازمان کی تنخواہ میں سے جو کچھ روپیہ وضع ہوتا ہے اور پھر اس میں کچھ رقم ملا کر بوقت ختم ملازمت ملازموں کو ملتا ہے وہ ایک انعام سرکاری سمجھا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ گذشتہ برسوں کی واجب نہیں ہوتی۔ آئندہ کو بعد وصول کے جب سال بھر نصاب پر گذر جاوے گا، اس وقت زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔ (۱) فقط۔

پراویڈنٹ فنڈ کے سود کا حکم

(سوال ۶۰۴) گورنمنٹ کی طرف سے ایک قاعدہ پراویڈنٹ فنڈ کا ہے جس میں ملازمین کی تنخواہ میں سے کچھ حصہ اس کی تنخواہ کا جس قدر ملازم جمع کرنا پسند کرے وضع کر کے فنڈ میں جمع کیا جاتا ہے اور اس رقم جمع شدہ پر سرکار بخوشی سود دیتی ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) سود لینا تو کسی سے جائز نہیں ہے، البتہ سرکار جو بطور انعام وضع شدہ رقم تنخواہ کے ساتھ اسی قدر یا جس قدر ہو ملا کر دیتی ہے اس کا لینا جائز ہے اور نیز یہ بھی حکم کیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا روپیہ بنک وغیرہ میں جمع ہے وہ اس کے سود کو وہاں نہ چھوڑیں اور کفار کی امداد نہ کریں بلکہ وہاں سے لے کر غرباء وفقراء ومساکین کو دے دیں۔ فقط۔

پراویڈنٹ فنڈ اور بنک کی رقموں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۵) فتویٰ نمبر ۲۵۲۰ پہنچا۔ آیا پراوڈنٹ فنڈ بنک یا ڈاکخانہ کی رقموں پر زکوٰۃ دینا واجب ہے یا نہیں۔ بنک و ڈاکخانہ کی رقمیں تو جمع کرنے والے کے قبضہ واختیار میں رہتی ہیں یعنی جب وہ چاہے روپیہ نکال سکتا ہے مگر پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ایسی ہے کہ جو ملازمت ترک کرنے یا وفات کے بعد مل سکتی ہے، پس اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ دیگر یہ کہ جناب نے سود کو ناجائز لکھا ہے کہ سود لینا تو کسی سے جائز نہیں ہے، اور پھر فرماتے ہیں کہ بنک وغیرہ سے سود لے کر غرباء کو دے دینا چاہئے جبکہ سود ناجائز ہے تو ایسی ناجائز رقم غرباء کو دینا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔

---

(۱) وعند قبض مائتين مع حولان الحول بعده اى بعد القبض من دين ضعيف وهو بدل غير مال كمهر ودية وبدل كتابة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۹. ط.س. ج۲ ص ۳۰۵) ظفير.

(جواب) اس رقم پر زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے اور وصول کے بعد سال بھر گذر جانے پر واجب ہوتی ہے،(۱) اور باوجود عدم جواز سود کے جو یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ بنک وغیرہ میں وہ رقم نہ چھوڑے بلکہ وہاں سے لے کر غرباء وفقراء ومساکین کو دے دی جاوے، اس کی وجہ ایک خاص ہے، وہ یہ کہ اگر وہ رقم وہاں چھوڑی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ وہ رقم پادریوں کو دی جاتی ہے جس سے وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مرتد بنانے میں وہ روپیہ خرچ کرتے ہیں اور حکم شریعت کا یہ ہے من ابتلی ببلیتین فلیختر اھو نھما یعنی جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو وہ اہون اور کمتر کو اختیار کرے۔ پس سود کا لینا بھی اگرچہ گناہ ہے مگر نہ ایسا جیسا کہ مسلمانوں کے مرتد بنانے اور بے دین کرنے میں امداد دینا اس لئے اس میں اس اہون طریق کو اختیار کیا گیا ہے۔ فقط۔

تنخواہ کا جو حصہ فنڈ کے نام پر کٹ جاتا ہے اس کی زکوٰۃ

(سوال ۶۰۶) زید ملازم ریلوے ہے اس کی تنخواہ کا ۱۲/۱ حصہ ہر ماہ میں کٹ کر فنڈ میں جمع ہوتا ہے اور ریلوے اس فنڈ کے روپے سے قرض دے کر سود لیتی ہے، اس فنڈ کے کل روپے پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ بعد وصول کے آئندہ لازم ہوگی۔(۲)

زکوٰۃ ادا کی مگر شرعاً ادا نہ ہوئی تو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں

(سوال ۶۰۷) اگر زکوٰۃ ادا کی جاوے اور کسی شرعی وجہ سے وہ ادا نہ ہو تو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) ثواب ملے گا۔ فقط (۳)

اجارہ کی زمین پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۸) جو زمین منافع پر لی جاوے اور روپیہ چند سال کا پیشگی ادا کردے اس پر زکوٰۃ دینی پڑے گی یا نہیں۔

(جواب) جو زمین ٹھیکہ پر یعنی اجارہ پر لی جاوے اور ہر سال کی اجرت معین کر کے چند سال کی اجرت پیشگی دے دی جائے تو یہ درست ہے اور اس روپے کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے فقط۔

زکوٰۃ کی نیت سے جو مختلف رقمیں خرچ کی جاتی ہیں ان سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۹) میں نے زکوٰۃ کا ایک کھاتہ علیحدہ رکھ لیا۔ اب جو کچھ محتاجوں پر خرچ کرتا ہوں اس پر لکھ لیتا ہوں۔ مثلاً ایک لاوارث کے کفن میں پانچ روپے صرف کیا اس کو لکھ لیا اور جس قدر راہ خدا میں مسکینوں غریبوں کی خبر گیری کی وہ سب لکھتا رہا اور وقت دینے کے دل میں نیت زکوٰۃ کی بھی کر لی۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) مسکینوں اور غریبوں کو متفرق طور سے جو کچھ بہ نیت زکوٰۃ دیا جاوے جیسا کہ آپ کرتے ہیں جائز ہے اور زکوٰۃ اس میں ادا ہو جاتی ہے، لیکن لاوارث میت کے کفن میں جو کچھ صرف کیا گیا وہ زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگا وہ

(۱) وعند قبض مائتين مع حولان الحول بعده اى بعد القبض من دين ضعيف وهو بدل غير مال كمهر و دية الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۹. ط.س. ج۲ ص۳۰۶) ظفير

(۲) ولا زكوة على مكاتب الخ ولا فى مال مفقود الخ وما اخذ مصادرة ثم وصل اليه بعد سنين لعدم النمو (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۱. ط.س. ج۲ ص۲۶۳) واعلم الديون عندالامام ثلاثة قوى و متوسط وضعيف فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فورا بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكهما قبض اربعين درهما يلزمه درهم الخ وعند قبض مائتين مع حولان الحول بعده اى بعد القبض من دين ضعيف وهو بدل غير مال كمهر و دية الخ (ايضا باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ ص۳۰۵) ظفير

(۳) ان الله لا يضيع اجر المحسنين (القرآن)

صدقہ نفلی رہےگا ز کوٰۃ میں زندہ فقیر کو مالک بنانا شرط ہے۔فقط۔

جواہرات وغیرہ پرز کوٰۃ نہیں ہے

(سوال ۶۱۰) جواہرات مثلاً ہیرا، زمرد، لعل، یاقوت وغیرہ پرز کوٰۃ ہے یانہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ جواہرات میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر جب کہ وہ تجارت کے لئے ہوں لاز کوٰۃ فی اللآلی والجواهر الخ الا ان تکون للتجارة الخ درمختار۔(۱) فقط۔

زکوٰۃ کی رقم بذریعہ ڈاک بھیجنے میں فیس کہاں سے دی جائے

(سوال ۶۱۱) زکوٰۃ کا روپیہ اگر بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا جاوے تو فیس منی آرڈر اس میں سے دینا جائز ہے؟

(جواب) بذریعہ منی آرڈر بھیجنا زکوٰۃ کے روپے کا درست ہے مگر فیس منی آرڈر علیحدہ اپنے پاس سے دینی چاہئے (۲)

مہر کے مقروض پرز کوٰۃ واجب ہے

(سوال ۶۱۲) مہر کے مقروض پرز کوٰۃ آوے گی یانہیں؟

(جواب) شامی میں ہے والصحیح انه غیر مانع (۳) یعنی صحیح یہ ہے کہ دین مہر مؤجل وجوب زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے یعنی زکوٰۃ اس پر مال موجودہ بقدر نصاب کے واجب ہوگی۔

زکوٰۃ غریب کو دے کر اپنے قرض میں لے لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۱۳) زید کا ایک شخص پر روپیہ قرض ہے اور وہ شخص مفلس ہے۔زید یہ حیلہ کرتا ہے کہ اپنے روپیوں کی زکوٰۃ نکال کر اس مقروض کو دیتا ہے اور پھر اس سے قرض وصول کر لیتا ہے یہ زکوٰۃ ادا ہوگی یانہیں۔

(جواب) ادا ہو جاوے گی۔(۴) فقط۔

بلانیت جو رقم فقیروں کو دی گئی اس سے زکوٰۃ ادا ہوئی یانہیں

(سوال ۶۱۴) ایک شخص صاحب زکوٰۃ نے کسی وقت بہ نیت ادا ادائے زکوٰۃ کوئی تعین رقم کا بلحاظ مالیت نہیں کیا اور اللہ پاک کے نام خیرات کافی مقدار سے دیتا رہا لیکن کبھی نیتاً یا خیالاً زکوٰۃ کے نام سے نہیں دیا۔اگر پچھلے سالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی تو کیا یکمشت ادا کرنا لازم ہے اور جب کہ گذشتہ سالوں کی مالیت بھی کم وبیش ہوتی رہی تو اب کس معیار پر گذشتہ سالوں کی مقدار بہ ہیئت مجموعی مقرر کی جائے۔

(جواب) جو رقوم بلانیت زکوٰۃ خیرات کی گئی، وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہوئی، اور زکوٰۃ......ادا نہیں ہوئی۔(۵) گذشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے اور اندازہ ہر سال کا تقریبی جو کچھ غالب گمان میں ہو وہ قائم کر لینا چاہئے اور بتدریج ادا کرنا بھی اس زکوٰۃ کا درست ہے، یکمشت دینا لازم نہیں۔فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۸ .ط.س. ج۲ص ۲۷۳) ۱۲ ظفیر.
(۲) ولا يخرج (المزكي) عن العهدة بالعزل بل بالا داء للفقراء (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة.ط.س. ج۲ص ۲۷۰) او یہ مسلم ہے کہ فیس منی آرڈر فقراء کو نہیں ملتی اس لئے وہ زکوٰۃ میں نہیں شمار ہوگی واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۳) رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۷ ۱۲ ظفیر. (۴) واداء الدين عن العين وعن دين سيقبض لا يجوز وحيلة الجواز ان يعطى مديونه الفقير زكوته ثم يا خذها عن دينه ولو امتنع المديون مديده واخذ ها لكونه ظفر بجنس حقه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ص ۲۷۰) ظفیر. (۵) وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة . حكما الخ ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالا داء للفقراء. (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۶۸) ظفیر.

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو شرعاً ادا نہیں ہوئی اس کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے

(سوال ۶۱۵) میں نے جو عرصہ بیس پچیس سال سے زکوٰۃ دی ہے تو ایسے شخصوں کو دی ہے جو میرے ذمہ سے ادا نہیں ہوئی یعنی اپنے پوتوں اور ہمشیرہ اور لڑکی وغیرہ غریب کو۔ مگر اب میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی بات ایسی مجھ کو بتا دی جائے کہ جو سال گذر چکے ہیں ان کی زکوٰۃ میرے ذمہ سے ادا ہو جاوے مگر مجھ کو یہ یاد نہیں کہ جو سال گذر چکے ہیں فلاں سال میں اس قدر روپیہ میرے پاس تھا اور فلاں سال میں اس قدر روپیہ تھا بلکہ یہ مجھ کو خوب معلوم ہے کہ اس روپے میں سے خرچ ہوتے ہوتے بہت تھوڑا سا باقی رہا ہے۔ اور نہ میں نے اس روپے سے کسی قسم کی تجارت وغیرہ کی ہے بلکہ اس میں سے خرچ ہی کرتا رہا ہوں اس صورت میں کیا کیا جاوے جو گذشتہ زکوٰۃ میرے ذمہ سے ادا ہو جائے۔

(جواب) گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو ادا نہیں ہوئی اس کی ادائیگی کی اب اس کے سوائے اور کچھ صورت نہیں ہو سکتی کہ اپنے خیال میں ان برسوں کا اندازہ کیا جاوے کہ ہر سال میں کتنا کتنا روپیہ تخمیناً موجود تھا۔ اور نیز واضح ہو کہ بہن اور بہن کی اولاد جو غریب ہوں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے، البتہ بیٹوں پوتوں اور پوتیوں اور نواسیوں اور نواسوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔(۱) پس یہ بھی اندازہ کیا جاوے کہ کس قدر پوتوں اور لڑکیوں کو دی گئی ہے اور کس قدر بہن کو۔ کیونکہ جو بہن کو دی گئی وہ ادا ہو گئی اور جو اولاد یا اولاد کی اولاد کو دی گئی وہ ادا نہیں ہوئی، الغرض اس اندازہ سے جس قدر روپیہ ہر سال میں موجود ہونا خیال میں آوے اس کی زکوٰۃ کا حساب کرا کر اس کو ادا کر دیا جاوے اور حتی الوسع تخمینہ ایسا کیا جاوے کہ اپنے خیال کے موافق اس میں کمی نہ رہے کچھ زیادہ ہی ہو جاوے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ فقط

جو قرضہ حکومت کو دیا گیا ہے اس کی زکوٰۃ کب واجب ہوگی

(سوال ۶۱۶) زید نے سرکار کو سو روپے بطور قرضہ کے دیئے تھے، ابھی وصول نہیں ہوئے۔ ایک سال کے بعد امید وصول کی ہے تو اس کی زکوٰۃ زید کے ذمہ بعد وصول کے واجب الادائیگی یا قبل وصول کے ہر سال زکوٰۃ دینا چاہئے۔

(جواب) ایسے قرض کی زکوٰۃ بعد وصول کے واجب الادا ہوتی ہے، وصول سے پہلے زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے، لیکن اگر زکوٰۃ اس کی قبل وصولیابی کے دیدیوے تو ادا ہو جاوے گی۔ بعد وصول کے پھر دینی نہ آوے گی۔ کذا فی کتب الفقہ۔(۲) فقط۔

کسی مسکین کے لئے زکوٰۃ سے ماہوار مقرر کرنا کیسا ہے

(سوال ۶۱۷) کسی شخص مسکین کا زکوٰۃ سے مثلاً ایک روپیہ ماہوار مقرر کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔(۳) فقط۔

کیا غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا

(سوال ۶۱۸) غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا بعد فروخت کرنے غلہ کے کیا حکم ہے۔

---

(۱) ولا الی من بینہما ولا د (درمختار) وقید بالولاد لجواز ہ لبقیة الا قارب کالا خوۃ والا عمام والا خوال الفقراء بل ھم اولی لانہ صلة وصدقة (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۲. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر۔

(۲) ولو کان الدین الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوۃ مامضی (الد ر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۲۶۶-۲۶۷) ظفیر۔

(۳) ومقارنة بعزل ماوجب کلہ اوبعضہ ولا یخرج عن العھدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (ایضا). ط.س. ج۲ ص ۲۷۰۔

(جواب) اس صورت میں غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا بعد حولان حول لازم ہے۔ (۱) فقط۔

جبراً عشر و چندہ مدرسہ میں لینا کیسا ہے

(سوال ۶۱۹) جبراً عشر و چندہ وصول کر کے مدرسہ و مکتب میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جبر کرنا صدقہ نفلی میں درست نہیں ہے

زکوٰۃ کا روپیہ کسی نے خرچ پر دے دیا کیا حکم ہے

(سوال ۶۲۰) ایک شخص کے پاس مہتمم مدرسہ نے کچھ روپیہ زکوٰۃ کا طلبہ کے واسطے رکھ دیا تھا، اس کو کچھ ضرورت پڑی اس نے دو روپے بلا اجازت مہتمم مدرسہ اپنے خرچ میں صرف کر لیا اور پھر ادا کر دیا، اس کے واسطے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کو صرف کرنا جائز نہ تھا، لیکن ادا کرنے کے بعد وہ بری ہو گیا۔

مدفون روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۶۲۱) جو روپیہ زمین میں مدفون ہے اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ ہر سال دینی چاہئے۔ (۲)

انجمن زکوٰۃ

(سوال ۶۲۲) ایسی انجمن قائم کرنا جس میں مال زکوٰۃ مساکین پر صرف ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) درست ہے۔

قرض روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۶۲۳) قرض میں جو روپیہ پڑا ہوا ہے اور وہ بقدر نصاب ہے اور سال بھر گذر گیا ہے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں

(جواب) قرض میں جو روپیہ پڑا ہوا ہے اور بقدر نصاب ہے اور سال بھر گذر گیا ہے تو اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنا واجب ہوتی ہے، جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی، جو روپیہ مارا جاوے گا اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو جاوے گی۔ (۳)

قرضہ کی زکوٰۃ بعد وصول

(سوال ۶۲۴) قرضہ جو قابل وصول ہے اس پر زکوٰۃ دی جاوے یا قرضہ کے وصول پر؟ اور جو قرضہ فی الحال قابل وصول ہے لیکن شاید کچھ عرصہ کے بعد غیر قابل وصول ہو جاوے، یا بعض قرضہ اقساط کے ساتھ وصول ہو اس کے واسطے کیا ارشاد ہے۔

(جواب) بعد وصول قرضہ کے زکوٰۃ دینا واجب ہوتا ہے لیکن اگر قبل از وصول دے دی جاوے تو یہ بھی جائز ہے۔ جو قرضہ اب قابل وصول ہے اور بعد میں شاید قابل وصول نہ رہے اس میں بھی یہی حکم ہے جو گذرا۔

---

(۱) تجب في كل مائتي درهم خمسة دراهم الخ (عالمگیری كتاب الزكاة باب ثالث ج ۱ ص ۱۶۷ ط.س. ج ۲ ص ۱۷۸) ظفیر (۲) ولا في مال مفقود (الى قوله) ومد فون ببرية نسي مكانه ثم تذكره ...... بخلاف المدفو ن في (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۶) ظفير صديقي.

(۳) ولو كان الدين على مقر ملئ (الى قوله) فوصل الى ملكه لزم زكاة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۶-۲۶۷) ظفير.

قرض روپے کی زکوٰۃ کب ادا کی جائے

(سوال ۶۲۵) خالد نے عابد کو روزگار کے واسطے قرض روپیہ دیا، عابد نے روزگار میں نقصان پایا، روپیہ خالد کا صرف ہو گیا اپنا مکان عابد نے خالد کو رہن لکھ دیا۔ اب خالد اس روپے کی زکوٰۃ کیوں کر ادا کرے۔

(جواب) قرض میں جو روپیہ ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے اداء کرنا واجب ہوتی ہے، پس جو روپیہ وصول نہ ہوا اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہ ہوئی۔

صدقہ کا ثواب مالک خانہ کو ملے گا یا سب گھر والوں کو

(سوال ۶۲۶) اگر کسی گھر میں نو دس آدمی ہیں اور ایک شخص کا اختیار تمام چیز پر ہے اور مختار سب کی خوشی سے بنا گیا ہے، اگر وہ صدقہ دے گا تو اس کو ہی ثواب ملے گا یا تمام گھر والوں کو۔

(جواب) جب کہ صدقہ خیرات سب کے مال مشترکہ سے ان کی اجازت سے ہے تو سب کو ثواب ملے گا۔

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ اور اس کے سود کا حکم

(سوال ۶۲۷) میں گورنمنٹ انگریزی میں دس روپے ماہوار کا ملازم ہوں دس آنے میری تنخواہ اور پانچ آنے عطیہ گورنمنٹ جملہ پندرہ آنے ماہوار میرے نام سے سونگ بنک میں جمع ہوتے ہیں، کچھ سود بھی ماہوار اس مجموعہ پر لگتا ہے، میں جمع کرنا اور سود لینا نہیں چاہتا، مگر یہ قاعدہ مقررہ قبول نہیں کیا جاتا، حسب قاعدہ معینہ وہ مجموعہ بحالت ملازمت مل بھی نہیں سکتا۔ عدم ملازمت کی صورت میں وہ کل مجموعہ مع سود یکجا وصول ہوگا۔ اصل وسود کی کچھ تشریح نہ ہوگی۔ اس صورت میں مجموعہ موجودہ بنک کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے یا نہیں۔ اب شرع شریف کا اس بارہ میں میرے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب) جو کچھ وصول ہو اس میں سے بقدر سود صدقہ کر دیا جاوے کیونکہ روپیہ (میں تمیز [1] متعذر رہے اور زکوٰۃ بعد وصول کے لازم ہوگی۔ اس وقت سے زکوٰۃ کا حساب کیا جاوے گا جس وقت اس وضع کردہ رقم کی مقدار نصاب کو پہنچ جاوے۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ اور اس کی حقیقت

(سوال ۶۲۸) بعض ملازمت ہائے انگلیشیہ میں ایک طرز پراویڈنٹ فنڈ کا جاری ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ یہ ہے کہ تنخواہ ملازمین میں سے ایک مقدار ہر ماہ کٹتی رہتی ہے وہ روپیہ رقم جمع ہو کر بوقت علیٰحدگی خود ملازم یا درصورت فوت اس کے ورثہ کو ملتا ہے اس سوال میں خاص بریلی کالج کی بحث ہے جس کے قواعد میں ابتداءً یہ تھا کہ اگر ملازم چاہے تو پانچ فی صدی اپنی تنخواہ میں سے پراویڈنٹ فنڈ میں جمع کرتا رہے، لیکن جب کہ بعض ملازمین نے اس قاعدے پر اعتراض کر کے پوری تنخواہ لینی چاہی تو کمیٹی منتظمہ کالج نے قاعدہ مذکورہ کے بجائے اجبار کر دیا جس سے ہر ملازم کی تنخواہ میں سے ماہانہ رقم وضع ہونے لگی اور اختیار نہیں رہا کہ کبھی وہ حالت ملازمت میں بجز صورت علیٰحدگی یا فوت ہونے کے رقم مجرا کر وہ لے سکے۔ یہ رقم مجرا شدہ وقتاً فوقتاً الہ آباد بنک میں ہر ملازم کے نام کے آگے تعداد رقم مجرا شدہ ششماہی اور سالانہ لکھی جانے لگی اور اس میں منافع دومی خانہ میں لکھا جانے لگا۔ اور تیسرے خانہ میں رقم مجرا شدہ کے برابر رقم

---

(۱) رجسٹر میں اس جگہ عبارت اس طرح درج ہے "کیونکہ وہ متعذر ہے" اس عبارت کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آیا، اس لئے بعد استصواب بین القوسین الفاظ زیادہ کر دیئے گئے ہیں۔

اور لکھی جانے لگی۔ کمیٹی منتظمہ ملکہ گورنمنٹ کا عطیہ خاص اپنی طرف سے یہ رقم ملازم کالج کے لئے تھی اور ہے۔ یعنی وقت علیٰحدگی ملازم کے مجموعہ تینوں رقم کے ملنے کا قاعدہ ہوا۔ لیکن رقم مجرا شدہ از تنخواہ کے ملنے کا وقت علیٰحدگی ہر حال میں وعدہ تھا اور ہے۔ پرائی رقم عطیہ کے ملنے کو کمیٹی نے اس بات کے ساتھ مشروط کیا کہ وقت علیٰحدگی ملازم کے اول کمیٹی کی طرف سے رزیلوشن تجویز ہوگی۔ آیا اس ملازم کی رقم عطیہ ملے یا نہیں۔ حکم ہونے پر رقم مذکورہ عطیہ ملازم کو دی جاوے گی ورنہ نہیں۔ یہ طریقہ پنشن کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو بوقت پیری یا علیٰحدگی ملازم کو امداد دے سکے اور ساتھ میں ایک نوع دباؤ یا لالچ دلانے کی صورت میں بھی ہے، اور ترغیب پروفیسران اور معلمان کالج کے لئے وفاداری گورنمنٹ کی کہ ان کا روپیہ جزو تنخواہ جو جمع ہو کر زائد رقوم ہو کر ہزاروں تک ہو کر کمیٹی کے اختیار و قبضہ میں رہتا ہے، اگر وہ وفادار نہ بنیں تو ان رقوم سے ہاتھ اٹھاویں بالجملہ دوم اگست سن ۱۹۱۵ء کو ایک پروفیسر کو رقم مبلغ ایک ہزار سات سو چون روپے چودہ آنے ایک پائی۔ مجموعہ ہر سہ مدات مذکورہ یعنی رقم مجرا شدہ از تنخواہ مبلغ چھ سو نوے روپے بامنافع مذکورہ تعدادی دو سو اٹھائیس روپے دس آنے آٹھ پائی رقم عطیہ از جانب کمیٹی مساوی رقم اول تعدادی چھ سو نوے روپے بحمدہ تعالیٰ عطاء ہوا، اور روپیہ پروفیسر کے ہاتھ میں آ گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا رقم پر بعد حولان حول زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم وواجب ہوگی یا سر دست زکوٰۃ سنین ماضیہ کی واجب ہے؟

(جواب) ہر سہ رقم کے وصول ہونے کے بعد حولان حول ہونے پر زکوٰۃ دینا واجب ہوگا، سنین ماضیہ کی زکوٰۃ کسی رقم کی بھی لازم نہ ہوگی۔ رقم منافع ورقم عطیہ پر تو عدم وجوب زکوٰۃ ظاہر ہے کہ ابھی ملک مزکی میں نہیں آئی اور رقم مجرا شدہ کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ شان مصادرہ موجود ہے اور اجبار اس کی دلیل ہے اور معروض سقوط میں ہونا اس کا متبادر نہیں۔ والا صل فیہ حدیث علی لا زکوۃ فی مال الضمار .درمختار قولہ حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا عزاہ فی الھدایۃ الی علی ولیس بمعروف وانما ذکرہ سبط ابن الجوزی فی اثار لا نصاف عن عثمان وابن عمر کذافی شرح النقایۃ الملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ . شامی .(۱) فقط۔

ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کی بہتر صورت کیا ہے

(سوال ۶۲۹) ایک شخص دوصد روپیہ اپنے والدین مرحوم کے مکافات گناہ کے لئے دوامی سلسلہ کی صورت میں قائم کر کے اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہے، احسن صورت صرف کی کون سی ہے۔

(جواب) ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کی صورت بہتر ہے تا کہ ہمیشہ ہمیشہ کو ثواب پہنچتا رہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ روپیہ مذکورہ کتب دینیہ حدیث وفقہ وتفسیر کی خرید کر کے مدرسہ دینیہ میں داخل کر دی جاویں کہ اس کا نفع عظیم ہے یا روپیہ مذکورہ سے کوئی جائیداد خرید کر اس کو وقف کر دیا جائے اور آمدنی اس کی کسی مدرسہ دینیہ کے طلبہ مساکین اور یتامیٰ اور اقرباء غرباء پر تقسیم کر دی جائی کہ اس قدر فلاں کو اور اس قدر فلاں کو دی جاوے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلثۃ الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعولہ رواہ مسلم ۔(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کی اعانت میں جو کچھ صرف کیا جاوے گا وہ بھی صدقہ جاریہ ہے اور ثواب اس کا ہمیشہ متوفی کو پہنچتا رہے گا۔ فقط۔

(۱) رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ ص ۲۶۷ . ۱۲ ظفیر
(۲) مشکوۃ کتاب العلم فصل اول ص ۳۲ . ۱۲ ظفیر.

کتاب الصوم

پہلا باب

روزہ کی نیت، روزہ کی قسمیں اور اس کی حیثیت

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

روزہ کی نیت

(سوال ۱) زید صبح کو سو گیا۔ قریب ۱۱-۱۲ بجے کے آنکھ کھلی تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں۔
(جواب) رمضان شریف کے روزہ کی نیت یا نفل روزہ کی نیت دن میں نصف نہار شرعی سے پہلے صحیح ہے یعنی ۱۱ بجے تک تقریباً صحیح ہے۔(۱) فقط۔

رمضان میں بلا عذر شرعی کھانے والے کی مثال

(سوال ۲) مولوی صاحب نے ایک شخص کو رمضان میں بلا عذر شرعی کھاتے پیتے دیکھ کر کہا کہ خنزیر خور ہے اور رمضان میں کھانا حرام ہے اور جس کو کھاتے دیکھتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ سور کھا رہا ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ رمضان میں بلا عذر شرعی کھانا حرام ہے یا گناہ کبیرہ۔
(جواب) بلا عذر رمضان شریف میں دن کو کھانا پینا بے شک قطعاً حرام ہے اور کھانے والا مرتکب حرام فعل کا ہے اور گناہ کبیرہ کا ہے اور تشبیہاً اس کو خنزیر خور کہنا صحیح ہو سکتا ہے یعنی جیسا کہ خنزیر خور حرام خور اور مرتکب حرام فعل اور گناہ کبیرہ کا ہے، اسی طرح رمضان شریف میں بلا عذر کھانے والا حرام خور اور مرتکب فعل حرام اور گناہ کبیرہ کا ہے اور مثل خنزیر خور کے ہے۔ (۲) فقط۔

مسافر مریض رمضان میں نفل کی نیت سے روزہ رکھے تو فرض ہوگا یا نفل

(سوال ۳) مسافر یا مریض اگر رمضان میں بہ نیت نفل روزہ رکھے تو نفل ہوگا یا فرض۔
(جواب) شامی میں ہے **وحاصله ان المريض والمسافر لو نويا واجباً اخر وقع عنه ولو نو يا نفلاً او اطلقا فعن رمضان الخ** . ((۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر اگر نفل کی نیت کریں تو رمضان کا روزہ ہوگا اور اگر واجب آخر کی نیت کریں تو واجب آخر ہوگا۔) **وفيه تفصيل و اختلاف**۔(۴) فقط۔

اوقات سحری کے بعد کھانا جائز نہیں

(سوال ۱/۴) زید کہتا ہے کہ ناواقف لوگ جو اوقات سحری سے خبر نہیں رکھتے۔ جب تک اذان نہ سنیں کھا پی سکتے ہیں۔ اگر

---

(۱) فيصح اداء صوم رمضان الخ من الليل الخ الى الضحوة الكبرى لا بعدها (در مختار) قوله الى الضحوة الكبرى المراد بها نصف النهار الشرعي وهو من استطارة الضوء فى افق المشرق الى غروب الشمس والغاية غير داخلة فى المغيا (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۶ . ط.س. ج ۲ ص ۳۷۷) ۱۲ نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے۔ زبان سے ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ اس لئے اگر ارادہ رات میں کر کے سویا تھا، تو پھر کوئی مزید ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔
(۲) اعلم ان صوم رمضان فريضة لقوله تعالىٰ كتب عليكم الصيام وعلىٰ فرضته انعقد الاجماع ولهذا يكفر جاحده (هدايه كتاب الصوم ج ۱ ص ۱۹۳) ظفير.
(۳) رد المحتار للشامى كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۷ . ط.س. ج ۲ ص ۳۷۸ . ۱۲ ظفير
(۴) ديكهئے رد المحتار ايضاً ج ۲ ص ۱۱۷ . ط.س. ج ۲ ص ۳۷۸ . ۱۲ ظفير.

مؤذن نے اذان میں دیر کی تو مؤذن کا قصور ہے۔

صبح صادق کے بعد کھانے کی اجازت نہیں

(سوال ۲/۵) زید کہتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں کچھ کھانے پینے کو موجود ہے، صبح صادق ہوگئی، وہ اس ہاتھ کی خوراک کھا پی سکتا ہے، اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) (۱) صبح صادق کے بعد کھانا پینا درست نہیں، خواہ اذان ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، اس بارے میں بہت احتیاط کرنے چاہئے۔(۱)

(۲) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صبح صادق کا ہونا یقینی نہ ہو۔(۲) فقط۔

عرفہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۶) بتاریخ ۹ ذی الحجہ بروز عرفہ روزہ رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) مستحب ہے اور اس میں بہت ثواب ہے۔(۳) فقط۔

نفل اور نذر روزے کی نیت کب کرے

(سوال ۷) نفلی روزہ میں یا نذر میں نیت کب سے کرے۔

(جواب) نفلی روزہ میں اور نذر معین اور رمضان شریف کے روزے کی رات سے نیت کرے، یا صبح کو، نصف النہار شرعی تک کرے، درست ہے اور باقی روزوں میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔(۴) فقط۔

نذر کے روزہ میں قضا کی نیت کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۸) ایک شخص کے ذمہ کچھ روزے قضاء کے تھے اور کچھ نذر کے۔ پہلے قضاء کے رکھنے شروع کئے، جب وہ ختم ہوگئے تو نذر کے رکھے، مگر رات کو نذر کی نیت یاد نہ رہی، قضاء کی نیت کرلی۔ دن کو یاد آیا تو نذر کا روزہ ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) نذر معین میں دن کو دو پہر تک نیت ہوسکتی ہے۔(۵) اور نذر مطلق میں یعنی جس میں کوئی دن اور تاریخ مقرر نہ کی جائے، رات سے نیت اس روزہ کی ضروری ہے پس صورت مسئولہ میں اگر نذر مطلق کا روزہ ہے تو وہ بہ نیت قضاء

---

(۱) وشرعاً امساک عن المفطرات الا تية حقيقة او حکما الخ فی وقت مخصوص وهو اليوم (در مختار) ای اليوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب (ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۰ ط.س. ج۲ص ۳۷۱) ظفیر

(۲) او تسحر اوا فطر يظن اليوم الخ ليلا والحال ان الفجر طالع والشمس لم تغرب الخ قضی فی الصور کلها فقط (الدر المختار علی هامش باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۳ ط.س. ج۲ص۴۰۵) ظفیر۔

(۳) صيام يوم عرفة احتسب علی الله ان يكفر السنة التی قبله والسنة التی بعده رواه مسلم (مشکوة باب صيام التطوع ص ۱۷۹) والمندوب كايام البيض عن كل شهر الخ وعرفة ولو لحاج لم يضعفه (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ ط.س. ج۲ص۳۷۵) ظفیر۔

(۴) فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل الخ الی الضحوة الكبری لا بعدها الخ والشرط للباقی من الصيام قرآن النية للفجر ولو حكما وهو تبييت النية الضرور قوتعيينها لعدم تعيين الوقت (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۶ ط.س. ج۲ص۳۷۷) ظفیر۔

(۵) فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل نية من الليل فلا تصح قبل الغروب ولا عنده الی الضحوة الكبری لا بعد ها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۶ ط.س. ج۲ص۳۷۷) ظفیر۔

ادا نہ ہوگا۔ نذر کا روزہ پھر رکھنا ہوگا۔ (۱) فقط۔

جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۹) جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں خاص کر جو عرفہ ذی الحجہ جمعہ کو ہو تو روزہ رکھے یا نہیں، ایک واعظ نے جمعہ کا روزہ رکھنا حرام فرمایا ہے۔ واعظ درست کہتا ہے یا غیر درست؟

(جواب) واعظ کا کہنا درست نہیں ہے۔ جمعہ کا روزہ مستحب ہے۔ بعض فقہاء نے اس خیال سے کہ روزہ کے ضعف کے باعث فرض نماز میں کچھ خلل واقع نہ ہو جائے، منع فرمایا ہے، ورنہ ویسے اس کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔ اور فقہاء احتیاطاً فرماتے ہیں کہ ایک روزہ اس سے اول یا اس کے بعد رکھ لے، اگر تنہا رکھے تو کچھ حرج نہیں۔ قال الشامی فی کتاب الصوم فکان الا حتیاط ان یضم الیه یوما اخر (الی ان قال) لان فیه وظائف فلعله اذا صام ضعف عن فعلها۔ (۲) فقط۔

عرفہ کا روزہ حاجی لوگ کیوں نہیں رکھتے

(سوال ۱۰) ماہ ذی الحجہ میں عرفہ کے دن یعنی نویں تاریخ کو جو روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے تو اس روز حاجی لوگ خاص عرفات میں روزہ کیوں نہیں رکھتے، اس کی وجہ کیا ہے۔

(جواب) سفر کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ روزہ رکھنے کے سبب سے کہیں افعال حج کے ادا کرنے میں ضعف کے باعث خلل واقع نہ ہونے لگے۔ (۳) واللہ اعلم (یوں اگر حاجی کو عرفات کے فرائض کی ادائیگی میں خلل نہ ہو اور وہ کمزوری محسوس نہ کرے تو وہ بھی عرفہ کا روزہ رکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حاشیہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ ظفیر)

---

(۱) والشرط للباقی من االصیام ای من انواعه الخ وهو قضاء رمضان ولنذر المطلق الخ قرآن النية للفجرو لو حکما وهوتبييت النية الخ (ایضاً). ط.س. ج۲ ص ۳۸۰. ظفیر.

(۲) رد المحتار للشامی کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ . پوری عبارت یہ ھے والمندوب کایام البيض عن کل شهر ويوم الجمعة ولو منفرداً وعرفة ولو لحاج لم یضعفه (در مختار) قوله یوم الجمعة ولو منفرداً . صرح به فی النهر وکذا فی البحر فقال ان صومه بانفراده مستحب عند العامة کالا ثنين والخمس الخ ولا باس بصوم ، یوم الجمعة عند ابی حنیفة و محمد لماروی عن ابن عباس انه کان یصومه ولا یفطر الخ (رد المحتار ایضاً. ط.س. ج۲ ص۳۷۵) ظفیر.

(۳) والمندوب کا یام البيض الخ وعرفة ولو لحاج لم یضعفه (در مختار) صفة لحاج ای ان کان لا یضعفه عن الوقوف بعرفات ولا یحل بالداعوة محیط فلواضعفه کره (رد المحتار کتاب ج ۲ ص ۱۱۴ . ط.س. ج۲ ص۳۷۵) ظفیر.

دوسرا باب

رویت ہلال، اختلاف مطالع اور قول منجمین وغیرہ

رمضان کے چاند کی شہادا ایک مرد اور تین عورتیں دیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۱) ماہ رمضان ۲۹ کو شہر خیر پور میں گرد وغبار کے باعث عوام نے چاند نہ دیکھا۔ بعد نماز مغرب کے حافظ اللہ بخش اور تین عورتیں شہادت دیتی ہیں کہ ہم نے یقیناً چاند دیکھا ہے اللہ بخش کہتا ہے کہ میں اوروں کو پکارتا مگر کوئی نہیں پہنچا، حتیٰ کہ چاند بادل میں آ گیا ان کا حال محلّہ والوں سے دریافت کیا گیا۔ سب نے یہ کہا، ہم کو ان کو کوئی شکایت نہیں۔ دریں صورت اس شہادت کو معتبر سمجھ کر افطار کا حکم دینا جائز ہے یا نہیں۔

عدالت کی تعریف موجودہ دور میں

(سوال ۲/۱۲) عدالت کی تفسیر جو فی زمانناً معتبر و معمول بہ ہو تحریر فرمائیے۔

عدالت کی تعریف فقہ میں

(سوال ۳/۱۳) کتب فقہ میں عدالت کی تفسیر یہ لکھی ہے:
ملکۃ تحمل علی ملازمۃ التقویٰ والمروۃ والشرط ادناھا ترک الکبائر الخ لیکن اس زمانے میں اگر ایسا کوئی نہ ملے تو جن معاملات میں یہ شرط کی گئی ہے اس کا فیصلہ کیونکر کیا جائے۔

اختلاف زمانہ میں سے عدالت کی تفسیر میں فرق آئے گا یا نہیں

(سوال ۴/۱۴) اختلاف عصر سے عدالت کی تفسیر میں فرق آ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر وہ دو شخص چاند دیکھنے والے نمازی پرہیزگار ہیں، فسق وفجور ان کا ظاہر نہیں ہے تو ان کی گواہی پر افطار درست ہے۔ (۲)

(۲، ۳، ۴) عدل کی وہی تفسیر اب بھی ہے جو فقہاء نے لکھی ہے وہی معتبر ہے اختلاف عصر سے عدالت کی تعریف میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، جس جگہ عدالت فقہاء نے شرط کی ہے، وہاں ایسی ہی عدالت کی ضرورت ہے، اور جہاں مستور کی گواہی بھی کافی ہے، جیسے روزہ رکھنے میں اور اثبات رمضانیت میں وہاں ثبوت عدالت کی ضرورت نہیں، مگر فسق بھی ظاہر نہ ہو۔ کما فی الشامی۔ لان المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولا ثبوت فی المستور اما مع تبین الفسق فلا قائل به عندنا الخ۔ (۳) فقط۔

چار یا دو آدمی آ کر کہیں کہ ہم نے فلاں شہر میں سنا کہ چاند ہو گیا ہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵) تار کی خبر ہلال عید ورمضان کے بارے میں معتبر ہے یا نہیں، یا آدمی معتبر کہیں گے اگر کہیں کہ فلاں شہر میں چاند ۲۹ کو دیکھا گیا، ہم نے وہاں کے باشندوں سے سنا ہے، اور اگر دو آدمی جو پابند صوم وصلوٰۃ نہیں ہیں، چاند کی گواہی دیں تو معتبر ہوتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۳. ط.س. ج۲ص۳۸۵. ۱۲ ظفیر
(۲) وشرط للفطر مع العلة والعد الة نصاب الشهادة ولفظ اشهد وعدم الحدفی قدف الخ ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا يقول ثقة وافطر واباخبار عدلين مع العلة لضرورة (درمختار) قوله نصاب الشهادة اى على الا موال وهو رجلان اور جل وامر اتان (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ . ط.س. ج۲ص۳۸۶) ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ . ط.س. ج۲ص۳۸۶. ۱۲ ظفير.

(جواب) تار کی خبر شرعاً قابل اعتبار کے نہیں ہے، اس پر روزہ رکھنا اور عید کرنا درست نہیں ہے، اور دو آدمیوں کا یہ کہنا کہ فلاں شہر میں چاند ہوا ہے۔ لیکن دیکھنے والے سے انہوں نے نہیں سنا یہ بھی معتبر نہیں ہے(۱) اور بے نمازی کی شہادت رمضان وعید کے بارہ میں معتبر نہیں ہے۔(۲) فقط۔

چاند دیکھنے والے پر جرح کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۶) چاند دیکھنے والے کی خبر، نیز اس کی شہادت دینے والوں کی شہادت کے لئے فجر اور مشاہدین کی صرف عقیدی اور عملی حالت کی جانچ لینا کہ وہ غیر مسلم اور فاسق نہ ہوں، کافی رہا کہ ان کو ایسی باتیں کہنی جس سے ان کو ذلت اور شکستگی دل حاصل ہو، مثلاً یہ کہنا، کیا تمہاری بینائی بڑی تیز تھی، کیا تمہاری چار آنکھیں تھیں، اور کیفیت روایت دریافت کرنی کہ چاند موٹا تھا یا باریک اور اونچا یا نیچا، اور دونوں گوشے برابر تھے یا ایک کھڑا اور ایک پڑا۔ اور کون سا گوشہ کھڑا تھا۔ یہ ضروری ہے یا نہ۔ یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) چاند دیکھنے والے کی خبر اور شہادت معتبر ہونے کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ وہ عادل وثقہ ہو یا فاسق بین الفسق نہ ہو، باقی امور کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) اور مسلمان کو ذلیل ودل شکستہ کرنا، ایسی باتیں کہہ کر درست نہیں ہے۔

فساق وفجار کی شہادت قبول کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۷) ۲۹ رمضان المبارک کا چاند یہاں نہیں دیکھا گیا، صرف دو چار آدمیوں فساق وفجار کہ جو نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں، انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، چونکہ وازروئے شرع شریف قابل شہادت دینے کے نہ تھے، اس لئے ان کی شہادت مقبول نہ ہوئی۔ لہذا روزہ تاریخ ۳۰ کا بھی رکھنا پڑا۔ بعد میں خبر مل گئی کہ چاند ۲۹ کا ہوا تھا اب وہ لوگ اور بعض لکھے پڑھے بھی یہ کہتے ہیں کہ عید کے روز شیطان روزہ رکھتا ہے۔ لہذا جس نے روزہ رکھا وہ بھی شیطان ہو گئے اور گنہگار ہوئے۔ اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ آیا ایسے شخصوں کی شہادت معتبر ہے، اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ان کو کیا ثواب ملا، اور کیا جنہوں نے روزہ رکھا وہ واقعی شیطان کے گروہ میں ہیں۔

(جواب) بوجہ غیر معتبر ہونے شہادت کے جن لوگوں نے تیس رمضان کا روزہ رکھا، انہوں نے حق کیا اور سنت کی پیروی کی معترض جہال ضلال ہیں جب تک حجت شرعیہ پوری نہ ہو جائے قابل اعتبار نہیں، اور ایسے کھلے فساق وفجار کی شہادت کسی طرح قابل اعتبار نہیں، اور ایسے کھلے فجار وفساق کی کبھی نہ سننی چاہئے۔ روزہ رکھنے والے متبعین سنت ہیں، اور بلا حجت معتبرہ جنہوں نے روزہ نہ رکھا وہ عاصی ہوئے، اگر چہ بعد میں بوجہ ثابت ہو جائے رویت ۲۹ کے ان پر قضا وکفارہ نہ آوے گا۔(۴) فقط۔

---

(۱) فیلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب اذا ثبت بطريق موجب كما مر (در مختار) قوله بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدا على حكم القاضي او يستفيض الخبر بخلاف اذا اخبران اهل بلدة كذاراء وه لانه حكاية (رد المحتار كتاب الصوم قبيل باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲. ط.س. ج۲ص ۳۹۴) ظفير.

(۲) لا فاسق اتفاقا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴. ط.س. ج۲ص ۳۸۵) ظفير.

(۳) خبر عدل او مستور الخ لا فاسق اتفاقا (درمختار) لان المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولا ثبوت فى المستور اما مع تبين الفسق فلا قائل به عندنا (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴. ط.س. ج۲ص ۳۸۵) ظفير.

(۴) ولا يصام يوم الشك هو يوم الثلاثين من شعبان الخ والا بان ظهرت (رمضانيته) فعنه اى عن رمضان (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۹ و ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱) ظفير.

لاعبرۃ لاختلاف المطالع کا مطلب

(سوال ۱۸) لاعبرۃ لاختلاف المطالع کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) یہ مطلب ہے کہ جب طریق موجب یعنی شہادت معتبرہ سے دوسرے شہر کی رویت ثابت ہوجائے تو وہاں والوں پر بھی حکم اس کا ہوجائے گا۔

رویت ہلال کے سلسلہ میں صرف خط کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۹) نقل خط حضرت مولانا عبدالرحیم صاحبؒ رائے پوری

المخدوم المکرّم جناب حضرت مولانا مولوی عزیز الرحمٰن صاحب مدفیوضہم

از احقر عبدالرحیم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اس وقت باعث تصدیق یہ امر ہے کہ یہاں پر اب تک کوئی خبر رویت ہلال ماہ مبارک بجز حکیم جمیل الدین صاحب کے خط کے اور کوئی نہیں، اس وجہ سے تشویش ہے کہ کیا کیا جاوے۔ حکیم صاحب کے خط کا مضمون یہ ہے کہ یہاں ایک مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ مستور الحال نے میرے سامنے اس مضمون کی شہادت دی کہ شنبہ ۲۹ شعبان کو میں نے خود رمضان کا چاند دیکھا ہے اور میرے یہاں ایک عورت نے بھی۔

مولانا عبدالغفار صاحب کا خط جو شاگرد حضرت مولانا گنگوہی ہیں، اور عالم باعمل ہیں گورکھپور سے آیا اور یقین ہے کہ وہ ان ہی کا خط تھا، اس میں چاند کے متعلق یہ مضمون تھا...... گورکھپور میں ایک مسلمان نمازی نے شنبہ کو رویت ہلال کی شہادت دی، بقاعدہ شرع شہادت تسلیم ہوکر اعلان ہوا۔ اکثر لوگوں نے یکشنبہ سے روزہ شروع کردیا میرے نزدیک دونوں شہادتیں معتبر ہیں۔ یہ حکیم صاحب کا مضمون ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خبر نہیں۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جواب جلد مرحمت ہو۔

(جواب) از بندہ احقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ،۔

بعالی خدمت، فیض درجت، مخدوم محترم عالم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مدفیضہ، بعد ہدیہ سلام مسنون عرض ہے والا نامہ کل بروز شنبہ ۲ رمضان المبارک کو وصول ہوکر باعث عزت ہوا۔ رویت ہلال ماہ مبارک کے متعلق جو خبر جناب مولوی حکیم جمیل الدین صاحب کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے وہ جناب کے لئے موجب عجب نہیں ہے۔ یہ تو ہمارے فقہائے کرام کو مسلم ہے کہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لئے لازم وثابت ہوجاتی ہے لیکن بشرطیکہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کو کسی طریق ملزم وموجب سے پہنچ جاوے۔ اور علامہ شامی نے اس طریق موجب عمل کو تین طرق کے ساتھ مفسر و مشرح فرمایا ہے، ان ہر سہ طرق میں سے صورت موجودہ میں کوئی طریق محقق نہیں ہے۔ عبارت درالمختار وردالمحتار یہ ہے۔

فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولئک بطریق موجب در مختار، قوله بطريق موجب کا ن یتحمل اثنان الشهادة اویشهد علی حکم القاضی اویستفیض الخبر بخلاف ما اذاالخبرا ان اهل کذا راوه لانه حکاية الخ۔(۱) ردالمحتار۔

(۱) رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر۔

اول اور ثانی کی نفی اس صورت میں ظاہر ہے اور اسی طرح طریق ثالث کا منفی ہونا بھی اظہر ہے۔ کیونکہ بطریق استفاضہ و تواتر جناب تک اور ہم تک وہ خبر رویت نہیں پہنچی بس اب صرف اخبار اس امر کا ہے کہ فلاں شہر میں رویت کے گواہی گذری جس کو علامہ موصوف نے موجب عمل نہیں قرار دیا۔ اور جب کہ طریق موجب ثبوت رویت کا نہیں پایا گیا تو اس پر عجب کرنا درست نہیں ہے۔ الحاصل اب تک یہاں بھی کوئی خبر ایسی نہیں پہنچی جو شرعاً مفید حکم صوم ہمارے لئے ہو جائے۔ یہ خبر جو حکیم صاحب کی ہے اس سے بہتر یا اس کے مساوی بھی کوئی خبر نہیں ہے۔ آئندہ جو حکم حضرت کے نزدیک راجح قرار پاوے اس سے مطلع فرماویں۔ جناب حکیم صاحب۔ (۱) و برادرم مولوی حبیب الرحمٰن (۲) صاحب کی رائے بھی یہی ہے۔ مورخہ ۲۱ رمضان المبارک سن ۱۳۳۴ھ راقم احقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

خط کی اطلاع پر رویت ہلال مانا جائے یا نہیں

(سوال ۲۰) نقل خط ثانی مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری۔

المخدوم المکرم جناب حضرت مولانا مولوی عزیز الرحمٰن صاحب مد فیوضہم۔

از حقر عبدالرحیم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ایک عریضہ ملفوف اس سے قبل اس مضمون کے متعلق جناب کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ غالباً پہنچا ہوگا، مگر اس میں فقط مولوی جمیل الدین صاحب کے خط کا مضمون تھا، آج یہ دوسرا عریضہ مع خط حکیم جمیل الدین صاحب و والا نامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب ارسال خدمت ہیں۔ جناب ان دونوں کو ملاحظہ فرما کر بواپسی ڈاک جواب سے مطلع فرماویں اور ان دونوں خطوں کو واپس کر دیں۔ مقصود ان کے ارسال سے یہ ہے کہ یہ دونوں شہادتیں جناب کو تسلیم ہیں یا نہیں۔ بنا بر تسلیم اگر ۳۰ رمضان کو رویت ہلال نہ ہو تو اس کے حساب سے عید کو لیوے یا نہیں۔ رمضان کا ہونا تو اس سے مسلم ہے، اس میں تو کسی کو کلام نہیں، باقی کلام عید میں ہے کہ کیا کرنا چاہئے۔ لہذا جناب اس عریضہ کو ملاحظہ فرماتے ہی جو رائے ہو اس سے فوراً مطلع فرمادیں، سخت انتظار ہے۔ جمعرات سے قبل یا جمعرات تک اس کا جواب یہاں پہنچ جاوے تاکہ جو رائے قرار پاوے اس سے جمعہ کے روز عوام لوگوں کو مطلع کر دیا جاوے۔

(جواب) بحضرت مخدوم العالم مکرم و محترم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مد فیوضہم۔

بہ ہدیہ سلام مسنون عرض ہے پہلے والا نامہ کا جواب ارسال خدمت بابرکت ہو چکا ہے۔ کل دوسرا والا نامہ مع خط حکیم جمیل الدین صاحب سلمہ، و والا نامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہ، پہنچا، بندہ نے اور دیگر حضرات موجودین نے بغور دیکھا۔ رائے وہی قرار پائی جو پہلے ظاہر کی گئی ہے۔ ہمارے لئے یہ خطوط حجت ملزم نہیں ہیں، اور وجوہ اس کی مخفی نہیں ہیں۔ شہادت غازی پور و حکم گورکھپور با قاعدہ نہیں ہوئی، پھر اس کو سبب ثبوت رمضانیت ہمارے حق میں کیسے تسلیم کیا جاوے اور پھر عید کا حکم اس پر مرتب کرنا اور بھی محل بحث ہے بہر حال اگر صدق قرائن وغیرہ کا خیال کیا جاوے تو غایۃ اسکی "جواز عمل" نکلتا ہے، یہ وجوب و لزوم۔ پھر ایسی حالت میں اعلان عید اس حساب پر کرنا مناسب نہیں۔ خدا تعالیٰ کرے کہ اختلاف مرتفع رہے اور ہلال فطر پر اتفاق ہو جاوے۔ آئندہ جو

---

(۱) اس کی مراد غالباً مولانا حکیم محمد حسن صاحب برادر حضرت شیخ الہند ہیں۔
(۲) مفتی علام رحمۃ اللہ کے بھائی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی سابق نائب مہتمم دار العلوم دیوبند۔

ارشاد عالی اور رائے مبارک ہو مطلع فرماویں۔ والسلام۔ راقم عزیز الرحمٰن عفی عنہ،

رویت ہلال کے بارے میں تار برقی کی خبر معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۲۱) تار برقی کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) تار برقی کی خبر رویت ہلال کے بارے میں شرعاً معتبر نہیں ہے ایسی خبروں میں روزہ افطار کرنا درست نہیں۔ (۱)

۲۹ کو ابر کی وجہ سے جب چاند نظر نہ آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲) اگر ابر کی وجہ سے ۲۹ شعبان کو چاند نہ دیکھا جائے تو روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں۔

(۲) اگر بحالت شکوک قصداً روزہ رکھا جاوے تو عذاب ہے یا ثواب۔

(جواب) (ا) درست نہیں کما فی الدر المختار و لا یصام یوم الشک الخ قال علیه السلام من صام یوم الشک فقد عصا ابا القاسم صلی الله علیه وسلم۔ (۲)

(۲) گناہ ہے۔

ہندو کے پانی سے روزہ کھولنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۳) ایک شخص روزہ دار نے ایک ہندو سے پانی لے کر روزہ افطار کیا، ایک شخص کہتا ہے کہ روزہ جاتا رہا۔ وہ پانی حرام ہے، ہندو لوگ کافر ہیں۔

(جواب) اس روزہ دار کا ہندو مذکور سے پانی لے کر وقت پر روزہ افطار کرنا جائز و حلال ہے۔ جھگڑا کرنے والے کا جھگڑا غلط ہے، اس کو جھگڑا کرنا نہ چاہئے یہ اس کی ناواقفیت ہے اور بے عملی کی بات ہے۔

دو شخص عادل کی شہادت سے روزہ رکھا گیا تو تیس پورا کر کے افطار کرے یا نہیں

(سوال ۲۴) دو شخص عادل کی شہادت پر روزہ ماہ رمضان کا رکھا گیا، بعد تیس روز کے افطار واجب ہے یا کہ جائز اور یہ عبارت درمختار بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر حل الفطر کا مفاد وجوب ہے یا کہ جواز۔

(جواب) جب کہ رمضان شریف کا روزہ عادلین کی شہادت پر رکھا گیا اور تیس تاریخ کو ابر و غبار ہے تو افطار بعد تیس دن کے واجب ہے۔ اور مفاد حل الفطر کا اس صورت میں وجوب ہے قال فی الشامی والحاصل انه اذا غم شوال افطروا اتفاقا اذا ثبت رمضان بشهادة عدلین فی الغیم او لصحو الخ۔ (۳) اور درمختار کی اس عبارت سے کچھ پہلے ہے جاز لهذا القاضی ان یحکم بشهادتهما (۴) واقع ہے، اس پر ردالمحتار نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جاز وجوب کے منافی نہیں ہے کما قوله جاز. الظاهر ان المراد بالجواز الصحة فلا ینا فی الوجوب تامل۔ (۵)

---

(۱) فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج ۲ ص ۳۹۴) ظفیر

(۲) الدر المختار کتاب الصوم مبحث فی صوم یوم الشک ج ۲ ص ۱۱۹ .ط.س. ج ۲ ص ۳۸۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹ .ط.س. ج ۲ ص ۳۸۱. ۱۲

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ ط.س. ج ۲ ص ۳۹۰

(۵) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ .ط.س. ج ۲ ص ۳۹۰. ۱۲ ظفیر.

ثقہ لوگوں نے چاند دیکھا اور کچھ لوگوں نے روزہ رکھا اور کچھ نے نہیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۵) فرقہ قلیلہ لیکن ثقہ روز پنجشنبہ ہلال دیدہ، روزۂ نخستین داشت پس بعد تمام سی ۳۰ روز بہ یکشنبہ عید نمود، فرقہ ثانیہ بہ شنبہ روزہ اول داشت و روز دوشنبہ عید کردہ تخطیہ فرقہ اولیٰ کہ ہر دو وقت برویت ہلال کا روز زیدہ است میکند کہ روزہ و عید شما بر دو برخطاست۔ پس دریں صورت صواب چیست؟ و برخطا کیست؟ وحکم روزہ یکشنبہ پسیں چیست؟ و بر مفطر اں جمعہ اول قضاء است یا نہ؟

(جواب) ہرگاہ رویت ہلال رمضان بروز پنجشنبہ برویت ثقات ثابت شد سی ۳۰ روز تمام کردہ بروز یکشنبہ عید کردہ شد تخطیہ فرقہ اولیٰ روانیست و روزہ یکشنبہ پسین کیسانے را کہ رویت پنجشنبہ تر داوشان ثابت شدہ روانیست و افطار جمعہ اولیٰ بحق اوشان جائز نیست و قضاء آں روزہ لازم است ولیکن واضح باد کہ رویت نہار رااعتبار نیست مثلاً اگر بروز جمعہ ہلال دیدہ شد ان ہلال شب آئندہ است نہ شب گذشتہ۔(۱) دریں صورت روزہ جمعہ اولیٰ درست نیست بلکہ بروز شنبہ یکم رمضان خواہد شد ہمچنیں حساب معروفہ کہ چہارم رجب یکم رمضان است مثلاً ایں حساب ہم قابل عمل و قابل اعتبار نیست۔ چوں معلوم شدہ بود کہ در بعض بلاد کشمیر ایں امر ہم محل نزاع شدہ است۔ ازیں وجہ چند کلمہ متعلق آن تحریر کردہ شد۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

شہادت پر افطار کا حکم

(سوال ۲۶) ایک مولوی صاحب کے روبرو چار شہادتوں سے ثابت ہوا کہ پنجشنبہ کو تیسویں رمضان ہے، بناء علیہ مولوی صاحب موصوف نے حکم دیا کہ روز جمعہ عید فطر کریں اور جن لوگوں نے پنجشنبہ سے ابتداء صوم کی ہے ایک روزہ قضاء رکھیں، زید نے اس حکم کی مخالفت کی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(جواب) ولو کانوا ببلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة للضرورة الی ان قال و قبل بلا علة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبرهم وهو مغوض الی رائی الامام من غیر تقدیر بعد د علی المذهب وعن الا مام انه یکتفی بشا هدین واختاره فی البحر وصحح فی الا قضیة الا کتفاء بواحد ان جاء من خارج البلدا وکان علی مکان مر تفع و اختاره ، ظهیر الدین(۲) الخ وقال فی الشامی واعتمده فی الفتاوی الصغری ایضاً وهو قول الطحاوی الخ۔(۳) الغرض شامی نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر قرائن سے صدق خبر مظنون ہو تو اس پر بھی عمل کر سکتے ہیں وغلبة الظن حجة موجبة للعمل کما صرحوا به شامی(۴) وقال قبله والظاهر انه یلزم اهل القری الصوم بسماع المدافع اوروية القنا دیل من المصر لانه علامة ظاهرة تفید غلبة الظن الخ۔(۵) فقط۔

(۱) رویته بالنهار للیلة الآتیة مطلقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی رویة الهلال نهاراً ج ۲ ص ۱۳۰ ۔ط۔س۔ ج۲ ص ۳۹۲) ظفیر
(۲) ایضاً، کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵ ۔ط۔س۔ ج۲ ص ۳۸۶
(۳) رد المحتار ایضاً ص ۱۲۷ ۔ط۔س۔ ج۲ ص ۳۸۸ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۴) رد المحتار کتاب الصوم تحت قوله ولو کانوا ببلدة لا حاکم ج ۲ ص ۱۲۵ ۔ط۔س۔ ج۲ ص ۳۸۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۵) ایضاً ۱۲ ظفیر۔

رویت ہلال

(سوال ۲۷) رویت ہلال رمضان سن ۱۳۳۲ھ در ہندوستان وکشمیر بروز جمعہ شب شنبہ واقع است مفتیان شرع براں فتویٰ داده است الا فرقہ ایست کوہستانی کہ رویت ہلال مذکور بروز پنجشنبہ شب جمعہ ثابت میکند، باخبار غیر ثقہ میگویند کہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہ چناں است کہ جمعہ فرض است بر مسائل فقہ عمل نہ کنند، چوں بفتوی صدر ۲۹ صیام مطلع صاف بود اکثر مردمان رویت ہلال نکردہ اند، البتہ ۳۰ صیام روز یکشنبہ چونکہ مطلع صاف بود عموماً رویت کردہ دوشنبہ عید نمودہ اندان فرقہ کہ جمعہ قرار دادہ اند بلحاظ آں بلا رویت ہلال عام مسلمان بروز یکشنبہ از جماعتی یکے مفتی شدہ فتویٰ افطار داد وعید نمودہ اند چنانچہ یک کس ملفوف ہذا ارسال است کہ می گویند قبل از زوال رویت ہلال بروز یکشنبہ کردہ ہماں وقت عید نمودیم دریں باب انہار اقضاء روز یکشنبہ است یا کفارہ مع القضاء؟ فتوی ہمچو ایں مفتی دریں باب نافذ است یا نہ؟ فقط اس شخص کا بیان یہ ہے، ہم نے بروز یکشنبہ قبل از زوال بوقت چاشت چاند دیکھا، اسی پر عید کیا اور ہم چاند دیکھنے والے تقریباً بیس آدمی تھے۔

(جواب) باخبار غیر معتبرہ یا رویت ہلال درنہار و رویت ہلال شب گذشتہ ثابت نمی شود پس اعتماد کردن بریں دلائل ضعیفہ و عید کردن بروز یکشنبہ بلا رویت ہلال در شب آں حرام ومعصیت است و بر مفطر ان قضاء آں روزہ لازم است۔ واما الکفارة فلا لا ختلاف الا مام ابی یوسف رحمہ اللہ فیما قبل الزوال ولیکن اگر بعد از اں رویت ہلال شود بروز شنبہ بعد الغروب یعنی در شب یکشنبہ از جائے ثابت شود پس بسبب آنکہ اختلاف مطالع معتبر نیست قضاء روزہ یکشنبہ ساقط شود چنانچہ دریںجا ہمیں قصہ پیش آمدہ است کہ موافق رویت ایں بلاد بروز دوشنبہ عید کردہ شد یعنی بعد صیام سی ۳۰ روز بعد از اں محقق شد کہ در بعض بلاد رویت ہلال شوال بروز شنبہ شدہ است و بروز یکشنبہ عید کردہ شدہ، وبینند گان ہلال ثقہ ومعتبر انداز بندہ نیز ملاقی شدہ اند بیان کردہ اند ودر چند جا ہمیں قصبہ پیش آمد، لہذا عید یکشنبہ ثابت شد وآنانکہ بلا حجت شرعیہ بروز یکشنبہ افطار صیام کردہ، عید کردہ بودند قضاء صوم از ایشاں ساقط شد وحساب تقویم ویا حساب ''ابجز وبوذ'' ویا اول رمضان الماضی خامس رمضان الآتی ویا رابع رجب غرۂ رمضان ونحو آں ہیچ قابل اعتبار نیست وبارہا ایں حسب را در عمر خود غلط یافتیم وعلی ہذا ہر کس کہ بروز یکشنبہ بریں بناء عید کردہ سعید نمودہ الا آنکہ حسب اتفاق در بعض بلاد ہند حسب رویت عید بروز یکشنبہ ثابت شدہ فطر براں از شخص مذکور قضا ساقط است نہ بوجہ صحیح بودن خیال آنکس حسب اتفاق ہمیں عام او رویتہ بالنہار للیلة الآتیة مطلقا علی المذھب(۱) در مختار قولہ ورویة بالنھار الخ ای سواء روی قبل الزوال او بعدہ وقولہ علی المذھب ای الذی ھو قول ابی حنیفة و محمد رحمھما اللہ تعالیٰ (الی ان قال) والمختار قولھما شامی۔(۲) پس بوقت چاشت چاند دیکھنے سے اس روز عید کرنا جائز نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۰۔ ط.س. ج۲ص ۳۹۲ مطلب فی رویة الھلال نھارا۔
(۲) رد المحتار ایضا۔ ط.س. ج۲ص ۳۹۲۔ ۱۲ ظفیر۔

رویت ہلال میں کن لوگوں کا اعتبار ہے

(سوال ۲۸)۲۹ شعبان کو ہلال رمضان دس مسلمانوں اور گیارہ ہنود نے دیکھا منجملہ مسلمانوں کے ایک شخص متشرع پابند صوم وصلوٰۃ تھا اور باقی فاسق مقطوع اللحیہ تھے بوجہ داڑھی نہ ہونے کے زید نے شہادت قبول نہیں کی، ایسے شخصوں کی شہادت مفید ثبوت ہلال رمضان ہے یا نہیں؟ اور روزہ توڑنے والوں اور روزہ نہ رکھنے والوں پر کفارہ آوے گا یا قضاء؟

(جواب) اگر ۲۹ شعبان کو ابر تھا تو ایک عادل یا مستور الحال کی شہادت سے بھی ہلال رمضان ثابت ہو جاتا ہے۔(۱) پس اگر ایک شخص بھی ان دیکھنے والوں میں متشرع پابند صوم صلاۃ مجتنب عن المنہیات تھا تو اس کے بیان پر حکم روزہ کرنا لازم تھا۔ اگر ایک شخص بھی ایسا نہ تھا تو پھر زید نے جو اس کے قول کو قبول نہ کیا حق کیا۔ روزہ توڑنے والوں اور نہ رکھنے والوں پر کفارہ نہیں ہے، اب صرف قضاء اس روزہ کی لازم ہے جب کہ محقق ہو گیا ہے کہ ۲۹ شعبان کو چاند ہوا ہے۔ فقط۔

فاسق کی شہادت پر روزے کا حکم

(سوال ۲۹) ولو شهد فاسق و قبلها الا مام وامر الناس بالصوم فافطر هو اوواحد من اهل بلده قال عامة المشائخ تلزمه الكفارة كذا فى الخلاصة۔ اس عبارت میں وجوب کفارہ امام پر کس وجہ سے ہے اور اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

(جواب) اس عبارت عالمگیری کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہلال رمضان کی گواہی ایک فاسق نے دی اور امام نے اس کو قبول کر کے لوگوں کو حکم روزہ کا کر دیا تو اس کے بعد اگر وہ خود افطار کرے یا اور کوئی شخص اہل شہر میں سے روزہ توڑ دے تو کفارہ لازم ہوگا وجہ اس کفارہ لازم ہونے کی یہ ہے کہ جب کہ فاسق کی گواہی کو امام نے قبول کر لیا اور روزہ کا حکم کر دیا تو رمضان ثابت ہو گیا۔ کیونکہ فاسق کی گواہی کو اگر امام در بارہ رمضان شریف قبول کرے تو معتبر ہے اور رمضان ثابت ہو جاتا ہے، اس کے بعد اگر کوئی شخص روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم ہوگا تو وجہ کفارہ افطار روزہ رمضان ہے۔ فقط۔

دن میں چاند کا حکم

(سوال ۳۰) اگر در نہار رویت شود روزہ افطار باید کرد یا نہ، و بر مفطر ان قضا ولازم آید یا کفارہ؟

(جواب) رویت ہلال در نہار معتبر نیست، آں ہلال شب آئندہ است نہ شب گذشتہ، پس افطار براں جائز نیست قضاء بر مفطر اں لازم است و کفارہ لازم نیست بسبب شبہۃ الاختلاف۔(۲) فقط۔

---

(۱) للصوم مع علة كغيم و غبار خبر عدل او مستور على ماصححه البزازى الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۳ كتاب الصوم. ط.س. ج۲ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفير۔

(۲) ورؤية بالنهار لليلة الا تية مطلقا على المذهب (در مختار) قوله رويته بالنهار الخ اى سواء روئى قبل الزوال او بعده الخ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۳۰ مطلب فى روية الهلال نهاراً (۱). ط.س. ج۲ ص ۳۹۲ ظفير.

(عه) عالمگيرى مصرى باب ثانى رويت هلال ج ۱ ص ۱۹۸. ۱۲ ظفير.

تیس کے حساب سے روزہ شروع ہونے کے بعد بذریعہ خط شہادت آئی کہ ۲۹ کا چاند دیکھا گیا ہے اب کیا حکم ہے

(سوال ۳۱) ایک شہر اور نیز اس سے قرب و جوار میں ۲۹ شعبان یوم شنبہ کونہایت غلیظ ابر تھا، اس روز اس شہر میں نیز اس کے قرب و جوار میں چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کہیں سے خبر آئی۔ مجبوراً شعبان کے ۳۰ یوم پورے کر کے اگلے روز یعنی دوشنبہ کو روزہ رکھا گیا۔ رمضان کے ختم سے دو تین یوم قبل ایک شہر سے جو کہ ایک مہینہ کے رستہ سے زیادہ دور تھا۔ یہ خبر بذریعہ خط آئی کہ یہاں ۲۹ شعبان کو ابر تھا، مگر دو شخصوں کی شہادت پر رمضان کی پہلی یکشنبہ کو قرار دی گئی، جس کے پاس خط آیا وہ بھی عالم تھے۔ چنانچہ مکتوب الیہ اس خط کو لے کر قاضی شہر کے پاس جو کہ عالم و دیندار ہیں، آئے اور کہا کہ میں اس شخص کو خوب جانتا اور پہچانتا ہوں کہ یہ خط اسی شخص کا ہے، علاوہ بریں ایک اور جگہ سے آدمی آیا، اس نے کہا کہ وہاں کے مفتی صاحب نے اپنی جگہ منگل کی عید کا اعلان کر دیا ہے، لہذا ہمارے نزدیک یکشنبہ کو پہلی رمضان قرار دینے میں کوئی شک نہیں ہے اس حساب سے آج یوم دوشنبہ کو **۳۰ رمضان** ہے۔ لہذا آج یہ اعلان کر دینا چاہئے کہ آج چاند ہو یا نہ ہو کل عید کا دن ہے اور روزہ حرام ہے۔

قاضی صاحب نے قبل اس کے کہ اپنی رائے کا اظہار کریں شہر کے ایک بڑے مشہور عالم سے جو وہاں کے مفتی بھی ہیں اور شہر کے لوگ اور ان کو اپنا پیشوا جانتے ہیں مشورہ لیا انہوں نے فرمایا میرے نزدیک یہ خبر قابل اعتبار نہیں ہے۔ قاضی صاحب نے بناءً علیہ کہ اول تو علمائے حنفیہ کا اس میں بڑا اختلاف ہے چنانچہ بعض کے نزدیک اختلاف مطالع غیر معتبر ہے قطعاً اور بعض کے نزدیک معتبر ہے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک مہینہ کی مسافت ہو ایسے مقاموں میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے ملتزم نہ ہوگی، اور اس سے کم میں حکم ایک مقام کا دوسرے مقام کے لئے لازم ہوگا چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے اهل بلدة اذاراؤ الهلال هل يلزم فى حق كل بلدة اختلفوا فيه فبعضهم قالو الا يلزم فانما المعتبر فى حق اهل بلدة رويتهم وفى الخانية لا عبرة با ختلاف المطالع قال القدورى ان كان بين البلدتين . لا يختلف به المطالع يلزم و ذكر الحلوانى انه صحيح من مذهب اصحابنا انتهىٰ۔ اور جامع الرموز میں ہے اقل ما يختلف به المطالع شهر اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے قوله كما ذهب اليه صاحب التجريد و هو الا شبه لان انفصال الهلال من شعاع الشمس يختلف باختلاف المطالع كما فى دخول الوقت وخروجه وهذا مثبت فى علم الافلاك والهيئة و اقل ماتختلف فيه المطالع مسيرة شهر كما فى الجواهر انتهىٰ [1] اور صاحب ہدایہ مختار النوازل میں لکھتے ہیں اهل البلدة صاموا لتسعة و عشرين يوما بالروية واهل بلدة اخرى صاموا ثلثين بالروية فعلى الا ول قضاء يوم اذا لم يختلف المطالع بينهما اما اذا اختلف لا يجب القضاء اور جن علمائے نے مطلقا اختلاف مطالع کو معتبر سمجھا ہے انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ روى كريب ان ام الفضل بعثه الى معاوية رضى الله تعالىٰ عنه بالشام قال فقدمت الشام وقضيت حاجتها واستقبل على رمضان وانا بالشام فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فى اخر الشهر

---

(۱) الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصوم ص ۳۵۹ . ۱۲ ظفیر

فسا لنی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، متی رایتم الھلال فقلت رایناہ لیلۃ الجمعۃ فقال انت رایتہ فقلت نعم وراہ الناس وصاموا وصام معاویۃ فقال لکنا رایناہ لیلۃ السبت فلا نزال نصوم حتی تکمل ثلثین اونراہ فقلت او لا یکتفی رویۃ معاویۃ وصیامہ فقال لا ھکذا امر نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الجماعۃ الا البخاری وابن ماجہ (منتقیٰ) اورشاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ مصفی شرح موطامطبوعہ فاروقی کے ص ۲۲۶ پرتحریرفرماتے ہیں (مسئلہ) اگر ہلال دریک شہر دیدہ شدودر دیگر شہر تفحص کردندوندیدند، اگرآں شہرقریب است لازم است حکم رویۃ ایشان واگر بعید است لازم نیست بحسب حدیث ابن عباس وبقیاس برمسئلہ فطروحج کہ درحدیث منصوص شدہ وظاہر آن است کہ بعد مسافت قصراست وایرادنہ کردہ شدکہ مسافت قصررابامرہلال ہیچ تعلق نیست زیراکہ مشروعیۃ اکتفاء ہرناحیہ برویۃ خوداز جہۃ حرج است درتکلیف بابلاغ اخبارنہ ازجہت اختلاف مطالع وعادۃ قاضیہ است ببلوغ اخبار درمواضع قریبہ، پس اگر از آخرشہریکہ دران رویت متحقق شدبر دومرحلہ باشد حکم آں لازم است۔ پس ان عبارات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اول بہت سے علماء اختلاف مطالع کومعتبر سمجھتے ہیں، اور جوعلماء اس کے قائل بھی ہیں کہ اہل مشرق کی رویت سے اہل مغرب کے لئے رویت ثابت ہوجاتی ہے، وہ بھی خط اور تار کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ الخط یشبہ الخط۔

مفتی صاحب نے ان تمام علماء کے اقوال کو پیش نظر رکھ کرنہایت غوروخوض کے بعد یہ رائے دی کہ یہ چیزیں طریق موجب میں داخل نہیں ہیں۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اعلان عید سے انکار کردیا جس پر قاضی کی مخالفت کی گئی اور بعض لوگوں نے ان کو اعلان عید کے لئے مجبور کرنا چاہا، لیکن قاضی صاحب اعلان سے متفق نہ ہوئے۔ شرعاً ان لوگوں کا قاضی صاحب کے خلاف یہ رویہ کیسا ہے۔

(۲) کیا رمضان وعید میں خط کا بالکل اعتبار نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ کون سی صورتیں اور طریقے ہیں کہ جن سے خط کا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق۔ یہ امر ظاہر ہے اور کتب حنفیہ سے ثابت ہے کہ حالت ابروغبار میں ایک شخص عادل یا مستور کی گواہی سے بھی رمضانیت ثابت ہوجاتی ہے، پس دوعادل یا مستور کی گواہی سے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی، اور یہ بھی مسلم ہے کہ صحیح ومختار مذہب کے موافق اختلاف مطالع ہلال صوم وفطر میں معتبر نہیں۔ اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر حکم ثابت ہوجاتا ہے اور جب کہ معتبر وراجح وظاہر الروایۃ ومفتیٰ بہ عدم اعتبار مطالع ہے تو پھر اس میں بحث کرنا ہم مقلدوں کو بے موقع ہے، کیونکہ فقہائے محققین کی ترجیح ہمارے لئے کافی حجت ہے۔ درمختار میں ہے واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاھر المذھب وعلیہ اکثر المشائخ وعلیہ الفتویٰ بحر عن الخلاصۃ وفی رد المحتار للشامی وظاھر الروایۃ الثانی وھو المعتمد عند نا وعند المالکیۃ وعند الحنا بلۃ (ج ۲ ص ۱۳۲ و ۱۳۳ کتاب الصوم) البتہ اہل مغرب کی رویت اہل مشرق کے لئے ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اہل مشرق کو طریق موجب سے اہل مغرب کی رویت متحقق ہوجائے اور طریق موجب کی تشریح ردالمحتار میں اس طرح کی گئی ہے کہ دوشاہد یہاں آکر دوسرے شہر کی رویت بیان کریں یا وہاں کے عالم وقاضی کے حکم کو دوشاہد بیان کریں یا خبر اس شہر کی رویۃ کی عام ومستفیض ہوجاوے۔ بظاہر صورت مسئولہ میں ان ہرسہ امور میں سے کوئی امر نہیں پایا گیا اس لئے قاضی صاحب کا اس پر حکم رمضانیت نہ کرنا موافق شریعت کے ہے، اعتراض ان پر بے محل ہے اور مجبور کرنا غیر مناسب ہے باقی

جن حضرات نے اس خط کو معتبر مان کر اس پر حکم کیا وہ بھی صحیح ہے کیونکہ جن مواقع میں تزویر کا گمان نہ ہو وہاں فقہاء نے خط کو معتبر مانا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باہمی خط و کتابت میں احتمال تزویر بہت بعید وضعیف ہے، شامی (جلد رابع کتاب القاضی الی القاضی میں ج ۴ ص ۴۹۰) میں اس کی تصریح ہے قال فی الفتح من الشهادات ان خط السمسار و الصراف حجة للعرف الجاری، به قال البیری هذا الذی فی غالب الکتب حتی المجتبی فقال فی الا قرار و اما خط البیاع والصراف و السمسار فهو حجة وان لم یکن مصدراً معنو نا یعرف ظاهرا بین الناس و کذا مایکتب الناس فیما بینهم یجب ان یکون حجةً للعرف اه اور اس سے پہلے شامی میں یہ بھی ہے کہ خط کا غیر معمول بہ یا غیر معتمد ہونا قضاء کے اعتبار سے ہے یعنی قاضی اس پر حکم نہ کرے گا بوقت منازعت، لیکن یہ نہیں کہ مطلقاً خط غیر معتبر ہے وفی الا شباہ لا یعمل بالخط (در مختار) قال الشامی عبارة الا شباہ لا یعتمد علی الخط ولا یعمل بمکتوب الوقف الذی علیه خطوط القضاة الماضین الخ قال البیری المراد من قوله لا یعتمدای لا یقضی القاضی بذالک عند المنازعة لان الخط مما یزور ویفتعل الخ وذکر العلامة البعلی فی شرحه علی الا شباہ ان للشارح العلامة الشیخ علاؤ الدین رسالة حاصلها بعد نقله مافی الا شباہ وان ابن شحنة وابن وهبان جز ما بالعمل بد فتر الصراف ونحوة لعلة امن التزویر کما جز م به البزازی والسرخسی وقاضی خان (شامی) تحت قول الماتن ویلحق به المبر ات باب کتاب القاضی الی القاضی) (۱) الحاصل جس جگہ تزویر سے امن ہو، وہاں فقہاء نے خط پر عمل کرنے کو لکھا ہے۔ پس جس کے نزدیک خط معروف ہو اور تزویر سے مامون ہو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے، لہذا ان لوگوں پر بھی اعتراض نہیں ہے جنہوں نے بوقت مذکور خط پر عمل کیا۔

(۲) جب کہ یہ امر محقق ہوا کہ بصورت امن عن التزویر خط کا اعتبار اور وہ معمول بہ ہے تو اگر کوئی عالم یا قاضی یہ لکھ کر بھیجے کہ میرے سامنے شہادت معتبرہ رویۃ ہلال کے متعلق گذری اور میں نے اس کو قبول کر لیا اور اس پر حکم کر دیا، تو جو لوگ اس کو پہچانتے ہیں یا قرائن سے معلوم ہو کہ اس کو خط ہے کوئی وجہ تزویر کی اور دھوکہ دہی کی نہیں ہے تو ان لوگوں کو اس پر عمل کرنا جائز ہے، گویا اس عالم نے ان کے سامنے یہ بیان کر دیا کہ میں نے ایسا حکم کر دیا۔

عید کے چاند کے لئے کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے

(سوال ۳۲) عید کے چاند کے ثبوت کے لئے کتنے آدمیوں کی شہادت ضروری ہے؟

(جواب) مطلع اگر صاف ہو فطر میں مجمع کثیر کی شہادت کی ضرورت ہے اور اگر غبار وابر ہو تو دو مرد ثقہ یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کی ضرورت ہے (ان کان بالمساء علة ای فی الفطر) لا تقبل الا شهادة رجلین او رجل و امرأ تین ویشرط فیه الحریة ولفظ الشهادة الخ وان کانت مصحیة لا یقبل الا قول الجماعة کما فی هلال رمضان . جمیل الرحمن)

حساب ہیئت کی بنیاد پر دورہ شروع کر دینا کیسا ہے

(سوال ۳۳) قصبہ نگرام میں ہفتہ کو ۲۹ رجب تھی جس کے حساب سے ہفتہ ہی کو یکم رمضان شریف ہوتی ہے۔ نیز قواعد ہیئت سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ ایک فریق نے بغیر چاند دیکھے روزہ رکھا اور دوسرے فریق نے یوم شک

(۱) رد المحتار مطلب لا یعمل بالخط ج ۴ ص ۴۸۹ .ط.س. ج۵ ص ۴۳۵. ظفیر صدیقی

میں اا بجے تک انتظار چاند کی خبر کا کر کے روزہ افطار کر دیا کانپور وغیرہ سے خبر رویت با قاعدہ نہیں آئی تھی۔ فریقین میں سے کون حق پر ہے؟ دوسرے فریق نے مولی صاحب کا حکم سے افطار کیا ہے۔

(جواب) اس صورت میں روزہ افطار کرنے والا فریق حق پر ہے، قاعدہ شرعیہ کے مطابق وہی ہے جو ان عالم صاحب نے کیا کہ تیس شعبان جو یوم الشک ہے اس میں انتظار کر کے روزہ افطار کیا اور کرایا۔ فریق اول جنہوں نے مجرد قواعد علم ہیئت و تجربہ پر روزہ رکھا غلطی پر ہے۔ درمختار میں ہے ولا عبرة بقول المئوقتين ولو عدولا على المذهب فقط (ووجهه ما قلناه ان الشارع لم يعتمد الحساب ، بل الغاه بالكلية بقوله نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا الخ (شامی ج ۲ ص ۱۲۶ و ج ۲ ص ۱۲۵ ظفير صديقی)

ہلال فطر میں نصاب شہادت اور شہادت میں عدل کی شرط

(سوال ۳۴) ہلال فطر کے ثبوت میں نصاب شہادت بحالت غیم وغیرہ کافی ہے یا نہیں۔ عدل شہادت میں شرط ہے یا کیا۔ بعض کتب میں جو عدل کی تفسیر ترک الکبائر الخ سے منقول ہے فی زمانہ وہ معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مسئلہ میں یہ تفصیل ہے کہ ہلال فطر کے ثبوت کے لئے بحالت ابر وغبار نصاب شہادت وعدالت ضروری ہے۔ کما فی الدر المختار و شرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ (۱) اور شامی میں قبول شہادت مستور در بارہ صوم کی تشریح میں ہے اما مع تبين الفسق فلا قائل به عند نا الخ (۲) وفيه من كتاب القضاء وما فی القنية والمجتبىٰ من قبول ذى المروة الصادق فقول الثانى وضعفه الكمال بانه تعليل فى مقابلة النص فلا يقبل واقره المصنف اه قلت قدمنا الفاً عن البحر ان ظاهر النص انه لا يحل قبول شهادة الفاسق قبل تعرف حالة فاذا ظهر للقاضى من حالة الصدق وقبله يكون موافقا للنص الخ (۳) وقال قبيله وقولهم بوجوب السوال عن الشاهد سراً وعلانيةً طعن الخصم او لا فى سائر الحقوق على قولهما المفتى به يقتضى الاثم بتركه الخ۔ (۴)

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو فاسق ذی جاہ ومروت کو مستثنیٰ فرمایا ہے باجود اس کی تضعیف کے وہ بھی مقید ہے، اس حالت کے ساتھ کہ ظن غالب قاضی کو اس کے صدق کا ہو۔ قال فان لم يغلب على ظن القاضى صدقه بان غلب كذبه عنده اوتساويا فلا يقبلها اى لا يصح قبولها اصلاً (۵) شامی وفی الدرالمختار واستثنىٰ الثانى الفاسق ذا الجاه والمرؤة فانه يجب قبول شها دته بزازيه الى ان قال قلت سيجئى تضعيفه فراجعه الخ قوله واستثنى الثانى) اى ابو يوسف من الفاسق الذى يا ثم القاضى بقبول شهادته والظاهر ان هذا ممايغلب على ظن القاضى صدقه الخ شامی (۶) ص ۳۰۰ کتاب القضاء۔ پس باجود ان تصریحات کے عدالت شہود منصوصہ کو ساقط الاعتبار کرنا اور فساق کی شہادت کو کافی سمجھنا خلاف نص ومخالف روایت فقہیہ معتبرہ کے ہے۔ فقط۔

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴. ط.س. ج۲ ص ۳۸۶. ۱۲ ظفير غفر الله ذنوبه.
(۲) رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴. ط.س. ج۲ ص ۳۸۵ ۱۲ ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب القضاء قبيل مطلب فى قضاء العدو على عدوه ص ۴ ص ۴۱۶. ط.س. ج۵ ص ۳۵۶ ۱۲ ظفير.
(۴) ايضاً. ط.س. ج۵ ص ۳۵۶. ۱۲ ظفير. (۵) رد المحتار كتاب القضا قبيل مطلب فى قضاء العدو على عدوه ج ۴ ص ۴۱۶. ط.س. ج۵ ص ۳۵۶. ۱۲ ظفير (۶) ايضا. ط.س. ج۵ ص ۳۵۶. ۱۲ ظفير.

رمضان یا عید کے چاند کی خبر

(سوال ۳۵) رمضان یا عید کے چاند کی خبر بذریعہ تار معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) تار کی خبر شرعاً معتبر نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جنتری یا تار پر اعتراض درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۶) ۲۹ شعبان کو ابر کے باعث کسی نے چاند نہیں دیکھا اور جنتری وغیرہ میں ۲۹ کا چاند لکھا ہے اور سب لوگوں کا یہی خیال ہے کہ چاند ۲۹ کا ہوگا۔ اس صورت میں جنتری اور تار پر اعتبار کر کے پہلی رمضان مان لینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں تیس دن شعبان کے پورے کر کے اس کے بعد پہلی رمضان کو قائم کرنا چاہئے۔ کما ورد فی الحدیث اور جنتری اور تار پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ (۲) قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صوموا لرو یتہ وا فطر والرو یتہ. الحدیث (۳) فقط۔

باعتبار ہیئت چاند کا اعتبار درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۷) ایک مضمون مولوی نظام الدین حسن صاحب کا اخبار میں چھپا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان اگر علم ہیئت سیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ الشمس والقمر بحسبان کی کس قدر تصدیق ہوتی ہے۔ پنجشنبہ ۵ جولائی سن ۱۹۱۷ء کو ۸۔۹ دقیقہ تین گھنٹہ پر قبل ظہر خسوف یعنی چاند گرہن ہوا۔ اس وقت عمر قمر کی چودہ روز سے زائد تھی اور اس روز ۱۵ رمضان سن ۱۳۳۵ھ میں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا۔ غرہ رمضان المبارک میں بوجہ عدم رویت کے فرضیت صوم نہیں ہوسکتی تھی لیکن ہلال اور بدر کے مشاہدہ سے کوئی شبہ نہیں رہتا ہے کہ جمعہ ۲۰ جولائی کو ۳۰ رمضان المبارک ہے اور اس روز اگر مطلع صاف نہ ہو تو رویت کی حاجت نہیں ہے۔ بلحاظ علم ہیئت اور مشاہدہ شنبہ ۲۱ جولائی سن ۱۹۱۷ء کو غرہ شوال سن ۱۳۳۵ھ ہونا لازم ہے اور اس روز صوم شنبہ حرام ہے۔

(جواب) قال فی الدر المختار ولا عبرة بقول الموقتین ولو عدو لاعلی المذهب قال فی الوهبا نیة وقول اولی التوقیت لیس بموجب وقیل نعم الخ وفی الشامی عن المعراج لا یعتبر قولهم بالا جماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسه وفی النهر فلا یلزم بقول الموقتین انه ای الهلال یکون فی السماء لیلة کذا الخ (۴) ج ۲ ص ۹۲ شامی۔

پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ تحریر مذکور فی السوال صحیح نہیں ہے اور بدون رویت وشہادت معتبرہ کے جمعہ کو

---

(۱) فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهدا علی حکم القاضی اویستفیض الخبر بخلاف ماذا اخبر ا ان اهل بلدة کذاراوه لانه حکایة (رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۳۲ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۲) ظفیر۔

(۲) ولا عبرة بقول الموقتین ولو عد ولا علی المذهب (در مختار) ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا یعتبر قولهم بالا جماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل علی حساب نفسه (رد المحتار کتاب الصوم مطلب لا عبرة بقول الموقتین ج ۲ ص ۱۲۵ . ط.س. ج ۲ ص ۳۸۷) ظفیر۔ (۳) مشکوة باب رویة الهلال فصل اول عن ابی هریرة ص ۱۷۴ اس کے بعد یہ بھی جملے آئے فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلثین متفق علیه (ایضاً . ط.س. ج ۲ ص ۳۸۷) ظفیر۔

(۴) رد المحتار الصوم مطلب لا عبرة بقول الموقتین (ج ۲ ص ۱۲۵ و ج ۲ ص ۱۲۶) ظفیر عفی عنه۔

جو کہ ۲۹ رمضان ہے چاند تسلیم نہ ہوگا اور شنبہ کو عید نہ ہوگی البتہ اگر جمعہ کو حسب قاعدہ گواہی رویت کی گذر گئی تو شنبہ کو عید ہوگی ورنہ نہیں۔(۱) غرض یہ ہے کہ جمعہ کو ۲۹ رمضان شریف ہے، جو قاعدہ ۲۹ تاریخ کا ہے وہی یہاں بھی جاری ہوگا۔ فقط۔

بذریعہ تحریر رویت ہلال کی خبر آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۸) ایک تحریر قصبہ سکندر آباد سے جس میں رویت ہلال عید کی شہادت معتبرہ تھی بدست ایک شخص معتبر کے قصبہ جہاجر پہنچی اور شخص مذکور قصبہ ہذا کا رہنے والا ہے اور تاریخ ۲۸ و ۲۹ رمضان کو سکندر آباد موجود تھا اور تمام واقعات سماعت رویت کے اس نے اپنے کان سے سنی اور وہی شخص تحریر مذکور لے کر آیا، اپنے علم کو ظاہر کیا اور تحریر ہذا پیش کی اس صورت میں عید بروز شنبہ کی گئی اور روزے افطار کئے گئے اور قصبہ والوں نے شخص مذکور کو ونیز تحریر ہذا کو معتبر سمجھ کر یقین کیا، اس صورت میں قصبہ والوں نے فعل جائز کیا یا کیا۔ منجملہ مردمان قصبہ کے دو تین شخصوں نے یقین نہیں کیا، باوجود یہ کہ شنبہ کی شام تک متواتر خبریں رویت کی دہلی وغیرہ سے پہنچی۔ اس کا جواب مرحمت فرمائیے۔

(جواب) اس صورت میں روزہ افطار کرنا اور عید کرنا صحیح ومعتبر ہوا، اور تحریر مذکور معتبر ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ جن لوگوں نے روزہ افطار نہ کیا اور عید نہ کی وہ غلطی پر ہیں، ان کا روزہ بھی نہیں ہوا، کیونکہ وہ دن عید کا تھا، آئندہ ایسا نہ کریں۔(۲)

ہلال عید میں مستور الحال کی شہادت معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۳۹) آج یوم شنبہ برویت ہلال یہاں عید ہوئی۔ رویت ہلال رمضان اور عید میں مستور الحال کی شہادت معتبر ہے یا نہیں۔ مثلاً بے نمازی ہو، روزہ قصداً نہ رکھتا ہو، سود خوار ہو۔ جھوٹی شہادت عدالت میں دینے والا ہو۔ اگر مستور الحال ہو تو کیا اس کے احوال کی تفتیش کی جاوے۔

(جواب) رویت ہلال رمضان وعید میں مستور الحال کی گواہی معتبر ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ فسق گواہ کا ظاہر نہ ہو، یعنی بے نمازی نہ ہو، خلاف شرع امور کا مرتکب نہ ہو، پس جب کہ ظاہر حال گواہ کا یہ ہو کہ اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں ہے تو گواہی اس کی بلا تحقیق حال قبول کر لینا درست ہے۔(۳) فقط۔

تار کی خبر پر جن لوگوں نے روزہ توڑ دیا، اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۴۰) تار کی خبر پر بعض لوگوں نے روزہ توڑ دیا یہ فعل ان کا کیسا ہے؟

---

(۱) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ (در مختار) اى على الا موال وهو رجلان او رجل وامرأتان (رد المحتار) وقبل بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعى الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ و ج ۲ ص ۱۲۶ .ط.س. ج۲ص۳۸۶) ظفير.

(۲) واختلاف المطالع الخ غير معتبر الخ فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب (درمختار) كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهد اعلى حكم القاضى او يستفيض الخبر (رد المحتار قبيل باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۲۳۱ وج ۲ ص ۲۳۲ .ط.س. ج۲ص۳۹۲) ظفير.

(۳) للصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدل او مستور على ماصححه البزازى على خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا (در مختار) لا قوله فى الديانات غير مقبول الخ وقول الطحاوى او غير عدل محمول على المستور كما هو رواية الحسن لا ن المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولا ثبوت فى المستور اما مع تبين الفسق فلا قائل به عندنا (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۳ وج ۲ ص ۱۲۴ .ط.س. ج۲ص۳۸۵) ظفير.

(جواب) بلا تحقیق و بدون شہادت شرعیہ کے محض تار کی خبر پر روزہ توڑنا اور عید کرنا جائز نہ تھا، (۱) لیکن چونکہ جمعہ کی رویت اور شنبہ کی عید محقق ہوگئی ہے اور بہت جگہ سے رویت کی خبریں آئیں۔ دیوبند میں بھی رویت ہوئی، اس لئے اب ان لوگوں پر جنھوں نے شنبہ کو روزہ نہ رکھا اور عید کی کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ تار کی خبر تنہا معتبر نہیں ہے۔ لیکن اگر قرائن سے صدق اس کا محقق ہو تو عمل کرنا اس پر درست ہے۔ ایک جگہ کی رویت سب جگہ معتبر ہے اگر ثابت ہو جاوے جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لئے لازم ہو جاتی ہے، اگر ان کو ثبوت اس کا پہنچ جائے۔ (۲) فقط۔

کیا جماعت کے لئے رویت ہلال میں عدالت شرط ہے

(سوال ۴۱) فقہاء نے تحریر فرمایا ہے کہ واسطے ثبوت ہلال عید فطر و عید الضحیٰ کے، بحالت تکدر مطلع نصاب شہادت کے ساتھ عدالت شرط ہے۔ اگر نصاب پر دو یا تین مرد زاید ہو جاوے تو شرط عدالت ساقط ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) جماعت کے لئے عدالت اس وقت شرط نہیں ہے کہ جماعت عظیمہ ہو کہ جن کی خبر پر بوجہ تواتر غلبہ ظن حاصل ہو جاوے۔ (۳) قال فی رد المحتار ، الجمع العظیم جمع یقع العلم بخبر ھم ویحکم العقل بعدم تواطئھم علی الکذب (۴) فقط۔

شہادت بسلسلہ چاند اور فیصلہ

(سوال ۴۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں صورت کہ ایک شہر میں ہلال عید الفطر کے متعلق مختلف شہادتیں اہل اسلام کی قاضی شہر کے پاس گذریں، لیکن قاضی صاحب نے ان سے ایک ایک کو علیحدہ بلا کر کہ دوسرا گواہ نہ سنے، دقیق جرح کی کہ چاند تم نے کس جگہ دیکھا، اس کے دونوں کنارے کس جانب تھے، اس کے پاس کوئی تارہ تھا یا نہیں، اوپر نیچے بادل تھا یا نہیں اور تھا تو کتنے فصل پر تھا اور کس رنگ کا تھا وغیرہ وغیرہ۔ ان سوالات میں جہاں بھی دو شاہدوں کے درمیان ذرا اختلاف ہوا ان کی شہادت رد کردی۔ آخری بلخ و کاؤ چند شہادتیں ہر طرح سالم اور جرح میں بے عیب مضبوط قائم رہیں اور صبح ۷ بجے قاضی صاحب نے ان شہادتوں کو معتبر قرار دے کر افطار صیام کا فتویٰ دیا اور ساتھ ہی اس کے یہ فرمایا کہ چونکہ دیہات میں عام اطلاع کا ہونا اس وقت مشکل ہے لہذا دوگانہ عید الفطر کل کو ادا کیا جائے گا۔ ہر چند کہ بعض اہل اسلام و اہل علم نے کہا بھی کہ تاخیر بلا عذر صحیح نہیں ہے اس لئے آج دوگانہ ضرور ادا ہونا چاہئے مگر قاضی صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ یہ تاخیر بلا عذر نہیں ہے بلکہ اطلاع عام کے عذر سے ہے لہذا کل کو دوگانہ عید بلا کراہت صحیح ہے۔ چنانچہ عام مسلمانان شہر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے، مگر بعض لوگوں نے تاخیر کو جائز سمجھ کر عید گاہ میں دوگانہ ادا کیا اور سوسوا سو مسلمان اس میں شریک بھی ہوئے۔ عام اہل اسلام نے یوم آئندہ حسب اعلان قاضی صاحب کی اقتدا میں دوگانہ ادا کیا۔ دریافت طلب یہ امور ہیں۔

---

(۱) وشرط للفطر مع العلة والعلدالة نصاب الشهادة (در مختار) ای علی الا موال و هو رجلان او رجل و امرا تان (رد المحتار الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ ط.س. ج۲ص ۳۸۶)

(۲) فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (الدرا لمختار علی هامش رد المحتار .
قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۲۵ ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر.

(۳) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ وبلا علة جمع عظیم (در مختار) ای ان شرط القبول عند عدم علة فی السماء لهلال الصوم او لفطر او غیرهما الخ اخبار جمع عظیم الخ قال ح ولا یشترط فیهم الا سلام والعدالة الخ وعدم اشتراط الا سلام له لا بدله من نقل صریح (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶ ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر.

(۴) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶ ط.س. ج۲ص۳۸۷-۳۸۸. ۱۲ ظفیر.

قاضی کو جرح کا حق ہے یا نہیں

(سوال ۱/۴۳) قاضی صاحب کو گواہان رویت ہلال سے اس قسم کی باریک جرح کرنے کا شرعاً کہاں تک حق حاصل ہے تاخیر درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/۴۴) صورت مذکورہ میں جو تاخیر ہوئی وہ شرعاً بعذر رہوئی یا بلا عذر خصوصاً جب کہ ۵ گھنٹہ کا وقت ملا اور شہر و متعلقات شہر کی اطلاع کے لئے وہی ہدایت جو افطار صوم کے لئے عمل میں آئی، اطلاع دوگانہ عید کے لئے بھی کافی تھی یا کم از کم بذریعہ منادی دو گھنٹہ میں پورا اعلان کیا جا سکتا تھا۔

اہل قریہ کی رعایت میں نماز عید مئوخر کرنا کیسا ہے

(سوال ۳/۴۵) اہل دیہات کو اطلاع دینا یا ان کی رعایت میں صلوٰۃ عید کو یوم الغد پر مئوخر کرنا کہاں تک صحیح ہے۔

قاضی کی مخالفت میں جو دوگانہ ادا کی گئی اس کا حکم

(سوال ۴/۴۶) اس تاخیر کی صورت میں جن مسلمانوں نے قاضی صاحب کے خلاف اپنا دوگانہ اسی دن عید گاہ میں ادا کیا وہ برسرحق ہوئے یا برسر باطل اور ان کو ایسا کرنا ضروری یا جائز تھا یا اتباع کرنا قاضی صاحب کے حکم کا لازم تھا۔

یوم الغد کی نماز کا کیا حکم ہے

(سوال ۵/۴۷) یوم الغد میں قاضی صاحب نے اور مسلمانان نے جو نماز پڑھی، وہ صحیح ہوئی یا باطل اور ادا ہوئی یا قضاء اور مکروہ ہوئی یا بے عیب۔ امید کہ بدلائل فقہیہ شرعیہ مفصل بیان فرما کر ماجور عند الناس ہوں۔

(جواب) اس قسم کی تحقیق و تدقیق شہود سے صحیح نہیں ہے۔ **قال فی الشامی ولا یکلف الشاهد الی بیان لو ن الدابة لا ن سئل عما لا یکلف الی بیانه۔** (۱) پس جب کہ حقوق عباد میں ایسی تدقیق صحیح نہیں ہے تو حقوق اللہ میں بدرجہ اولیٰ درست نہیں ہے۔ الا بوجہ وجیہ۔

(۲،۳) یہ تاخیر بلا عذر ہوئی جو صحیح نہیں ہے، کیونکہ اہل شہر کی اطلاع کے لئے وقت کافی تھا، (۲) اور اہل دیہات جن پر نماز عید واجب نہیں ہے، ان کو اطلاع نہ ہونا عذر تاخیر کا نہیں ہوسکتا کہ ان کی شرکت ضروری نہیں ہے۔ (۳)

(۴) انہوں نے حق کیا اور ان کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا، کیونکہ بلا عذر تاخیر میں عید الفطر کی نماز نہیں ہوتی۔ **کما فی الدر المختار فالعذر ههنا ای فی الا ضحیٰ لنفی الکراهة وفی الفطر للصحه الخ** (۴)۔

---

(۱)

(۲) وتئو خر بعذر کمطرا لی الزوال من الغد فقط (در مختا) قوله بعذر کمطر الخ دخل فیه ما اذا لم یخرج الا مام واما اذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال او قبله بحیث لا یمکن جمع الناس، قوله فقط راجع الی قوله بعذر فلا تؤخر من غیر عذر (رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۳۸۳ .ط.س.ج ۲ ص ۱۷۶)

(۳) تجب صلاتهما فی الا صح علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها المتقدمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۴ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۶) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۴ .ط.س.ج ۲ ص ۱۷۶، ۱۲ ظفیر

(۵) وہ نماز جو اگلے دن بلا عذر مؤخر کی گئی صحیح نہیں ہوئی، اگر بعذر ہوتی تو صحیح ہوتی لیکن وہ بھی قضاء ہوتی نہ اداء۔ کما فی الدر المختار ، وتکون قضاءً لا اداءً۔(۱) فقط۔

خط اور تار کی خبر پر روزہ رکھا جائے یا نہیں

(سوال ۴۸) ۲۹ اگر رمضان یا شوال کا چاند نظر نہ آوے اور دو معتبر شہادتیں بھی حسب تصریح فقہاء نہ مل سکیں تو کیا تار اور خط کی خبر پر اعتماد کر کے روزہ رکھ سکتے ہیں، یا نماز عید پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) محض خبر تار یا خط پر اعتماد کر کے روزہ رکھنے یا افطار کرنے کا شرعاً حکم نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ خبر تار یا خط مصدق ہو جاوے یا موید ہو جاوے، دوسرے قرائن صدق کے ساتھ تو اس پر عمل کرنا درست ہے۔(۲) فقط۔

تیس رمضان کو چاند نظر نہ آئے تو کیا کرے

(سوال ۴۹) فیمن تم ثلثین یوماً من رمضان ولم یرهلال شوال فصام بعده یوماً حتیٰ رای الهلال فی الصبح قبل الزوال ایضاً اتی التلغراف من بمبئی فی یوم الجمعة وقت غروب الشمس فافطر بعضهم۔

(جواب) قال فی الدر المختار وبعد صوم ثلثین یقول عدلین حل الفطر الخ ولو صاموا بقول عدل حیث یجوز وغم هلال الفطر لا یحل علی المذهب خلافاً لمحمدؒ لکن نقل ابن الکمال عن الذخیرة انه ان غم هلال الفطر حل اتفاقاً وفی الزیلعی الا شبه ان غم حل والا لا (۳) وفیه ایضاً ورویته بالنهار للیلة الاتیه مطلقاً علی المذهب ذکره الحدادی۔(۴) والتلغراف لیس بحجة شرعیة۔(۵) فقط۔

متواتر خط و تار سے رویت ہلال ثابت ہوگی یا نہیں

(سوال ۱/۵۰) بحالت ابر و غبار یا مطلع صاف نہ ہونے کے اگر متواتر خطوط یا تار آویں لیکن الفاظ طریق موجب کے نہ ہوں، مثلاً یہ لکھا ہو کہ یہاں فلاں دن چاند ہوا تو ان خطوط و تار کا اعتبار صوم و افطار و عیدین میں ہوگا یا نہیں۔

کیا خطوط و تار بھیجنے والے کا عادل ہونا شرط ہے

(سوال ۲/۵۱) جیسا کہ متواتر شہادت کے لئے عادل ہونا شرط نہیں ہے، اسی طرح متواتر خطوط و تار میں بھی کاتب کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں۔

کیا متواتر خطوط میں شناخت ضروری ہے

(سوال ۳/۵۲) تار میں کوئی شناخت نہیں ہوتی لیکن خطوط میں دستخط یا طرز تحریر یا قرائن مضامین سے شناخت ہو جاتی ہے۔ آیا متواتر خطوط میں بھی شناخت کی ضرورت ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳۔ ط۔س۔ ج۲ص۱۷۶۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذاثبت عندهم بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهد اعلی حکم القاضی اولیستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبرا ان اهل بلدة کذا راء ه لانه حکایة (رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۳۲۔ ط۔س ج۲ص۳۹۲) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹۔ ط۔س۔ ج۲ص۳۹۱۔ ۱۲ ظفیر

(۴) ایضاً ج ۲ ص ۱۳۰ وفی الشامی ای سواء روی قبل الزوال او بعده (رد المحتار باب ایضا۔ ط۔س۔ ج۲ص۳۹۱)

(۵) فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهدا علی حکم القاضی اویستفیض الخبر بخلاف ما اذا خبران اهل بلدة کذا راوه لانه حکایة (رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲۔ ط۔س۔ ج۲ص۳۹۲) ظفیر۔

مستور کا تار یا خط کافی ہے یا نہیں

(سوال ۴/۵۳) رمضان میں بحالت ابر جیسا کہ ایک مستور کی شہادت کافی ہے ایسا ہی ایک کاتب مستور کا خط یا تار بھی کافی ہے یا نہیں۔

خبر متواتر کی شہرت پر خبر آئے تو کیا کرے

(سوال ۵/۵۴) اگر بحالت ابر متواتر خبر مشہور ہوئی کہ فلاں فلاں شہر میں فلاں دن عید ہے یا متواتر خطوط سے معلوم ہوا کہ فلاں دن عید ہے، یا صرف دو مقام سے ایک ایک خط آیا، لیکن یہ نہیں معلوم کہ چاند ہوا یا وہاں بھی محض شہرت کی وجہ سے عید ہے تو ہم اس خبر پر عمل کریں یا نہیں۔

(جواب) لفظ ردالمحتار جو بذیل طریق موجب لکھا ہے یہ ہے او یستفیض الخبر (۱) پس جب کہ خبر مستفیض و متواتر ہو جاوے گی لائق قبول ہوگی اور عمل کرنا اس پر واجب ہوگا۔

(۲) تواتر میں عدالت کا لحاظ نہیں ہے۔ (۲)۔

(۳) تواتر جبھی ہوگا کہ خطوط میں شناخت پائی جاوے۔

(۴) کافی نہیں۔

(۵) جب کہ خبر مستفیض ہوگی عمل اس پر واجب ہے۔ فقط۔ (۳)

پانچ مسلمان شہادت دیں تو عید ہوگی یا نہیں

(سوال) ۲۹ رمضان کو پانچ آدمی مسلمان روزہ دار نے چاند دیکھا اور امام سے آ کر کہا تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں چاند ثابت ہو گیا عید کرنی چاہئے۔ (۴)

ایک شخص کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۵) ایک شخص مسلمان نے جو شریعت کا پابند نہیں ہے، اور دو شخص چماروں نے ۲۹ شعبان کو چاند دیکھنا بیان کیا ہے، اس صورت میں رویت ہلال ثابت ہے یا نہیں۔ اور روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک شخص مسلمان کی گواہی سے رویت ہلال ثابت نہ ہوگی اور ہندو چماروں کی گواہی بھی اس بارہ میں معتبر نہ ہوگی۔ بہر حال صورت مذکورہ میں چاند کا دیکھنا شرعاً ثابت نہیں ہوا اور وہ روزہ لازم نہیں ہوا۔ (۵)

---

(۱) رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲. ط.س. ج۲ص ۳۹۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) لکن لما کانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلک البلدة صاموا یوم کذا لزم العمل بها الخ (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸. ط.س. ج۲ص ۳۹۰) ظفیر. (۳) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب (در مختار) قال الرحمتی معنی لا ستفاضة ان تافی من تلک البلدة انهم صاموا عن رؤیة لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه الخ (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ و ج ۲ ص ۱۲۹. ط.س. ج۲ص ۳۹۰) ظفیر. (۴) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ ولو کانوا ببلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطر وا باخبار عدلین مع العلة للضرورة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ و ج ۲ ص ۱۲۵. ط.س. ج۲ص ۳۸۶) ظفیر. (۵) وقبل بلا علة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبر هم وهو مفوض الی رای الا مام من غیر تقدیر بعدد علی المذهب وعن الامام انه یکتفی بشاهدین واختاره فی البحر الخ (در مختار) ای ان شرط القبول عند عدم علة فی السماء الهلال الصوم الفطر او بغیر هما الخ فلا یقبل خبر الواحد الخ (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶. ط.س. ج۲ص ۳۸۷-۳۸۸) ظفیر.

رویت ہلال پر شہادت

(سوال ۵۶) کسی مولوی عادل معتبر نے یہ تحریر کیا کہ ہمارے گاؤں میں رویت ہلال عید الفطر ہوئی ہے، بہت لوگوں نے دیکھا ہے مگر سات آدمی جو میرے نزدیک معتبر تھے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور یوم ابر کا تھا۔ ایک شخص کے ہاتھ یہ تحریر روانہ کی۔ مولوی مکتوب الیہ نے دو معتبر مسلمانوں کو تحقیق کے لئے روانہ کیا اور وہ تحریر بھی دے دی۔ ان دونوں نے مولوی کاتب کو تحریر دکھا کر پوچھا کہ واقعی تمہارے گاؤں میں رویت ہوئی ہے اور یہ تمہارا خط ہے۔ اس نے کہا کہ واقعی یہ خط میرا ہے اور سات معتبر گواہوں نے حلفاً گواہی دی ہے اور دوبارہ تحریر لکھی کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور ایسا کہا۔ ان دونوں نے دوبارہ مولوی مکتوب الیہ کے پاس آ کر بیان کیا کہ مولوی کاتب نے ایسا کہا ہے۔ مگر خط اول و ثانی میں اپنا کوئی حکم تحریر نہ کیا صرف نقل شہادت کر دی۔ مولوی مکتوب الیہ نے اس خط ثانی کو دیکھ کر اور ان دونوں سے دریافت کر کے حکم عید فطر کا دے دیا۔ یہ حکم دینا صحیح ہوا یا نہیں۔

(جواب) مولوی مکتوب الیہ کا حکم افطار کر دینا اس صورت میں درست ہے۔ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے فتوی کے تحت میں یہ صورت واقعہ کی داخل ہے۔(۱) فقط۔

بلا علت دو کی شہادت معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۵۷) بہ ثبوت شہادت دو مرد باوجود بلا علت ہونے مطلع کے ہلال شوال کی اگر شہادت دیں تو معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر ابر اور گرد و غبار آسمان پر کچھ نہ ہو تو جمع عظیم کی شہادت ضروری ہے جس سے غلبہ ظن حاصل ہو جاوے۔ کما فی الدر المختار وقبل بلا علة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبة الظن بخبر ھم وھو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعد د علی المذھب وعن الا مام انه یکتفی بشاھدین واختارہ فی البحر الخ۔(۲) فقط۔

تار کی خبر پر عید درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۸) بمبئی، کراچی، سکھر وغیرہ کی شہادت پر پانی پت کرنال اور متصل والے دیہات نے شنبہ کو عید کر لی ہے، آیا تار کی خبر پر عید کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو روزہ کی قضاء لازم ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب مفتی بہ و معتبر یہ ہے کہ اگر کسی جگہ بھی رویت ثابت ہو جاوے، اگرچہ وہ کتنی ہی دور جگہ ہو، اگرچہ ہزاروں کوس پر ہو تو یہاں والوں پر بھی حکم روزہ افطار کا اس کے موافق ہو جاوے گا، جیسا کہ فقہ کی معتبر کتاب درمختار میں ہے واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاھر المذھب وعلیه اکثر المشائخ وعلیه الفتوی

(۱) ولو کانوا ببلدة لا حاکم فیھا صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة للضرورة (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵ ط.س. ج۲ص۳۸۶) ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶ ط.س. ج۲ص۳۸۷،۳۸۸. ۱۲ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۱ ط.س. ج۲ص۳۹۳ ۱۲ ظفیر۔

فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب الخ۔ (۳) اور جب کہ خبر رویت مستفیض ہوجاوے۔ یعنی ہر طرف سے ایسی خبریں آویں کہ چاند ہوگیا اور ظن غالب اس کے صدق کا ہوجاوے تو اس پر عمل کرنا سب کو لازم ہے ہوتا ہے۔ کذا فی ردالمحتار (۱) پس اس ماہ رمضان المبارک میں پنجشنبہ کو پہلا روزہ ہونے کی خبریں ایسی متواتر ہوگئی ہیں کہ ان پر عمل کرنا ضروری ہوگیا اور جن لوگوں نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا ان پر ایک روزہ کی قضاء لازم ہے اور عید کرنا شنبہ کو ضروری تھا، کیونکہ جمعہ کو تیس رمضان کی تھی، اور اس میں کچھ شبہ نہ رہا، لہذا الحکم فاذا غم علیکم فاکملوا العدة ثلثین (۲) شنبہ کو عید کرنا ضروری ہوگیا۔ فقط۔

متعدد تار سے مفتی کو یقین ہوجاوے تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۵۹) اگر متعدد تار جمع ہوجائیں اور مفتی کو یقین بھی ہوجائے تو شرعاً رویت ہلال ثابت ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں کہ مفتی کو ظن غالب چاند ہونے کا ہوجاوے اس پر حکم کرنا جائز ہے۔ (۳)

تار خط کی بنیاد پر عید جائز ہے یا نہیں

(سوال ۶۰) تار اور خط کی خبر سے عید کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) تنہا تار یا خط کی خبر پوری معتبر نہیں ہے لیکن اگر خبریں بہت سی ہوکر مفید علم ظنی ہوجاویں تو ان پر عمل کرنا جائز ہے۔ (۴)

ٹیلیفون کی خبر معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۶۱) چند مسلمان ایک شہر سے جو ۴۹ میل کے فاصلہ پر ہے بذریعہ ٹیلیفون رمضان مبارک کے چاند کی خبر دیتے ہیں اور ان کی آواز بھی پہچانی جاتی ہے۔ شرعاً یہ خبر معتبر ہوگی یا نہیں۔

(جواب) محض تار اور ٹیلیفون کی خبر شرعاً حجت نہیں ہے البتہ اگر اس کے ساتھ دیگر قرائن اور خبریں بھی موجود ہوں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے، چنانچہ اس دفعہ اگرچہ اکثر جگہ بدھ کو رمضان شریف کا چاند نہیں دیکھا گیا لیکن کثرت سے خبریں رویت کی اور پنجشنبہ کا پہلا روزہ ہونے کی آ گئی، اس لئے پنجشنبہ سے پہلا روزہ ہونا تسلیم ہوگیا اور شنبہ کو عید کرنا ضروری ہوگیا۔ اور جن لوگوں نے پہلا روزہ جمعہ کو رکھا ان پر ایک روزہ کی قضا لازم ہے۔ (۵) فقط۔

باوجود مطلع صاف ہونے کے تیس چالیس کی گواہی معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۱/۶۲) دو ہزار آدمیوں سے صرف تیس چالیس آدمی باوجود مطلع صاف ہونے کے رویت ہلال کی شہادت دیں تو عندالشرع معتبر ہے یا نہیں۔

---

(۱) قوله بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهدا علی حکم القاضی اویستفیض الخبر (رد المحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۱۳۲. ط.س. ج۲ ص ۳۹۴) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الا خری لزمهم علی الصحیح من المذهب (در مختار) فی الذخیرة قال شمس الا ئمة الحلوانی الصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اهل البلدة الا خری یلزمهم حکم هذه البلدة الخ (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸. ط.س. ج۲ ص ۳۹۰) ظفیر۔

(۲) مشکوة باب رویة الهلال فصل اول ص ۱۷۴. ۱۲ ظفیر. (۳،۴) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الا خری لزمهم علی الصحیح من المذهب مجتبی وغیره (درمختار) معنی الا ستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعدد دون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة انهم صامو ا عن رویة لا مجرد لشیوع الخ (ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹ .ط.س. ج۲ ص ۳۹۰) (۵) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الا خری لزمهم فی الصحیح من المذهب مجتبی وغیره (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸. ط.س. ج۲ ص ۳۹۰) ظفیر۔

بیس آدمیوں کی شہادت پر اعلان اور پھر انحراف

(سوال ۲/۶۳) جو شخص بیس آدمیوں کی شہادت مان کر رویت ہلال سے متفق ہو کر اعلان کرائے اور پھر اپنے قول سے منحرف ہو جائے اس کا کیا حکم ہے۔

مطلع جب صاف ہو تو کتنے آدمی کی شہادت ضروری ہے

(سوال ۳/۶۳) مطلع صاف ہونے کی حالت میں شہادت کی انتہا کہاں تک ہے۔

(جواب) (۱، ۲، ۳) اس شہر کا عالم یا قاضی اگر اس کو تسلیم کرے اور ظن غالب ان لوگوں کے صدق کا ہو جاوے تو ان کی شہادت پر حکم کرنا صحیح ہے اور جب کہ بیس آدمیوں کی شہادت سے غلبہ ظن حاصل ہو گیا اور اس کا اعلان کر دیا تو پھر اس کے خلاف حکم نہ کرنا چاہئے یہ غلطی ہے کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ سے دو کی شہادت بھی مطلع صاف ہونے کی صورت میں قبول ہونا مروی ہے، بلکہ اگر اونچی جگہ سے اور شہر سے باہر ایک معتبر شخص بھی گواہی دے باوجود مطلع صاف ہونے کے تو اس کی گواہی کا بھی اعتبار ہو جاتا ہے وقبل بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم وهو مفوض الى راى الا مام من غير تقدير بعد د على المذهب وعن الا مام انه يكتفي بشاهدين واختاره في البحر وصحح في الا قضية الا كتفاء بواحد ان جاء من خارج البلد او كان على مكان مرتفع الخ در مختار۔(۱)

متعدد آدمی کسی بستی میں رویت بیان کریں تو باہر سے آنے والے اسے مانیں یا نہیں

(سوال ۶۴) بندہ بضرورت مدرسہ یہاں آیا میرے سامنے چند آدمیوں نے رویت ہلال رمضان شریف بیان کی۔ یہاں اکثر لوگوں نے ۲۹ شعبان یوم جمعہ کو چاند دیکھا اور شنبہ کا پہلا روزہ ہوا۔ اب مجھ کو وطن پہنچ کر اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں رویت ہلال جمعہ ثابت ہے اور شنبہ کا روزہ ہونا محقق ہے۔ آپ کو وطن پہنچ کر اس کے موافق لوگوں کو حکم کرنا چاہئے۔ یک شنبہ کو تیس رمضان قرار دے کر بہر حال دوشنبہ کو حکم عید کرنا چاہئے۔(۲) فقط۔

دو کی شہادت پر جو افطار کرے اس پر قضا و کفارہ ہوگا یا نہیں

(سوال ۶۵) ۲۹ شعبان بروز یکشنبہ بعض اشخاص نے چاند دیکھا تھا، اکثر اشخاص نے روزہ رکھا اور چند اشخاص نے نہیں رکھا آج بروز منگل چند اشخاص نے عید الفطر کا چاند دیکھا جس میں دو شہادت معتبر ہیں، اس پر بہت سے اشخاص نے روزہ افطار کیا اور چند اشخاص نے افطار نہیں کیا افطار کرنے والوں پر کوئی کفارہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ شہادت معتبرہ سے رویت ہلال ثابت ہو گئی تو افطار کرنا ضروری تھا۔ پس افطار کرنے والوں پر کوئی مؤاخذہ اور کفارہ نہیں ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۸۷، ۳۸۸، ۱۲ ظفیر.
(۲) واما في السواد اذا راى احدهم هلال رمضان يشهد في مسجد قرية وعلى الناس ان يصوموا بقوله بعد ان يكون عدلا اذا لم يكن هناك حاكم يشهد عنده الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثانی ج ۱ ص ۱۸۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۹۸)
(۳) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ (در مختار) ای علی الا موال وهو رجلان اورجل وامر اتان (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ ط.س. ج ۲ ص ۳۸۶) ظفیر.

دو شخص کی شہادت اور مختلف تاروں کی اطلاع پر افطار کا حکم درست ہے یا نہیں

(سوال ۶۶) دو شاہدوں کی شہادت اور خبر مستفیض یعنی ہفتد ہ عدد تار متفرق مقامات مثلاً کلکتہ، مکہ مکرمہ۔ جدہ۔ بمبئی۔ کوئٹہ۔ سکھر وغیرہ بلاد مختلفہ سے تاروں اور خبروں کی بنا پر فتویٰ دیا گیا افطار صوم کا۔ اس صورت میں افطار کرنا روزہ کا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) افطار روزہ دریں صورت واجب نیست بلکہ در جواز افطار ہم بمجرد خبر تار تردد است کہ خبر تار ظاہر است کہ حسب قواعد شرعیہ اعتبار ے ندارد البتہ بوجہ تعارف بلا د اگر خبر تار را مئوید شمردہ شود یا بوجہ تعدد تار ظن غالب پیدا شود مفید جواز افطار می تواند شد، پس ہر کہ روزہ افطار نہ کرد و روزہ قائم داشت گنہگار نمی شود۔(۱) فقط۔

جس کا چاند دیکھنا معتبر قرار نہ دیا گیا اور اس نے روزہ رکھا تیس روزے پورے کرنے کے بعد بھی چاند نہ ہونے کی صورت میں اکتیسواں روزہ رکھنا ہوگا

(سوال ۶۷) ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھا کسی وجہ سے گواہی اس کی مقبول نہ ہوئی مگر اس نے قاعدہ شرعیہ کے موافق روزہ رکھ لیا اور سب لوگوں کا رمضان ایک روزہ بعد شروع ہوا۔ جب اس کے تیس روزے ہو گئے اور سب کے انتیس ہوئے اور چاند نظر نہ آیا تو اب اس کو اگلے روز روزہ رکھنا یعنی اکتیسواں روزہ رکھنا واجب ہے یا نہیں، اگر نہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا یا نہیں اور اگر توڑے گا تو قضا واجب ہوگی یا کفارہ۔

(جواب) اس پر اکتیسواں روزہ رکھنا واجب ہے، لیکن توڑ دے گا تو صرف قضا واجب ہوگی۔(۲) فقط۔

۲۹ رمضان کو بعد زوال چاند نظر آئے تو کیا کرے

(سوال ۶۸) رمضان کی ۲۹ تاریخ کو بعد زوال چاند شوال دیکھا گیا۔ اب باقی ماندہ دن روزہ رکھے یا دیکھتے ہی توڑ دے

(جواب) روزہ رکھے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳) فقط۔

چاند کے سلسلہ میں دور دراز شہر کا اعتبار ہوگا یا نہیں

(سوال ۶۹) امرت سر وغیرہ میں بابت رویت ہلال رمضان وعید الفطر وغیرہ کے اختلاف رہا ہے تو ہم ساکنان منڈلہ سی پی کو دوسرے شہر والوں کی جن کا حد فاصل دور دراز ہے متابعت کر کے عمل کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لئے لازم ہو جاتی ہے و بر عکس۔ اگر بطریق معتبر ثابت ہو جاوے کذافی الشامی وفی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیرہ معتبر علی ظاہر المذهب فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت

---

(۱) فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا اثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ، ماذا اخبران اهل بلدة کذا را وه لانه حکایة (رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۴) ظفیر.

(۲) راء ی مکلف هلال رمضان اوالفطر و رد قوله بدلیل شرعی صام مطلقا وجوبا وقیل ند بافان افطر قضی فقط فیهما لشبهة الرد (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۲۱۲) ج ۲ ص ۱۲۳ .ط.س. ج۲ص ۳۸۴)

(۳) ورویته بالنهار للیلة مطلقا علی المذهب (در مختار ای سواء روی قبل الزوال او بعده (رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی رویة الهلال نهارا ج ۲ ص ۱۳۰ .ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۱ و ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر.

(۵) بطریق موجب ، کان کان یتحمل الشهادة اثنان اویشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر (رد المحتار ایضا). ط.س. ج۲ص ۳۹۴. (۶) مشکوة باب رویة الهلال ص ۱۷۴. ۱۲ ظفیر صدیقی.

عندهم روية اولئک بطريق موجب (۴) وفصل الشامی ذلک الطريق الموجب فلينظر فيه (۵) اور حديث صحيح صوموا لرويته وافطروا لرويته (۶) کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کیونکہ خطاب صوموا، اور افطروا کا عام ہے سب کیلئے۔ حاصل یہ ہے کہ جس وقت رویت ہلال ہو جاوے اگر چہ کہیں ہو، سب کو روزہ وافطار اس کے موافق کرنا چاہئے، یعنی جب کہ رویت ثابت ہو جاوے کما ہو ظاہر۔ فقط۔

ایک چاند آج صبح کو مشرق میں نظر آئے تو کل شام کو دوسرے ماہ کا چاند دیکھا جانا ممکن ہے یا نہیں

(سوال ۷۰) ایک چاند آج صبح کو جانب مشرق نظر آوے تو کل شام کو دوسرے مہینہ کا دیکھا جانا ممکن ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ولا عبرة بقول الموقتين (در مختار) ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا يعتبر قولهم بالا جماع ولا يجوز للمنجم ان يعمل بحاسب نفسه الخ۔ (۱) پس جب کہ اہل توقیت واہل نجوم واہل حساب کا بھی شرح میں اعتبار نہیں تو عوام کا طعن کرنا بر بناء مذکور کس طرح صحیح ہو سکتا ہے اور بقاعدہ حساب بھی اگر آج صبح کو چاند مشرق میں نظر آوے تو اگلے دن شام کو رویت ہلال ہو سکتی ہے۔ کما ہو مشاہد۔ فقط۔

غیر معتبر کی شہادت قابل قبول نہیں

(سوال ۷۱) اگر کسی شہر میں مطلع صاف نہ ہو اور دو شخص ضعیف البصر غیر عادل جن کو عوام الناس غیر معتبر سمجھیں شہادت دیں اور امام جامع مسجد ان کی شہادت پر فتویٰ دے کر پنجشنبہ کو عید الاضحیٰ کی نماز ہوگی۔ عوام الناس دونوں شاہدوں کا غیر عادل اور غیر معتبر ہونا بیان کریں اور امام صاحب کہیں کہ شہادت میں عدالت کی شرط نہیں محض دو کلمہ گو کلمہ پڑھ کر حلف سے شہادت دیں گے تو ہم مان لیں گے۔ شہادت دو فاسقوں کی بھی مقبول ہوتی ہے اور دوسرا عالم جمعہ کی عید کا فتویٰ دے، اس صورت میں پنجشنبہ کی نماز عید الضحیٰ اور قربانیاں جائز ہوئیں یا نہیں۔

(جواب) عدالت گواہان کی، ثبوت رویت ہلال کے لئے ضروری ہے غیر معتبر اور غیر عادل گواہوں کی گواہی سے عید الضحیٰ ثابت نہیں ہوتی۔ (۲) اس صورت میں جو پنجشنبہ کو عید ہوئی وہ صحیح نہیں ہوئی اور قربانی بھی درست نہیں ہوئی۔ جمعہ کو عید کرنے والے اور قربانی کرنے والے حق پر ہیں۔ فقط۔

شہادت علی القضا

(سوال ۷۲) فی رد المحتار . بخلاف الشهادة علی الشهادة فی سائر الا حكام حيث لا تقبل مالم يشهد علی شهادة كل رجل رجلان او رجل و امراتان الخ وفی الدر المختار احكام هلال الفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ ا شهد وعدم الحد فی قذف لتعلق نفع العبدل لكن لا تشترط الدعوی (۳) وان سقط لفظ الشهادة للضرورة لكن يبقی بقية الا حكام كما مرمن رد المحتار بخلاف الشهادة علی الشهادة فی سائر الا حكام ای فی غير احكام هلال رمضان۔

ان روایات پر نظر کر کے حسب ذیل مسئلہ کا کیا جواب ہوگا۔ زید نے رویت شوال کی باقاعدہ شہادت لے کر

---

(۱) رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۲۵ مطلب لا عبرة بقول الموقتين .ط.س. ج۲ ص۳۸۷ ۱ ظفير.
(۲) للصوم مع علة كغيم و غبار خبر عدل او مستور الخ لا فاسق اتفاقا (در مختار) اما مع تبين الفسق فلا قائل به عند نا (رد المحتار كتاب الصوم ج ۳ ص ۱۲۳ و ج ص ۱۲۴ .ط.س. ج۲ ص۳۸۵) ظفير وهلال الا ضحیٰ وبقية الا شهرا التسعة كا لفطر علی المذهب الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۳۰ .ط.س. ج۲ ص ۳۹۱ ظفير.
(۳) ايضا ج ۲ ص ۱۲۴ .ط.س. ج۲ ص۳۸۶ ۱ ظفير.

اپنے شہر الہ آباد میں افطار کا حکم دیا۔ اب بکر جو اس وقت الہ آباد میں مقیم تھا، شہر کانپور میں جا کر اس بات کی خبر دی کہ زید نے الہ آباد میں باقاعدہ شہادت لے کر افطار کا حکم دیا ہے، اب تم لوگ بھی افطار کرلو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کانپور کے لوگ صرف بکر کی شہادت پر افطار نہیں کر سکتے، کیونکہ فطر میں عدد بھی شرط ہے مگر شبہ یہ ہے کہ بکر کی شہادت چونکہ شہادت علی القضاء ہے جو حکم میں شہادت علی الشہادۃ کے ہے، اس لئے اب صرف ایک اور شخص کی شہادت کی ضرورت افطار صوم کے لئے ہوگی یا تین اور شخصوں کی۔ کیونکہ حسب روایت اول چونکہ فطر کے لئے دو شخصوں کی شہادت کی ضرورت ہے اور شہادت علی الشہادۃ کی صورت میں ہر شخص کے لئے دو دو ہونا چاہئے۔ اس لئے بکر کے علاوہ تین شخصوں کی شہادت علی الشہادت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ نیز جو دو شخص شہادت علی الشہادت ایک شخص کی دیں وہی دو شخص دوسرے شخص کی شہادت علی الشہادت دیں تو کافی ہے یا نہیں۔ کیا دوسری وتیسری روایت سے یہ معلوم ہوا کہ ہلال رمضان کے اثبات کے لئے لفظ اشہد شرط ہے اور ہلال فطر کے لئے نہیں حالانکہ ہلال رمضان کے اثبات کے لئے بھی دیکھا جاتا ہے کہ گواہ سے یہ نہیں کہلایا جاتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا ہے گو معنی ضرور سمجھے جاتے ہیں۔ پس قاضی کو ہلال رمضان کی رائے سے شہادت کے وقت کیا لفظ اشہد کا ترجمہ لفظاً کہلانا ضروری ہے۔ ونیز کیا تیسری روایت سے یہ ثابت ہوا کہ شہادت علی الشہادت کی صورت میں بھی ثبوت ہلال رمضان کے لئے صرف ایک شاہد کی ضرورت ہے۔ بخلاف ثبوت ہلال فطر کے کہ چار شخصوں کی ضرورت ہے۔ کمامر۔

(جواب) شہادت علی الشہادت میں دو گواہ دونوں شاہدوں کے گواہ ہوسکتے ہیں جیسا کہ عبارت ہدایہ مشمولہ سے واضح ہے اور شہادت علی حکم القاضی میں بھی دو گواہ کافی ہیں جیسا کہ عبارت شامی منقولہ میں تصریح ہے۔

اثبات ہلال رمضان میں لفظ اشہد کی ضرورت نہیں ہے اور فطر میں ضرورت ہے۔ کما صرح بہ فی الدر المختار وحققہ الشامی۔ عبارات متعلقہ جواب ہذا۔

وقبل بلا دعوی وبلا لفظ الخ للصوم مع علةالخ خبر عدل الخ(۱) ویجوز شهادة شاهدین علی شهادة شاهدین. وقال الشافعیؒ لا یجوز الا الا ربع علی کل اصل اثنان الی ان قال ولنا قول علیؓ لا یجوز علی شهادة رجل الا شهادة رجلین ولان نقل شهادة الا صل من الحقوق فهما شهدا بحق ثم شهدا بحق اخر۔(۲)وقال فی الدر المختار فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذاثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب الخ وفی رد المحتار قوله بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر الخ۔(۳) ج ۲ ص ۹۶ وفی الدر المختار وقبل بلا لفظ اشهد وبلا حکم و مجلس قضاء الخ للصوم مع علة کغیم و غبار خبر عدل الخ(۴)وفیه وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد الخ ۔(۵)فقط۔

---

(۱)الدر المختار علی هامش رد المحتار ، کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۳ .ط.س. ج۲ص۳۸۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) هدایه باب الشهادة علی الشهادة ج ۳ ص ۱۵۴ . ۱۲ ظفیر.(۳) رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص۳۹۴. ۱۲ ظفیر غفر الله ذنوبه الجلی والخفی.(۴)الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۳ .ط.س. ج۲ص۳۸٦. ۱۲ ظفیر .(۵) الدر المختارعلی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ .ط.س. ج۲ص۳۸٦. ۱۲ ظفیر.

دو معتمد کی شہادت پر افطار درست ہے یا نہیں

(سوال ۷۴۳) یہاں سے بروز منگل چند اشخاص نے یہ شہادت دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور ان میں دو شخص ایسے ہیں جو کہ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں، ان کی شہادت پر روزہ افطار کرلیا اور عید کی یہ جائز ہوا یا نہ، اور اس روزہ کی قضا کی جائے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں گواہی دو گواہوں کی جنہوں نے چاند دیکھنا بیان کیا اور وہ نمازی ہیں معتبر ہے، بحالت ابران کی گواہی سے افطار کرنا اور عید کرنا درست ہوا اس روزہ کی قضا لازم نہیں ہے۔ ہٰکذا فی کتب الفقہ۔ (۱) فقط۔

ثبوت ہلال کی اطلاع بذریعہ ڈاک

(سوال ۷۴۴) ایک شہر کے اندر ثبوت رویت ہلال کا بہم پہنچ گیا اور اس بستی کے علماء نے رویت ہلال کو شائع کردیا اور اس حکم کو بذریعہ ڈاک دوسرے شہر کے مفتی کے پاس بھیج دیا وہ اس فتوے کی بناء پر اس حکم کو جاری کرسکتا ہے جو ڈاک کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ یا موافق قانون کتاب القاضی الی القاضی خاص شاہد لے کر آویں۔

(جواب) ایسے امور میں خط کا اعتبار ہوتا ہے جب کہ قرائن اس کے صدق کے موجود ہوں اور بناوٹ کا شبہ نہ ہو۔ (۲) فقط۔

تیس شعبان سے تیس روزے پورے کر کے افطار کرنا کیسا ہے

(سوال ۷۴۵) تیسویں شعبان کو زید نے فرض نیت سے روزہ رکھا اور پھر تیس روزے پورے رکھنے کے بعد یعنی تیسویں رمضان کو بدون رویت وشہادت شرعی کے محض جنتری کے حساب سے یا اپنی رائے سے اس نے فرض روزہ توڑ ڈالا اور سب کو برملا فتویٰ دیا کہ آج عید کرنا جائز ہے۔ کیونکہ تیس روزے کامل ہوگئے ہیں اور جنتری میں بھی لکھا ہے۔ چاند تو ہوا ہے صرف ابر کی وجہ سے رویت کا ثبوت نہیں پایا گیا۔ یہ بات سن کر اکثر لوگوں نے بے دھڑک روزہ توڑ کر عید کرلی۔ اور عمر نے رویت رمضان کے بعد فرض روزہ رکھا اور کامل تیس روزے رکھنے کے بعد شوال کا چاند دیکھ کر عید کی۔ اس صورت میں کون مخطی ہے اور کون مصیب ہے، اور جو مخطی ہے اس پر روزہ کی قضاء واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زید خطا پر ہے اور مصیب عمر ہے اور روزہ کی قضا کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر بعد میں دوسری جگہ کی رویت زید کے گمان کے مطابق ہوگئی اور اس کا ثبوت با قاعدہ ہوگیا تو قضاء لازم نہیں ورنہ لازم ہے۔ (۳)

(۱) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة (در مختار) اى على الا موال وهو رجلان او رجل و امر اتان (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۸۶) ظفير

(۲) فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب (در مختار كان كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهد اعلى حكم القاضي او يستفيض الخبر بخلاف اذا اخبران اهل بلدة كذا راوه لانه حكاية (رد المحتار كتاب الصوم قبيل باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۴)

نعم لو استفاض الخبر فى البلدة الا خرى لزمهم على الصحيح من المذهب (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۰) ظفير

(۳) و بعد صوم ثلاثين بقول عدلين حل الفطر الخ ولو صاموا بقول عدل حيث يجوز و غم هلال الفطر لا يحل على المذهب (در مختار) والحاصل انه اذا غم شوال افطر واتفاقا اذا ثبت رمضان بشهادة عدلين فى الغيم اوا لصحوا ، وان لم يغم فقيل يفطرون مطلقا وقيل لا ، وقيل يفطرون ان غم رمضان ايضا والا لا (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۰) اور صورت مسئولہ میں تو اس نے اٹکل پچو رکھا تھا اس لئے قضا واجب ہے ۱۲ ظفیر۔

تیس روزے پورے کئے

(سوال ۷۶) یہاں رائے پور میں نماز عید الفطر بوجہ ابر ۲۹ رمضان المبارک کو چاند نہ ہونے کی وجہ سے باتفاق رائے مسلمانوں نے تیس روزے پورے کر کے پنجشنبہ کو پڑھی گئی اس کے بعد ۲۹ شوال بروز پنجشنبہ ذلقعدہ کا چاند بھی بوجہ ابر نظر نہیں آیا، علی ہذا القیاس ذی الحجہ کا چاند بھی ۲۹ ذیقعدہ کو ابر کی وجہ سے نظر نہیں آیا۔ اس وجہ سے عید الضحیٰ میں اختلاف ہوا، یعنی ایک گروہ نے ایک مہینہ ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ کا شمار کر کے بغیر شہادت رویت ہلال یہ رائے قرار دی کہ سہ شنبہ کو عید الضحیٰ ہونی چاہئے۔ غرض سہ شنبہ کو نماز عید الضحیٰ پڑھی گئی، دوسرے گروہ نے ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آنے اور شہادت رویت نہ ملنے کے باعث دونوں مہینے شوال وذیقعدہ تیس تیس دن کے شمار کر کے چہار شنبہ کو عید الاضحیٰ پڑھی، دونوں گروہ میں کس کا فعل شریعت کے موافق ہے۔

(جواب) قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ اگر ۲۹ کو چاند نظر نہ آوے اور کسی دوسرے جگہ سے بھی معتبر ذریعہ سے خبر رویت کی نہ آوے تو تیس دن پورے کر کے دوسرا مہینہ شروع کیا جائے، لہذا شریعت کے موافق ان لوگوں کا ہے جنہوں نے بصورت مذکورہ تیس تیس دن پورے کئے۔ جنہوں نے بلا کسی ثبوت کے ایک چاند ۲۹ کا اور ایک تیس کا فرض کر کے بقرعید کی وہ خطا پر ہیں، اگر چہ سہ شنبہ کو بقرعید ہونا رویت کے موافق محقق ہو گیا ہے۔ چنانچہ دیوبند اور اس کے اطراف میں بھی شنبہ کو رویت ہلال ذی الحجہ کی ہوئی اور یکشنبہ کو یکم ذی الحجہ قرار پائی اور سہ شنبہ کو بقرعید ہوئی، اور نص اس بارہ میں حدیث معروف صوموا لرویته وافطروا لرویته الحدیث(۱) ہے فقط۔

تار کی خبر پر عید کرنا کیسا ہے

(سوال ۷۷) اگر کوئی رئیس مسلم اپنے حکام مسلم کو یہ تار دے کہ چاند ہو گیا، اس تار پر روزہ افطار کرنا اور عید کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خبر شرعاً معتبر نہیں ہے اور محض ایسے تار پر افطار کرنا درست نہیں ہے اور تحقق اس کی کتب فقہ میں ہے۔ شامی میں طریق موجب جس سے دوسروں پر رویت لازم ہو جاوے۔ یہ تحریر فرمایا ہے کہ دو معتبر مرد شہادت کے متحمل ہوں یا حکم قاضی کی گواہی دیں یا خبر متواتر ہو جاوے، سو ظاہر ہے کہ تار میں ان وجوہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔(۲) فقط۔

خط پر افطار درست ہے یا نہیں

(سوال ۷۸) کسی عالم سے خط کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ رویت ۲۹ کو ہوئی تو یہ حجت ہے یا نہیں۔

(جواب) خط حجت نہیں ہے، لیکن اگر قرائن سے صدق اس کا معلوم ہو تو عمل اس پر درست ہے۔(۳) فقط۔

بعد میں ۲۹ کا چاند ثابت ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۷۹) ۲۹ شعبان کو جادرہ سے رویت ہلال کا یہاں تار آیا تھا مگر ہم نے اس پر عمل درآمد نہیں کیا، بعدہ اخباری

---

(۱) مشکوۃ باب رویت ہلال ص ۱۷۴۔ ۱۲ ظفیر

(۲) اذا ثبت عندهم روية اولئک بطريق موجب (در مختار) كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدا على حكم القاضى اوليستفيض الخبر (رد المحتار كتاب الصوم قبيل باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲۔ ط.س. ج۲ ص ۳۹۴) ظفير.

(۳) اذا ثبت عندهم روية اولئک بطريق موجب (در مختار) كا ن يتحمل اثنان الشهادة او يشهد ا على حكم القاضى او يستفيض الخبر (رد المحتار كتاب الصوم قبيل باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲۔ ط.س. ج۲ ص ۳۹۴) ۱۲ ظفير۔

خبروں سے بعض جگہ ۲۹ شعبان کی رویت کا حال معلوم ہوا۔ سوال یہ ہے کہ اب ۳۰ جون کو یکم شوال ہمارے واسطے بھی ضرور ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ۲۹ شعبان یوم جمعہ کی رویت ہلال رمضان المبارک عام شہادات اور اخبار متواترہ سے ثابت اور محقق ہوگئی ہے اور شنبہ کو پہلا روزہ ہونا مسلم ہوگیا ہے۔ پس جن لوگوں نے شنبہ کو روزہ نہیں رکھا ان پر قضاء اس روزہ کی لازم ہے۔ اور عید کا چاند اگر شنبہ کو نظر نہ آیا تو یکشنبہ کو تیس رمضان ہوکر روزہ دوشنبہ ۳۰ جون کو عید کرنا ضروری ہے۔(۱) فقط۔

اختلاف مطالع عندالاحناف

(سوال ۸۰) احناف کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو کتنی دور تک کی خبر رویت ہلال کی اگر موجب طریقہ سے ثابت ہوتو قبول کی جائے گی۔ اور اگر اختلاف معتبر ہے تو ایک مطلع کی حد شرعاً کیا ہے۔ پھر وہ صورت یعنی اعتبار اختلاف یا عدم اعتبار حکم رویت کا تمام ملک کے واسطے یکساں ہے یا جدا۔ ایک شہر کے مفتی یا دیندار عالم کے نزدیک رویت ہلال کا ثبوت بموجب شرع شریف ہو۔ اور وہ اس رویت کے ثبوت کی خبر دوسرے شہر کے مفتی یا دیندار عالم کو بذریعہ آلہ
ٹیلیفون کے کرے جس میں خبر دہندہ اور مخبر الیہ ایک دوسرے کی آواز کو اچھی طرح سنتے اور پہچانتے ہیں اور تکلم کے وقت غیر کا واسطہ بھی نہیں ہوتا اور مخبر الیہ کو اس خبر کی تصدیق میں کسی طرح کا شک نہیں رہتا تو اس خبر پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں

(جواب) حنفیہ کے نزدیک اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر اہل مغرب کو چاند نظر آوے تو وہ اہل مشرق کو لازم ہوجاتا ہے۔ بشرطیکہ بطریق موجب ان کو رویت اہل مغرب کی معلوم اور ثابت ہوجائے۔ قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر علی ظاهر المذهب الخ فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولٰئک بطریق موجب الخ (۲) اور درالمختار میں طریق موجب کی تشریح اس طرح کی گئی ہے کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ماذا اخبر ا ان اهل بلدة کذا راوه لانه حکایة الخ (۳) پس اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ تار اور ٹیلیفون کے ذریعہ سے جو خبر رویت دوسرے شہر کی معلوم ہوگی وہ معتبر نہیں ہے کیونکہ طریق موجب کی تینوں صورتوں میں سے یہ کسی میں داخل نہیں ہے۔ فقط۔

اختلاف مطالع اور غلط خبر پر اعتماد

(سوال ۸۱) شہر کٹک میں زید نے کلکتہ سے آکر کہا کہ کلکتہ ذکریا مسجد کے امام نے بمبئی کی خبر رویت ہلال ۲۹ ذی قعدہ پر جمعہ کے دن بقرعید مقرر کی ہے، لہٰذا آپ لوگ بھی جمعہ کی نماز مقرر کیجئے۔ زید کے کہنے پر جامع مسجد کے چند مصلی بیوپاری نے جمعہ کی نماز کا اعلان کیا، اس کے بعد عمر آیا اور مذکور مصلیوں کو جمع کرکے کہا کہ آپ لوگوں نے

---

(۱) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الا خری لزمهم علی الصحیح الخ وبعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ و ج ۲ ص ۱۲۹ .ط.س. ج۲ص ۳۹۰) ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم . مطلب فی اختلاف الطالع ج ۲ ص ۱۳۱ و ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۳) ۱۲ ظفیر.
(۳) رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.

بغیر کسی عالم کی شہادت کے کس طرح اعلان عیدالاضحیٰ کا کردیا۔ اس کے بعد خالد آیا اور موجودہ لوگوں کو سختی کے ساتھ کہا کہ پہلے فیصلہ کے خلاف کرنے میں سخت خرابی ہوگی، اگر ۹ تاریخ میں مسلمان اتفاق کرکے نماز عیدالاضحیٰ پڑھ لیں تو جائز ہوگا غرض کے خالد کے دباؤں میں اکثر آدمیوں نے نماز عیدالاضحیٰ جمعہ کو پڑھی۔ اب بمبئی سے یہ تحقیق ہوئی کہ وہاں نماز عید شنبہ کو ہوئی، اس صورت میں شرعی مجرم زید ہے یا مصلی اور خالد کی نسبت کیا حکم ہے، اور اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں جب کہ کتب فقہ سے ثابت ہے کہ ارض بلغار میں ۲۳ گھنٹہ دن اور ایک گھنٹہ رات ہے تو اختلاف مطالع معتبر ہونا چاہئے۔ تار کی خبر معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے یعنی اختلاف مطالع تو درحقیقت واقع ہے لیکن شرعاً اس کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ پس اگر اہل مغرب چاند دیکھ لیں اور ان کی رویت کی خبر اہل مشرق کو بطریق موجب پہنچ جاوے تو اہل مشرق بھی اس پر عمل کریں گے **کما قال فی الدر المختار اختلاف المطالع الخ غیر معتبر علےٰ ظاهر المذهب الخ فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب الخ** شامی نے ردالمختار میں فرمایا **قوله بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ماذا اخبر اان اهل بلدة کذارا وه لانه حکایة الخ ص ۹۶ و ص ۹۷ جلد ثانی شامی** ۔(۱)

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ صورت سوال میں خالد خطاء پر تھا اور زید کے کہنے پر جن لوگوں نے جمعہ کی بقرعید کا اعلان کیا وہ بھی خطاء پر تھے کیونکہ اس صورت میں کوئی شہادت معتبرہ بمبئی کی رویت کی نہ تھی محض اتنی خبر پر کہ زید نے آ کر یہ کہہ دیا کہ کلکتہ میں بمبئی کی خبر پر بقرعید کا اعلان بروز جمعہ ہوا ہے، اہل کٹک کو جمعہ کو بقرعید کرنا جائز نہ تھا بلکہ بوجہ جہالت کے لوگوں نے زید کے کہنے پر ایسا کیا اور خالد نے پھر اس کی تائید اپنی جہالت سے کی ولیکن جو کچھ ہوگیا، خالد وغیرہ کو اپنی غلطی کا اقرار اور اس پر ندامت اور توبہ کرنا لازم ہے اور آئندہ کو ایسی خبر پر عمل نہ کرنا چاہئے بلکہ جب تک بطریق معتبر شرعاً رویت کی دوسری جگہ سے نہ آوے اس وقت تک اس پر عمل نہ کریں اور بعد اس کے کہ معتبر طریق سے دوسری جگہ کی خبر رویت ہلال کی آجاوے تو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ **کما مر عن الدر المختار ان اهل المشرق یلزمهم برویة اهل المغرب** ۔(۲) اور خبر تار شرعی قواعد سے معتبر اور واجب العمل نہیں ہے۔ لیکن اگر دیگر قرائن سے یا تعداد اخبار سے ظن غالب اس کے صدق کا ہوجاوے تو اس پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ ظن غالب کا ہی اس بارہ میں اعتبار ہوتا ہے اسی لئے اگر خط سے ظن غالب حاصل ہوجاوے تو اس پر بھی عمل کرنا درست ہے اور خط کا اس بارہ میں اعتبار کیا گیا ہے، جب کہ معلوم ہو کہ یہ خط اسی شخص کا ہے جس کے نام سے آیا ہے اور الخط یشبہ الخط اس موقعہ پر ملحوظ نہ ہوگا **کما صرح به الفقهاء من اعتبار الخط فی المعاملات** ۔(۳) فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ . ط.س. ج۲ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر
(۳) وفی الا شباه لا یعمل بالخط الا فی مسئله کتاب الا مان ویلحق به البرا آت و دفتر بیاع وصراف وسمسار وجوزه محمد لراو وقاض وشاهدان تیقن به قیل و به یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب کتاب القاضی الی القاضی ج ۴ ص ۴۸۹ .ط.س. ج۵ص ۴۳۵ ظفیر صدیقی.

تیسرا باب

یوم الشک یعنی چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیسویں شعبان کا روزہ

۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آیا مگر اس امید پر کہ شاید چاند کی خبر آجائے کوئی روزہ رکھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۲) انتیسویں شعبان کو اگر بوجہ ابر چاند نظر نہ آیا تو تیس شعبان کو اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر چاند کی خبر آ گئی تو یہ روزہ رمضان ہو جاوے گا ورنہ نفل ہوگا۔ جائز ہوگا یا نہیں۔ اور اگر چاند کی خبر آ گئی تو یہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا یا نہیں۔

(جواب) اس تردد کے ساتھ روزہ رکھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص پر عاصی کا اطلاق فرمایا ہے کما ورد من صام یوم الشک فقد عصیٰ اباالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم (۱) اور یہ محمول اس شخص پر ہے جو بہ نیت فرض اس دن روزہ رکھے یا اس طرح جو سوال میں درج ہے اور اگر کوئی شخص بہ نیت نفل رکھے تو درست ہے۔ بہر حال اگر چاند کی خبر آ گئی تو وہ روزہ رمضان شریف کا ہو جاوے گا، الا بان ظهرت فعنه ای عن رمضان۔ درمختار۔ (۲)

۲۹، ۳۰ چاند میں اختلاف کی وجہ کسی کے روزے تیس ہوئے اور کسی کے ۲۹ کس کا اعتبار کیا جائے

(سوال ۸۳) رویت ہلال رمضان میں اختلاف ہوا، بعض جگہ انتیسویں کے حساب سے روزہ رکھا گیا بعض جگہ تیس کے حساب سے۔ جن لوگوں نے ۲۹ کے حساب سے روزہ رکھا ان کے نزدیک تو تیس روزے رمضان شریف کے ہو گئے، صبح کو عید ہے، کیونکہ ان کے تیس روزے پورے ہو گئے اور جنہوں نے ۳۰ دن شعبان کے پورے کر کے روزہ رکھا ہے ان کے نزدیک انتیس تاریخ رمضان کی ہے اور ان تاریخوں میں ابر ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اختلاف مطالع کا عندالحنفیہ اعتبار نہیں۔ اگر ایک جگہ انتیس کا چاند ہوا اور وہ شرعاً ثابت ہو گیا تو دوسری جگہ بھی اسی حساب سے روزہ لازم ہوگا۔ جن لوگوں کو بعد میں اطلاع ہوئی اور انہوں نے تیس کے حساب سے روزہ رکھا تھا تو وہ بھی انتیس والوں کے موافق عید کریں اور ایک روزہ پہلے قضاء کریں۔ اور اگر انتیس والوں نے بلا ثبوت شرعی روزہ رکھ لیا تو ان کا پہلا روزہ معتبر نہیں ہوا، ان کو چاہئے کہ تیس والوں کا اتباع کریں اور ان کے موافق عید کریں۔

الغرض جیسا کہ ایک جگہ ثابت ہوگا اور شرعاً معتبر مانا جاوے گا، دوسری جگہ لازم ہو جاوے گا۔ مثلاً اگر ثابت ہو گیا کہ بدھ کو یکم رمضان ہوئی تو جمعرات سے روزہ رکھنے والوں کو ایک روزہ کی قضاء لازم ہوگی۔ اور جمعہ کو سب کو عید کرنا ضروری ہے اور یہ خیال کرنا کہ جمعہ کو جو چاند نظر آیا وہ اس شب کا ہے شرعاً معتبر نہیں ہے اور یہ خیال غلط ہے، قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوى الخ فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق

---

(۱) دیکھئے رد المحتار كتاب الصوم مبحث في يوم الشك ج ۲ ص ۱۲۱. ط.س. ج۲ص ۳۸۱. ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الصوم مبحث في يوم الشك ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱۔ پوری عبارت یہ ہے ولا يصام يوم الشك هو يوم الثلاثين من شعبان الخ الانفلا ويكره غيره ولو صامه لو اجب اخر كره تنزيها ولو جزم ان يكون عن رمضان كره تحريما ويقع عنه في الا صح ان لم تظهر رمضانيته والا بان ظهرت فعنه (ایضاً) ظفیر۔

موجب . الخ(۱)فقط۔

۲۹ شعبان کے چاند میں اختلاف ہوا، کسی نے ۲۹ کے حساب سے روزہ رکھا تو عید کب کرے

(سوال ۸۴) ایک عورت پابند صوم وصلوٰۃ نے میرے روبرو شہادت دی کہ اس نے شعبان کا چاند معہ اپنی بہو کے دوشنبہ کو دیکھا اس حساب سے بدھ کو ۳۰ شعبان ہوئی، چونکہ بہت جانچ کے بعد مجھے اس کے بیان پر یقین ہوا اس لئے میں پنجشنبہ سے بعد تکمیل ثلاثین ماہ شعبان کے روزہ رکھا۔ بھوپال میں قاضی صاحب اور مفتی صاحب میں اختلاف ہے۔ مفتی صاحب رویت ماہ رمضان کا اعتبار کرتے ہیں اور قاضی صاحب تکمیل ثلاثین شعبان پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اب مجھ غریب کو کیا کرنا چاہئے، صوم وافطار کے بارے میں۔

(جواب) قال فی الشامی لو صام رائی هلال رمضان واکمل العدة لم یفطرا لا مع الا مام لقوله علیه الصلوٰة والسلام صومکم یوم تصومون وفطر کم یوم تفطرون . رواه الترمذی وغیره. والناس لم یفطر وانی مثل هذاالیوم فوجب ان لا یفطر نهر۔(۲) اس عبارت سے اور نیز دیگر عبارات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شخص مذکور سب کے ساتھ صوم وفطر میں شریک رہے، جیسا سب کریں ویسا وہ بھی کرے۔ فقط۔

شک کی وجہ سے تیس شعبان کا روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۸۵) شعبان کی ۳۰ تاریخ کو احتیاطاً اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر کہیں باہر سے رمضان کا چاند ہونے کی خبر آجاوے گی تو روزہ فرضی ادا ہوجاوے گا ورنہ نفل، آیا یہ صورت جائز ہے بلا بحث مکروہ ونا مکروہ کے۔ ایک واعظ صحاح ستہ کی حدیث کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ ایسا روزہ قطعی ناجائز ہے اور ایسا روزہ رکھنے والا گناہ گار ہے، کیا کوئی حدیث امتناع کی صحاح ستہ میں ہے، اگر ہے تو علماء کو اس کے جواز وعدم جواز میں اختلاف کیوں ہے اور بعض فقہاء نے حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے اس کو کیونکر جائز قرار دیا۔

(جواب) وہ حدیث ممانعت کی یہ ہے من صام الیوم الذی یشک فیه فقد عصی ابا القاسم صلی الله علیه وسلم ، رواه ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجه والدارمی۔(۳) اس لئے حنفیہ یہ لکھتے ہیں کہ یوم الشک میں یعنی ۳۰ شعبان کو روزہ رکھنا عوام کے لئے مکروہ ہے اور خواص کو درست ہے، اور جو شخص نیت روزہ یوم الشک میں تردد نہ کرے بلکہ قطعی طور سے نفل کی نیت کرے، وہ خواص میں سے ہے اور حدیث من صام الخ کا جواب درمختار میں یہ دیا ہے کہ فلا اصل لہ یعنی مرفوع ہونا اس کا بے اصل ہے لیکن موقوفاً ثابت ہے۔ فقط۔

۲۹ شعبان چاند کسی وجہ سے نظر نہ آئے تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۸۶) ۲۹ شعبان کو چاند نہ دیکھا گیا بوجہ ابر کے اور کسی جگہ سے خبر بھی نہ ملی اکثر آدمیوں نے اندازاً وعقلاً روزہ رکھ لیا ، یعنی شنبہ کو اس صورت میں روزہ رکھنا جائز ہے یا کیا؟

(جواب) اس صورت میں بھی مسئلہ یہ ہے کہ ۲۹ کو بسبب ابر وغیرہ کے چاند نظر نہ آوے اور کوئی خبر پختہ با قاعدہ چاند دیکھنے کی بھی نہ آوے تو اگلے دن روزہ رکھنا نہ چاہئے کیونکہ وہ یوم الشک ہے اور یوم الشک کے روزہ کی ممانعت آئی ہے،

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار قبیل ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۱ و ج ۲ ص ۱۳۲ . ط.س. ج۲ص ۳۹۲. ۳۹۴ ۱۲ ظفیر. (۲) رد المحتار کتاب الصوم بعد مبحث یوم الشک ج ۲ ص ۱۲۳ . ط.س. ج۲ص ۳۸۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰة باب رویت الهلال ص ۱۷۴ . ۱۲ ظفیر صدیقی.

اس روز روزہ مکروہ ہے۔(۱) البتہ دس گیارہ بجے دن تک انتظار کرنا چاہئے کیونکہ اگر خبر آ گئی تو روزہ رکھیں، ورنہ افطار کر دیں، اگر کسی نے روزہ رکھا بدون کسی گواہی وخبر کے تو اس نے برا کیا لیکن اگر بعد میں ثابت ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہے تو روزہ رمضان کا ادا ہو گیا۔ اس پر قضا لازم نہ آوے گی اور جس نے روزہ نہیں رکھا وہ قضا کرے گا۔(۲)

یوم شک کا دن اگر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہوگئی تو کیا فرض ادا ہوگا

(سوال ۸۷) یوم شک کا کسی نے روزہ رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ پہلی رمضان تھی تو یہ روزہ رمضان میں شمار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) رمضان کے فرض روزے میں محسوب ہوگا۔ قضا کی ضرورت نہیں۔(۳) فقط۔

یوم الشک کے روزہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۸۸) روزہ داشتن بروز شک بہ نیت رمضان چہ حکم دارد؟ واگر شخصے بہ نیت مذکورہ روزہ داشت افطارش جائز است یا ناجائز و نیز بر مفطر قضاء وکفارہ لازم است یا نہ؟

(جواب) روزہ داشتن درروز شک بہ نیت رمضان ناجائز ومنہی عنہ ومکروہ تحریمی است، فی الحدیث۔
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تقد موا رمضان بصوم یوم او یومین الا رجل کان یصوم صوماً فلیصم وقال فی الدر المختارلو جزم ان یکون عن رمضان کرہ تحریماً وفی رد المحتار کرہ تحریماً للتشبہ باھل الکتاب لا نھم زا د وافی صومھم وعلیہ حمل حدیث النھی عن التقدیم بصوم یوم اویومین بحر انتھیٰ (۴) وفی الجوھرۃ فان صام یوم الشک بنیۃ رمضان فلا خلاف بین العلماء انہ لا یجوز انتھیٰ(۵) وقال فی البحر واختلفوا فی الصوم قال بعضھم یکرہ ویا ثم کذافی الفتاوی الظھیریۃ انتھیٰ (۶) وقال فی المستخلص شرح الکنز ولا یصام یوم الشک الا تطوعا لقولہ علیہ السلام لا یصام الیوم الذی شک فیہ انہ من رمضان او من شعبان الا تطوعا ثم قال اعلم ان ھذہ المسئلۃ علی وجوہ احدھا ان تصوم بنیۃ رمضان وھو مکروہ لما روینا ولا نۃ تشبیہ باھل الکتاب لا نھم زادوا فی مدۃ صو مھم ثم ان ظھر الیوم من رمضان یجزیہ لا نہ شھد الشھر وصامہ وان ظھرانہ من شعبان کان تطوعا لکن اساء بارتکاب المنھی عنہ وان افطر لم یقضہ لا نہ المظنون انتھیٰ۔(۷)۔

شک نیست کہ ازیں عبارت مذکورہ روشن ومبرہن آنست کہ دریں روز روزہ داشتن بہ نیۃ رمضان ناجائز است و روزہ دارندہ آثم وگنہگار، پس بنابراں درجواز افطار آں شکے نیست کما ھو ظاھر علی من لہ عقل سلیم ورای مستقیم ولا قضاء علی المفطر لما قدمناہ عن المستخلص وھو المذکور فی جمیع الکتب ولا کفارۃ علیہ لما فی المتون لا کفارۃ با فساد الصوم غیر رمضان الخ۔

---

(۱) ولا یصام یوم الشک وھو یوم الثلاثین من شعبان الخ الا نفلا ویکرہ غیرہ الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۹ و ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱ ۱۲ ظفیر. (۲) ولا یصام یوم الشک الخ الا نفلا الخ بان ظھرت فعنہ ای عن رمضان (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱) ظفیر. (۳) ولا یصام یوم الشک الخ الا نفلا الخ والا بان ظھرت فعنہ ای عن رمضان (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱) ظفیر.
(۴) والا بان ظھرت فعنہ ای عن رمضان (رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی صوم یوم الشک ج ۲ ص ۱۱۹. ط.س. ج۲ص ۳۸۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱. ۱۲ (۵) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۰ ۳۸۱. ۱۲ ظفیر.
(۶) البحر الرائق کتاب الصوم ج ۲ ص ۲۸۵. ۱۲ ظفیر
(۷) مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب الصوم ج ۱ ص. ط.س. ج۲ص ۲۶۵ ۱۲ ظفیر.

چوتھا باب

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱/۷۹) آیا بحالت روزہ مسواک کرنا جائز ہے یا نہیں۔

روزہ میں منجن کا استعمال کیسا ہے

(سوال ۲/۸۰) جب کہ مسوڑھوں سے خون اور مواد نکلتا ہو تو کسی ایسے منجن کا جو حابس خون اور دافع مواد ہو استعمال جائز ہے یا نہیں۔

منجن کے استعمال سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳/۸۱) منجن کے استعمال سے روزہ تو نہیں ٹوٹے گا؟

(جواب) (۱) جائز ہے۔(۱) (۲) جائز ہے۔(۲) (مگر منجن مل کر فوراً منہ دھو لے اور کلی کر لے تا کہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اور منجن ایسا ہو کہ عادتاً پیٹ میں نہ پہنچتا ہو، مگر بچنا اچھا ہے، اس لئے کراہت تنزیہی تو بہر حال ہے۔ ظفیر)
(۳) نہیں۔(۳) فقط۔

روزہ کی حالت میں سر میں تیل جذب کرنا کیسا ہے

(سوال ۸۲) روزہ میں سر میں تیل جذب کرنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) درست ہے بلا کراہت۔ کما فی الشامی وسیاتی ان کلا من الکحل والدھن غیر مکروہ الخ (۴)۔

سحری کے وقت پان منہ میں رکھ کر سو گیا اور اسی حالت میں صبح کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۳) ایک شخص نے سحری کے وقت پان کھایا اور کلی نہیں کی، پان کی سرخی منہ میں تھی کہ شخص مذکور سو گیا، صبح کو نیند سے ہوشیار ہوا تو اسی وقت سرخی فوراً تھوک دی اور کلی کر لی تو روزہ درست ہوا یا نہیں۔

(جواب) درست ہو گیا مگر احتیاط یہ ہے کہ اس روزے کی قضا کر لیوے۔(۵)

کیا روزہ کی حالت میں منجن مکروہ ہے

(سوال ۸۴) روزہ میں منجن سے دانت صاف کرنا اگر مکروہ ہے تو کیوں؟

(جواب) احتیاط کے ساتھ اگر منجن ملے اور دانتوں کو صاف کرے کہ حلق کے اندر کچھ نہ جاوے تو مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے خلاف اولیٰ ضرور ہے جس کا مفاد کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ شامی میں ہے قولہ وکرہ لہ

---

(۱) ولا باس بالسواک الرطب بالغداة والعشی للصائم لقوله صلی الله علیه وسلم خیر خلال الصائم السواک من غیر فصل (هدایه باب مایوجب القضاء والکفارة ج ۲ ص ۲۰۳) ظفیر. (۲) ومضغ العلک لا یفطر الصائم لانه لا یصل الی جو نه (ایضا) ظفیر. (۳) ایضاً ۱۲ ظفیر. (۴) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴. ۱۲ او ادهن او اکتحل او احتجم وان وجد طعمه فی حلقه الخ لم یفطر (در مختار) قوله ان وجد طعمه فی حلقه ای طعم الکحل او الدهن کما فی السراج الخ قال فی النهر لان الموجود فی حلقة اثر داخل من المسام الذی هو خلل البدن والمفطر انما هو الداخل من المنافذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد برده فی باطنه انه لا یفطر (ایضاً ج ۲ ص ۱۳۳. و ج ۲ ص ۱۳۴. ط.س. ج۲ ص ۳۹۵. ۳۹۶) ظفیر.
(۵) وکره له ذوق شئی وکذا مضغة بلاعذر (درمختار) الظاهر ان الکراهة فی هذه الاشیاء تنزیهیه (ردالمحتار مطلب فیما یکره للصائم ج ۲ ص ۱۵۳. ط.س. ج۲ ص ۴۱۶) ظفیر

ذوق شئی الخ الظاہر ان الکراہۃ فی ہذہ الاشیاء تنزیہیۃ۔(۱)فقط

روزہ میں رومال بھگو کر سر پر ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۸۵) ایک شخص قصداً روزہ میں بڑا رومال بھگو کر اس لئے اوڑھتا اور ہر روز سر پر باندھتا ہے کہ روزہ میں تخفیف ہو، آیا اس کا روزہ مکروہ ہوتا ہے یا نہیں۔ مالا بد منہ مکروہ لکھتے ہیں اور بخاری شریف میں یہ ہے، فی باغتسال الصائم وبلّ ابن عمر ثوباً فالقی علیہ وھو صائم.

(جواب) درمختار میں ہے وکذالاتکرہ حجامۃ وتلفف بثوب مبتل ومضمضۃ اواستنشاق اواغتسال للتبرو عندالثانی وبہ یفتی (۲) الخ اور شامی میں ہے۔ قولہ وبہ یفتی لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صب علی راسہ الماء وھو صائم من العطش اومن الحر رواہ ابوداؤد وکان ابن عمر یبل الثوب ویلفہ علیہ وھو صائم (۳) الخ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح ومفتی بہ یہی ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔ فقط

کیا روزہ دار کا پانی میں گوز کرنا مکروہ ہے

(سوال ۸۶) صائم کا پانی کے اندر رہ کر گوز کرنا مکروہ ہے- عالمگیریہ۔ کیا یہی معتبر ہے

(جواب) عالمگیریہ میں معراج الدرایہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے اور عدم فساد صوم پر اتفاق ہے- پس ضرورت میں معذور ہوگا اور بلا ضرورت شدید بالاختیار اس سے بچنا بہتر ہے۔ (۴)فقط

بھیگے ہوئے نسوار کا منہ میں ڈالنا کیسا ہے؟

(سوال ۸۷) نسوار در آب تر در دہان دادن مردم روزہ دار را جائز است یا نہ

(جواب) قال فی الدرالمختار اوذاق شیئا بفمہ وان کرہ لم یفطر الخ قولہ وان کرہ الا لعذر کمایاتی (۵)، شامی وایضاً فی الدرالمختار، کرہ لہ ذوق شئی کذا مضغہ بلاعذر (۶) الخ پس معلوم شد کہ نسوار در دہان دادن بدون آنکہ در حلق داخل شود مکروہ است وبعذر جائز است وفی الشامی وذکرالزند ویسی اذا فتل السلکۃ وبلّھا بریقہ ثم امرھا ثانیاً فی فمہ ثم ابتلع ذلک البزاق فسدصومہ (۷) الخ الغرض احتیاط دریں بارہ خوب است ونشاید نسوار در دہان انداختن کہ خوف فساد صوم است۔ فقط

تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ سے رمضان میں دانت صاف کرنا کیسا ہے

(سوال) بعض عورتیں تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ اور مسی منہ میں رمضان شریف میں دن کو استعمال کرتی ہیں، یہ کیسا ہے؟ روزہ میں خلل ہے یا نہ۔

(جواب) اگر دانتوں کو مل کر دھو یا جاوے اور کلی کر لی جائے کہ پیٹ میں اس کا اثر نہ جاوے تو روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔

---

(۱) ردالمختار باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ ج ۲ ص ۱۵۳ .ط.س. ج۲ص ۴۱۶. ظفیر
(۲) الدرالمختار علی ہامش ردالمختار باب مایفسد السوم ومالایفسدہ مطلب فیما یکرہ للصائم ج ۲ ص ۱۵۲ .ط.س. ج۲ص ۴۱۹. (۳) ردالمختار باب ایضاً ج ۲ ص ۱۵۲ .ط.س. ج۲ص ۴۱۹. ۱۲ ظفیر
(۴) ولوفسا الصائم اوضرط فی الماء لایفسدا لصوم ویکرہ لہ ذالک ھکذافی معراج الدرایۃ (عالمگیری کشوری الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ج ۱ ص ۱۹۷ .ط.س. ج۲ص ۱۹۹) ظفیر
(۵) ردالمختار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۸ .ط.س. ج۲ص ۴۰۰، ۱۲ ظفیر
(۶) الدرالمختار علی ہامش ردالمختار باب ایضاً ج ۲ ص ۱۵۳ .ط.س. ج۲ص ۴۱۶، ۱۲ ظفیر
(۷) ردالمختار باب مایفسد اصلوم ج ۲ ص ۱۳۸ .ط.س. ج۲ص ۴۰۰.

نکسیر پھوٹنے سے روزہ میں تو کوئی نقص نہیں واقع ہوتا

(سوال ۸۹) روزہ میں نکسیر پھوٹ گئی۔ حتی کہ اس کا اثر تھوک میں بھی پایا گیا، روزہ میں تو کچھ نقص واقع نہیں ہوا؟

(جواب) اس سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آیا۔ فقط

رمضان میں آٹھ دس دفعہ غسل کرنا کیسا ہے

(سوال ۹۰) روزہ میں آٹھ دس دفعہ غسل کرنا کیسا ہے؟

(جواب) جائز ہے۔ (۱) فقط

ختانین کے ملنے سے روزہ جاتا ہے یا نہیں

(سوال ۹۱) زید نے روزہ میں دن کو بیوی کا بوسہ لیا یا بغل گیر ہوا، یا ایک نے دوسرے کی ختانین کو مس کیا جس سے شہوت پیدا ہوگئی پھر دونوں علیحدہ ہوگئے۔

(جواب) اس صورت میں روزہ ہوگیا، مگر جوان آدمی کو ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

روزہ میں تر کپڑا پہننا اور بار بار غسل کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۹۲) روزہ میں تر کپڑے پہننا اور تین چار مرتبہ غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ روزہ میں کچھ فرق تو نہیں آتا۔

(جواب) اس سے روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا۔ (۳) فقط

ٹیکہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(سوال ۹۳) اگر حالت روزہ میں ٹیکہ لگایا جاوے جو کہ اکثر ملازمین سرکار کے بازو میں یا کسی اور جگہ بدن پر لگایا جاتا ہے اور چونکہ نشتر ٹیکہ لگانے والے میں زہر لگا ہوا ہوتا ہے، بدن میں زہر کا اثر ہو کر تپ ہوتا اور تمام بدن بے کار ہو جاتا ہے، آیا روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس کا روزہ ہو جاتا ہے، فاسد نہیں ہوتا۔ (۴) فقط

آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ میں کچھ نقصان تو نہیں آتا

(سوال ۹۴) اگر روزہ کی حالت میں کوئی دوا ڈالی جاوے تو روزہ میں نقصان آتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن ابی حنیفة انه یکره للصائم المضمضة ولاستنشاق بغیر وضوء وکره اغتسال وصب الماء علی الراس والاستقاع فی الماء والتلفف بالشوب المبلول وقال ابویوسف لایکره وهوالاظهر کذافی محیط السرخی (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثالث ج ۱ ص ۱۸۶ ط.س. ج۲ص۱۹۹ . ظفیر)

(۲) ولاباس بالقبلة اذا من علی نفسه الخ ویکره اذا لم یامن الخ والمباشرة الفاحشة مثل التقبیل فی ظاهر الروایة (هدایه باب مایوجب القضا ج ۱ ص ۱۹۹) والمباشره الفاحشة ان یتعانقا وهما متجردان ویمس فرجه فرجها وهو مکروه بلاخلاف هکذافی المحیط (عالمگیری. مصری، کتاب الصوم باب ثالث ج ۱ ص ۱۸۷ ط.س. ج۱ ص۲۰۰) ظفیر

(۳) ولواکتحل لم یفطر لانه لیس بین العین والدماغ منفذوالدمع یترشح کالعرق والداخل من المسام لاینافی کما لواغتسل بالماء البار داهدایه باب مایوجب القضا والکفارة ج ۱ ص ۱۹۹ عن ابی حنیفة الا کره الاغتسال وصب الماء علی الراس والاستقاع فی الماء والتلفف بالشرب المبلول وقال ابو یوسف لایکره وهوالاظهر کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثالث ج ۱ ص ۱۸۶ ط.س. ج۲ص۱۹۹) ظفیر، (۴) واقطرنی احلیله ماء اودهنا الخ لم یفطر (درمختار) لان العلتمن الجانبین الوصول الی الجوف وعدمه بناء علی وجود المنفذ وعدمه الخ (ردالمختار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۷ ط.س. ج۲ص۳۹۹) وما وصل الی الجوف اوالی الدماغ من المخارق الاصلیة کالانف والاذن والدبر فوصل الی الجوف اوالدماغ فسد صومه الخ واما ماوصل الی الجوف والی الدماغ من غیرالمخارق الاصلیة لایفسد (البدائع الصنائع ج ۲ ص ۹۳) ظفیر

(جواب) اس صورت میں روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ روزہ صحیح (۱) ہے۔ فقط

دودھ پلانے سے عورت کا روزہ یا اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ہے

(سوال ۹۵) اگر زنے فرزند خود را در روزہ یا بوضو شیر داد وضو یا روزہ شکستہ شود یا نہ۔

(جواب) وضو و روزہ اش باطل نمی شود (۲)۔ فقط

انجکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۹۶) زید روزہ دار کے بدن کے اندر بذریعہ پچکاری ایک دو رتی دوا چڑھائی تو روزہ رہا یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں روزہ اس کا فاسد نہیں ہوا جیسا کہ تصریحات فقہاء سے واضح ہوتا ہے۔ (۳) فقط

ریت منہ میں گیا اسے تھوک دیا تو اب شبہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا

(سوال ۱/ ۹۷) منہ میں ریت پہنچا اور تھوک دیا بعد میں تھوک نگل گیا اور پھر دانتوں میں ریت معلوم ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ریت اندر بھی گیا ہے تو اس سے روزہ ٹوٹا یا نہیں۔

دانت کے خون سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۹۸) رمضان میں دانتوں سے خون نکلتا ہے تھوک نگلنے کے بعد ذائقہ معلوم ہوا بعد کو جو تھوکا تو خون غالب تھا اس صورت میں روزہ ٹوٹا یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (۴)

(۲) اوخرج الدم من بین اسنانه ودخل حلقه یعنی ولم یصل الی جوفه اما اذا وصل فان غلب الدم اوتساویا وافسد والا لا (۵) الخ درمختار۔ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے ظاهر اطلاق المتون انه لایفطروان کان الدم غالباً علی الریق وصححه فی الوجیز (۶) الخ الحاصل بعض فقہاء نے اس میں عدم فساد روزہ کو صحیح کہا ہے اور اکثر نے فساد روزہ کا حکم کیا ہے۔ لہذا اس میں احتیاط رکھے۔ فقط۔

عورت اپنی شرم گاہ میں خشک دوا رکھے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں

(سوال ۹۹) اگر عورت بوجہ بیماری بطور فرزجہ دوائے خشک فرج میں رکھے تو مفسد صوم ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولواقطر شیئا من الدواء فی عینه لایفسد صومه عندنا الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع ج ۱ ص ۱۹۰ ط ماجدیه ج۲ ص ۲۰۳) ظفیر

(۲) روزہ تو اس لئے نہیں باطل ہوگا کہ دودھ باہر نکل رہا ہے اور روزہ نام ہے مفطرات کے روکنے کا۔
وشرعاً امساک من المفطرات الاتیة حقیقة او حکما الخ فی وقت مخصوص الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۰ ط.س. ج۲ ص ۳۷۱) ظفیر.

(۳) وما وصل الی الجوف اوالی الدماغ من المخارق الاصلیة کالانف ولا ذن والدبر الخ فسدصومه الخ اما ماوصل الی الجوف اوالی الدماغ عن غیر المخارق الاصلیة بان دوای الجائفة والآمة فان داواها بدواء یابس لا یفسد لانه لم یصل الی الجوف ولا الی الدماغ (بدائع الصنائع کتاب الصوم ج ۲ ص ۹۳) ظفیر.

(۴) او بقی بلل فی فیه بعد المضمضة وابتلعه مع الریق کطعم ادویة الخ اوا بتلع ما بین اسنانه وهو دون الحمصة لا نه تبع لریقه الخ لم یفطر (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۶.

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۶) ظفیر

(۶) رد المحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۱۳۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۶ ۱۲ ظفیر.

(جواب) روزہ میں اس سے احتیاط کی جائے۔(۱) فقط۔

ہونٹ پر جو تھوک آئے اس کے نگلنے کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۰) خارج ہونٹ پر جو بزاق آتا ہے اس کو نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کما لو ترطب شفتاہ بالبزاق عند الکلام ونحوہ فابتلعہ او سال ریقہ الی ذقنہ الخ فاستنشفہ الخ لم یفطر۔(۲) فقط۔

تالاب میں کسی کو اخراج ریح ہوجائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۱) اگر کوئی روزہ دار غسل کرنے کے لئے نہر یا تالاب میں اترے اور اثنائے غسل میں اس کے پیچھے کی راہ سے ہوا نکلے تو اس کے روزہ میں کچھ خلل آوے گا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں مطلقاً روزہ نہ ٹوٹے گا، کما ہو ظاہر (مگر یہ مکروہ ہے۔ ظفیر) لان الصوم یفسد من داخل لا من خارج (۳) فقط۔

روزہ دار ناک میں نسوار ڈال سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۲) صائم کو منہ میں یا ناک میں نسوار ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نہیں چاہئے۔ فقط۔

روزہ کی حالت میں مقعد کے اندر زخم پر یا بواسیر کے مسوں پر مرہم یا تیل لگانے سے روزہ ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۰۳) اگر روزہ دار روزہ کی حالت میں مقعد و مبرز کے اندر زخم میں اور بواسیر کے مسوں کے زخم میں مرہم یا تیل انگلی سے اندر لگاوے یا اندر سے خوب دھووے تو روزہ صحیح ہوگا یا نہیں۔

(جواب) روزہ اس کا صحیح ہے۔ مگر احتیاط بہتر ہے۔(۴) فقط۔

غوطہ لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور تمبا کو سونگھنے سے ٹوٹ جاتا ہے

(سوال ۱۰۴) تالاب میں غوطہ لگانے سے روزہ جاتا رہتا ہے یا نہیں؟ اور تمبا کو سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) لوادخل اصبعہ فی استہ او المرأۃ فی فرجہا لا یفسد وھو المختار الا اذا کانت مبتلۃ بالماء والدھن فحینئذ یفسد لوصول الماء او الدھن الخ وھذ تنبیہ حسن یجب ان یحفظ لان الصوم انما یفسد فی جمیع الفصول اذا کان ذاکراللصوم والا فلا (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع ج ۱ ص ۱۹۱. ط. ماجدیہ ج۲ ص۳۰۴) والوا دخلت قطنۃ ان غابت فسدو ان بقی طر فہا فی فرجہا الخارج لا، (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب مایفسد الصوم. ج ۲ ص ۱۳۵. ط.س. ج۲ ص۳۹۷) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب مایفسد الصوم وما لا یفسدہ ج ۲ ص ۱۳۸. ط.س. ج۲ ص ۴۰۰. ۱۲ ظفیر۔

(۳) عالمگیری میں اسے مکروہ لکھا ہے ولو فساد الصائم او ضرط فی الماء لا یفسد الصوم ویکرہ لہ ذالک ھکذا فی معراج الدرایہ (عالمگیری کشوری کتاب الصوم باب ثالث ج ۱ ص ۱۹۷. ط. ماجدیہج ۱ ص ۱۹۹) ظفیر۔

(۴) اوادخل اصبعہ الیابسۃ فیہ ای فی دبرہ او فرجہا ولو مبتلۃ فسد الخ ولو بالغ فی الاستنجاء حتیٰ بلغ موضع الحقنۃ فسد (در مختار) قولہ ولو مبتلۃ فسد لبقاء شئی من البلۃ فی الداخل وھذا لوادخل الاصبع الی موضع الحقنۃ (رد المحتار باب مایفسد الصوم وما لا یفسدہ ج ۲ ص ۱۳۵. ط.س. ج۲ ص۳۹۷)
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اگر اندر اس حد تک دوا پہنچ جائے یا پانی جہاں سے معدہ اسے جذب کر لیتا ہے یا وہ خود معدہ میں پہنچ جاتا ہے تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور اسی وجہ سے حضرت مفتی علامؒ نے احتیاط کو بہتر کہا ہے، اس لئے کہ اس کا لحاظ و خیال ہر شخص کے لئے ممکن نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(جواب) تالاب میں غسل کرنے سے اور غوطہ لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور تمبا کو سونگھنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، کیونکہ اجزاء تمباکو کے دماغ و حلق میں جاتے ہیں۔

عورت کا روزہ دودھ پلانے سے نہیں ٹوٹتا

(سوال ۱۰۵) ماں بحالت صوم اپنے بچے کو دودھ پلاوے۔ تو مفسد صوم ہے یا نہیں۔

(جواب) مفسد صوم نہیں ہے۔(۱) فقط۔

سرمہ اور تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(سوال ۱۰۶) روزہ کی حالت میں سر میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگانا جس کو عادت ہو یا بلا عادت، جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سر میں تیل لگانا جائز اور درست ہے خواہ عادت ہو یا نہ ہو۔(۲) فقط۔

روزہ کی حالت میں بوس و کنار کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۷) کیا روزہ کی حالت میں زوجہ سے بوس و کنار کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ امور جائز ہیں مگر جوان آدمی کوئی ایسا فعل روزہ کی حالت میں نہ کرے جس میں خوف ہو کہ وہ فعل مفضی الی الجماع ہو جاوے گا کما لمباشرة الفاحشة ۔(۳) فقط۔

رمضان میں سونے والے نے دانت میں خون دیکھا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۸) رمضان میں دوپہر کو ایک شخص سوتا تھا، جب اٹھا تو اس کے دانت میں خون تھا یہ یقین نہیں کہ سوتے وقت خون پیٹ میں گیا یا نہیں۔ اب روزہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب) اس صورت میں روزہ نہیں جاتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) هو ای الصوم الخ امساک عن المفطرات الا تية حقيقة او حكما الخ في وقت مخصوص الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۰۹ . ط.س. ج۲ ص ۳۷۱) اس سے معلوم ہوا کہ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے، جس میں نیت بھی پائی جائے۔ لہذا دودھ پلانے میں ان میں سے کوئی بات پائی نہیں جاتی ۱۲ ظفیر۔

(۲) اوا دهن او اكتحل الخ لم يفطر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۳ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۵) ظفير.

(۳) ولا باس بالقبلة اذا امن على نفسه اى الجماع اوالا نزال ويكره اذا لم يامن . (هدايه باب مايوجب القضا الخ ج ۱ ص ۱۹۹) ظفير.

(۴) واخرج الدم من بين اسنانه و دخل حلقه يعنى ولم يصل الى جوفه الخ (در مختار) ظاهر اطلاق المتن انه لا يفطر (ردالمحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۶) ظفير.

پانچواں باب

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے

رمضان میں جنابت کا غسل صبح میں کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۹) رمضان میں جنابت کا غسل صبح کو کرنے سے روزہ میں تو کچھ نقص نہیں آتا، اور ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اس سے روزہ میں کچھ خلل اور خرابی لازم نہیں آتی۔ فی الدر المختار او ا صبح جنباً الخ لم یفطر الخ۔(۱)

مسوڑوں کا خون اندر جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۰) مسوڑوں کے خون اور مواد کے اندر چلے جانے سے روزہ قائم رہے گا یا نہیں۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا لازم ہوگی اما اذا وصل ای الی جوفه فان غلب الدم او تساویا فسد الخ در مختار۔(۲) فقط۔

پان کی سرخی نگلنے سے روزہ رہا یا ختم ہو گیا۔

(سوال ۱۱۱) زید نے بعد سحر پان کھایا، دن نکلنے پر پان کی سرخی تھوک میں موجود ہے، ایسے تھوک کو نگلنا مفسد صوم ہے یا نہیں اگر ہے تو ہر صورت میں چاہے کلی غرارہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، سرخی کم ہو یا زیادہ ہو۔ اور اگر نہیں تو ہر صورت میں یا خاص اس صورت میں کہ کلی غرارہ خوب کر لیا ہو اور سرخی خفیف مغلوب باقی رہی ہو جس کا ازالہ ناممکن یا دشوار ہو، پھر یہ بات بھی قابل سوال ہے کہ پان کی سرخی ایسی ہے بھی کہ جس کا ازالہ دشوار یا ناممکن ہو یا نہیں۔

(جواب) باہر سے اگر رنگ کا اثر تھوک میں ہو جاوے اور اس تھوک کو نگل جاوے تو وہ مفسد صوم ہے کما یظهر من قوله الا ان یکون مصبوغاً وظهر لونه فی ریقه وابتلعه ذاکراً الخ در مختار۔(۳) لیکن پان جو صبح صادق سے پہلے کھایا اور اس کے اجزاء منہ میں نہ رہے اور کلی وغیرہ کر کے منہ کو صاف کر لیا تو پھر اگر صبح کو تھوک میں سرخی کا اثر باقی ہوا اور اس کو نگل جاوے تو اس میں فساد صوم کا حکم نہ ہوگا جیسا کہ آگے عبارت سابقہ سے جس جگہ در مختار میں والقطر تین من دموعه او عرقه (۴) ہے، وہاں شامی نے یہ تحقیق کی ہے اما الواصل الی الحلق من المسام فالظاهر انه مثل الریق فلا یفطر وان وجد طعمه فی جمیع فمه تامل۔(۵) پس جیسا کہ تھوک مخلوط بملوحۃ الدموع میں فساد صوم کا حکم نہیں ہے، مخلوط باھون المذکور میں بھی نہ ہوگا، لیکن احتیاط ضروری ہے اور حتیٰ الوسع کچھ اثر باقی نہ چھوڑنا چاہئے، خوب منہ کو صاف کر لینا چاہئے اور موقع اشتباہ میں قضاء کرنا اس روزہ مشتبہ کی احوط ہے۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم و ما لا یفسده ج ۲ ص ۱۳۸۔ ط.س. ج۲ص ۴۰۰۔ ۱۲ محمد ظفیر الدین غفرله۔

(۲) پوری عبارت یہ ہے او خرج الدم من بین اسنانه ودخل حلقه یعنی ولم یصل الی جوفه اما اذا وصل فان غلب الدم او تساویا فسد والا لا، الا اذا وجد طعمه (در مختار) قلت ومن هذا یعلم حکم من قلع ضرسه فی رمضان ودخل الدم الی جوفه فی النهار ولو نائما فیجب علیه القضاء الخ (رد المحتار باب مایفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۳۴۔ ط.س. ج۲ص ۳۹۶) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۸۔ ط.س. ج۲ص ۴۰۰۔ ۱۲ ظفیر۔

(۴) ایضاً ج ۲ ص ۱۴۱۔ ط.س. ج۲ص ۴۰۳۔ ۱۲ ظفیر۔

(۵) رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲۔ ط.س. ج۲ص ۴۰۴۔ ۱۲ ظفیر۔

حقہ پینے سے روزہ ٹوٹتا ہے، کیا ثبوت ہے

(سوال ۱۱۲) حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کا ثبوت قرآن وحدیث وفقہ سے کس طرح ہوسکتا ہے۔

(جواب) حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کما فی الشامی وبه علم حکم شرب الدخان و نظمه شر نبلا لی فی شرحه علی الوهبا نیة . ویمنع من بیع الدخان وشربه وشاربه فی الصوم لا شک یفطر ویلزمه التکفیر لو ظن نا فعاً کذا دافعاً شهوات بطن فقر روا۔(۱) فقط۔

ناک میں دواڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۳) انداختن دواء در بینی مبطل صوم است یانہ۔ ونیز نسوار انداختن بدنداں بدون آنکہ اثرش در جوف وحلق برسد مفطر صوم است یانہ۔

(جواب) از استعاط انداختن دواوغیرہ در بینی بطلان صوم وو جوب قضاء مصرح است کما فی الدر المختار او استعط فی انفه شیئاً الخ قضیٰ الخ (۲) اما انداختن نسوار بدندن بدون آنکه اثرش در جوف و حلق رسد مفطر صوم نیست کما فی الذوق، ولیکن احتیاط درترک آں است کما ہو ظاہر۔ فقط۔

شرمگاہ کے دخول سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(سوال ۱۱۴/۱) دخول سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۱۵/۲) اگر دخول کیا اور منی نہیں آئی تو کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے دخول فرج سے۔(۳)

(۲) دخول فی احد السبیلین میں منی آوے یا نہ آوے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاو کفارہ لازم ہے۔(۴) فقط۔

ہاتھ سے منی نکالنا مفسد صوم ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۶) اگر کوئی شخص روزہ میں ہاتھ سے منی زائل کرے تو روزہ ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اذا ستمنی کفه الخ قضیٰ-(۵) فقط۔ (ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ نفس یہ فعل بہت برا ہے اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ ظفیر)

بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہوگیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۷) ایک شخص نے ماہ رمضان میں دن کو اپنی زوجہ سے بوس وکنار کیا جس سے انزال ہوگیا، اس صورت میں اس پر قضا واجب ہے یا کفارہ بھی۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضاء اس روزے کی لازم ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔(۶) فقط۔

(۱) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ض ۱۳۴. ط.س. ج۲ ص۳۹۵. ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۰. ط.س. ج۲ ص۴۰۲. ۱۲ ظفیر. (۳) او ذاق شیئاً بفمه وان کره لم یفطر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۸. ط.س. ج۲ ص۴۰۰) ظفیر. (۴) وان جامع المکلف ادمیا مشتهی فی رمضان اداء او جومع و توارت المشفة فی احد السبیلین انزل اولا الخ قضی الخ و کفر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۱ ص ۱۴۷. ط.س. ج۲ ص۴۰۹) ظفیر. (۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۱ ص ۱۴۲. ط.س. ج۲ ص۳۹۹. ۱۲ ظفیر. (۶) اوقبل ولو قبلة فاحشة الخ او لمس ولو بحائل لایمنع الحرارة او استمنی بکفه او بمباشرة فاحشة ولو بین المرائتین فانزل الخ قضی فی الصوم کلها فقط (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲. ط.س. ج۲ ص۳۹۹) مگر اس کے ساتھ رمضان کا احترام ضروری ہے، وہ اس کے بعد دن میں کچھ کھائے پئے نہیں ظفیر۔

کان میں تیل ڈالنے سے روزہ کیوں ٹوٹتا ہے

(سوال ۱۱۱۸) صائم کان میں تیل کیوں نہیں ڈال سکتا جب کہ پانی جانے میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(جواب) ہدایہ میں وجہ فرق یہ بیان فرمائی ہے کہ پانی میں وصول مافیہ صلاح البدن الی الجوف نہیں ہے، بخلاف دہن کے، اس کو دیکھ لیا جاوے۔ (۱)۔ اور یہ بھی وجہ فرق کی ہو سکتی ہے کہ پانی سے احتراز دشوار ہے اور اس میں ضرورت ہے۔ فقط

نسوار سونگھنے اور حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(سوال ۱۱۱۹) حقہ نوشیدن و نسوار شمیدن در انف مفسد صوم است یا نہ۔

(جواب) حقہ نوشی مفسد صوم است و نسوار شمیدن در انف نیز مفسد صوم است قال فی الشامی وبه علم حکم شرب الدخان و نظمه فی شرح الوهبانية:۔

ويمنع من بيع الدخان وشربه وشاربه فی الصوم لا شک يفطر۔ (۲) فقط۔

دوا سونگھنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۱۲۰) ''اٹلوس'' ایک دوا ہے کہ نوسادر اور چونا ملا کر شیشی بھر کر ناک سے لگا کر سونگھا جاتا ہے، اس کی تیزی دماغ تک پہنچتی ہے، اس کے سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں روزہ اس کا ٹوٹ گیا قضاء لازم ہے۔ کما فی الدر المختار ومفاده انه لو ادخل حلقه الدخان افطرای دخان کان ولو عوداً او عنبراً لو ذاکراً لا مکان التحرز عنه الخ (۳) وتحقیقه فی الشامی (۴) فقط۔

روزہ دار دن میں کنکری نگلے یا کھانا کھائے یا جماع کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۲۱) زید نے روزہ رکھا، پھر دن کو ایک کنکری نگلی یا بیوی سے جماع کیا، یا کھانا کھایا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں زید کے ذمہ صرف قضاء لازم ہے، کفارہ نہیں ہے۔ (۵) (تفصیل حاشیہ میں دیکھئے۔ ظفیر)

....

(۱) ومن حتقن الخ او قطرنی اذا نه فطر لقوله صلی الله علیه وسلم الفطر مما دخل ولو جود معنی الفطر وهو وصول ما فیه صلاح البدن الی الجوف والا کفارة علیه الخ ولو افطر فی اذنیه الماء او دخلهما لا یفسد صومه لا نعدام المعنی (ای اصلاح البدن) والصورة بخلاف ما ذا ادخله الدهن (هدایه باب مایوجب القضاء والکفارة ج ۱ ص ۲۰۲)

(۲) رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴) تحت قول الماتن لوادخل حلقه الد خان افطر ط.س. ج۲ ص۳۹۵. ۱۲ ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۳. ط.س. ج۲ ص۳۹۵. ۱۲ ظفیر۔

(۴) ''قوله لو ادخل حلقه الدخان ای بای صورة کان الا دخال حتی لو بنجور بنجوره فاواه الی نفسه واشتمه ذاکر الصومه افطر لامکان التحرزه عنه وهذا مما یغفل عنه کثیر من الناس ولا یتوهم انه کشم الور دو مائه والمسک لو ضوح الفرق بین هواء تطیب بریح المسک وشبهه و بین جو هر دخان وصل الی جونه بفعله امداد (رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۳ و ج ۲ ص ۱۳۴. ط.س. ج۲ ص۳۹۵) ظفیر۔

(۵) کنکر نگلنے کی صورت میں تو یہی جواب ہے، اوا بتلع حصاة ونحوها مما یا کله الا نسان او یعافه او یستقذره الخ قضی فی الصور کلها فقط (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۰ و ج ۲ ص ۱۴۴. ط.س. ج۲ ص ۴۰۳) اور اگر عمداً جماع کیا یا کھایا پیا تو کفارہ بھی واجب ہے بشرطیکہ رمضان میں ایسا کیا، ورنہ نہیں و ان جامع المکلف ادمیا مشتهی فی رمضان اداء او جو مع و توارت الحشفة فی احد السبیلین انزل اولا، اواکل او شرب غذاء الخ عمداً الخ قضی فی الصور کلها و کفر (ایضا ج ۲ ص ۱۴۷. ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) البتہ غیر رمضان تھا تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں، یا یہ صورت ہوئی کہ رمضان میں پہلے کنکر نگل لی پھر اس کے بعد جماع کیا اور کھایا تو بھی صرف قضا واجب ہے ۱۲ ظفیر۔

روزہ میں حقہ پینے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یا صرف قضا

(سوال ۱۲۲) روزہ میں حقہ پینے سے قضا لازم ہوتی ہے یا کفارہ بھی۔

(جواب) حقہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے، اور بعض صورتوں میں کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔ (۱) فقط (یعنی اگر اسے نفع بخش سمجھا تب تو کفارہ وقضا دونوں لازم ہوں گے ورنہ صرف قضا۔ ظفیر)

بیوی کا کوئی بوسہ لے اور اس کو انزال ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۳) ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لیا اور اپنے عضو تناسل کو اس کے پیٹ پر رکھ کر رگڑا دیا اس وجہ سے انزال ہو گیا، بلا ارادہ ایسا ہو گیا تو اس صورت میں قضاء مع کفارہ ہے، یا بلا کفارہ۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضاء اس روزہ کی لازم آوے گی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار الشامی (۲) فقط۔

صبح کے وقت منہ سے پان وغیرہ نکلے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۴) ماہ صیام میں صبح کے وقت منہ میں پان یا تمبا کو یا اور کوئی شے سحری کے وقت کی ڈلی ہوئی نکلی تو روزہ ہو جائے گا یا قضا لازم ہے۔

(جواب) احتیاط قضا کرنے میں ہے، گو حکم قطعی قضا کا نہ ہو۔ (۳) فقط۔

بیوی کے ساتھ لپٹنے سے انزال ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۱۲۵) ایک شخص نے ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے لپٹنا شروع کیا اور کچھ دیر تک لپٹتا رہا چند منٹ بعد اس کو انزال ہو گیا۔ آیا اس پر اس روزہ کا کفارہ لازم ہے یا محض قضا۔

(جواب) اس صورت میں محض قضا اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں کذا فی الدر المختار۔ (۴) فقط۔

۲۹ کا چاند نہ دیکھا گیا بعد میں تحقیق ہوئی تو قضا ضروری ہے

(سوال ۱۲۶) ۲۹ شعبان یوم جمعہ کو ضلع بھاگلپور کے قرب وجوار میں چاند نہیں ہوا اور انہوں نے روزہ نہیں رکھا تو ان پر شنبہ کے روزہ کی قضا لازم ہے یا نہیں۔

(جواب) شنبہ کا روزہ ہونا محقق ہو گیا ہے پس جن لوگوں نے شنبہ کا روزہ نہیں رکھا ان کو اس روزہ کی قضاء کرنی پڑے گی۔ (۵) فقط۔

---

(۱) انه لو ادخل حلقه الدخان افطر (در مختار) ويمنع من بيع الدخان وشربه وشعار به في الصوم لا شک يفطر ويلزمه التكفير لو ظن نا فعا كذا دا فعا شهوات بطن فقر روا (رد المحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۳ و ج ۲ ص ۱۳۴. ط.س. ج۲ ص۳۹۵) ظفير. (۲) او وطئى امراء ة ميتة الخ او فخذا وبطنا او قبل ولو قبلة فاحشة بان يد غدغ او يمص شفتيها الخ فانزل الخ قضى في الصور كلها فقط (اى بدون كفارة) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم باب مايفسد الصوم الخ ج۲ ص ۱۴۲ و ج ۲ ص ۱۴۴. ط.س. ج۲ ص۴۰۴) ظفير. (۳) او ذاق شيئاً بفمه وان كره لم يفطر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم وما لا يفسد ج ۲ ص ۱۳۸. ط.س. ج۲ ص۴۰۰) ظفير. (۴) اوقبل ولو قبلة فاحشة بان يد غدغ او يمص شفتيها او لمس ولو بحائل لا يمنع الحرارة او استمنى بكفه او بمبا شرة فاحشة ولو بين المرائتين فانزل قيد للكل حتى لو لم ينزل لم يفطر الخ قضى في الصور كلها فقط (در مختار) اى بدون كفارة (رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲ و ج ۲ ص ۱۴۴. ط.س. ج۲ ص۳۹۹) ظفير. (۵) جب رمضان ہونا ثابت ہو گیا اور اس نے روزہ نہیں رکھا تو اس کی قضا بہر حال فرض ہے، چنانچہ یوم شک کے روزے کے سلسلہ میں صراحت ہے والا بان ظهرت فعنه اى عن رمضان (رد المحتار کتاب الصوم ج۲ ص۱۲۰. ط.س. ج۲ ص ۳۹۱)

روزہ کی حالت میں احتلام کے بعد افطار کرلیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۷) ایک شخص کو روزہ میں احتلام ہوگیا۔ پھر اس نے بغیر دریافت کئے خود ہی افطار کرڈالا اس صورت میں کفارہ آتا ہے یا نہیں۔

(جواب) احتلام سے اگرچہ روزہ نہیں جاتا لیکن اگر کسی نے غلطی سے یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا، افطار کرلیا تو کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے کما فی الشامی واحترز بہ عما لو فعل ما یظن الفطر بہ کما لو اکل او جامع ناسیا او احتلم او انزل بنظر او ذرعه القئ فظن انه افطر فاکل عمداً فلا کفارة للشبهة الخ شامی(۱) فقط

ایک نوکر نے کام کی شدت کی وجہ سے افطار کرلیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۸) زید فورس میں نوکر ہے، حالت روزہ میں اس کے افسر نے ایک ایسا حکم دیا کہ جس کی رو سے اس کو سخت دھوپ میں کہ جس سے اس کی تندرستی کا اندیشہ تھا، دیہات میں دوا دوش کے لئے جانا پڑا۔ زید مسئلہ سے ناواقف تھا، لہذا اس نے روزہ افطار کرلیا، آیا وہ کفارہ سے بچ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر شدت پیاس وغیرہ سے اندیشہ ہلاکت یا مرض تھا تو کفارہ اس سے ساقط ہے۔(۲) فقط۔

مجبوری میں افطار سے کفارہ نہیں آتا

(سوال ۱۲۹) ایک شخص ایماندار حافظ قرآن شریف نے رمضان المبارک میں دو دن بخار کے ساتھ روزہ رکھا، تیسرے دن بھی اس نے نیت روزہ کر کے روزہ شروع کیا، لیکن بوجہ شدت بخار کے اسے تیسرا روزہ افطار کرنا پڑا۔ اس کے بعد وہ دس دن برابر بیمار رہا اور دس دن روزہ نہ رکھ سکا۔ شرعاً ایسے شخص پر کفارہ آتا ہے یا قضاء اور ایماندار شخص کی رائے روزہ افطار کرنے میں معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اس شخص پر صرف قضاء اس روزہ کی اور نیز ان روزوں کی جو اس کے بعد افطار کئے لازم ہے، کفارہ لازم نہیں ہے، کیونکہ اس بارہ میں خود روزہ دار مریض کا غلبہ ظن بھی معتبر ہے۔ درمختار میں ہے او مریض خاف الزیادۃ لمرضه الخ بغلبة الظن بامارة او تجربة او باخبار طبیب حاذق مسلم مستور ۔(۳) فقط۔

قضا خود ادا کرنا ضروری ہے

(سوال ۱۳۰) کسی عورت سے ماہ صیام کے روزے قضا ہوجاویں، اس کا شوہر رکھ دے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) عورت کو ہی روزے رکھنے چاہئیں، شوہر کے رکھنے سے عورت کے روزے ادا نہ ہوں گے۔(۴) فقط۔

ایک عبارت کا مفہوم

(سوال ۱۳۱) وکذا الا ستمناء بالکف وان کرہ تحریماً الخ ۔ دوسری عبارت اسی باب میں ہے او لمس ولو بحائل لا یمنع الحرارة او استمنی بکفه الخ فانزل قید للکل حتی لولم ینزل لم یفطر الخ اول عبارت سے

---

(۱) رد المحتار للشامی باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۹ تحت قوله فعل ما لا یظن الفطر به. ط.س. ج۲ ص ۴۱۱ ۔۱۲ ظفیر. (۲) قد ذکر المصنف منها خمسة وبقی الا کراه وخوف هلاک اونقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید (رد المحتار فصل العوارض ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ ص ۴۲۱) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹. ط.س. ج۲ ص ۴۲۲. ۱۲ ظفیر. (۴) العبادة المالیة کزکاة وکفارة تقبل النیابة عن المکلف مطلقا الخ والبدنیة کصلاة وصوم لاتقبلها مطلقا. (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۶. ط.س. ج۲ ص ۵۹۷) ظفیر.

شبہ ہوتا ہے کہ استمناء بالکف سے افطار نہیں ہوتا اور دوسری عبارت سے تفصیل سمجھ میں آرہی ہے کہ بصورت انزال افطار ہوتا ہے ورنہ نہیں، ان میں تطبیق کی کیا صورت ہے۔

(جواب) پہلی عبارت کا تعلق ماقبل کے ساتھ ہے، وہ یہ ہے او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل یعنی فی غیر السبیلین کسرة وفخذ وكذا الا ستمناء بالكف وان كره تحريما۔(۱) اوپر کی قید ولم ینزل سے معلوم ہوا کہ وكذا لاستمناء بالكف میں بھی عدم انزال کی قید ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے اس موقعہ پر لکھا ہے قوله وكذا الاستمناء بالكف ، ای فی كونه لا يفسد لكن هذا اذا لم ينزل اما اذا انزل فعليه القضاء كما سيصرح به وهو المختار كما ياتی۔(۲) اس سے تطبیق بھی ہوگئی اور مسئلہ مفتی بہ بھی معلوم ہوگیا کہ استمناء میں انزال سے روزہ افطار ہوتا ہے اور صرف قضاء لازم آتی ہے،

غیر رمضان کا روزہ قصداً توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۲) ان رجلاكان صائما لا جل الحنث فی اليمين فتحقق ناقض الصوم بالقصد والاختيارا يجب عليه القضاء والكفارة معاًا م القضاء۔ فقط۔

(جواب) يجب عليه قضاء الصوم الذی افسده لانه افسد الصوم الواجب وقد قال فی الدر المختار ، او افسد غير صوم رمضان الخ قضى الخ (۳) وكفارة اليمين ايضا واجبة عليه كذا فی الدر المختار (۴) فقط۔

بیوی کے پاس صرف بیٹھنے سے انزال ہوجائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۳) ایک شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی زوجہ کے پاس بیٹھا اور کمزوری کی وجہ سے اس کو انزال ہوگیا تو اس پر قضاء ہے یا کفارہ آئے گا۔

(جواب) اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی زوجہ کے پاس بیٹھے اور کمزوری کی وجہ سے اس کو انزال ہوجائے تو اس صورت میں قضاء اس روزے کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔(۵) فقط۔

روزے دار کے سامنے اگربتی جلانا کیسا ہے

(سوال ۱۳۴) رمضان شریف میں یوم جمعہ روزہ داروں کے سامنے اگربتی جلانا کیسا ہے۔

(جواب) درمختار شامی، مفسدات صوم میں یہ لکھا ہے کہ اگر روزہ دار نے اپنے حلق میں قصداً دھواں داخل کیا اور اس کو روزہ یاد ہے تو روزہ اس کا ٹوٹ جاوے گا۔ درمختار میں ہے انه لو دخل حلقه الدخان انظر ای دخان كان ولو عوداً او عنبراً لو ذاكرا لا مكان التحرز عنه اور شامی میں ہے قوله انه لوا دخل حلقه الدخان) ای بای صورة كان الا د خال حتىٰ لو تبخر بنجوره فاواه الىٰ نفسه واشتمة ذاكراً لصومه افطر لا مكان التحرز عنه الخ ولا يتوهم انه كشم الور دو مائه والمسك لو ضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسك وشبهه

(۱) دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المختار، باب ما یفسد الصوم ج۲ ص۱۳۶، ط.س. ج۲ ص۳۹۸۔
(۲) رد المحتار باب ما يفسد الصوم ، وما لا يفسده ج ۲ ص ۱۳۶ و ج ۲ ص ۱۳۷، ط.س. ج۲ ص۳۹۹. ۱۲ ظفیر.....
(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۱ ۱۲ ظفير. (۴) والمنعقدة ما يحلف على امرتی المستقبل ان يفعله فی المستقبل اولا يفعله واذا حنث فی ذالک لزمته الكفارة لقوله تعالىٰ لا يوا خذ كم الله باللغو فی ايمانكم لكن يو اخذ كم بما عقد تم الا يمان (هدايه كتاب الا يمان ج ۲ ص ۴۵۵) ظفير. (۵) او قبل ولو قبلة فاحشة بان يد غدغ او يمص شفتيها او لمس الخ فانزل الخ قضى فی الصور كلها . الدر المختار على هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲، ط.س. ج۲ ص۳۹۹) ظفير

و بین جوهر دخان وصل الی جو فه بفعله الخ(۱) فقط۔

چھپ کر مسلمان ہونے والا اگر روزہ توڑ دے تو قضا و کفارہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۵) ایک ہندو باطن میں اسلام لے آیا چنانچہ روزہ رمضان شریف بھی رکھا، بعدہ افشائے راز کی وجہ سے روزہ توڑ دیا، پھر کھلم کھلا مسلم ہو گیا تو کیا اس پر کفارہ لازم آئے گا۔

(جواب) جب کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آیا اور تمام احکام اسلام کو قبول کر لیا تو وہ عند اللہ مسلمان ہو گیا۔ اگر چہ لوگوں پر اس کا اسلام ظاہر نہ ہوا، پس اگر روزہ رمضان شریف رکھ کر اس نے توڑ ڈالا تو کفارہ اس پر لازم آئے گا۔(۲) فقط۔

مریض نیت کے باوجود افطار کر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۶) ایک شخص رمضان شریف میں مریض تھا، بعض دن روزہ رکھتا تھا اور بعض دن افطار کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز روزہ کی نیت کی پھر بعد نماز صبح افطار کر لیا تو اس صورت میں قضاء واجب ہے یا کفارہ۔

(جواب) اس صورت میں اس روزہ کی قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا، کیونکہ وہ پہلے سے مریض ہے، لہذا اس کو افطار کرنا جائز تھا ثم انما یکفران نوی لیلاً ولم یکن مکرها ولم یطرء مسقط کمرض وحیض الخ(۳) در مختار اور کفارہ شبہ سے بھی ساقط ہو جاتا ہے قوله کمرض ای مبیح الا فطار الخ شامی(۴) پس جب کہ اس کو مرض موجود تھا جو کہ افطار کو مباح کرتا تھا تو اس صورت میں بھی کفارہ اس پر لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

صرف جمعہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۷) تنہا جمعہ کا روزہ نفلی رکھنا مکروہ ہے یا نہیں نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جمعہ کا روزہ رکھنا تنہا مکروہ نہیں ہے۔

ولا باس بصوم یوم الجمعة عند ابی حنیفة ومحمد لما روی عن بن عباس انه کان یصومه ولا یفطر الخ(۵) اور حدیث نہی محمول ہے اس پر کہ اقامت جمعہ و غسل وغیرہ سے ضعف نہ ہو جاوے۔ پس جس کو یہ خوف نہ ہو اس کے لئے مکروہ نہیں ہے اور معتبر یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک روزہ پہلے یا پیچھے ملا لیوے جیسا کہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے لا یصوم احدکم یوم الجمعة الا ان یصوم قبله او یصوم بعده متفق علیه۔(۶) مشکوٰۃ۔ فقط۔

پیاس کی شدت کے خوف سے روزہ چھوڑ دینے سے صرف قضا واجب ہوگی یا کفارہ بھی

(سوال ۱۳۸) رمضان شریف ۳۷ھ میں اور میرے متعلقین اپنے لڑکے متوفی کی بیماری سے بے آرام اور

---

(۱) رد المحتار باب مایفسد الوصم ج ۲ ص ۱۳۳ و ج ۲ ص ۱۳۴ ط.س. ج۲ ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) اذا اکل متعمدا ما یتغذی به او یتداوی به یلزمه للکفارة الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع فصل ثانی ج ۱ ص ۱۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۰۵) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۰ و ج ۲ ص ۱۵۱. ط.س. ج۲ ص ۴۱۲) ظفیر.
(۴) رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۱. ط.س. ج۲ ص ۴۱۳. ۱۲ ظفیر.
(۵) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ تحت قوله الماتن والمندوب الا یام البیض من کل شهرو یوم الجمعة ولو منفردا. ط.س. ج۲ ص ۳۷۵. ۱۲ ظفیر.
(۶) مشکوة باب صیام التطوع فصل اول ص ۱۷۹. ۱۲ ظفیر.

اس کے غم سے پریشان وغمگین تھے، تراویح پڑھ کر نیت روزہ کی پختہ کر لی اور سو گئے حتی کہ سحر کا پتہ نہ رہا۔ بوقت صبح صادر بیدار ہوئے وقت بیداری کے سبب پیاس کے زبان میری خشک تھی جس سے معلوم ہوا کہ آج مجھ سے روزہ تمام نہیں ہوسکتا ،اس وجہ سے میں نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا ،انہوں نے کہا کہ اگر تم سے روزہ تمام نہیں ہوسکتا تو روزہ چھوڑ دو۔ایک روزہ قضاء رکھ لینا ،میں نے اور گھر والوں نے روزہ چھوڑ دیا۔ بوقت پوچھنے مسئلہ کے مجھے اس قدر پیاس نہ تھی کہ اگر فی الحال روزہ چھوڑوں تو مریض یا قریب المرگ ہوجاؤں بلکہ بوجہ سخت گرم موسم کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بوقت زوال یا بعد زوال مریض ہوجاؤں ۔اس صورت میں قضا واجب ہے یا کفارہ بھی ۔اگر کفارہ واجب ہے تو مولوی صاحب پر کچھ تعزیر شرعی ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وبقی الا کرا ہ و خوف هلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جو ع شدید ولسعة حية الخ (۱)اور نیز اس کے کچھ بعد ہے۔ او مريض خاف الزيادة لمرضه وصحيح خا ف المرض (در مختار) ای بغلبة الظن کما یاتی الخ (۲)شامی۔ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر زید کو اور نیز اس کے گھر والوں کو یہ خوف بظن غالب تھا کہ وہ روزہ پورا نہ کرسکیں گے اور مرض یا ہلاکت کا خوف تھا تو اس صورت میں ان پر صرف قضا اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے،اور جن مولوی صاحب نے افطار روزہ کا حکم دیا ہے، وہ بھی غالباً اسی بناء پر ہوگا ،لہذا ان پر بھی کچھ مواخذہ نہیں ہے۔اور جب یہ سب قیود اس وقت ہیں کہ روزہ کی نیت کر لی ہو۔اور اگر روزہ کی اس دن نیت نہ کی ہو اور پھر بوجہ خوف مذکور نیت روزہ کی نہ کی تو اس صورت میں کفارہ کا واجب نہ ہونا ظاہر تر ہے اور مصرح فی کتب الفقہ (۳) ہے فقط۔

تمبا کو منہ میں رکھنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۹)ماقولكم رحمكم الله فی رجل امسک النتن المعروف فی فمه ولم يبتلع عينه ولا لعابه ولم يصلا الی جوف هل يفسد صو مه ام لا وهل يكون من قبل ذكره۔

(جواب) امساک النتن فی الفم لا يجوز فی الصوم لا نه لا يخلو عن وصوله الی الحق والجوف عادة والعادة محكمة فا لحذر من ان يا كل التنبا ک بهذه الو سو ستفی نها ر رمضان كيف وقد قالوافی مضغ العلک كما فی الشامی وانما قيد ه بذلک ای با بيض لان الا سود وغيره الممضوغ وغيرا الملتئم يصل منه شئی الی الجوف (۴)ولهذا يمنع عن شرب دخانه ويحكم انه مفطر و فی النباک خاصية فی الا نجذاب الی الجوف الا تری ان امساكه فی الفم لغير المعتادين يوثر تا ثيرا عظيما من دور ان الراس وانكسار الا عضاء فما هو الا وصول اثره الی الدماغ والجوف

(۱)الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸ .ط.س. ج۲ص ۱۲۴۲۱

(۲)دیکھئے رد المحتار فصل العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ .ط.س. ج۲ص۴۲۲. ۱۲ ظفير .

(۳) وجو بها ای الكفارة مقيد بما ياتی من كونه عمدا الخ وبما اذا نوى ليلا (رد المحتار باب يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ .ط.س. ج۲ص۴۰۹. ظفير. ولم ينوفی رمضان كله صوما ولا فطر الخ اوا صبح غير نا و للصوم فاكل عمدا الخ قضى فی الصور كلها فقط (در مختار واما عندنا فلا بد من النية لان الواجب الا مساک بجهة العبادة ولا عبادة بدون نية فلوا مسک بدونها لا يكون صائما ويلزمه القضاء دون الكفارة الخ لان الكفارة انما تجب على من افسد صومه والصوم هنا معدوم . (رد المحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۱ .ط.س. ج۲ص۴۰۳) ظفير صديقی.

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم. فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ.
الجواب صواب محمد انور[1] عفا اللہ عنہ

قصداً روزہ توڑے پھر بیمار ہو جائے یا عورت کو حیض آ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰) جو شخص قصداً روزہ توڑے، پھر بیمار ہو جاوے یا عورت حائضہ ہو جاوے تو ان کا کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟

(جواب) کفارہ ساقط ہو جاتا ہے (انما یکفران نوی لیلاً ولم یکن مکرھا ولم یطرء مسقط کمرض وحیض. (در مختار ج ۲ ص ۱۵۱ علی ھامش رد المحتار ظفیر.)

(۱) یعنی بحر العلوم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ المتوفی سن ۱۳۵۲ھ سابق صدر المدرسین دار العلوم دیو بند۔

چھٹا باب

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

قصداً روزہ توڑ دینے سے قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

(سوال ۱۴۱) یہ جو فقہ کی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رمضان شریف میں بلا عذر شرعی قصداً روزہ توڑنے سے قضاء اور کفارہ واجب ہے، آیا قضاء و کفارہ، مجموعاً اکسٹھ روزے رکھے یا کفارہ و قضاء ایک ساتھ صرف ساٹھ روزے رکھنے سے دونوں ادا ہوجاویں گے۔

(جواب) رمضان شریف کا روزہ قصداً توڑنے سے کفارہ اور قضاء دونوں لازم ہوتے ہیں، یعنی ایک روزہ قضا، کا اور ساٹھ روزے کفارہ کے واجب ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے وان جامع فی رمضان الخ او اکل و شرب غذاءً او دواءً عمداً الخ قضی و کفر الخ (۱) اور شامی میں ہے وانما قدم القضاء اشعاراً بانه ینبغی ان یقدمه علی الکفارة الخ (۲) فقط۔

کفارہ یاد ہو مگر قضا روزوں کی تعداد یاد نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۴۲) کسی شخص کے ذمہ چند رمضان کے روزوں کا کفارہ ہو کہ تعداد بھی یاد نہ ہو، ایسے ہی نماز کی قضاء یاد نہ ہو کہ کے سال کی ذمہ ہیں تو کیسے ادا کرے قسموں کے کفارے اگر بہت ذمہ ہوں اور تعداد یاد نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے، آیا سب کی طرف سے ایک کفارہ کافی ہوگا یا نہیں۔

(جواب) نماز اور روزوں کا اندازہ کر کے قضاء کرے اور کفارہ میں تداخل ہوسکتا ہے، (۳) یعنی ایک کفارہ سے سب کے مواخذہ سے بری ہوجائے گا شامی میں ہے وفی البغیة کفارات الا یمان اذا کثرت تدا خلت ویخرج بالکفارة الواحدة عن عهدة الجمیع الخ۔ (۴)

جماع میں انزال نہ ہو تو بھی کفارہ ہے

(سوال ۱۴۳) ان رجلاً جامع مع امراته فی نهار رمضان وکان الثوب الغلیظ مطویاً علی ذکره فانخرق الثوب وکان الذکر فی فرج امراته فخرج الذکر من الثوب وصار فی فرجها بلا ثوب وعلم ذلک لهما بعد ساعة فلم یر الا بعد علمهما به فی المجا معة حتی افترقا علیهما ا لکفارة ام لا۔

(جواب) تجب الکفارة ایضاً فی هذه الصورة کما فی الدرا لمختار وان جامع المکلف ادمیاً مشتهیً فی رمضان اداءً لما مر اوجومع و توارت الحشفة فی احد السبیلین انزل او لا قضی و کفر الخ۔ (۴) فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج۲ ص ۴۰۹. ۱۲ ظفیر. (۲) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج۲ ص ۴۱۱. ۱۲ ظفیر. (۳) رمضان کے روزوں کے کفارہ میں ظاہر الروایۃ کے مطابق صرف جماع کی وجہ سے اور وہ بھی رمضان میں ہو تو تداخل نہیں ہے بقیہ میں تداخل ہے ولو تکرر فطره ولم یکفر للاول یکفیه واحدة ولو فی رمضانین عند محمد وعلیه الا عتماد بزازیة ومجتبی واختار بعضهم للفتویٰ ان الفطر بغیر الجماع تدا خل والا لا (در مختار) قوله ولم یکفر للاول اما لو کفر فعلیه اخری قوله وعلیه الا عتماد نقله فی البحر عن الا سرار ونقل قبله عن الجوهرة لو جا مع فی رمضانین فعلیه کفار تان وان لم یکفر للاولیٰ فی ظاهر الروایة وهوا لصحیح (رد المحتار باب مایفسد الصوم مطلب فی الکفارة ج ۲ ص ۱۵۱ ط.س. ج۲ ص ۴۱۳) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج۲ ص ۴۰۹. ۱۲ ظفیر.

شدت پیاس میں پانی پی لیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۴) ہندہ کو رمضان میں پیچش ہورہی تھی، سویاں توڑتی تھی، اس کو روزہ میں پیاس شدت کی لگی تو پانی پی لیا۔ ہندہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ رمضان کا روزہ توڑنے سے کفارہ ساٹھ روزہ لگا تار رکھنے پڑتے ہیں اب ہندہ ایک روزہ رکھے یا کفارہ واجب ہے اور کفارہ کے روزوں میں ایام حیض ونفاس اور ایام بیماری مستثنیٰ ہیں یا از سرنو روزہ رکھنا شروع کرے ۔فقط۔

(جواب) اگر ہندہ روزہ رکھ سکتی تھی اور مرض ایسا نہ تھا جس میں روزہ نہ رکھ سکے اور اس نے عمداً روزہ یاد ہوتے ہوئے پانی پی لیا اس کے ذمہ قضاء اور کفارہ لازم ہے۔(۱) اور کفارہ افطار کے روزوں میں حیض کا آنا مانع تتابع سے نہیں ہے۔ بعد انقطاع حیض کے فوراً پھر روزہ رکھنا شروع کرے۔ حیض سے پہلے روز بھی شمار میں آجائیں گے اور نفاس مانع تتابع سے ہے، یعنی نفاس کے بعد از سرنو دو ماہ کے روزے رکھنا ضروری ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

رمضان کے قضا روزے توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے

(سوال ۱۴۵) زید کے ذمہ رمضان شریف کا روزہ تھا، اس نے شوال میں وہ روزہ رکھ کر توڑ دیا تو قضاء آوے گی یا کفارہ ساٹھ روزوں کا آوے گا۔

(جواب) قضائے رمضان کے روزے کے توڑنے سے کفارہ نہیں آتا(۳)

مسافر سفر میں انتقال کر گیا تو اس کے روزہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۶) ایک شخص رمضان شریف میں مسافر ہوا اور روزہ نہیں تھا، وہ انتقال کر گیا، اس کے روزہ کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کے ذمہ قضاء روزہ کی لازم نہیں ہوئی اور فدیہ یا وصیت بالفدیہ بھی لازم نہیں ہوتی۔(۴) فقط۔

لواطت سے کفارہ وقضا دونوں لازم آتے ہیں

(سوال ۱۴۷) زید نے ماہ رمضان المبارک میں کسی لڑکے سے لواطت کی، انزال بھی ہوگیا۔ اب زید پر قضاء رمضان شریف کے روزہ کی آوے گی یا کفارہ بھی آوے گا۔

(جواب) اس صورت میں قضاء وکفارہ دونوں لازم ہیں۔(۵) فقط۔

....

(۱) وان جامع الخ اواکل او شرب غذاء الخ اودواء الخ عمداً الخ قضی فی الصور کلها وکفر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ .ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) ظفیر.

(۲) صام شهرین الخ متتابعین قبل المسیس الخ وکذا کل صوم شرط فیه التتابع فان افطر بعذر کسفر و نفاس بخلاف الحیض الخ او بغیره او وطئها الخ ، استانف الصوم (در مختار) قوله بخلاف الحیض فانه لا یقطع کفارة قتلها و افطار ها لا نها لا تجد شهرین خالیین عنه الخ (رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۷۹۹ و ج ۲ ص ۸۰۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۷۶) ظفیر.

(۳) وان جامع الخ فی رمضان اداء لما مر (در مختار) ای من ان الکفارة انما وجبت لهتک حرمة شهر رمضان فلا یجب بافساد قضائه ولا بافساد صوم غیره (رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ .ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) ظفیر.

(۴) فان ما توا فیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخر (در مختار) ای فلم یلزمهم القضاء و وجوب الوصیة فرع الزوم القضاء (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۶۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۲۳) ظفیر.

(۵) وان جا مع المکلف ادمیا مشتهی فی رمضان اداء او جو مع وتوارت الخشفة فی احد السبیلین ای القبل اوالد برو هو الصحیح فی الدبرو المختار انه بالا تفاق الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ .ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) ظفیر.

روزہ کی حالت میں کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لینے سے قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے یا ایک

(سوال ۱۴۸) اگر کوئی شخص روزہ میں کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لے تو روزہ ٹوٹ جاوے گا یا نہیں۔ اور اس پر قضا لازم آوے گی یا نہیں۔

(جواب) روزہ ٹوٹ جاوے گا اور قضاء وکفارہ اس پر لازم ہوگا۔ کما فی الشامی ولو بزاق حبیبه او صدیقه وجبت کما ذکره الحلوانی لانه لا یعافه الخ رد المحتار جلد ثانی کتاب الصوم (۱) فقط۔

ایک شخص نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا مگر دوسروں نے نہیں مانا اس نے بھی روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۹) اگر کسی شخص نے ۲۹ شعبان کو رمضان شریف کا چاند دیکھا اور قول اس کا مانا نہیں گیا لیکن اس نے روزہ رکھ لیا اور پھر توڑ دیا تو اس پر صرف قضاء لازم ہوگی یا کفارہ بھی۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضاء اس روزہ کی اس کے ذمہ لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار ای هلال رمضان او لفطر ورد قوله الخ صام فان افطر قضی فقط الخ در مختار ۔(۲)

سحری نہ کھانے کی وجہ سے متردد رہا کہ روزہ رکھوں یا نہیں، پھر توڑ دیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱/ ۱۵۰) رمضان میں بوجہ آنکھ نہ کھلنے کے سحر نہ کھایا ظہر کے وقت تک ارادہ مشکوک رہا کہ آج روزہ رکھوں یا نہ رکھوں، ظہر کے وقت افطار کر دیا تو قضاء لازم ہے یا کفارہ بھی۔

دوپہر میں نیت کر کے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/ ۱۵۱) اگر بوقت دوپہر نیت کر لی اور پھر افطار کر دیا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) اس صورت میں صرف قضاء لازم ہے کیونکہ نیت روزہ کی پختہ طور سے اس نے نہیں کی تھی۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)

(۲) اس صورت میں بھی صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ لازم نہیں ہے کما صرح فی الدر المختار او اصبح غیر ناو للصوم فاکل عمداً ولو بعد النیة قبل الزوال لشبهة خلاف الشافعی الخ۔(۴) اور شامی میں ہے کہ یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور مذہب صاحبین کا یہ ہے کہ قبل زوال یعنی قبل نصف نہار شرعی (شامی) اگر نیت روزہ کی کر لی تھی اور پھر افطار کیا تو قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے لیکن صحیح عدم لزوم کفارہ ہے۔(۵) فقط۔

تیسویں کو ظہر کے بعد چاند دیکھا گیا تو وہ کیا کرے اور بصورت افطار اس پر قضا ہے یا کفارہ بھی

(سوال ۱۵۲) تیسویں رمضان کو ظہر کے بعد چاند دیکھے تو روزہ توڑنا جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص روزہ توڑ دے تو اس پر قضا یا کفارہ واجب ہے یا نہیں اور اگر قبل الزوال چاند دیکھے تو کیا حکم ہے۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم وما لا یفسد ج ۲ ص ۱۴۸ ۔ط.س. ج۲ص ۴۱۰ ۔ ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۲ و ج ۲ ص ۱۲۳ ۔ط.س. ج۲ص ۳۸۴ ۔ ۱۲ ظفیر. (۳) او اصبح غیر نا و للصوم فاکل عمداً ولو بعد النیة قبل الزوال شبهة خلاف الشافعی الخ قضی فی الصور کلها فقط (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج۲ ص ۱۴۱ ۔ط.س. ج۲ص ۴۰۳ ۔ ۴۰۶) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۱ ص ۱۴۱ ۔ط.س. ج۲ص ۴۹۳ ۔ ۱۲ ظفیر. (۵) قوله لشبهة خلاف الشافعی فان الصوم لا یصح عنده بنیة النهار قوله قبل الزوال هذا عند ابی حنیفة وعندهما کذالک ان کل بعد الزوال وان کان قبل الزوال تجب الکفارة لانه فوت امکان التحصیل فصار کغاصب الغاصب ای لانه قبل الزوال کان یمکنه انشاء النیة وقد فوته بالا کل بخلاف ما بعد الزوال والا ول ظاهر الروایة کما فی البدائع ر د المحتار باب مایفسد الصوم ج۲ ص ۱۴۱ ۔ط.س. ج۲ص ۴۰۳)

(جواب) وہ چاند اگلی رات کا ہے لہذا روزہ توڑنا درست نہیں ہے اور قضاء ورکفارہ اس پر واجب ہے، بعد الزوال تو باتفاق رائے ائمہ ثلاثہ قضاو کفارہ واجب ہے، اور قبل الزوال چاند دیکھنے میں امام اعظمؒ اور امام محمدؒ قضا و کفارہ واجب فرماتے ہیں اور یہی مختار ہے، اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک وہ چاند جو..... قبل الزوال دیکھا جاوے گذشتہ شب کا ہے اور افطار کرنا روزہ کا لازم ہے لیکن اوپر معلوم ہوا کہ مختار و مفتی بہ قول امام اعظم اور محمدؒ کا ہے۔ شامی میں بعد نقل اختلاف فرمایاو المختار قولهما(۱) فقط۔

اخیر دن میں کوئی چاند دیکھے اور روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۳) اگر رمضان شریف کی تیسویں تاریخ کو زوال کے بعد کچھ دن رہے کسی نے چاند دیکھا اور یہ خیال کر کے کہ جب چاند ہو گیا تو رمضان نہیں ہے، روزہ توڑ ڈالا تو اس نے صحیح و درست کیا یا اس پر قضاء و کفارہ بھی لازم ہے۔

(جواب، جائے دیگر) صورت مسئولہ میں ایک مجیب نے جواب لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ چاند لیل مستقبلہ کا ہے، اور روزہ افطار کرنے کو موجب قضاء قرار دیا ہے نہ موجب کفارہ، اور صورت مسئولہ کو اس پر قیاس کیا ہے اذا تسحر علی یقین ان الفجر لم یطلع او افطر علی یقین ان الشمس قد غربت الخ پس اس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:۔

(جواب) (حضرت مفتی صاحب) قول وباللہ التوفیق. ورویة بالنهار للیلة الآتیة مطلقاً الخ ای سواء روی قبل الزوال او بعده وقوله علی المذهب ای الذی هو قول ابی حنیفة و محمدؒ الخ وقال ابو یوسف ان کان بعد الزوال فکذالک وان کان قبله فهو للیلة الماضیة الی ان قال والمختار قولهما الخ شامی (۲) ج ۲ ص۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ بعد الزوال اگر تیس تاریخ کے دن کو چاند نظر آیا تو باتفاق ائمہ ثلاثہ وہ شب آئندہ کا ہے شب گذشتہ کا نہیں ہے، پس وہ دن باتفاق رمضان شریف کا دن ہے لہذا دن کو افطار کرنے سے قضاء و کفارہ دونوں باتفاق لازم ہوں گے، کیوں بعد الزوال میں شبہ اختلاف کا بھی نہیں ہے اور یہ جہل اس مضطر کا مسئلہ سے سبب سقوط کفارہ کا نہ ہوگا اور قیاس اس کا مسئلہ اذا تسحر علی یقین ان الفجر لم یطلع او افطر علی یقین ان الشمس قد غربت الخ (۳) پر صحیح نہیں ہے کیونکہ اس مسئلہ میں غروب کا یقین ہے اور یہاں عدم غروب کا یقین ہے فاین هذا من ذالک۔ فقط

غروب آفتاب سمجھ کر افطار کر لیا مگر افطار کے بعد سورج نظر آیا تو کیا کرے

(سوال ۱۵۴) ایک روز رمضان شریف میں بہت زور گھٹا تھی، یہ سمجھ کر کہ افطار کا وقت ہو گیا اور سورج غروب ہو گیا، روزہ افطار کر لیا، بعد افطار کے سورج نکل آیا تو کیا حکم ہے۔

---

(۱) رویة بالنهار للیلة الآتیة مطلقا علی المذهب ذکره الحدادی (در مختار) ای سواء روی قبل الزوال اور بعده وقوله علی المذهب ای الذی هو قول ابی حنیفة و محمد قال فی البدائع فلا یکون ذالک الیوم من رمضان عندهما وقال ابو یوسف ان کان بعد الزوال فکذالک وان کان قبله فهو للیلة الماضیة ویکون الیوم من رمضان الخ و المختار قولهما (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۳۰ .ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر۔
(۲) دیکھئے رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۳۰ .ط.س. ج۲ص ۳۹۲. ۱۲ ظفیر۔
(۳) دیکھئے۔ رد المحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۳ و ج ۲ ص ۱۴۴ .ط.س. ج۲ص ۴۰۵ اور الجوهرة النیره کتاب الصوم ج ۱ ص ۱۴۸. ۱۲ ظفیر صدیقی۔

(جواب) اس روزہ کی قضا لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔ اور کچھ گناہ بھی نہیں ہوا، مگر اس روزہ کی قضاء ضرور کرنی چاہئے۔ (۱) فقط۔

مباشرت سے جب انزال نہ ہو تو صرف قضا واجب ہے یا کفارہ بھی

(سوال ۱۵۵) ایک شخص نے روزہ کی حالت میں دن کو اپنی بیوی سے مباشرت کی مگر انزال نہیں ہوا۔ اس حالت میں کفارہ واجب ہوا یا کیا۔

(جواب) اگر دخول ہوا قضا و کفارہ لازم ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔ کما فی الدر المختار وان جامع الخ او جومع و توارت الحشفة فی احدالسبیلین انزل اولا الخ قضی و کفر الخ (۲) فقط۔

غیر روزہ دار شوہر نے روزہ دار بیوی سے جماع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۶) ایک مرد بے روزہ ماہ رمضان میں اپنی بیوی روزہ دار سے اس گمان پر کہ شاید روزہ سے نہیں ہے، صحبت کرتا ہے، بیوی نے سمجھا کہ میرا روزہ مرد کو معلوم ہے اور شاید روزہ میں مباشرت جائز ہوگی۔ تاہم مرد سے دریافت کیا، مرد فوراً علیحدہ ہو گیا۔ اب کفارہ کس کے ذمہ ہے۔

(جواب) اس صورت میں اگر دخول ہو گیا تو کفارہ عورت پر لازم ہے وان جامع الخ او جومع وتوارت الحشفة فی احد السبیلین الخ قضی و کفر الخ (۳) اور اگر ایک دفعہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا نہیں کھلا سکتا تو یہ درست ہے کہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلاتا رہے یا روزانہ اس کو قیمت نصف صاع گندم کی دیتا رہے یا ساٹھ مسکینوں کو اس طرح قیمت تقسیم کرے کہ ہر ایک مسکین کو ایک فطرہ کی قیمت یعنی نصف صاع گندم پونے دو سیر کی قیمت دیوے۔ (۴) فقط۔

مباشرت فاحشہ سے جس کو انزال ہو جائے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۷) روزہ رمضان کی حالت میں کسی نے مباشرت فاحشہ کی جس سے انزال ہو گیا۔ بعد ازاں گھنٹہ دو گھنٹہ جماع کیا یا کھانا وغیرہ کھایا، ایسی حالت میں کفارہ اس کے ذمہ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) مباشرت فاحشہ کے ساتھ اگر انزال ہو جاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس کے بعد کھانا کھانے اور جماع کرنے سے کفارہ لازم نہ آوے گا۔ قال فی الدر المختار او لمس ولو بحائل لایمنع الحرارة واستمنی بکفه او بمباشرة فاحشة فانزل الخ قضیٰ الخ (۵)

لواطت میں حشفہ اگر غائب ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۸) اگر کسی شخص نے روزہ کی حالت میں لواطت کی اور سر ذکر غائب ہو جائے لیکن انزال نہ ہو تو رمضان

---

(۱) اذا تسحر وهو یظن ان الفجر لم یطلع فاذا هو قد طلع او افطر و هو یری ان الشمس قد غربت فاذا هی لم تغرب الخ علیه القضاء ولا کفارة علیه (هدایه باب ما یوجب القضاء والکفارة ج ۱ ص ۲۰۷۔ ط۔س۔ ج ۲ ص) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۴۰۹۔۲۔ ۱ ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۴۰۹۔ ۱۲ ظفیر۔

(۴) حوالہ گذر چکا ہے ۱۲ ظفیر۔ (۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۴۰۴۔ ۱۲۔ اگر صرف مرد کو مباشرت فاحشہ میں انزال ہوا تو صرف اسی کا روزہ فاسد ہوگا، عورت کا نہیں، اور اگر اسے بھی انزال ہوا تو اس کا بھی روزہ فاسد ہوگا۔ اور مرد نے اس طرح فاسد ہونے کے بعد اگر بیوی سے جماع کیا تو اس پر تو کفارہ نہیں ہے۔ لیکن اس کی بیوی بخوشی جماع پر آمادہ ہوئی ہے تو اس پر کفارہ بھی ہوگا بشرطیکہ پہلے اس کا روزہ فاسد نہ ہوا تھا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

شریف کے روزہ کا کفارہ دینا واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) لواطت کرنے میں جب کہ حشفہ غائب ہوگیا اگر چہ منی نہ نکلی یعنی انزال نہ ہوا، قضا اور کفارہ لازم ہے کما فی الدر المختار وان جامع الملکف ادمیاً مشتھیً فی رمضان اداءً لما مر او جومع و توارث الحشقه فی احد السبیلینْ انزل او لا الخ قضی فی الصور کلھا و کفر الخ (۱) درمختار۔ فقط۔

صبح صادق کے وقت دودھ پی لیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۹) اگر کوئی شخص صبح صادق کے وقت دودھ پی کر روزہ رکھے اس پر اسی روزہ کی قضا واجب ہے یا اس کے عوض ساٹھ روزہ رکھنا اس پر واجب ہوگا۔

(جواب) اگر رمضان شریف کا روزہ ہے اور صبح صادق کا ہو جانا اس کو معلوم ہے اور پھر دودھ پیا ہے تب تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے۔ (۲) اور اگر اس کو صبح صادق کا ہونا معلوم نہ تھا اس نے یہ سمجھ کر دودھ پیا اور سحری کھائی کہ ابھی صبح نہیں ہوئی تو صرف قضاء اس پر لازم ہے، کفارہ واجب نہیں ہے (۳) فقط۔

رمضان کے روزہ میں بخار کی وجہ سے افطار کرنا پڑا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰) اگر کسی کو رمضان شریف کے روزہ میں بخار ہوا اور بوجہ شدت پیاس کے روزہ افطار کر لیا تو قضا واجب ہے یا کفارہ۔

(جواب) قضا لازم ہوگی، کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (۴) فقط

نہ جاننے کی وجہ سے کوئی رمضان کے دن میں بیوی سے جماع کرے یا ہاتھ سے منی نکال لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۱) جو شخص رمضان المبارک میں روزہ سے ہو اور اس کو یہ معلوم نہیں کہ اپنی بیوی سے صحبت کرنے سے کفارہ لازم ہوتا ہے، اس نے صحبت کر لی یا ہاتھ سے منی نکال دی دونوں صورتوں میں کفارہ لازم ہوا یا نہیں، اور بہتر روزہ رکھنا ہے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

(جواب) پہلی صورت میں کفارہ لازم ہے، (۵) اور دوسری صورت میں یعنی استمناء بالکف میں کفارہ نہیں ہے صرف قضاء اس روزہ کی لازم ہے۔ (۶) اور کفارہ میں اگر غلام آزاد کرنے کی قدرت نہ ہو، کما فی ھذہ البلاد تو دو ماہ کے روزے پے در پے رکھنا چاہئے۔ اطعام ستین مسکیناً سے دو ماہ کے روزے مقدم ہیں اور جب روزوں کی طاقت نہ ہو

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار۔ باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ .ط.س. ج ۲ ص ۴۰۹. ۱۲ ظفیر. (۲) اواکل او شرب غذا او دواء الخ عمداً الخ قضی الخ وکفر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار. باب مایفسد الصوم الخ ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۸ و ج ۲ ص ۱۴۹ .ط.س. ج ۲ ص ۴۰۹) ظفیر. (۳) او شرب نا ئما او تسحر او جا مع علی ظن عدم الفجر الخ قضی فی الصور کلھا فقط. (در مختار) ای بدون کفارۃ (رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۵ و ج ۲ ص ۱۴۴ .ط.س. ج ۲ ص ۴۰۹) ظفیر. (۴) وبقی الا کراہ و خوف ھلاک او نقصان عقل و لو بعطش او جوع شدید الخ الفطر یو م العذر الخ و قضو الزوما ما قدر وابلا فدیة الخ (الدر المختار علی ھامش رد المختار فصل فی العوارض المبیحة ج ۱ ص ۱۵۸ .ط.س. ج ۲ ص ۴۲۱) ظفیر. (۵) وان جامع المکلف ادمیا مشتھی فی رمضان اداء او جو مع وتوارث الحشفة فی احد السبیلین انزل او لا الخ قضی فی الصور کلھا وکفر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار با ب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ .ط.س. ج ۲ ص ۴۸۹ ظفیر. (۶) وکذا الا ستمناء بالکف (در مختار) ای فی کونه لا یفسد لکن ھذا اذا لم ینزل اما اذا نزل فعلیه القضاء (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۶ .ط.س. ج ۲ ص ۳۹۹) او استمنی بکفه الخ فانزل قضی فی الصور کلھا فقط ایضاً ج ۲ ص ۱۴۲) ظفیر.

تو اس وقت ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانے کی یا ہر ایک کو بقدر فطرہ کے غلہ یا اس کی قیمت دینے کی اجازت ہے۔(۱) فقط۔

پیاس کی شدت یا سفر کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۲) روزہ دار تشنگی شدید سے روزہ توڑ دیوے یا سفر میں روزہ توڑ دیوے اس کے لئے کیا تعزیر ہے۔

(جواب) پیاس اگر ایسی شدید ہے کہ اس میں مر جانے کا اندیشہ ہے یا عقل جاتے رہنے کا خوف ہے تو اس حالت میں افطار کرنا جائز ہے اور بعد میں اس روزہ کی قضاء لازم ہے اور اسی طرح سفر میں بروز سفر روزہ توڑنا نہ چاہئے لیکن اگر توڑ دیا قضاء لازم ہے کفارہ نہیں (۲) کذا فی الدرالمختار فقط۔

ہلاک ہونے کا اندیشہ تھا افطار کر لیا تو اب کیا کرے

(سوال ۱۶۳) زید کو ہلاک ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے اس نے روزہ افطار کر لیا تو اب کفارہ واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں کفارہ واجب نہ ہوگا۔(۳) فقط۔

سفر میں روزہ توڑنا پڑا تو اس پر کیا واجب ہے

(سوال ۱۶۴) زید و بکر گیارہ بجے شب کو سفر کو روانہ ہوئے جس کی مسافت اسی میل سے زائد تھی اور نیت روزہ کی کر لی تھی منزل پر پہنچ کر بوجہ تشنگی و شدت گرمی بدحواس ہو گئے اس لئے مجبوراً تین بجے دن کو روزہ افطار کر لیا۔ ایسی صورت میں قضا لازم آئے گی یا کفارہ۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضا لازم آوے گی نہ کفارہ۔ درمختار میں ہے وبقی الا کراہ و خوف ھلاک اونقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید او لسعة حیة الخ۔(۴) فقط

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کسی نے کچا گوشت یا چاول کھا لیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۵) ایک شخص نے روزہ کی حالت عمداً لحم خام یا چاول کھائے اس شخص پر قضاء واجب ہے یا کفارہ۔

(جواب) عمداً کچا گوشت یا چاول کھانے سے قضاء و کفارہ لازم ہے، ولکن یشکل علی ذلک وجوب الکفارة باکل اللحم النیی ولو من میتة الا اذا امتن ودوّد فانی لم ارمن ذکر فیه خلافاً مع انه اشدعیافة من اللقمة المخرجه۔(۵) الخ رد المحتار ثم اجاب عن الا شکال۔

رمضان کے دن میں بیوی سے صحبت کرنا کیسا ہے، اور رات میں کب تک اجازت ہے

(سوال ۱۶۶) رمضان میں خاوند اپنی بیوی کے پاس دن میں اگر جاوے تو کس قدر گناہ اور کیا کفارہ ہے۔ اور رات کے وقت وہ کب سے کب تک اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے اور کس وقت اس کو پاک صاف ہو جانا چاہئے۔

(جواب) دن میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس میں کفارہ مع قضاء کے واجب ہے اور کفارہ یہ ہے

---

(۱) وکفر الخ ککفارة المظاھر (در مختار) ای مثلھا فی الترتیب فیعتق او لافان لم یجد صام شھرین متتا بعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم مطلب فی الکفارة ج ۲ ص ۱۵۰ .ط.س. ج۲ص ۴۱۲) ظفیر.

(۲) وبقی الا کراہ وخوف ھلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید او لسعة حیة الخ الفطر الخ وقضوا لزوماما قدر وابلا فدیة (الد المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی العوارض المبحیة لعدم الصّوم ج ۲ ص ۱۵۸ .ط.س. ج۲ص ۴۲۱) ظفیر. (۳) وبقی الا کراہ وخوف ھلاک الخ الفطر الخ (ایضاً) .ط.س. ج۲ص ۴۲۱. (۴) الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی العوارض المبحیة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸ .ط.س. ج۲ص ۴۲۱) ظفیر. (۵) رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد. ج ۲ ص ۱۴۸ .ط.س. ج۲ص ۴۱۰. ظفیر.

کہ غلام آزاد کرے، وہ نہ ہو سکے تو ساٹھ روزے متواتر رکھے، وہ نہ ہو سکے تو ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھانا کھلاوے۔
(۱) اور رات میں بعد غروب آفتاب کے صبح صادق سے پہلے پہلے صحبت کرنا درست ہے (۲) اور غسل بعد صبح کے بھی کر سکتا ہے۔ (۳) فقط۔

سویرے آنکھ کھلی سحری نہیں کھائی اور نہ روزہ کی نیت کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۷) آج صبح ۴ بج کر ۱۳ منٹ پر سحری کھانے کے لئے آنکھ کھلی، پَو بالکل پھٹ گئی تھی، چاندنا خوب ظاہر ہو رہا تھا، ایک شخص نے بدانست روزہ نہیں رکھا اور نیت روزہ نہیں کی آیا اس کو روزہ رکھنا واجب تھا یا نہیں۔ اس روزے کی بجائے اس کو ایک ہی روزہ رکھنا پڑے گا یا زیادہ۔ ایک عورت جس نے وقت مذکورہ میں سحری کھائی اس کا روزہ ہوا یا نہیں اس کو ایک روزہ رکھنا ہوگا یا نہیں ایک شخص جس کی نیت روزہ شام سے کافی نہ تھی اس بناء پر روزہ نہیں رکھا کہ اس کو پندرہ میل کا سفر پیدل چلنا ہے روزہ نہیں رکھا جاوے گا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جب کہ اول ہی نیت روزہ کی نہیں کی گئی تھی اور روزہ بھی اس دن نہ رکھا صرف قضاء یعنی ایک روزہ اس کے عوض اس کے ذمہ لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے، البتہ روزہ اس کو رکھنا ضروری اور فرض تھا لیکن جب کہ نہیں رکھا اور نیت نہیں کی تو قضاءً صرف ایک روزہ اس کے ذمہ لازم ہوا۔ اور وہ عورت جس نے وقت مذکورہ پر سحری کھائی چونکہ اس وقت صبح صادق خوب ہوگئی تھی اس لئے وہ روزہ اس کا نہیں ہوا قضاء اس روزہ کی اس کے ذمہ لازم ہے اور کفارہ ساقط ہے اور پندرہ میل کا سفر اگرچہ افطار روزہ کو مباح نہیں کرتا لیکن جب کہ نیت روزہ کی نہ کی گئی تھی، تو صرف قضا اس کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں۔ (۴) فقط

کفارہ صوم گندم کتنا دیا جائے

(سوال ۱/۱۶۸) کفارہ صوم میں پکے ہوئے گندم دیئے جائیں تو کس قدر۔

روٹیاں دی جا سکتی ہیں یا نہیں

(سوال ۲ ...... ۱۶۹) روٹیاں بغیر سالن دی جا سکتی ہیں یا نہیں۔
(جواب) (۱) پکا ہوا کھانا کھلانا بھی جائز ہے۔ دو وقت پیٹ بھر کر کھلایا جاوے۔ (۵)
(۲) اگر بے سالن کے وہ لوگ پیٹ بھر لیں تو یہ بھی درست ہے۔ (۶) فقط۔

....

(۱) وان جامع الملکف ادمیا مشتھی فی رمضان ای نھار او جو مع و توارت الحشفة فی احدا السبیلین الخ قضی الخ وکفر الخ ککفارة المظاھر (در مختار) ای مثلھا فی الترتیب ویعتق اولا فان لم . یجد صام شھرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا الخ (رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) ظفیر۔
(۲) واحل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (الی قوله تعالیٰ) حتی یتبین لکم الخطی الا بیض من الخیط الا سود من الفجر (بقرہ ۲۳۰) ظفیر. (۳) او صبح جنبا الخ لم یفطر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۱ ص ۱۳۸ ط.س. ج۲ ص ۴۰۰) ظفیر. (۴) اوا صبح غیر ناو للصوم فاکل عمدا الخ او تسحرا وا فطریظن الیوم الخ لیلا والحال ان الفجر طالع الخ قضی فی الصور کلھا فقط (در مختار) ای بدون کفارة (رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۱ و ج ۲ ص ۴۴ ط.س. ج۲ ص ۴۰۳، ۴۰۵) ظفیر. (۵) فان عجز عن الصوم لمرض الخ اطعم ستین مسکینا ولو حکما الخ کالفطرة قدر او مصرفا او قیمة ذالک من غیر المنصوص الخ وان ارادوا الا باحة فغداھم وعشاھم الخ اوا طعم غدائین او عشا ئین الخ واشبعھم جاز بشرط ادام فی خبز شعیر وذرة لا بر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۸۰۱ و ج ۲ ص ۸۰۳ ط.س. ج۲ ص ۴۷۶) (۶) وفی التتار خانیة والمستحب ان یعدیھم ویعشیھم بخبز معه ادام (رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۸۰۳ ط.س. ج۲ ص ۴۷۶) ظفیر۔

سفر میں شدت لو کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۰) اگر کسی شخص کو ماہ رمضان میں ایسا سفر پیش آوے جس سے وہ شرعاً مسافر نہیں ہوسکتا، اس وجہ سے وہ روزہ کی حالت میں سفر کرے اور دوپہر میں سخت دھوپ اور لو کی وجہ سے بے برداشت ہوکر روزہ توڑ دے تو اس کو قضاء کرنا چاہئے یا کفارہ لازم ہوگا۔

(جواب) اس صورت میں اس شخص پر کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضاء لازم ہوگی۔(۱) فقط۔

سحری بعد بیوی سے ہم بستر ہوا پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہوچکی تھی تو کیا کرے

(سوال ۱۷۱) ایک شخص نے رمضان میں بعد فارغ ہونے کھانے سحری کے ایسے وقت اپنی بیوی سے صحبت کی کہ جو اس کو علم ہوگیا تھا کہ صبح صادق ہوگئی تھی اور پھر اس نے روزہ بھی رکھ لیا ہے اور وہ اس کو بہتر سمجھتا ہے اس صورت میں قضا آوے گی یا کفارہ ہے۔

(جواب) اس صورت میں اگر بعد میں ظاہر ہوا کہ واقعی صبح صادق ہوگئی تھی تو قضاء اس روزہ کی اس شخص کے ذمہ لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہوا، قال فی الدر المختار او تسحر وافطر یظن الیوم الخ لیلاً الخ قال فی الشامی وقولہ لیلاً لیس بقید لانہ لو ظن الطلوع واکل مع ذلک ثم تبین صحۃ ظنہ فعلیہ القضاء ولا کفارۃ الخ (۲) لیکن یہ فعل اس کا جائز نہ تھا کہ باوجود علم صبح صادق ہوجانے کے ایسا کیا، اور اس کو اچھا سمجھنا خطاء اور جہل کی بات ہے اور معصیت ہے، اس سے توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کرے ولیس لہ ان یاکل لان غلبۃ الظن کالیقین۔(۳) شامی۔ فقط۔

جس پر کفارہ لازم ہے اس کی قیمت ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۲) زید کے ذمہ روزہ رمضان کا کفارہ ہے لیکن نہ وہ ساٹھ روزے پے در پے رکھ سکتا ہے اور نہ ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلا سکتا ہے، آیا اس صورت میں قیمت ادا کرسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر ساٹھ مسکینوں کو نقد دے دیوے اس طرح کہ ہر ایک مسکین کو قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی دیوے تو کفارہ ادا ہوجاوے گا۔ کما فی الدر المختار فان عجز عن الصوم الخ اطعم ستین مسکیناً کالفطرۃ قدراً او مصرفاً او قیمۃ ذلک الخ (۴) فقط۔

آتش زدگی کی وجہ سے روزہ توڑنا پڑا اس کے لئے کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۳) گاؤں میں رمضان المبارک میں سخت آگ لگی بعض مرد اور عورتوں نے روزے توڑ دیئے ان پر صرف قضاء لازم ہے یا کفارہ بھی۔

(جواب) اگر اس آتش زدگی میں شدت بھوک وپیاس یا خوف جان کی وجہ سے روزہ توڑا تو ان پر صرف قضاء لازم ہوگی

---

(۱) وبقی الاکراہ وخوف ھلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید الخ الفطر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ ص ۴۲۱) ظفیر.

(۲) دیکھئے رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۳. ط.س. ج۲ ص ۴۰۵، ۱۲ ظفیر.

(۳) رد المحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۱۴۳. ط.س. ج۲ ص ۴۰۵ ۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ ص ۴۰۲) ظفیر.

کفارہ واجب نہ ہوگا۔ کذا فی المختار۔(۱) فقط۔

بے خبری میں فجر کی اذان کے بعد سحری کھائی تو اب کیا کرے

(سوال ۱۷۴۴) ہندہ نے رمضان شریف میں فجر کی اذان ہونے کے بعد سحری کھالی اور ہندہ کو مطلق خبر نہ تھی کیا حکم ہے۔

(جواب) اس روزہ کی قضاء کر لینی چاہیئے کیونکہ وہ روزہ نہیں ہوا صرف قضاء اس روزہ کی واجب ہے کفارہ لازم نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

---

(۱) وبقی الاکراہ و خوف وهلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید او لسعة حية الخ الفطر وقضوا الزوما (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ص ۴۲۱) ظفیر.

(۲) اذا تسحر وهو يظن ان الفجر لم يطلع فاذا هو قد طلع الخ علیه القضاء الخ ولا كفارة عليه لان الجناية قاصرة لعدم القصد (هدایه باب ما يوجب القضاء ج ۱ ص ۲۰۷. ط.س. ج۲ص) ظفیر.

ساتواں باب

روزے کا کفارہ

روزے کے کفارہ میں کیا بہتر ہے

(سوال ۱۷۵) درکفارہ صوم عتق رقبہ یا اطعام شصت مساکین یا دو ماہ پیاپے روزہ داشتن است ازیں ہر سہ حکم برتر ومحکم تر دو ماہ پیاپے روزہ داشتن امر افضل است، اگرچہ توانائی عتق رقبہ داشتہ باشد یا قوت اطعام شصت مساکین داشتہ باشد۔

(جواب) ایں ہر سہ امور در کفارہ ترتیب دارد واجب اند۔ اول تحریر رقبہ اگر آن ممکن نباشد روزہ دو ماہ متواتر واجب است اگر آن ہم متعسر باشد اطعام ستین مسکین لازم است، پس حاصلش آنکہ باوجود قدرت اعتاق صیام جائز نیست وباوجود طاقت صیام اطعام جائز نیست، کما ہو منصوص فی النص (۱) فقط۔

کفارہ میں اگر کسی طالب علم کو دو ماہ کا کھانا کھلا دے تو ادا ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۷۶) کسی طالب علم کا کھانا دو ماہ کے لئے روزے کے کفارہ میں مقرر کرنا یعنی ساٹھ وقت کا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) روزے کے کفارہ میں ساٹھ دن ایک طالب علم کو دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلا دینا درست ہے اور اس سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے مگر بیٹھا کر کھلانا چاہئے کیونکہ دینے میں ہر روز پوری مقدار نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دینے کی ضرورت ہے۔(۲) فقط۔

کفارہ صوم کی رقم مدرسہ کے ٹاٹ یا تعمیر مسجد میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۱۷۷) اگر دو روزے رمضان شریف کے قصداً قضا ہو جاویں تو ان کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ اگر اس کھانے کی قیمت سے مدرسہ میں ٹاٹ خرید کر دیدیوے یعنی فرش طلباء کے لئے انتظام کردے تو جائز ہے یا نہیں۔ اور تعمیر مسجد میں صرف کرنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ایک روزہ رمضان کا قصداً توڑنے میں ساٹھ روزے پے در پے رکھنے کا حکم ہے، علاوہ ایک روزہ قضاء کے۔ پس دو روزوں کا کفارہ ۱۲۰ دن کے روزے ہیں۔ اور اگر اس قدر روزوں کی طاقت نہ ہو تو پھر ایک روزہ کے عوض ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا ہر ایک مسکین کو نصف صاع گندم یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت دینا

---

(۱) وکفر الخ ککفارة المظاهر الثابتة با لکتاب واما هذه فبالسنة ومن ثم شبهوها (در مختار) قوله کفارة المظاهر مر تبط بقوله وکفرای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا ، فان لم یجد صام شهرین متتا بعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا لحدیث الا عرابی المعروف فی الکتب السنة الخ ولا فرق فی وجوب الکفارة بین الذکر والا نثی والحر والعبدو السلطان وغیره الخ فی التشبیه اشارة الی انه لا یلزم کو نها مثلها من کل وجه فان المسیس فی اثنا ئها یقطع فی کفارة الظهار مطلقا عمدا او نسیا نالیلا او نهارا للا یة بخلاف کفارة الصوم والقتل فانه لا یقطعه فیهما الا الفطر بعذر او بغیر عذر الخ والحاصل انه لا یقطع التتابع هنا الوطی لیلا عمداً او نهارا نا سیا بخلاف کفارة الظهار (رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم الخ مطلب فی الکفارة ج ۲ ص ۱۵۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۱۲) ظفیر.

(۲) فان عجز عن الصوم الخ اطعم ای ملک ستین مسکینا الخ وان غداهم وعشا ه الخ جاز الخ کفا جاز لوا طعم واحد استین یوما (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۸۰۱ و ج ۲ ص ۸۰۳ .ط.س. ج۲ص ۴۷۶) ظفیر.

ضروری ہے۔ مدرسہ کا ثاث وغیرہ خریدنا یا مرمت وتعمیر مدرسہ یا مسجد کرنا اس سے درست نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

ایک روزے کے کفارہ میں ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے

(سوال ۱۷۸) زید نے ماہ رمضان روزہ کی حالت میں ایک عورت سے زنا کیا۔ اب وہ توبہ کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ متواتر ایک سال کے روزہ کفارہ کے مجھ میں رکھنے کی طاقت نہیں، ہر مہینہ میں دو چار روزے رکھ لیا کروں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) رمضان شریف کے ایک روزے کے توڑنے کے کفارہ میں دو مہینہ کے روزے متواتر رکھنے کا حکم ہے، پس اس کو چاہئے کہ ساٹھ روزے پے در پے رکھے درمیان میں روزہ توڑنے سے کفارہ ادا نہیں ہوسکتا اور جس میں روزوں کی طاقت نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا چاہئے۔ (۲) فقط۔

روزہ کا کفارہ توبہ سے معاف ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۷۹) زید نے کہ جس کو کفارہ کا علم نہ تھا اپنی عورت سے روزہ کی حالت میں ہم بستری کی تو ان پر جو کفارہ واجب ہوا ہے وہ اس کو کسی طرح ادا نہیں کر سکتے، اس صورت میں ان کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ادائے قضاء وکفارہ اس صورت میں ضروری ہے، توبہ بھی جبھی قبول ہوگی۔ اگر دو مہینے کے روزوں کی پے در پے طاقت نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیویں فان لم يستطع فاطعام ستين مسكينا. الآية۔ (۳) فقط

فدیہ صوم میں ایک ماہ ایک فقیر کو کھانا دیا جائے اور بقیہ ایام کا ایک دفعہ دے دیا جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۰) فدیہ صوم میں اگر ایک ماہ یا کم وبیش، ایک مسکین کو کھانا دیا جائے اور بقایا ایک ماہ یا کم وبیش کی قیمت اسی کو ایک دفعہ ایک دن دے دی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کفارہ میں تو ایک محتاج کو ایک دن میں زیادہ دینے سے ایک دن کا فدیہ ادا ہوتا ہے، مثلاً قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں، یا روزہ کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کا حکم ہے، تو ان میں اگر ایک فقیر کو ایک دن میں زیادہ مقدار دے گا تو ایک دن کا ادا ہوگا زیادہ محسوب نہ ہوگا۔ اور شیخ فانی جس کو رمضان کے روزوں کا فدیہ دینا درست ہے، اس میں اگر ایک محتاج کو کئی روزوں کا فدیہ دیدیوے تو ادا ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وبلا تعدد فقير ۔ شامی میں ہے۔ **قوله وبلا تعدد فقير الخ اى بخلاف كفارة اليمين للنص فيها على التعدد الخ۔**

---

(۱) وان جامع المكلف الخ اوا كل او شرب غداء اودواء الخ عمداً الخ قضى الخ وكفر الخ كفارة الظاهر (در مختار) اى كفر مثلها فى الترتيب ويعتق اولا فان لم يجد صام شهرين متابعين فان لم يستطع اطعم ستين مسكينا (رد المحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۹ و ج ۲ ص ۱۵۰ ط.س. ج۲ص۴۰۹) مصرف الزكوة الخ وهو ايضاً لصدقة الفطر والكفارة و النذر وغير ذالك من الصدقات الواجبة الخ ويشترط ان يكون الصرف تمليكا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ص۳۳۹) ظفير.

(۲) وان جامع المكلف او ميا مشتهى فى رمضان اداء او جومع وتوارت الحشفة فى احد السبيلين انزل اولا الخ عمدا الخ قضى الخ وكفر اللكفارة المظاهر (در مختار) مرتبط بقوله وكفراى مثلها فى الترتيب فيعتق اولا، فان لم يجد صام شهرين متابعين فان لم يستطع اطعم ستين مسكينا (رد المحتار باب مايفسد ج ۲ ص ۱۴۹ و ج ۲ ص ۱۵۰ ط.س. ج۲ص۴۰۹) ظفير

(۳) سورة المجادله ركوع ۱ .... وان جامع المكلف ادميا مشتهى فى رمضان اداء اوجومع و توارت الحشفة الخ عمدا الخ قضى الخ او كفر الخ الكفارة المظاهر الثابتة بالكتاب (در مختار) فيعتق اولاً فان لم يجد صام شهرين متابعين فان لم يستطع اطعم ستين مسكينا (رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۹ و ج ۲ ص ۱۵۰ ط.س. ج۲ص۴۰۹) ظفير.

چونکہ آپ نے تصریح نہیں فرمائی کہ آپ کی مراد کفارہ صوم کا ہے جو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا جاتا ہے، یا جو شخص عاجز روزے رمضان کے رکھنے سے ہے وہ جو فدیہ ادا کرتا ہے وہ مراد ہے، اول اور ثانی کے حکم میں فرق ہے، کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا یا اناج، یا نقد دیوے یا ایک مسکین کو ساٹھ دن دیوے، یہ ضروری ہے۔ ایک مسکین کو ایک دن میں زیادہ دے گا تو ایک دن کا ہی ادا ہوگا۔ الحاصل کفارہ میں تعدد فقراء کا یا تعدد ایام کا ضروری ہے اور فدیہ میں تعداد فقراء ایام کی ضرورت نہیں ہے۔

افطار کی خبر میں کتاب القاضی الی القاضی کے شرائط کیا ہیں

(سوال ۱۸۱) خبر افطار ماہ رمضان میں آیا کتاب القاضی الی القاضی کے شرائط ملحوظ ہیں یا نہیں۔ اگر ملحوظ ہیں تو کون سی جزئی ہے اور خبر تار کی معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب)قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر الخ فیلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولئک بطریق موجب الخ وقال صاحب رد المحتار فی شرح قوله بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر (۲) الخ فظهرانه لا حاجة الی کتاب القاضی الی القاضی فی اخبار الصوم والا فطار لا نه لیس بطریق متعین للایجاب۔

خبر تار، صوم وافطار میں شرعاً معتبر نہیں ہے۔ لیکن اگر قرائن دیگر بھی موجود ہوں تو مفید عمل ہو سکتے ہیں۔

کفارہ صوم میں بچے شریک ہو جائیں تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۱/ ۱۸۲) کفارہ صوم میں اگر آٹھ دس برس کے بچے بھی کھانا کھانے میں شریک ہو جائیں تو کفارہ ادا ہوگا یا نہیں۔

دو دن کر کے کھلائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/ ۱۸۳) اگر پندرہ کو ایک روز اور باقی کو دوسرے روز کھلایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

مہتمم مدرسہ کی وکالت

(سوال ۳/ ۱۸۴) مدرسہ کا مہتمم کفارہ کا کھانا کھلانے کا وکیل ہو کر طلباء کو خوراک میں روپیہ کو صرف کرتا ہے جو کفارہ ادا کرنے کی نیت سے رکھے ہیں۔ وہ کپڑا خرید کر دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) آٹھ دس برس کے بچوں کو جو کہ قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا البتہ اگر ان کو مقدار کفارہ تملیکا دے دے، مثلاً نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ہر ایک بچہ کی ملک کر دی جاوے تو درست ہے کذا فی الدر المختار اور در شامی قال فی الدر المختار، ولا یجزی غیر المراهق بدایع . (۳)

---

(۱) رد المحتار ج ۲ ص ۱۶۳ کتاب الصوم فصل فی العوارض. ط.س. ج۲ ص ۴۲۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار مطلب فی اختلاف المطالع ج ۲ ص ۱۳۱ و ج ۲ ص ۱۳۲ کتاب الصوم. ط.س. ج۲ ص ۳۹۳. ۱۲
(۳)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۸۰۲ فالشرط فی طعام الا باحة کلتان مشبعتان لکل مسکین ولو کان فیهم شبعان قبل الا کل او صبی غیر مراهق لم یجز ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ۸۰۳ ط.س. ج۲ ص ۴۷۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) درست ہے۔(۱)

(۳) اس طرح کرسکتا ہے کہ کفارہ کے پورے روپے کا کپڑا خرید کر محتاج طلبہ کی ملک کردے یہ درست ہے ہے۔(۲) فقط۔

روزہ کا کفارہ ادا کررہا تھا ایک روزہ نہ ہوا تو کیا کرے

(سوال ۱۸۵) ایک شخص کفارہ کے روزے ادا کرتا ہے اگر اتفاق سے فجر کی اذان کے وقت سحری کھالیوے تو روزہ درست ہوگا یا نہیں، دس روزے رکھ چکا ہے اگر روزہ نہیں ہوا تو از سرنو روزے رکھے یا نہیں۔

(جواب) اعتبار صبح صادق کا ہے اذان کا نہیں ہے، پس اگر صبح صادق ہوجانے کے بعد اس نے سحری کھائی ہے تو وہ روزہ نہ ہوگا اور جب کہ وہ روزہ نہ ہوا تو تتابع جو کہ شہرین متتابعین سے ثابت ہے فوت ہوگیا لہذا اس کو از سرنو روزہ رکھنا چاہئے۔

(۲) اور اس صورت میں جب کہ روزہ سے عاجز نہیں ہے اطعام درست نہیں ہے فان عجز من الصوم لمرض لا یرجی جبرء ہ او کبیر اطعم ستین مسکینا ً در مختار (۳) فقط۔

کفارہ صوم میں تداخل درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶) کفارہ صوم میں تداخل جائز ہے یا نہیں، یعنی اگر زید کے اٹھارہ روزے رمضان بلا عذر عمداً قضا ہوئے تو آیا ہر ایک روزہ کا جدا جدا کفارہ دینا ہوگا یا ایک کفارہ سب کے لئے کافی ہوگا۔

(جواب) ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ ہر ایک روزہ کا کفارہ علیحدہ علیحدہ لازم ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک کفارہ کافی ہے اور اس کی بھی تصحیح کی گئی ہے، لیکن ظاہر الروایۃ کو ترجیح ہے، درمختار میں ہے ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیه واحدة ولو فی رمضانین عند محمد رحمة الله وعلیه الا عتماد (۴) الخ اور شامی میں ہے قوله وعلیه الا عتماد ونقله فی البحر عن الا سرار ونقل قبله عن الجوهره لو جامع فی رمضا نین فعلیه کفارتان وان لم یکفر للاولی فی ظاهر الروایة وهو الصحیح اه قلت فقد اختلف الترجیح کما تری ویتقوی الثانی بانه ظاهر الروایة ۔(۶)

روزہ کا کفارہ مسجد مدرسہ کو دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۷) ایک شخص کے ذمہ روزہ کا کفارہ ہے اگر وہ ساٹھ مسکینوں کے کھانے کا خرچ کسی مسجد یا مدرسہ میں دیدیوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد اور مدرسہ میں دینا درست نہیں ہے، اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔(۷) البتہ مدرسہ میں اگر طلبہ کے

---

(۱) ولو اطعم مسکینا واحد استین یوم کل یوم اکلتین مشبعتین جاز (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۵۳۲ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۱۴) ظفیر.

(۲) کالفطرة قدر او مصرفا او قیمة ذالک من غیر المنصوص (در مختار والحاصل ان دفع القیمة انما یجوز لو دفع غیر المنصوص (رد المحتار ج ۲ ص ۸۰۲ .ط.س. ج۲ ص ۴۷۸) ظفیر.

(۳) صام شهرین الخ متتابعین قبل المسیس الخ وکذا کل صوم شرط فیه التتابع فان افطر بعذر الخ او بغیره الخ استانف الصوم (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۷۹۹ و ج ۲ ص ۸۰۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۷۶.

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار ، باب الکفارة ج ۲ ص ۸۰۱ .ط.س. ج۲ ص ۴۷۶. ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم مطلب فی الکفارة ج ۲ ص ۱۵۱ .ط.س. ج۲ ص ۴۱۳. ۱۲ ظفیر. (۶) رد المحتار باب مایفسد الصوم مطلب فی الکفارة ج ۲ ص ۱۵۱ .ط.س. ج۲ ص ۴۱۳. ۱۲ ظفیر.

(۷) مصرف الزکوٰة والعشر (در مختار) وهو مصرف ایضا ً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبة (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ .ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر.

کھلانے میں لگا دیوے تو درست ہے بشرطیکہ ساٹھ طلبہ کو دونوں وقت کھلا دے، یا بقدر فطرہ ہر ایک کو نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دیوے۔ فقط۔

کفارہ کی معافی کی کوئی صورت بتائی جائے

(سوال ۱۸۸) ایک شخص نے رمضان شریف کے دو تین روزے ضائع کر دیئے، اس نے بحکم مولوی محمد حسن صاحب روزے رکھنے شروع کر دیئے اور تیس روزے رکھ لئے، مگر وہ بڑھئی کا کام کرتا ہے، اگر کوئی صورت سہولت کی ہو تو تحریر فرمائیے۔
(جواب) جب کہ کفارہ بوجہ افساد صوم رمضان کے بلا عذر واجب ہو گیا تو پھر کوئی صورت اس میں سقوط کفارہ کی اور سہولت کی بحالت موجودہ نہیں ہے، کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ فقط۔

کئی روزوں میں موجب کفارہ کام کیا، تو سب کے لئے ایک کفارہ کافی ہے یا نہیں

(سوال) زید نے چند روزے اپنے کسی فعل موجب کفارہ سے قضا کئے تو اس کو ایک کفارہ کافی ہوگا یا نہیں۔
(جواب) ایک کفارہ کافی ہوگا۔(۱)

کفارہ کے درمیان بقر عید آ گئی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۹) اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے روزے کا کفارہ ادا کر رہا ہے، درمیان میں عید الاضحیٰ کا دن واقع ہو تو چونکہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے تو مکفر کو کیا حکم شرعاً ہے۔ شروع سے پھر روزہ رکھے یا کیا کرے۔
(جواب) شروع سے پھر روزے دو ماہ کے متواتر رکھے قال فی الدر المختار صام شهرين الخ متتابعين ليس فيها رمضان وايام نهى عن صومها و كذا كل صوم شرط فيه التتابع الخ قوله و كذا كل صوم الخ ككفارة قتل و افطار الخ (۲) شامی ج ۲ ص ۱۵۸۔ فقط۔ الخ۔

کفارہ میں روزے کے بجائے فدیہ دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۰) زید کے ذمہ ایک کفارہ رمضان کا ہے اور وہ دو ماہ کے روزے نہیں رکھ سکتا، تو اگر زید دار العلوم میں ایک طالب علم کے لئے ادنیٰ درجہ کی دو ماہ کی خوراک کی جو فیس ہے وہ بھیج دے تو کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ یا اگر زید کسی غریب کو تین پاؤ آٹا روزانہ دو ماہ تک دیدیوے اور لکڑی ترکاری کے لئے کچھ پیسے دیدیوے تو کفارہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں
(جواب) روزہ میں تکلیف ہونے کی وجہ سے یہ درست نہیں ہے کہ روزہ کو چھوڑ کر اطعام مساکین کی طرف رجوع کرے کیونکہ اس میں و من لم يستطع کی قید ہے۔ (۳) جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں طاقت ہی روزے کی نہ ہو یعنی بوجہ مرض لاعلاج کے یا بوجہ شیخ فانی ہونے کے۔ اس وقت اطعام درست ہے فان عجز عن الصوم لمرض

---

(۱) ولو تكرر فطره ولم يكفر للأول يكفيه واحدة ولو فى رمضانين عند محمد و عليه الا عتماد بزازيه مجتبى وغيرهما واختار بعضهم للفتوىٰ ان الفطر بغير الجماع تداخل و الا لا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۱ .ط.س. ج۲ ص ۴۱۳) ظفير.
(۲) دیکھئے رد المحتار باب الكفارة ج ۲ ص ۷۹۹ و ج ۲ ص ۸۰۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۷۶-۴۷۷ ظفير.
(۳) ككفارة المظاهر (در مختار) فيعتق اولافان لم يجد صام شهرين متتا بعين فان لم يستطع اطعم ستين مسكينا لحديث الاعرابى المعروف فى الكتب الستة (رد المحتار باب مايفسد الصوم مطلب فى الكفارة ج ۲ ص ۱۵۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۱۲) ظفير.

لا یرجی برء ہ او کبر یطعم ستین مسکینا " الخ (۱) پھر جب دو ماہ کے روزہ سے عاجز ہو بوجہ بڑھاپے یا مرض شدید لاعلاج کے تو ساٹھ مسکینوں کو طعام ضروری ہے اس کی دو صورتیں ہیں کہ یا ہر ایک مسکین کو آدھا صاع گندم یعنی اسی ۸۰ کے تول سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہر ایک مسکین کو دیوے، یا ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے۔ پس تین پاؤ آٹا روزانہ کسی غریب کو دو ماہ تک دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ پونے دو سیر آٹا یا گندم یا اس کی قیمت دینے سے ادا ہوگا۔ اسی طرح کسی طالب علم کو مجملاً روپیہ بھیج دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا، بلکہ یہ لکھا جاوے کہ ساٹھ آدمیوں کو ایک دن دونوں وقت یا ایک آدمی کو دو ماہ تک دونوں وقت پیٹ بھر کہ بہ نیت کفارہ کھانا کھلایا جاوے اور اس میں جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لے لیا جاوے۔ (۲) فقط۔

کفارہ کے روزوں کے درمیان عید بقر عید کا دن آ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۱) جواب استفتاء نے معزز فرمایا آج تینتالیسواں روزہ ہے، ایام عید الاضحیٰ آ گئے ہیں، آیا متواتر روزہ رکھتا رہوں یا عید کے روز نہ رکھوں، دیگر ایں کہ دو روزہ ساقط ہوئے تھے ان کا کفارہ ساٹھ روزے ہوں گے یا فی روزہ ساٹھ کے حساب سے ۱۲۰ ہوں گے۔

(جواب) عید الاضحیٰ کے دن اور تین دن اس کے بعد تیرہ تاریخ تک روزہ نہ رکھنا چاہئے اور اس فاصلہ کی وجہ سے متواتر روزوں میں فرق آوے گا، لہذا کفارہ میں جو پہلے روزے رکھے گئے ہیں وہ شمار نہ ہوں گے۔ ۱۳ تاریخ ذی الحجہ کے بعد ۱۴ تاریخ سے پھر روزے رکھنے چاہئے اس وقت سے ساٹھ روزے متواتر رکھنے سے ایک روزہ کا کفارہ ادا ہوگا۔ آپ کو کفارہ کے لئے ایسے وقت میں روزے رکھنے شروع کرنے چاہئیں تھے کہ درمیان میں عید نہ آتی۔ اب جو روزہ آپ کے عید سے پہلے ہوں گے وہ کفارہ میں شمار نہ ہوں گے کیونکہ کفارہ میں ساٹھ روزے متصل ہونا ضروری ہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک روزہ کا کفارہ ساٹھ روزے برابر ایک دفعہ رکھ لئے جائیں اور اس کے بعد کچھ توقف کیا جائے اور کچھ دنوں روزہ شروع نہ کیا جائے۔ پھر دوسرے روزہ کا کفارہ شروع کیا جائے اور ساٹھ روزے متواتر رکھ لئے جاویں۔ (۳) اور ایک دفعہ ہی ایک سو بیس روزے برابر رکھے جائیں تو یہ بھی درست ہے الغرض یہ ضروری ہے کہ ساٹھ روزوں کے درمیان میں کسی دن افطار نہ ہو اور کوئی روزہ درمیان میں قضا نہ ہو۔ (۴) فقط۔

کفارہ صوم کی اگر طاقت نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۲) کفارہ صوم میں اگر طاقت دو ماہ کے روزوں کی نہ رکھتا ہو کیا حکم ہے؟

(جواب) کفارہ صوم میں اگر دو ماہ کے روزوں کی پے در پے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلاوے یا ہر ایک مسکین کو ساٹھ میں سے بقدر فطرہ گندم وغیرہا یا اس کی قیمت دے دے یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفارات (ج ۲ ص ۱۰۸). ط.س. ج۲ص۴۷۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) ولو حکما الخ کالفطرة قدر او مصرفا الخ وان ارا دالا باحة فغداهم وعشاهم الخ و اشبعهم الخ کما جاز لو اطعم واحد استین یوما الخ (در مختار) قوله کالفطرة قدرا ای نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر الخ (رد المحتار باب الکفارات ج ۲ ص ۸۰۲). ط.س. ج۲ص۴۷۶ ظفیر. (۳) ولو تکرر فطره ولم یکفر للاول یکفیه واحدة ولو فی رمضانین عند محمد وعلیه الا عتماد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۱. ط.س. ج۲ص۴۱۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دونوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۴) صام شهرین الخ متتابعین قبل المسیس لیس فیهما رمضان وایام نهی عن صومها وکذا کل صوم شرط فیه التتابع فان افطر بعذر کسفرو نفاس بخلاف الحیض الخ استانف الصوم الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتارباب الکفارة ج ۲ ص ۷۹۹). ط.س. ج۲ص۴۷۶ ظفیر.

ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلاتا رہے۔(۱) فقط۔

کفارہ واجب ہے مگر روزے کی طاقت نہیں تو کیا فدیہ دے سکتا ہے

(سوال ۱۹۴۳) ایک شخص کے ذمہ چند رمضان کے کفارے ہیں جو باغوائے شیطانی اس کے ذمہ ہوئے۔ ہر ایک کے لئے پیہم دو ماہ روزے رکھنے کی بوجہ کمزوری جسم اس میں طاقت نہیں، البتہ مسکینوں کو فدیہ کفاروں کا دینے پر آمادہ ہے اور وہ بھی طالبان مدرسہ دیوبند کو، پس ایک کفارہ کے لئے کس قدر روپیہ بھیجے۔

(جواب) ایک روزے کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا ہر ایک مسکین کو نصف صاع گندم یعنی پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی یا اس کی قیمت دینا۔ پس اگر قیمت سے کفارہ ادا کرے تو ایک روزے کا کفارہ قریب انیس روپے کے ہوتا ہے لیکن یہ روزہ رمضان کا رکھ کر توڑا جاوے اس کا کفارہ اس قدر ہے۔ اور اگر رمضان شریف کے روزے رکھے ہی نہیں ہیں تو تیس روزہ کی قضا تیس روزے ہی لازم ہیں اور فدیہ دینا درست نہیں ہے۔(۲) فدیہ کا حکم اس وقت ہے کہ شیخ فانی ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اچھے ہونے کی امید نہ ہو، وہ فدیہ ادا کر سکتا ہے اور جس کے ذمہ روزے ہیں اور اس نے زندگی میں ادا نہیں کئے، تو بوقت مرض الموت اگر وہ وصیت کرے کہ میرے مال میں سے فدیہ روزوں کا ادا کیا جائے تو فدیہ اس کے مال میں سے ادا کیا جاوے گا۔ زندگی میں فدیہ دینا سوائے شیخ فانی کے و مرض لاعلاج کے اوروں کو دینا درست نہیں ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) کفارة الفطر و کفارة الظهار واحدة وهی عتق رقبة مومنة او کافرة فان لم یقدر علی العتق فعلیه صیام شهرین متتا بعین وان لم یستطع فعلیه اطعام ستین مسکینا، کـ مسکین صاعا من تمراو شعیر او نصف صاع من حنطة الخ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۰۱. ط.س. ج۲ص۲۱۵) ظفیر.

(۲) وان جامع المکلف ادمیا مشتهی فی رمضان اداء او جومع وتوارث الخشفة فی احد السبیلین انزل اولا، اواکل او شرب غذاء الخ او دواء الخ عمدا الخ قضیٰ، فی الصور کلها وکفر الخ ککفارة المظاهر (در مختار) قوله وان جامع الخ شروع فی القسم الثالث وهو مایوجب القضاء و الکفارة ووجوبها مقید بما یا تی من کونه عمدا لا مکرها ولم یطرا مبیح کحیض ومرض بغیر صنعه وبما اذا نوی لیلا قوله ککفارة المظاهر ای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا فان لم یجد صام شهرین متابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۵۰. ط.س. ج۲ص ۴۰۹، ۴۱۳) اطعم ستین مسکین الخ کالفطرة قدر او مصرفا او قیمة ذالک من غیر المنصوص (در مختار) کالفطرة قدرا ای نصف صاع من براو صاع من تمراد شعیر الخ (رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۸۰۱ و ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج ۲ ص ۴۷۶) فی مسکین پونے دو سیر گندم کے حساب سے ساٹھ مسکینوں کے دو من پچیس سیر ہوتے ہیں۔ اس وقت بازار نرخ ۶۰ فی من کے حساب سے اس کی قیمت ما مجیعہ ہوتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے حساب سے قیمت لکھی ہے، بہرحال قیمتیں بدلتی رہتی ہیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) فان ما توافیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخرو لو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیة الخ وفدی لزوما عنه ای عن المیتولیه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۶۰. ط.س. ج۲ص ۴۲۴) ظفیر.

آٹھواں باب

وہ صورتیں جن کی وجہ سے روزہ توڑنا یا نہ رکھنا درست ہے اور جن صورتوں میں فدیہ واجب ہوتا ہے

شیخ فانی اور بوڑھے ضعیف کی رعایت

(سوال ۱۹۴) شیخ فانی یا بیمار بوڑھے ضعیف مایوس الحیات کو رمضان شریف کے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص بوڑھا ضعیف شیخ فانی نہ ہو اس کو فدیہ دینا درست نہیں ہے اور اگر وہ فدیہ دے گا تو پھر بھی روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے۔ البتہ جو شخص شیخ فانی ہو وہ فدیہ ہر ایک روزے کا نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دیوے۔(۱) فقط

حاملہ عورت کی رضاعت کی مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ پھر حمل ہو گیا یہ کیا کرے

(سوال ۱۹۵) ایک حاملہ عورت بوجہ اندیشہ نقصان حمل روزہ رکھنے سے محروم رہی اور بعد وضع حمل بوجہ رضاعت کے معذور رہی اور رضاعت کی مدت پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حمل پھر قرار پا گیا، اسی طرح پر تواتر قائم ہو گیا تو اب حاملہ روزہ کس طرح رکھے، جب اس کا تواتر حمل قائم نہ رہے، اس وقت گذشتہ سالوں کے روزے رکھے یا کفارہ ادا کرے۔

(جواب) اگر حالت حمل میں اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچہ کی طرف سے اندیشہ ہے تو جس وقت اس کا تواتر حمل منقطع ہو اسی وقت قضاء کرے۔(۲) فقط۔

دمہ کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا اور اب بھی مرض ہے تو کیا کرے

(سوال ۱۹۶) زید رمضان شریف میں بعارضہ کھانسی و دمہ مبتلا تھا، ایک روزہ رکھ کر پھر نہیں رکھ سکا، چنانچہ وہی مرض اب بھی ہے، اگر زید مذکور ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دے تو معافی رمضان شریف کے روزوں کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زید مریض بمرض مذکور کے ذمہ قضاء روزوں کی لازم ہے فدیہ دینا کافی نہیں ہے، یعنی قضاء اس سے ساقط نہ ہوگی بلکہ جس زمانہ میں وہ مرض نہ ہو اس وقت قضاء کرے اور فدیہ ایک روزہ کا ایک مسکین کو دونوں وقت کھانا کھلانا ہے یا بقدر صدقہ فطر کے غلہ یا قیمت دینا۔ مگر یہ فدیہ شیخ فانی کے حق میں درست ہے، دیگر بیماروں کو قضاء روزہ کی کرنا لازم ہے۔ درمختار میں ہے وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدية۔(۳) فقط۔

شدت مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا اور اسی میں فوت ہو گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۷) زید بوجہ شدت مرض کے روزہ رمضان رکھنے سے معذور رہا اور اسی حالت بیماری میں انتقال ہو گیا۔

---

(۱) وللشيخ الفاني العاجز عن الصوم الفطر ويفدي وجوبا الخ كالفطرة (الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ و ج ۲ ص ۱۶۴ .ط.س. ج۲ص۴۲۷) ظفير.

(۲) لمسافر سفرا شرعيا او حامل او مرضع اما كانت او ظئرا على الظاهر خافت بغلبة الظن على نفسها او ولدها الخ وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدية (در مختار) اى من تقدم حتى الحامل والمرضع وغلب الذكور فاتى بضمير هم (رد المحتار فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ .ط.س. ج۲ص۴۲۱، ۴۲۲) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ، باب في العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۰ .ط.س. ج۲ص۴۲۳. ۱۲ ظفير.

بوقت انتقال وصیت کی کہ اس رمضان کا فدیہ دے دینا۔ پس اس صورت میں آیا فدیہ دیا جاوے یا نہیں۔

(جواب) ان روزوں کا فدیہ دینا واجب نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۱) فقط

کن عذروں کی وجہ سے روزہ توڑا جاسکتا ہے

(سوال ۱۹۸) انسان کن کن عذرات سے بلا کفارہ روزہ توڑ سکتا ہے۔

(جواب) مرض اور سفر وغیرہ اور خوف زیادتی مرض وغیرہ اعذار کی وجہ سے روزہ توڑ سکتا ہے اور کفارہ نہیں آتا، اور بلا عذر رمضان کا روزہ رکھ کر توڑنا موجب کفارہ ہے۔ لیکن وجوب کفارہ میں وہی شرط ہے جو عبارت مذکورہ بالا انما یکفر الخ میں مذکور ہے۔(۲)

مسافر روزے کے بدلہ فدیہ دے دے اور قضا نہ رکھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۹) مسافر نے سفر میں چند روزے نہیں رکھے اور فدیہ دے دیا، اگر ان روزوں کی قضا کرے تو اس پر کچھ گناہ تو نہیں ہے۔

(جواب) ان روزوں کی بعد میں قضا کرنا ضروری ہے۔ فدیہ کافی نہیں ہے جیسا کہ آیت فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدة من ایام اخر (۳) سے ثابت ہے۔

دردزہ کی وجہ سے افطار کرلیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۰) حالت صوم رمضان میں عورت حاملہ کو دردزہ ہوا تشنگی غالب ہونے پر روزہ افطار کردیا اور قریب عصر کے وضع حمل بھی ہوگیا، اس صورت میں عورت پر کفارہ واجب ہوگا یا صرف قضاء۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضاء اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے ثم انما یکفر ان نوی لیلاً ولم یکن مکرها ولم یطر امسقط کمر ض وحیض الخ در مختار۔(۴) اور ظاہر ہے کہ نفاس مثل حیض کے ہے مسقط صوم ہونے میں۔ فقط۔

دودھ پلانے والی عورت روزہ رکھے یا نہیں

(سوال ۲۰۱) جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اس کو روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں جب کہ عورت کمزور ہے۔

(جواب) اگر بچہ کی طرف سے یا اس عورت کی طرف سے اندیشہ ہو کہ عورت کے روزہ رکھنے کی وجہ سے بچہ ہلاک ہوجاوے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہوجاوے گی یا اس کے دودھ نہ رہے اور بچہ ہلاک ہوجائے گا تو اس صورت میں عورت رمضان شریف میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کرے کما فی الدر المختار او حامل ومرضع

---

(۱) فان ما توافیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الو صیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۰ .ط.س. ج۲ص ۴۲۳ ـ ۴۲۷) ظفیر.

(۲) ومنها السفر الذی یبیح الفطر الخ ومنها المرض المریض اذا خاف علی نفسه التلف او ذهاب عضو یفطر بالا جماع وان خاف زیادة العلة وامتداده فکذا لک عندنا الخ ومنها حبل المراء ة وارضا عها الخ ومنها الحیض والنفاس الخ ومنها العطش والجوع کذا لک اذا خیف منها الهلاک او نقصان العقل الخ ومنها کبر السن فالشیخ الفانی الذی لا یقدر علی الصیام یفطر ویطعم لکل یوما مسکینا (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ج ۱ ص ۱۹۳ و ج ۱ ص ۱۹۴ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۰۶ ـ ۲۰۷) ظفیر.

(۳) سورة البقرة . رکوع ۲۳.

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۱ ص ۱۵۰ .ط.س. ج۲ص ۴۱۲ ـ ۴۱۲ ظفیر.

خافت بغلبة الظن علی نفسها او ولدها الخ الفطر الخ۔(۱)فقط۔

روزے قضا ہو گئے مگر صحت کلی نہ ہوئی تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۰۲) ایک شخص فوت ہو گیا اس پر سات روز کی نمازیں بوجہ مرض کے فوت ہو گئی ہیں اور دو ماہ کے روزے قضا ہو گئے ہیں، مرض سے کافی صحت نہ ہونے کی وجہ سے معالج روزہ رکھنے سے روکتا رہا، اگر اس کے وارث اس کی طرف سے کفارہ ادا کر دیویں تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر اس مرض سے صحت نہ ہوئی تھی جس میں روزے فوت ہوئے اور اسی مرض میں انتقال ہو گیا تو ان روزوں کی قضا لازم نہیں ہوئی لہذا ان کا فدیہ ادا کرنا بھی لازم نہیں ہے۔(۲)البتہ نمازوں کا فدیہ وارثوں کو ادا کر دینا چاہئے۔اگر چہ میت نے وصیت نہ کی ہو، امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کفارہ نمازوں کا ہو جاوے گا سات دن کی نمازیں ۴۲ ہوئیں مع وتر کے اور ہر ایک نماز کا فدیہ مثل صدقہ فطر کے پونے دوسیر گندم بوزن انگریزی یا ان کی قیمت دینی چاہئے،(۳)اور روزوں کا فدیہ اگر چہ واجب نہیں ہے لیکن اگر دے دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، میت کو ثواب پہنچ جاوے گا اور فدیہ ایک روزہ کا مثل ایک نماز کے ہے۔فقط۔

مرض شدید میں مبتلا جس کو صحت کی امید نہیں ہے، وہ کیا کرے

(سوال ۲۰۳) ایک شخص کئی سال سے مرض شدید میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے تین سال سے متواتر رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھ سکا اور اس سال بھی روزے کی طاقت نہیں اور آئندہ بھی صحت کی امید نہیں، حالت دن بدن خراب ہوتی جارہی ہے، اب اس کی خواہش ہے کہ اپنی زندگی میں اگلے پچھلے تمام روزوں کا فدیہ ادا کرے۔تو فرمائیے کہ وہ فدیہ فی روزہ کتنا ہونا چاہئے اور اس کی ادا کی کیفیت کیا ہونی چاہئے۔اگر تین سالی فدیہ اس طرح ادا کر دے کہ نوے ۹۰ محتاجوں کو کھانا پکوا کر دے دے تو درست ہے یا نہیں۔کسی ایک محتاج کو دو یا دو سے زیادہ روزوں کا فدیہ ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ہر ایک روزہ کے بدلہ نصف صاع گندم یعنی بوزن انگریزی پونے دوسیر گندم یا اس کی قیمت محتاج کو دے، اور اگر کھانا کھلاوے تو دووقت کھلا دے حسب حیثیت جس قدر وہ کھلاوے۔غرض یہ کہ پیٹ بھر کر کھلا دے۔تین سال کا فدیہ اگر ایک دن نوے ۹۰ مساکین کو دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیوے تو فدیہ ادا ہو جاوے گا۔اور ایک محتاج کو ایک دن میں ایک روزہ سے زیادہ کا فدیہ نہ دے۔(۴)فقط۔

---

(۱)الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۹).ط.س.ج۲ص۴۲۲.۱۲ ظفیر.

(۲)فان ماتوا فیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادارکهم عدة من ایام اخر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ۱۶۰ .ط.س.ج۲ص۴۲۳.۴۲۴. ۱۲ ظفیر.

(۳) اذا مات الرجل وعلیه صلوات فائتة فاوصی بان تعطی کفارة صلواته یعطی لکل صلاة نصف صاع من بروللوترنصف صاع .... من ثلث ماله الخ وفی فتاوی الحجة وان لم یوص لو رثته وتبرع بعض الو رثة یجوز الخ (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۷)ط.ماجدیه ج ۱ ص۱۲۵ ظفیر.

(۴)فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برؤه او کبر اطعم ای ملک ستین مسکینا ولو حکما ولا یجزی غیر المراهق کا لفطرة قدر او مصر فا ای نصف صاع من براوصاع من تمراو شعیرا ودقیق او قیمة ذالک من غیر المنصوص وان اراد الا باحة فغداهم وعشا هم او غداهم واعطاهم قیمة العشاء او عکسه الخ واشبعهم جاز الخ کما جاز لو اطعم واحد استین یوما لتجدد الحاجة ولو ابا حة کل الطعام فی یوم واحدٌفعة اجزاه عن یوم ذالک فقط الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفاره ج ۲ ص ۸۰۱ و ج ۲ ص ۸۰۲ و ج ۲ ص ۸۰۳ .ط.س.ج۲ص۴۷۶)ظفیر.

معاش کے لئے جومحنت کرنا پڑتی ہے کیا اس کی وجہ سے روزہ رمضان چھوڑا جاسکتا ہے

(سوال ۲۰۴) روزہ رمضان کہ فرضیت اومئوکد بالقرآن والحدیث واجماع امت است بعذر کارہائے معاش ہچو کشتکاری وخبازی ودیگر افعال شدید کہ درموسم گرما انسان راچنداں تشنگی می دہند اکثر مردم کارنیزمی کنند وروزہ نیزمی دارند وبعض مردم کاہل روزہ نمی دارند وقضا بعدآں نمی شوند آیا گذاشتن روزہ بدیں عذر چہ حکم دارد۔

(جواب) ازیں عذر ہا روزہ رمضان شریف قضاء کردن درست نیست بلکہ لازم است کہ در رمضان المبارک ایں چنیں اعمال شاقہ نکند کہ نوبت قضاء کردن روزہ برسد قال۔ فی الدر المختار لا یجوز ان یعمل عملاً یصل به الی الضعف فیخبز نصف النهار ویستریح الباقی ، فان قال لا یکفینی کذب باقصر ایام الشتاء فان اجهد الحر نفسه بالعمل حتی مرض فافطر ففی کفارته قولان الخ۔(۱)فقط۔

اسّی سالہ بوڑھا جس میں روزہ کی طاقت نہ ہو وہ کیا کرے

(سوال ۲۰۵) ایک شخص کی عمر تقریباً اسی سال سے زائد ہے اور پابند صوم وصلوٰۃ ہے۔اس وقت اس میں صوم کی طاقت نہیں تو وہ رمضان میں افطار کر کے فدیہ دے سکتا ہے تو کس قدر دے۔ اگر شیخ فانی افطار کرے اور اس کے پاس سامان فدیہ نہیں ہے تو کیا کرے۔

(جواب) شخص مذکور جو کہ عاجز ہے روزہ رکھنے سے فدیہ روزوں کا ادا کرسکتا ہے۔ایک روزہ کا فدیہ مثل فطرہ کے ہے اور اگر فدیہ دینے کی طاقت نہ ہو تو یہ فرض اللہ کا اس کے ذمہ ہے جس وقت طاقت ہو اس وقت فدیہ ادا کرے یا بوقت مرنے کے وصیت کرے، یعنی اگر زندگی میں فدیہ ادا نہ کرسکے تو مرتے وقت وصیت کرے کہ میرے ترکہ میں سے فدیہ روزوں کا ادا کیا جاوے۔(۲)فقط۔

ایسا تندرست جس میں روزہ کی طاقت نہیں ہے وہ کیا کرے

(سوال ۲۰۶) ایک شخص دیکھنے میں جوان اور تندرست ہے اور کسی قسم کی علالت ظاہرہ اس کو نہیں ہے مگر کمزور بہت ہے اور رمضان شریف کا روزہ اس سے نہیں رکھا جاتا، روزہ رکھنے سے اس کو بہت کمزوری ہوتی ہے، اگر وہ روزہ ترک کردے گا تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ شیخ فانی کو روزہ نہ رکھنا اور فدیہ دے دینا درست ہے، اور شیخ فانی کے یہ معنی ہیں کہ اس کی قوت فنا ہوگئی ہو اور روزہ کی طاقت نہ ہو پس اگر وہ شخص خلقتاً ایسا ضعیف وکمزور ہے کہ کسی طرح روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس کو

---

(۱)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۵۷ ۱۲ والذی ینبغی فی مسئلة المحترف حیث کان الظاهر ان مامرمن تفقهات المشائخ لا من منقول المذهب ان یقال اذا کان عنده ما یکفیه وعیا له لا یحل له الفطر لانه یحرم علیه السوال من الناس فالفطر اولی والا فله العمل بقدر ما یکفیه ولو اداه الی الفطر یحل له اذا لم یمکنه العمل فی غیر ذالک مم الاینو ویه الی الفطر (رد المحتار باب ایضا) قوله قولان قال الشر نبلا لی صورته صائم اتعب نفسه فی عمل حتی اجهد الغطش فافطر لزمته الکفارة وقیل لاوبه افتی البقالی ، وظاهر ہ وهوالذی فی الشر نبلا لیة عن المنتقی ترجیح وجوب الکفارة (رد المحتار باب ایضا ج ۲ ص ۱۵۸ .ط.س.ج۲ص۴۲۰) ظفیر.

(۲)وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا ولوفی اول الشهر وبلا تعدد فقیر کالفطرة لو موسرا والا فیستغفر الله هذا اذا کان الصوم اصلاً بنفسه الخ ومتی قدر قضی (در مختار) وقوله ویفدی وجو بالان عذره لیس بعر ضی للزوال حتیٰ یصیرالی القضاء فوجبت الفدية نهر ثم عبارةالکنز وهو یفدی اشارة الی انه لیس علی غیره الفداء لان نحوالمرض والمسفرفی عرضة الزوال فیجب القضاء وعند العجز بالموت تجب الوصیة بالفدیة (رد المحتار فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۲۷) ظفیر.

درست ہے کہ روزہ نہ رکھے اور فدیہ دے دیوے۔ درمختار میں ہے **وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا** الخ اور شامی میں ہے **قولہ وللشیخ الفانی الخ ای الذی فنیت قوتہ او اشرف علی الفناء الخ** ۔(۱)فقط۔

ایک بوڑھا جو کمزور ہے مگر روزہ رکھ سکتا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۷) زید ایک ایسا بوڑھا شخص ہے کہ اس کے ہوش وحواس وقوائے جسمانی سب درست ہیں، زید مذکور نے رمضان شریف کے ۲۶ روزے رکھے، ستائیسویں روزے کی نیت کی دو تین گھنٹہ گذرنے کے بعد اتفاقاً بکر آ گیا۔ زید نے بکر سے اپنے ضعف کی شکایت کی ایسی صورت میں کہ کسی قسم کی دقت درپیش نہ تھی، بکر نے اس بات پر زور دیا کہ تم کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ بکر کے کہنے سے زید نے افطار کر دیا تو زید پر کفارہ واجب ہے۔

(جواب) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید شیخ فانی نہیں ہے جس کو روزہ نہ رکھنا اور فدیہ روزوں کا دینا درست ہو، لہذا جس شخص نے اس کو روزہ نہ رکھنے کا حکم کیا اس نے سخت غلطی اور خطا کی اور یہ کہنا اس کا کہ تم کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے یہ اس کے جہل کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر شیخ فانی بھی رکھ لیوے تو ناجائز نہیں ہے غایت یہ ہے کہ اس کو افطار کرنا درست ہے۔ مگر زید شیخ فانی ہی نہیں ہے کہ اس کے لئے افطار کرنا درست ہو...... درمختار میں ہے **وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی** الخ اور شامی میں لکھا ہے **قولہ وللشیخ الفانی الذی فنیت قوتہ او اشرف علی الفناء ولذا عرفوہ بانہ الذی کل یوم فی نقص الی ان یموت الخ** ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ زید پر شیخ فانی کی تعریف صادق نہیں آتی۔ پس زید پر اس صورت میں کفارہ واجب ہے اور بکر گنہگار ہوا۔ جس نے اس کا روزہ افطار کرایا، وہ توبہ کرے اور آئندہ ایسا حکم کسی کو بلا علم کے نہ بتلا دے فقط۔

جان کنی کی حالت میں روزہ

(سوال) اگر کوئی روزہ دار جانکنی کے عالم میں ہو تو اس کو روزہ افطار کرا کر شربت دینا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں روزہ افطار کرا دینا چاہئے اور شربت وغیرہ دینا چاہئے۔

شیخ فانی کی تعریف

(سوال ۱/۲۰۸) شیخ فانی کس عمر میں ہو جاتا ہے؟

بوجہ کمزوری روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو کیا کرے

(سوال ۲/۲۰۹) بوجہ کمزوری کے روزہ رمضان شریف تو بہ تکلف ادا کئے لیکن گذشتہ چند سالوں کے ادا کرنے کی طاقت نہ ہونے سے فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر رکھنا چاہے تو بتدریج ادا کرے یا متواتر ادا کرنے ہوں گے؟

(جواب) (۱) شیخ فانی اس قدر بوڑھا ہو کہ اس میں بالکل قوت نہیں رہی اور قریب موت کے پہنچ گیا ہے۔ عمر کی کوئی

---

(۱) دیکھئے رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س. ج۲ص ۴۲۲. ۱۲ ۔لیکن اگر وہ ایسا نہیں ہے بلکہ عارضی طور پر مرض کی وجہ سے ایسا ہے تو افطار کی اجازت ہے اور بعد صحت قضا واجب ہے۔ او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ وقضوا لزوما ، ما قدروا بلا فدیۃ وبلا ولاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار وفصل فی العوارض المبیحۃ بلکہ شیخ کے لئے بھی حکم ہے کہ بعد میں وہ اگر روزہ رکھنے پر قادر ہو جائے گا قضاء کرے گا، شیخ فانی کے حکم کے بعد مذکور ہے ومتی قدر قضی لان استمرار العجز شرط الخلفیۃ (در مختار) قولہ متی قدر ای الفانی الذی افطر وفدی (رد المحتار فصل العوارض المبیحۃ ج ۲ ص ۱۶۴)ظفیر.(۲) رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س. ج۲ص ۴۲۲. ۱۲ ظفیر.

تحدید نہیں ہے، قوت وعدم قوت پر دارومدار ہے۔(۱)

(۲) جب تک روزہ رکھ سکے اگر چہ بتکلف ہو، روزہ رکھے، قضاء کے روزے متواتر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، متفرق رکھے۔ فدیہ دینا اس وقت تک کافی نہیں ہے جب تک بالکل طاقت روزہ رکھنے کی نہ رہے اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکے(۲) فقط۔

ماہ رمضان المبارک کے روزہ کا فدیہ

(سوال ۲۱۰) ماہ رمضان المبارک کا فدیہ ایک آدمی کا کس قدر ہوتا ہے؟ اور میزان وفارسی پڑھنے والوں کو اگر فدیہ دیا جاوے تو اس میں ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) ایک ماہ رمضان کا فدیہ اسی کے وزن ۵۲ ½ سیر گندم ہوتے ہیں۔ ایک روزہ کا فدیہ پونے دوسیر ہے، اسی کے وزن سے، اور اس وقت قیمت ۲۵ سیر گندم کی تقریباً صہ ر ہوتے ہیں۔ میزان اور فارسی پڑھنے والوں کو فدیہ دینے میں ثواب ضرور ہے، مگر حدیث پڑھنے والوں کو دینے میں زیادہ ثواب ہے(۳) فقط۔

حالت روزہ میں شدت پیاس سے فوت ہوگیا مگر روزہ افطار نہ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔

(سوال ۲۱۱) ایک شخص حالت صوم میں شدت پیاس اور بھوک سے فوت ہوگیا ہے اس کو یہ کہا گیا کہ ایسی حالت میں شرع نے اجازت افطار کی دی ہے لیکن اس نے نہ مانا اور فوت ہوگیا، اس کے جنازہ کے جواز وعدم جواز کا جواب معہ حوالہ کتب تحریر فرمائیے۔

(جواب) اس صورت میں اگر حالت صوم میں وہ شخص فوت ہوگیا تو ماجور ہے (یعنی اجر وثواب پائے گا) عاصی نہیں ہوا۔ پس اس کے جنازہ کی نماز کے جواز...... میں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا ہے(۴) فقط۔

سفر میں روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۱۲) جس طرح نماز میں قصر ہے اسی طرح روزہ میں بھی ہے یا نہیں۔ یعنی اگر سفر میں پوری نماز پڑھے تو گنہگار ہے۔ کیونکہ کفران نعمت ہے اگر روزہ رکھے تو اس وقت تو گنہگار نہ ہوگا کیونکہ یہ کفران نعمت ہے یا نہیں۔ روزہ کے متعلق کیا حکم ہے، اگر سفر میں روزہ رکھے تو ثواب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) روزہ کے لئے سفر میں یہ حکم ہے کہ بعد میں قضاء ان روزوں کی کرلو جو سفر میں نہ رکھے ہوں **فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدة من ایام اخر**۔(۵) نماز کے لئے حدیث شریف میں یہ حکم آ گیا ہے کہ اس تخفیف کو قبول کرو لہذا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ امر کو وجوب کے لئے لیتے ہیں کہ قصر کرنا نماز میں ضروری فرماتے ہیں،

(۱) وللشيخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ويفدی وجو با الخ (در مختار) قوله العاجز عن الصوم ای عجز امستمر اكما يأتی، اما لو لم يقدر عليه لشدة الحر كان له ان يفطر ويقضيه فی الشتاء فتح (رد المحتار ج ۲ ص ۱۶۳ كتاب الصوم)
(۲) ایضاً ط.س. ج ۲ ص ۴۲۷ ۱۲ ظفیر۔
(۳) وفی سبيل الله وهو منقطع الغزاة وقيل الحاج وقيل طلبة العلم وفسره فی البدائع بجميع القرب الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۳) ظفير.
(۴) رد المحتار فصل فی العوارض ص ۱۵۸. ط.س. ج ۲ ص ۴۲۱ میں ہے ويوجر لو صبرو مثله ساير حقوق الله تعالیٰ كا فساد صوم و صلوة الخ فقط.
(۵) سورة البقر، ركوع ۲۳.

اور روزے کے لئے نص سے اختیار ثابت ہوتا ہے کہ چاہو رکھو، چاہو پھر قضا کرلو۔ اگر سفر سہولت کا ہے اور روزہ میں کچھ دشواری نہیں ہے تو بہتر روزے رکھنا ہے جیسا کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وان تصوموا خیر لکم (۱) درمختار میں ہے ویندب لمسافر الصوم لایة وان تصوموا خیر لکم والخیر بمعنی البر لا افعل تفضیل ان لم یضرہ فان شق علیه او علی رفیقه فالفطر افضل لموافقة الجماعة الخ (۲) پس معلوم ہوا کہ سفر میں بحالت عدم مشقت روزہ نہ رکھنے کی فضیلت اور خیریت خود خدا تعالیٰ نے فرمادی اور نماز میں قصر نہ کرنے میں کفران نعمت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی حکم خدا تعالیٰ کا ہے۔ فقط۔

ایک دن کا سفر ہو تو روزہ افطار کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۳) ایک روز کے سفر مین بھی روزہ قضا کرسکتا ہے یا تین ہی روز کے سفر میں قضا کرسکتا ہے اور کم میں نہیں کرسکتا؟

(جواب) تین دن کا سفر ہو جب ہی روزہ افطار کرنا مسافر کو درست ہے اس سے کم کے سفر میں روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ نماز قصر کرنا تین دن سے کم سفر میں درست نہیں ہے، درمختار میں ہے لمسافر سفراً شرعیاً ولو بمعصیة الخ (۳)

روزہ کی وجہ سے موت واقع ہوئی اور افطار نہیں کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۴) ایک شخص صائم صوم رمضان میں مضطر ہوگیا، لیکن روزہ افطار نہ کیا اور اور روزہ کی حالت میں فوت ہوگیا، اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) شامی میں ہے کہ صائم اگر مضطر ہوا اور روزہ افطار نہ کیا تو ماجور ہے ویو جر لو صبر و مثله سائر حقوقه تعالیٰ کا فساد صوم الخ ص ۱۱۵ . کتاب الصوم (۴) جلد ثانی . فقط.

بوڑھا دائم المرض رمضان میں کیا کرے

(سوال ۲۱۵) جو شخص پچاس پچپن برس کی عمر میں ہو اور دائم المریض ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اس میں شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسے مریض کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر رمضان شریف میں روزہ نہ رکھ سکے تو اس وقت نہ رکھے بعد میں جب صحت ہو اور طاقت روزہ کی ہو روزوں کی قضا کرے ہمت روزوں کی نہ ہونا افطار کرنے کا جائز نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اس میں طاقت روزہ کی نہ ہو اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا ازدیاد مرض کا خوف ہو اس وقت افطار کرنا درست ہوتا ہے اور پھر قضا لازم ہوتی ہے (۵) اور فدیہ کا حکم خاص شیخ فانی کے لئے ہے اس میں شخص مذکور داخل

---

(۱) سورة البقرة رکوع ۲۳.

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۲۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۲۳. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸ . ط.س. ج۲ ص ۴۲۱. ۱۲ ظفیر

(۴) رد المحتار کتاب الصوم . فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸ .ط.س. ج۲ ص ۴۲۱. ۱۲ ظفیر.

(۵) او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ قضوا لزو وما قدر وا بلا فدیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۲۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۲۲) ظفیر.

نہیں (۱) فقط۔

بوڑھا ذیابیطس میں گرفتار رمضان میں کیا کرے

(سوال ۲۱۶) جب کہ زید کی عمر ۵۸ برس کی ہے اور وہ کئی سال سے مرض ذیابیطس میں مبتلا ہے، جس کی وجہ سے کمزوری و نقاہت روز افزوں ہے اور بوجہ غلیان تشنگی جو اس مرض میں بہ شدت ہوا کرتی ہے روزہ رکھنا دشوار ہے، خصوصاً سخت گرمی کے موسم میں۔

(جواب) ایسے مریض پر کہ وہ روزہ نہ رکھ سکے بوجہ ضعف و مرض کے افطار کرنا یعنی روزہ نہ رکھنا رمضان شریف میں درست ہے لیکن جب تک توقع صحت کی ہو فدیہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ بعد صحت کے قضاء لازم ہے، پھر اگر صحت کی امید نہ رہے اور مرض کا ازالہ نہ ہو تو ان روزوں کا فدیہ دیوے۔ ہر ایک روزے کا فدیہ مثل صدقہ فطر کے ادا کرے۔ درمختار میں ہے او مریض خاف الزيادة لمرضه الخ الفطر الخ وقضو الزوماً ما قدر وابلا فدية الخ وللشيخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر و يفدى و جوباً (۲) الخ وفى الشامى عن القهستانى عن الكرمانى المريض اذا تحقق الياس من الصحة فعليه الفدية لكل يوم ۔ (۳) فقط۔

مرض ضیق میں مبتلا رمضان میں کیا کرے

(سوال ۲۱۷) زید کو مرض ضیق شدید ہے تمباکو نوشی کی طرح ایک دوا کا دخان سینہ میں بار بار کشید کرنے سے بلغم خارج ہو کر دم درست آتا ہے ورنہ سخت مصیبت ہوتی ہے، اور کوئی دوا مفید نہیں، یہ مجرب ہے۔ دن میں کئی دفعہ بار بار کشید دخان مفسد صوم کی نوبت آتی ہے۔ غرض روزہ نہیں رکھ سکتا، زید جوان ہے دوا پیتا رہتا ہے تو تندرست رہتا ہے سب کام کرتا ہے کیا فدیہ صوم کافی ہے۔

(جواب) فدیہ دینا اس کو کافی نہیں ہے، جس وقت دورہ ضیق نہ ہو، قضاء کرے، کذا فی الدر المختار (۴) وغیرہ فقط۔

حالت تردد میں جب نماز قصر کرتا ہے تو روزے میں کیا کرے

(سوال ۲۱۸) جو لوگ حالت تردد میں قصر نماز پڑھتے ہیں ان کو رمضان شریف میں روزہ قضا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مسافر کو جب تک وہ کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت نہ کرے اور تردد میں ہو، نماز قصر کرنا چاہئے اور روزہ کو بھی وہ افطار کر سکتا ہے بعد میں قضا کرے۔ غرض جس حالت میں نماز قصر جائز ہے۔ روزہ کا افطار کرنا بھی درست ہے (۵)۔

بخار شدید میں افطار کی اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۹) روزہ کی حالت میں اگر بخار شدید ہو اور تشنگی کی وجہ سے صائم مضطر اور بے قرار ہو تو ایسی حالت میں

---

(۱) وللشيخ الفانى العاجز عن الصوم الفطر ويفدى وجوبا (در مختار) للشيخ الفانى اى الذى فنيت قوته او اشرف على الفناء ولذا عرفوه بانه الذى كل يوم فى نقص الى ان يموت الخ (رد المحتار ايضا ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ ص۴۲۷)
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم فصل فى لعوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ ص۴۲۲. ۱۲ ظفير. (۳) رد المحتار كتاب و فصل ايضا ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ ص۴۲۷. ۱۲
(۴) او مريض خاف الزيادة لمرضه وصحيح خاف الضعف بغلبة الظن بامارة او تجربة الخ الفطر الخ وقضو الزوما ما قدر وابلا فدية (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ ط.س. ج۲ ص۴۲۲) ظفير. (۵) لمسافر سفر اشرعياوبو بمعصية الخ الفطر الخ و قضوا لزوما (در مختار) قوله سفر اشرعيا اى مقدر افى الشرع لقصر الصلوة ونحوه (رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۸ و ج ۲ ص ۱۶۰ ط.س. ج۲ ص۴۲۱) ظفير.

روزہ افطار کر دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر خوف ہلاکت یا زوال عقل ہو تو ایسی حالت میں افطار کرنا درست لکھا ہے۔ اور نیز اگر کسی طرح وہ روزہ نہیں پورا کر سکتا اور عاجز ہے تو بھی افطار کر سکتا ہے۔ (۱) فقط۔

شدید پیاس ہو تو روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۲۰) اگر پیاس شدید ہو تو روزہ چھوڑنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) رمضان شریف کے روزے میں اگر پیاس اس درجہ شدید ہو کہ خوف ہلاکت یا نقصان عقل ہو تو افطار جائز ہے اور اس صورت میں فتویٰ مفتی کا (دربارہ افطار) جائز ہے اور جو شخص یہ کہے کہ بلا کفارۃ مفتی کے پیچھے نماز جائز نہیں، وہ خطا پر ہے اور قول اس کا غلط ہے (۲) فقط۔

بیمار افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۲۱) نیاز مند بعارضہ گرمی و بخار شدید بیمار ہے لیکن کسل و گرانی اعضا حتیٰ کہ نماز میں اٹھنا بیٹھنا متعذر ہو جاتا ہے۔ کیا اس حالت میں افطار جائز ہے۔

(جواب) آپ کے جو مرض کی حالت ہے اس میں طبیب حاذق مسلم کی رائے کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اگر طبیب روزہ کو مضر بتلا دے تو ترک کر دیا جاوے ورنہ نہیں (۳) فقط۔

عمر رسیدہ فدیہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۲۲) ایک شخص جس کی عمر ستر ۷۰ برس کی ہے، وہ بوجہ امراض کے بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اب ایک برس سے اس کو کوئی مرض نہیں لیکن طاقت روزے کی نہیں ہے اور بوجہ مسکنت فدیہ دینے سے مجبور ہے، اب اس شخص کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) شیخ فانی جو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے اس کو فدیہ دینا لازم ہے اور فدیہ اس کے ذمہ دین ہے۔ جس وقت ہو ادا کرے ورنہ مرتے وقت وصیت کرے کہ اس کے ورثا اس کے ترکہ میں سے فدیہ دیویں۔ (۴) فقط۔

بیمار جو اسی بیماری میں مر گیا تو اس پر فدیہ ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۳) ایک شخص رمضان میں بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور رہا اور بعد رمضان بھی چھ سات ماہ تک بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ اس کے ذمہ ان روزوں کا فدیہ دینا واجب ہے یا نہیں۔

---

(۱) لمسافر الخ او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر (در مختار) خاف الزیادة او ابطاء البرء او فساد عضو او وجع العین الخ (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۹ ط.س. ج۲ص ۴۲۱) ظفیر.

(۲) قد ذکر المصنف منها خمسة وبقی الا کراه وخوف هلاک اونقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید و لسعة حیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸ ط.س. ج۲ص ۴۲۰) ظفیر.

(۳) او مریض خاف الزیادة لمرضه و صحیح خاف المرض الخ بغلبة الظن بامارة او تجربة وبا خبار طبیب حاذق مسلم الخ الفطر الخ وقضو الزوما (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفیر.

(۴) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا (در مختار) وعند العجز بالموت تجب الوصیة بالفدیة (ردا لمختار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ص ۴۲۷) ظفیر.

(جواب) اس کے ذمہ ان روزں کا فدیہ لازم نہیں ہوا، کذا فی الدر المختار(۱) وغیرہ فقط۔

روزے رکھنے سے جو بیمار ہوجاتا ہے وہ کیا کرے

(سوال ۲۲۴) ایک شخص صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے لیکن رمضان شریف شروع ہونے پر تین چار روزے رکھنے سے فوراً بیمار ہوجاتا ہے غریب آدمی عیالدار ہے، دواوغیرہ کرنے کی یا مساکین کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتا اور اگر جاڑوں میں بھی روزہ کی قضا کرتا ہے تب ویسا ہی بیمار قریب المرگ ہوجاتا ہے، اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسے مریض کے لئے جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو اور ہمیشہ رمضان شریف کے روزے رکھنے سے یا قضاء کرنے سے اس کا مرض بڑھتا ہوا ور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکتا ہو، فدیہ دینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی(۲) فقط۔

زچہ یا کمزور عورت روزے کے بدلے فدیہ دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۵) زچہ یا کمزور عورت جو روزہ نہ رکھ سکے فدیہ دے دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں فدیہ دینا کافی نہیں ہے۔ اگر فدیہ دے دیا اور پھر صحت ہوگئی اور قوت آگئی تو اس روزہ کی قضاء کرنا لازم ہے۔(۳) فقط۔

بیماری کی وجہ سے جو روزہ قضاء ہوا، اس کا کفارہ

(سوال ۲۲۶) زید سال رمضان المبارک میں سخت علیل ہوگیا، مسلمان معالج نے روزہ رکھنے سے زید کو منع کر دیا۔ چنانچہ اس نے پورے ماہ کے روزے نہیں رکھے، بعد اختتام ماہ مبارک بھی زید کی صحت قابل اطمینان نہیں رہی، اب پھر ماہ مبارک قریب ہے اور امسال بھی روزہ رکھنے کی ممانعت ہے گذشتہ روزوں کا کفارہ کس طور پر ادا کیا جاوے اور اب کے رمضان میں کیا شکل اختیار کی جاوے جس سے روزہ کا کفارہ ادا ہوتا رہے۔

(جواب) زید کو فدیہ روزوں کا دینا اس صورت میں درست نہیں ہے بلکہ انتظار صحت کرے اور بوقت صحت روزوں کی قضا کرے اور اگر فدیہ روزوں کا دے دے گا تو وہ تبرع ہوگا اور صدقہ نفلی ہوگا، بعد تندرست ہونے کے قضا روزوں کی اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ البتہ آخر حیات تک اگر وہ روزوں کی قضاء نہ کر سکے تو اس کو وصیت ادائے فدیہ کی کرنی چاہئے تاکہ بعد وفات اس کے مال میں سے فدیہ ادا کیا جاوے درمختار میں ہے لمسافر الخ او مریض الخ الفطر یوم العذر لا السفر و قضوا لزوما ما قدر وبلا فدیة فان ماتوا فیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة ولو ما توا بعد ز وال العذر وجبت الوصیة ای بالفدیة بقدر ادر اکهم عدة من ایام اخر

---

(۱) او مریض خاف الزیادة لمرضه الخ الفطر الخ فان ما توا فیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة با لفدیة لعد م ادراکهم عدة من ایام اخر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ .ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفیر غفر الله ذنوبه.

(۲) مثله ما فی القهستانی عن الکرمانی ، المریض اذا تحقق الیاس من الصحة فعلیه الفدیة لکل یوم عن المرض (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س. ج۲ص۴۲۷) ظفیر.

(۳) والحامل والمرض اذا خافتا علی انفسها او ولدیهما افطرتا وقضتا دفعا للحرج ولا کفارة علیها لانه افطار بعذر ولا فدیة علیهما (هدایه ، باب ما یوجب القضاء والکفاره فصل ج ۲ ص ۲۰۴۰ .ط.س. ج۲ص) ظفیر.

(۱)فقط۔

بیمار جس کے لئے طبیب کا حکم ہو کہ دوا ضرور پئے وہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۷) اگر بیمار نے روزہ رکھ لیا ہو اور صحت وتندرستی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور طبیب کی رائے ہو کہ وہ ضرور پئے تو وہ روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے مریض کو افطار صوم کی شرعاً اجازت ہے، مریض کا غلبۂ ظن یا طبیب مسلم کا خبر دینا اس شرعی رخصت کے لئے کافی ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے ومنها المرض المريض اذا خاف على نفسه التلف او ذهاب عضو يفطر بالا جماع وان خاف زيادة العلة وامتداوه فكذلك عندنا وعليه القضاء اذاافطر كذا في المحيط ثم معرفة ذالك باجتهاد المريض والا جتها د غير مجردا لو هم بل هو غلبة ظن عن امارة او تجربة اوبا خبار طبيب مسلم الخ. غير ظاهر الفسق كذافي فتح القدير (۲) وفي البحر طلق المرض فشمل ما اذا مرض قبل طلوع الفجرا و بعده بعد ما شرع الخ بحر الرائق ۔(۳)(مطبوعہ مصر) افطار اپنے معنی کے لحاظ سے شروع نہ کرنے اور شروع کر کے توڑ دینے دونوں پر صادق ہے۔ مسئولہ صورت میں افطار کے یہی دوسرے معنی ہیں۔ مریض کو اگر مرض کی زیادتی کا خوف ہے تو وہ افطار کر سکتا ہے۔ یعنی شروع کرنے کے بعد اس کو فسخ کر دینے کا اختیار ہے فقہ کی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ مسافر کو روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے یعنی اس کے لئے جائز ہے کہ بحالت سفر روزہ نہ رکھے۔ یہ معنی نہیں کہ رکھنے کے بعد توڑ سکتا ہے، یہاں افطار کا لفظ اپنے پہلے معنی یعنی شروع نہ کرنے پر بولا گیا ہے، حاصل یہ کہ افطار کا لفظ عام ہے۔ شروع نہ کرنے اور شروع کرنے کے بعد افطار کرنے پر بولا جاتا ہے فقط۔

دودھ پلانے والی عورت کے لئے افطار درست ہے

(سوال ۲۲۸) ایک عورت جس کی گود میں تین مہینہ کی بچی ہے اور دودھ بہت کم ہے اور سحری کا کھانا ہضم نہیں ہوتا وہ روزے رمضان کے افطار کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور پھر قضاء متواتر رکھنا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اس عورت کے لئے روزوں کا افطار کرنا درست ہے، مگر بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے، جس وقت بچی بڑی ہو جاوے اور اس کا دودھ چھوٹ جاوے اس وقت قضاء کرے۔ بہر حال غرض یہ ہے کہ جس وقت اتنی طاقت آ جاوے کہ روزہ رکھ سکے اس وقت قضاء کرے فدیہ کافی نہ ہوگا۔ (۴) اور روزوں کی قضاء کا متواتر رکھنا ضروری نہیں ہے۔ متفرق رکھے جا سکتے ہیں۔ (۵) فقط۔

نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے تو کیا کرے

(سوال ۲۲۹) ایک عورت نے نذر کی کہ اگر میرے اولاد ہو، خداوند کریم مجھ کو اولاد بخشے تو نو ماہ کے روزے رکھوں

---

(۱)الدر المختار على هامش رد المحتار فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ص ۴۲۱، ۴۲۲) ظفير.
(۲)عالمگيری مصری كتاب الصوم باب خامس ج ۱ ص ۱۹۳ ط.ماجديه ج ۱ ص۲۰۷ . ۱۲ ظفير.
(۳)البحر الرائق ج ص ۳۰۳ . ط.س. ج۲ص ۲۸۱.
(۴)ومنها حبل المراء ة وارضا عها الحامل والمرضع اذا خافتا على انفسها او ولدها افطر تا وقضتا ولا كفارة عليهما كذا في الخلاصة (عالمگيری مصری كتاب الصوم باب خامس ج ۱ ص ۱۹۳ . ط.س. ج۲ص۲۰۷) ظفير.
(۵)او مرضع الخ خافت على نفسها او ولدها الفطر الخ وقضو الزوماالخ بلا ولاء (در مختار) اى موالاة بمعنى المتابعة الخ (رد المحتار فصل في العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ص۴۲۲) ظفير.

گی اب اس کے اولاد ہونے لگی اور نذر کے روزے رکھ نہیں سکتی، جب روزہ رکھتی ہے بیمار ہو جاتی ہے، لہذا وہ عورت فدیہ دے سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ان روزوں کا رکھنا لازم ہے جس وقت ممکن ہو رکھے اور جب کہ رکھنے سے بالکل ناامید ہو جاوے اس وقت فدیہ کی وصیت کرے (۱) فقط۔

کسی نے اپنے نذر کے روزے پورے نہیں کئے اور انتقال ہو گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۰) زید نے ایک ماہ کے روزے کی نذر کی۔ بیس روزے پورے ہوئے تھے کہ انتقال ہو گیا، اب اس کے ذمہ دس روزے جو باقی ہیں اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہے۔

(جواب) اگر زید نے کچھ مال چھوڑا ہوا اور وصیت ادائے فدیہ کی کر گیا ہو تو دس روزوں کا فدیہ زید کے ترکہ میں سے دیا جاوے اور اگر زید نے وصیت نہیں کی تو اگر تبرعاً اس کے ورثاء اس کے روزوں کا فدیہ ادا کردیں تو یہ اچھا ہے اور امید ہے کہ متوفی کے روزوں کا کفارہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو جاوے۔ (۲) فقط۔

رمضان شریف میں ایام حیض شروع ہونے کے بعد روزہ افطار کردے یا نہیں

(سوال ۲۳۱) رمضان میں بوجہ ایام جس وقت روزہ کی قضاء معلوم ہوا اسی وقت افطار کرے یا شام تک روزہ کو پورا کرے پورا کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ روزہ قضا نہیں ہوا۔ اور اسی طرح جب غسل طہر ہو تو بقیہ دن میں کچھ کھاوے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں کھانے پینے سے شام تک رکنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر دن میں حیض منقطع ہو گیا تو شام تک رکنا کھانے پینے سے اس کو ضروری ہے۔ درمختار میں ہے **کمسا فرا قام وحائض ونفساء طهر تا قال فی رد المحتار ، والا صل فی هذه المسائل ان کل من صار فی اخر النهار بصفة لو کان فی اول النهار علیها للزمه الصوم فعلیه الا مساک الخ۔** (۳) فقط۔

فدیہ شیخ فانی کے لئے ہے

(سوال ۲۳۲) میری والدہ بعارضہ زکام ہر سال مبتلا رہتی ہیں روزہ رکھ نہیں سکتیں، تو اگر بعوض روزہ اناج دے دیا کریں تو روزہ رمضان ادا ہو جاویں گے یا نہیں۔

(جواب) جب تک شیخ فانی کے درجہ کو نہ پہنچے فدیہ دینا اناج وغیرہ سے درست نہیں ہے۔ قضا روزوں کی لازم ہے۔ یعنی اگر ماہ رمضان میں بوجہ مرض روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضا کرنا چاہئے۔ (۴)

---

(۱) ولو اخر القضاء حتی صار شیخا فانیا او کان النذر بصیام الا بد فعجز الخ فله ان یفطرو یطعم لکل یوم مسکینا علی ماتقدم (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب سادس ج ۱ ص ۱۹۶ .ط.س. ج۲ص۲۰۹) ظفیر۔

(۲) ولو قال مریض لله علی ان صوم شهر افمات قبل ان یصح لا شئی علیه وان صح ولو یوما ولم یصم لزمه الو صیة بجمیعه علی الصحیح کا لصحیح اذا نذر ذالک ومات قبل تمام الشهر لزمه الو صیة با لجمیع بالا جما ع (الدر المختار علی هامش ردالمختار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۷۳ و ج ۲ ص ۱۷۴ .ط.س. ج۲ص۴۳۷) ظفیر۔

(۳) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۵ و ج ۲ ص ۱۴۶ .ط.س. ج۲ص۴۰۸. ۱۲ ظفیر۔

(۴) او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ وقضو الزو ما ما قدر و ابلا فدیة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض ج ۲ص ۱۵۹ .ط.س. ج۲ص۴۲۲) ظفیر۔

بیمار پر قضا ضروری ہے فدیہ کافی نہیں ہوتا

(سوال ۲۳۳) ہم میں کا ایک بیمار اس دفعہ رمضان شریف کے روزے رکھنے سے معذور ہے لہذا اطعام مسکین والا فدیہ کس صورت میں ادا کیا جاوے۔ کیونکہ یہاں اول تو کوئی مسکین نظر نہیں آتا اور بصد جدو جہد اگر تلاش کرنے پر کوئی نکل بھی آئے تو وہ غیر روزہ دار ہوتا ہے۔ لہذا فرض کس طرح ادا کیا جاوے۔

(جواب) بیمار سے جو روزے فوت ہوں ان کی قضا بعد میں رکھنا ضروری ہے۔ فدیہ سے کام نہیں چلتا۔ اگر فدیہ دے دیا تب بھی قضا لازم ہے۔ چونکہ فدیہ اس صورت میں کافی نہیں ہے، اس لئے فدیہ کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱) باقی جہاں فدیہ درست ہے۔ مثلاً شیخ فانی کو تو وہاں بے نمازی اگر محتاج ہو اس کو فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ (۲) فقط۔

اختلاج کی وجہ سے جو روزہ پر قادر نہیں، وہ کیا کرے

(سوال ۲۳۴) عمر کو اختلاج یا اور کوئی مرض ہے جس سے اس کو روزے کی مطلق برداشت نہیں ہوتی، اس کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) روزہ معاف نہیں ہو سکتا، اگر کسی قوی شرعی عذر کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضاء کرنا واجب ہے۔ (۳) فقط۔

روزہ رکھنے سے جس کی بیماری بڑھ جاتی ہے وہ کیا کرے

(سوال ۲۳۵) ایک شخص خونی بواسیر میں دو ماہ سے مبتلا ہے، اور وہ نفل روزہ بھی رکھا کرتے ہیں۔ جب روزہ رکھتے ہیں خون آنے لگتا ہے اور مسئے بھی پھول جاتے ہیں اور بڑی تکلیف ہوتی ہے لہذا روزہ نہ رکھے تو ہو نہیں سکتا اور رکھے تو یہ تکلیف پھر اس کو رمضان شریف میں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) ایسے مریض کو رمضان شریف میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے پھر جب تندرست ہو جائے اور قابل روزہ رکھنے کے ہو جائے تو اس وقت قضاء کرے فدیہ دینا اس کو کافی نہیں ہے، البتہ ایسے مریض کو جس کا مرض دائمی ہو جائے اور صحت سے ناامید ہو فدیہ دینا جائز ہے۔ شامی میں ہے **المریض اذا تحقق الیاس من الصحة فعلیه الفدیة لکل یوم من المرض** (۴) اور درمختار میں ہے اور مریض **خاف الزیادة لمرضه الخ وقضوا لزوما ما قدر وابلا فدیة الخ**۔ (۵) فقط۔

اسّی سالہ بوڑھا فوت شدہ نماز اور روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۳۶) زید کی عمر ہشتاد سال کی ہو چکی اور نقاہت جسمانی وضعف پیرانہ سالی اس پر اس قدر طاری ہے کہ وہ

---

(۱) او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر الخ وقضو الزوما ما قدر وا بلا فدیة وبلا ولاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰۔ ط.س. ج۲ ص ۴۲۲) ظفیر۔

(۲) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجو با الخ کالفطرة الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳۔ ط.س. ج۲ ص۴۲۷)

(۳) او مریض خاف الزیادة لمرضه الخ الفطر الخ وقضو الزوما ما قدر وا بلا فدیة (الدر المختار رعلی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۰ و ج ۲ ص ۱۶۱۔ ط.س. ج۲ ص ۴۲۲۔۴۲۷) ظفیر۔

(۴) رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳۔ ط.س. ج۲ ص۴۲۷۔ ظفیر۔

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰۔ ط.س. ج۲ ص ۴۲۲۔۴۲۷) ظفیر۔

روزہ رکھنے پر یا فوت شدہ نمازوں کی قضاء پڑھنے پر قادر نہیں وہ چاہتا ہے کہ اس کے بدلہ میں فدیہ ادا کرے، کیا وہ اپنی حیات میں فدیہ ادا کرسکتا ہے۔

(جواب) شیخ فانی جس میں بالکل طاقت روزہ کی نہ ہووہ روزوں کا فدیہ اپنی حیات میں دے سکتا ہے (۱) اور نمازوں کا فدیہ زندگی میں دینا درست نہیں ہے، نماز کی قضاء ہی کرنی چاہئے۔ اگر مرتے دم تک ادا نہ ہوں تو بوقت مرگ وصیت کرنی چاہئے کہ میرے مال میں سے میرے ورثہ فدیہ ادا کریں۔ ھکذا فی کتب (۲) الفقہ۔ فقط۔

حالت سفر میں روزہ نہیں رکھا اور نہ بعد میں قضا کی گنہگار ہوا یا نہیں اور جو ہمیشہ سفر میں رہے وہ قضا کیسے کرے گا۔

(سوال ۲۳۷) ایک شخص جہاز میں نوکر تھا، اس نے اپنے کو مسافر سمجھ کر دو تین رمضان روزے نہیں رکھے اور نہ بعد میں قضا کئے، اسی حالت میں مرگیا وہ گنہگار رہے یا نہیں۔ جو ریل یا جہاز میں ملازم ہوتا ہے وہ ہمیشہ سفر میں رہتا ہے روزہ قضا کرنے کی کیا صورت ہے۔

(جواب) وہ مسافر جب تک کسی ایک مقام پر پندرہ دن قیام کی نیت نہ کرے گا مسافر ہی رہے گا اور مسافر کو روزہ افطار کرنا بحالت سفر درست ہے مگر بعد سفر ختم ہونے کے قضاء ان روزوں کی لازم ہے، اگر قضاء نہ کرے گا اور بدون وصیت فدیہ کے مرگیا تو اس پر مواخذہ رہے گا۔ (۳) فقط

بلا عذر اگر فدیہ دے اور روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۸) ایک شخص بلا عذر شرعی کے رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتا۔ ایک مسکین کو روزمرہ کھانا کھلا دیتا ہے روزہ ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طریق سے روزہ اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتے اور آیۃ وعلی الذین یطیقو نہ فدیۃ طعام مسکین منسوخ ہے یا ماؤل ہے (۴) فقط۔

حالت غشی میں روزہ دار کیا کرے

(سوال ۲۳۹) حالت غشی میں توڑا جاوے یا نہیں اگر کوئی پانی وغیرہ ڈالدے تو اس پر کچھ گناہ ہے۔ اگر ہے تو کیا کفارہ ہے۔ پانی ڈالنا بہتر ہے، اور مرض والا اس کے عوض بعد میں ایک روزہ ادا کرے یا کیا۔

(جواب) کتب فقہ میں ہے کہ یوم حدوث غشی کے روزہ کی قضاء نہیں ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ اس نے اس دن نیت

(۱) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجو باالخ کالفطرۃ (الدر المختار علی هاش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۱ ص ۱۶۳. ط.س. ج۲ص۴۲۷) ظفیر.

(۲) من تعذر علیه القیام الخ صلی قاعدا و لو مستندا الی وسادۃ او انسان فانه یلزمه ذالک علی المختار کیف شاء الخ وان تعذر ا الخ وا ماء قاعدا الخ وان تعذر القعود و لو حکما او ما مستلقیا الخ ان تعذر الا یمآء براسه وکثرت الفرائت الخ سقط القضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلوٰۃ المریض.ط.س. ج۲ص۹۵) ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر (در مختار) بان کان یقدر علی ادائها ولوبا لا یماء فیلزمه الا یصاء بها والا فلا یلزمه. رد المحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵. ط.س. ج۲ص۷۲) ظفیر.

(۳) لمسافر سفر اشر عیا الخ الفطر یوم العذر الا السفر و قضو الزوما ما قدروا الخ ولو ما تو ابعد زوال العذر وجبت الوصیة الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العورض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸ و ج ۲ ص ۱۶۰. ط.س. ج۲ص۴۲۱)

(۴) البقرہ رکوع ۲۳ فذهب اکثرهم الی ان الایة منسوخة ...... وذالک انهم کانوا فی ابتداء الا سلام مخیرین الخ ثم نسخ المتخیر ونزلت العزیمة الخ (تفسیر مظهری ج ۲ ص ۱۷۸) ظفیر.

روزہ کی کی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ غشی والے کا روزہ توڑوانا ضروری نہیں ہے، جائز ہے (۱) البتہ اگر طبیب دوا دینے کی ضرورت سمجھے تو اس کا روزہ تڑوانا اور اس کے منہ میں پانی، دوا وغیرہ ڈالنا ضروری ہے اور اگر کسی نے غشی والے کے منہ میں پانی یا دواء ڈالی تو وہ گنہگار نہیں ہے، اور اس روزہ کی قضاء مریض پر لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔ (۲) فقط

زمیندار کو سخت گرمی میں افطار کی اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۰) کیا زمیندار فصل ربیع کے وقت سخت گرمی کے اندر روزہ نہ رکھیں اور بعد میں قضاء کریں تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) شامی میں ہے وعلی هذا الحصادا ذا لم يقدر عليه مع الصوم ويهلک الزرع بالتاخير لا شک فی جواز الفطر والقضاء الخ ۔ (۳) پس جب کہ کاشتکار و زمیندار کو ایسی مجبوری ہو تو افطار کرنا اور پھر قضا کرنا درست ہے۔ فقط۔

ضعف دماغ کا مریض افطار کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۱) زید بعارضہ ضعف دماغ مبتلا ہے جس کی وجہ سے رعشہ میں مبتلا ہو رہا ہے اور وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ نہایت دقت سے اپنی ملازمت کا کام انجام دیتا ہے۔ روزہ رکھنے سے مجبور ہے۔ بحالت صوم کوئی کام نہیں کرسکتا، اور بحالت انجام دہی کام ملازمت روزہ نہیں رکھ سکتا، ایسی حالت میں روزہ رکھے یا کفارہ دے یا قضاء کرے۔

(جواب) مریض کو روزہ افطار کرنا اس وقت جائز ہوتا ہے کہ زیادتی مرض کا اندیشہ ہو اور تکلیف بڑھنے کا خوف ہو، ایسی حالت میں اس کو افطار کرنا درست ہے اور بعد میں قضا لازم ہے۔ فدیہ دینا اس کو جائز نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار او مریض خاف الزيادة لمرضه الخ وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدية الخ۔ (۴) فقط۔

شدت مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا اور مر گیا، تو اب کیا کیا جائے

(سوال ۲۴۲) مریض اگر شدت مرض سے روزہ رمضان نہ رکھ سکے اور انتقال کر جائے تو اس کے ورثاء کفارہ کس طرح ادا کریں۔

(جواب) مریض کو اگر اس قدر مہلت نہیں ملی اور صحت نہیں ہوئی کہ وہ ان دنوں میں روزوں کی قضا کر سکے تو اس کے ذمہ قضاء ان روزوں کی لازم نہیں ہوئی۔ اور وارثوں کے ذمہ کفارہ بھی لازم نہیں ہوا۔ (۵) فقط۔

---

(۱) وقضى ايام اغمائه ولو كان الاغماء مستغرقا للشهر لندرةامتداده سوى يوم حدث الاغماء فيه فى ليلته فلا يقضيه الا اذا علم انه لم ينوه (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۸ ۔ط.س. ج۲ص ۴۳۲ ظفير.

(۲) او مريض خاف الزيادة لمرضه وصحيح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة وتجربةاو باخبار طبيب حاذق مسلم مستور. (الدرا لمختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۹ ۔ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفير.

(۳) رد المحتار باب مايفسد الصوم تحت فروعه ج ۲ ص ۱۵۷ ۔ط.س.ج۲ص ۴۲۰، ۱۲ ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ ۔ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفير.

(۵) فان ما توافيه اى فى ذالک العذر فلا تجب عليهم الو صية بالفدية لعدم ادراكهم عدة من ايام اخر (الدر المختار على هامش رد المحتار . باب مايفسد الصوم . فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰ ۔ط.س. ج۲ص ۴۲۳، ۴۲۴) ظفير.

نواں باب

متفرقات یعنی روزے کے مختلف مسائل

شوال کے چھ روزے مسلسل رکھے جائیں یا متفرق

(سوال ۲۴۳) درشوال شش روزہ متصل داشتن مکروہ است یا نہ یا شش روزہ متفرق دارد۔

(جواب) قال فی الدرالمختار وندب تفریق صوم الستّ من شوال ولا یکرہ التتا بع علی المختار۔ (۱) یعنی مستحب است متفرق کردن شش روزہ شوال راوتتابع ہم مکروہ نیست، علی القول المختار۔ فقط۔

نفل روزہ کتنی تعداد میں مسلسل رکھنا ضروری ہے

(سوال ۲۴۴) عالمے میگر ماید کہ ہر روزہ نفل یک ودو نباید داشت کہ مشابہت بصوم یہود می شود بالخصوص صوم عاشوراء محرم ازنہم تایازدہم باید داشت وعلی ہذا، ہر صوم کم از سہ یوم نباید داشت تا مشابہت نہ آید۔

(جواب) عاشوراء کے روزہ کے بارے میں یہ حکم ہے کہ تنہا روزہ رکھنا عاشوراء کا مکروہ تنزیہی ہے یعنی غیر اولیٰ ہے، اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھے نویں کا یا گیارہویں کا اور شنبہ کے روزہ میں بھی فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھے۔ شنبہ کا روزہ تنہا نہ رکھے بوجہ مشابہت یہود کے وہ شنبہ کا روزہ تعظیماً رکھتے تھے۔ (۲) باقی یہ نہیں ہے کہ کوئی روزہ نفلی تنہا نہ رکھے بلکہ پیر اور جمعرات کا تنہا تنہا روزہ رکھنا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ اور یہ بھی قول غلط ہے کہ تین روزہ سے کم نہ رکھے بلکہ جو روزہ تنہا مکروہ ہے جیسا کہ عاشوراء کا روزہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھنے سے کراہت مرتفع ہو جاتی ہے دو روزے ہو جانا کافی ہے، چنانچہ وہ روایت جو صوم عاشوراء کے متعلق ان مولوی صاحب نے نقل فرمائی ہے اس میں بھی یہ لفظ ہے ویصوم التاسع من الحرم ویوم عاشوراء او الحادی عشر الخ۔ (۳) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صوم عاشوراء کے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھے یا گیارہویں کا۔ پس معلوم نہیں کہ یہ وہ کہاں سے کہتے ہیں کہ تین دن سے کم نفلی روزہ نہ ہوں، یہ بالکل غلط ہے۔ عموماً ایک روزہ نفل کا درست ہے جیسا کہ پیر اور جمعرات کا روزہ منفرداً حدیث شریف میں وارد ہے اور جمعہ کا روزہ بھی منفرداً علی الاصح مستحب ہے، درمختار میں ہے والمندوب کا یام البیض من کل شھر ویوم الجمعة ولو منفرداً وعرفة ولو لحاج الخ قوله منفرداً صرح به فی النھر و کذا فی البحر فقال ان صومه بانفراد مستحب عند العامة کالا ثنین والخمیس۔ (۴) فقط۔

نابالغ کا روزہ رکھنا بہتر ہے یا پڑھنے میں محنت کرنا

(سوال ۲۴۵) نابالغ طلباء کو رمضان کے روزے رکھنا بہتر ہیں یا درس میں سعی کرنا جب کہ روزہ رکھنے سے ان کو ضعف ہوتا ہے اور وہ تعلیم میں مصروف رہتے ہوں۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مطلب فی صوم الست من شوال ج ۲ ص ۱۷۱. ط.س. ج۲ص ۴۳۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) ونقل کغیر هما یعم السنة کصوم عاشوراء مع التاسع (در مختا) ویستحب ان یصوم یوم عاشوراء بصوم یوم قبله او یوم بعده لیکون مخالفا لا هل الکتاب الخ وقوله وعا شوراء وحده ای مفرداعن التاسع اوعن الحادی عشر لانه تشبه بالیهود قوله وسبت وحدة للتشبه بالیهود (ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۳ و ج ۲ ص ۱۱۴. ط.س. ج۲ص ۳۷۵) ظفیر

(۳) ط.س. ج۲ص ۳۷۵

(۴) ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴. ط.س. ج۲ص ۳۷۵. ۱۲ ظفیر.

(جواب) درمختار میں ہے وان وجب ضرب ابن عشر علیها بیدلا بخشبة لحدیث مروا اولا دکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع واضربوهم علیها وهم ابناء عشر قلت والصوم کا لصلوٰة علی الصحیح کما فی صوم القهستانی معزیا للزاهدی وفی حظرا لاختیار انه یومر با لصوم والصلوٰة وینهی عن شرب الخمر لیالف الخیر ویترک الشر الخ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کا حکم روزہ کے بارے میں مانند نماز کے ہے کہ سات برس کی عمر سے نماز روزہ کا حکم کیا جاوے اور دس برس کی عمر میں مار کر نماز روزہ رکھوایا جاوے، پس چاہئے کہ رمضان شریف میں بچوں سے تحصیل علم کی محنت کم لی جاوے۔ (۲) اس وجہ سے مدارس اسلامیہ میں عموماً رمضان شریف کی تعطیل کر دی جاتی ہے۔

شوال کے چھ روزے کب شروع کرے

(سوال ۲۴۶) ماہ شوال میں جو چھ روزے نفلی رکھے جاتے ہیں ان روزوں کو عید کے اگلے ہی روز سے شروع کردے یا کیا اگر عید سے اگلے روز شروع نہ کیا تو باقی مہینہ میں رکھے یا نہیں۔

(جواب) شوال کے چھ روزے شش عید کے نام سے مشہور ہیں درمختار میں لکھا ہے کہ متفرق رکھنا ان کا بہتر اور مستحب ہے اور پے در پے رکھنا بھی مکروہ نہیں۔ وندب تفریق صوم الست من شوال ولا یکره التتابع الخ۔ (۳) فقط

رجب کا روزہ ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۷) ۲۷ رجب کو جو روزہ رکھتے ہیں یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں، اس کو بعض لوگ ہزارہ روزہ کہتے ہیں۔

(جواب) ستائیسویں رجب کے روزے کو جو عوام ہزارہ روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کی برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط۔

شطرنج کھیلنا روزے کے ثواب کو گھٹا دیتا ہے

(سوال ۲۴۸) ایک واعظ نے بیان کیا کہ جو شخص روزہ میں شطرنج کھیلے گا، اس کو روزہ کا ثواب کامل نہ ملے گا اور حالانکہ شطرنج کھیلنا امام شافعیؒ کے نزدیک جائز اور حضرت ابو ہریرہؓ کا کھیلنا ثابت ہے یہ قول اس کا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) واعظ مذکور کا قول صحیح ہے۔ جس روزہ میں شطرنج اور لہو ولعب میں مشغول رہا اور معصیت کا ارتکاب کیا اور روزہ کا ثواب نہ ملے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه . رواه البخاری (۴) وفی حدیث اخر . کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء وکم من قائم لیس له من قیامه الا السهر رواه الدار می (۵) قال الطیبی فان الصائم اذا لم یکن محتسبا

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲۶. ط.س. ج۲ ص ۳۵۲. ۱۲.

(۲) ویو مرا لصبی با لصوم اذا اطاقه ویضرب علیه ابن عشر کا لصلوٰة فی الا صح (در مختار) قوله یضرب ای بید لابخشبة ولا یجا وز الثلاث کما قیل فی الصلوٰة (ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ولا یفسد ج ۲ ص ۱۴۷. ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار . مطلب فی صوم الست من شوال ج ۲ ص ۱۷۱. ط.س. ج۲ ص ۴۳۵ ۱۲ ظفیر

(۴) مشکوٰة باب تنزیه الصوم ص ۱۷۶ ظفیر.

(۵) دیکھئے مشکوٰة معہ حاشیہ باب تنزیہ الصوم ص ۱۷۷، ظفیر

او لم یکن مجتنبا من الفواحش من الزور والبهتان والغیبة ونحوها من المناهی فلا حاصل له الا الجوع والعطش الخ(۱) وفی الدر المختار وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج(۲) الخ وفی الشامی فهو حرام کبیرۃ عندنا الخ (۳) پس جب کہ کتب فقہ میں تصریح ہے شطرنج...... کھیلنے کی کراہت اور حرمت کی، تو حنفیہ کے لئے کوئی عذر باقی نہیں ہے۔ امام شافعیؒ (۴) کے قول سے حنفیہ کو حجت لانا صحیح نہیں ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کا شطرنج کھیلنا ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

غیر کی افطاری سے افطار کرنے کا ثواب

(سوال ۲۴۹) ایں کردن کہ افطار صوم بر افطاری غیر نباید کرد کہ ثواب صوم صاحب طعام را می رسد، صحیح است یا نہ۔

(جواب) ایں عقیدہ فاسد است کہ افطار بر افطاری غیر نباید کرد کہ ثواب صوم صاحب طعام را میرسد (۵) فقط۔

رویت ہلال کی خبر ۱۲ بجے ملے تو کیا کرے

(سوال ۲۵۰) اگر رویت ہلال کی خبر بارہ بجے کے بعد ملے تو روزہ کو افطار کر دیوے یا تمام کرے۔

(جواب) رویت ہلال کی خبر جس وقت بھی پختہ طور سے پہنچ جاوے خواہ غروب آفتاب سے تھوڑا ہی پہلے ہو بشرطیکہ شہادت معتبرہ ہو محض تار وغیرہ کی خبر نہ ہو تو روزہ فوراً افطار کر دینا چاہئے۔ بصورت روزہ نہ افطار کرنے کے گنہگار ہوگا۔ (۱) فقط۔

شہادت شرعی پر افطار کا حکم دے دیا اور کسی نے افطار نہ کیا تو یہ کیسا ہے

(سوال ۲۵۱) اگر مولوی صاحب نے شہادت شرعی رویت ہلال کی گذرنے پر حکم عید کا دے دیا اور محض ایک شخص نے روزہ افطار نہ کیا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) وہ شخص گنہگار ہوا توبہ کرے (۷) فقط۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا بہتر ہے

(سوال ۲۵۲) روزہ افطار کرنا چھوہارے یعنی کھجور سے بہتر ہے یا دودھ پیڑے سے۔

---

(۱) دیکھئے مشکوۃ معہ حاشیہ باب تنزیہ الصوم ص ۱۷۷ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة ج ۵ ص ۳۴۷ فصل فی البیع
(۳) ردالمحتار باب ایضاً ج ۵ ص ۳۴۷ فصل فی البیع
(۴) یہ قول بھی درست نہیں ہے کہ امام شافعیؒ شطرنج کھیلنا جائز فرماتے ہیں۔ حافظ ابن القیمؒ نے جواز کے قول کی تردید کی ہے۔ دیکھئے اعلام الموقعین ج ا ص ۱۵ الفاظ یہ ہیں قال الشافعی فی اللعب بالشطرنج انه لهو سببه الباطل اکرهه ولا یتبین لی تحریمه فقد نص علی کراهة وتوقف فی تحریمه فلا یجوز ان ینسب الیه والی مذهبه ان العب بها جائز انه مباح فانه لم یقل هذا ولا ما یدل علیه ۲ ظفیر۔
(۵) حدیث نبوی ہے من فطر فیه صائما کان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبة من النار وکان له مثل اجره من غیر ان ینتقص من اجره شئ (مشکوۃ ص ۱۷۴)
(۶) ولو کانوا ببلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطر وا باخبار عدلین مع العلة للضرورۃ (درمختار) قوله وافطروا الخ عبارة غیره لا باس بان یفطروا والظاهر ان المراد به الوجوب (ردالمحتار کتاب الصوم ج ۱ ص ۱۲۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۸۶) ظفیر۔
(۷) وافطر وا باخبار عدلین مع العلة (در مختار) والظاهر المراد به الوجوب (ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵ ط.س. ج ۲ ص ۳۸۶) ظفیر۔

(جواب) کھجور اور چھوہارے سے افطار کرنا افضل ہے۔(۱) فقط۔

ہندو کی چیز سے افطار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۳) ایک ہندو مشرک ہر ماہ رمضان میں دودھ اور کھانڈ اور برف خرید کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیتا ہے، اس سے روزہ افطار کرنے میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

رنڈی اور ہندو کی افطاری سے افطار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۴) کسی کی بھیجی ہوئی افطاری سے روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے (۲) کسی ہندو کی بھیجی ہوئی افطاری سے روزہ افطار کرنے کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) خلاف تقویٰ ہے گو از راہ فتویٰ بصورت عدم علم حرمت درست ہے۔(۲)

(۲) درست ہے۔(۳) فقط۔

نفل روزہ کے ایام میں رمضان کی قضا کرنے سے کیا قضا اور نفل دونوں کا ثواب ہوگا

(سوال ۲۵۵) اگر کسی شخص نے رمضان کی قضاء ایسے ایام میں کی کہ ان میں نفلی روزہ بھی مستحب اور سنت ہے تو ثواب نفلی روزہ کا بھی ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں وہ روزے قضاء کے ہوئے، نفلی روزے کا ثواب اس میں نہ ہوگا۔ فقط۔

افطار کا ثواب

(سوال ۲۵۶) چار شخص افطاری کے لئے چار روٹی لائے اور ایک جگہ رکھ دی، پانچ سات آدمیوں نے اوپر کی روٹی سے روزہ افطار کیا تو باقی تینوں کو بھی افطاری کا ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) ان تینوں کو بھی ثواب ملے گا۔ فقط۔

عید کے دن روزہ حرام ہے

(سوال ۲۵۷) عید کے روز روزہ حرام ہے یا نہیں اور جس کو عید ہونا معلوم نہ ہوا اور اس نے روزہ رکھا تو صحیح ہے یا نہیں اور اگر شخص مذکور بلا عذر شرعی روزہ افطار کر لے تو قضا یا کفارہ واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) جس کو عید ہونا معلوم نہ ہوا اور ثبوت عید اس کے نزدیک نہ ہوا ہو اور حکم عید بطریق موجب اس کے نزدیک ثابت نہ ہوا ہو تو اس کو روزہ رکھنے میں گناہ نہ ہوگا اور اس کے حق میں حرمت نہ ہوگی اگر چہ در حقیقت وہ روزہ نہیں ہوا کیونکہ عید الفطر کا دن روزہ کا محل نہیں ہے، اور جس نے باوجود عدم علم اس دن رزہ نہ رکھا اور افطار کیا اور بعد میں عید ہونا اس دن کا محقق ہو گیا تو قضاء اس روزہ کی اور کفارہ اس پر لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

---

(۱) عن انس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يفطر قبل ان يصلي على رطبات فان لم تكن رطبات فتميرات فان لم تكن تميرات حسا حسوات من ماء رواه الترمذي وابو داؤد (مشكوة كتاب الصوم باب بعد باب رؤية الهلال ص ۱۷۵) ظفير

(۲) سئل الفقيه ابو جعفر عمن اكتسب ما له من امراء السلطان وجمع المال من اخذ الغرامات لمحرمات وغيره ذالک هل يحل لمن عرف ذالک ان ياكل من طعامه، قال احب الى ان لا ياكل منه ويسعه حكما ان ياكله ان كان ذالک الطعام لم يكن في يد المطعم غصبا او رشوة اه اى ان لم يكن عين الغصب او الرشوة لانه لم يملكه فهو نفس الحرام فلا يحل له ولا غيره (ردالمحتار كتاب الزكوة باب زكوة الغنم مطلب في التصديق من المال الحرام ج ۲ ص ۳۵ ط.س. ج۲ ص ۲۹۲)

(۳) پاک و حلال غذا ہے اس کے کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ ظفیر۔

مریض کے لئے دواء سے روزہ کا افطار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۸) جو شخص مریض ہو وہ دواء سے رمضان شریف میں روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ شخص دواء سے روزہ افطار کرے اس میں کچھ حرج نہیں ہے

قضا کے لئے حیلہ اختیار کرنا مذموم ہے۔

(سوال ۲۵۹) اگر قصداً روزہ سے بچ کر حیلہ سفر یا مرض وغیرہ کر کے روزہ قضاء کرے تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) مسافر شرعی اور مریض کو افطار کرنا درست ہے۔(۱) اور حیلہ کرنا مذموم اور قبیح ہے۔فقط۔

بغیر سحری روزہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۰) بغیر سحری کھائے روزہ درست ہے یا نہیں

(جواب) سحری کھانا روزہ کے لئے مستحب ہے۔ پس بلا سحری کے بھی روزہ ہو جاتا ہے۔(۲) فقط۔

رمضان شریف سے پہلے ایک دو روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۱) رمضان شریف کا چاند دیکھنے سے قبل ایک یا دو روزہ رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے کہ رمضان کے شروع ہونے سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھا جائے، حدیث شریف میں ہے **صوموا لرويته وافطر والرويته** (۳) فقط۔

سحری کے بعد بیوی سے ہم بستری جائز ہے

(سوال ۲۶۲) رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہوں یا نہیں، بعد کو غسل کا وقت کب تک رہتا ہے۔

(جواب) رمضان شریف میں سحری کھانے کے بعد اگر صبح صادق ہونے میں دیر ہو تو اپنی زوجہ سے جماع کرنا درست ہے۔ غرض یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے جماع سے فراغت ہو جانی چاہئے۔ غسل چاہے صبح ہونے کے بعد ہو۔ روزہ میں کچھ نقصان نہ آوے گا۔(۴) آج کل صبح صادق ۴ بج کر ۴۳ منٹ پر ہے ریلوے ٹائم سے اور آخر اپریل تک سوا چار بجے صبح صادق ہوگی اور آخر رمضان شریف تک صبح صادق چار بجے سے دو چار منٹ کم پر ہوگی۔ فقط (صبح صادق کا وقت ہر جگہ ایک نہیں ہوتا۔ ظفیر)

سال بھر روزے رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۳) عید الضحیٰ و عید الفطر کا روزہ افطار کر کے باقی تمام سال یعنی بارہ ماہ روزہ رکھنا، ایک قضاء نہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) لمسافر سفرا شرعيا ولو بمعصية الخ او مريض خاف الزيادة لمرضه الخ الفطر الخ وقضو الزو ما قدروا (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۸ و ج ۲ ص ۱۵۹ ط.س. ج۲ص ۴۲۲) واشار باللام الى مخير ولكن الصوم افضل ان لم يضره (ردالمحتار ايضا) ظفير. (۲) ويستحب السحور وتاخيره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۶ ط.س. ج۲ص ۴۱۹) ظفير. (۳) مشكوة المصابيح، باب رويت الهلال ص ۱۲۱۷۴ ظفير. (۴) احل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسائكم (بقره) والرفث المذكور هو الجماع ولا خلاف بين اهل العلم فيه (احكام القرآن للجصاص ج ۱ ص ۲۲۷) وكذا لا يفطر لو جامع عامدا قبل الفجر و نزع فى الحال عند طلوعه (ردالمحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۵ ط.س. ج۲ص ۳۹۷) ظفير.

(جواب) سال بھر میں پانچ روزے رکھنا ممنوع ہے۔(۱) عید الفطر، عید الضحیٰ اور تین دن ایام تشریق کے باقی تمام برس روزے رکھنا درست ہے، لیکن یہ اچھا نہیں ہے کہ ہمیشہ روزے رکھے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ روزے بھی رکھتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے، پس ایسا ہی کرنا موافق سنت کے ہے۔ فقط۔

افطار ونماز مغرب کا حکم دینا کیسا ہے اور اس کا صحیح وقت کیا ہے

(سوال ۲۶۴) نماز مغرب وافطار روزہ کا حکم ایسے وقت دینا جب کہ چند حصار مسلمانوں کو غروب آفتاب میں کلام ہو، کیسا ہے، اور ان دونوں کا صحیح وقت کیا ہے، اور اس کی شناخت مقرر کردہ علماء کیا ہے۔

(جواب) یہ امر تجربہ اور مشاہدہ پر موقوف ہے اور جاننے والے اس کے ہر وقت میں موجود رہتے ہیں اور صحیح گھڑی سے اور جنتری طلوع وغروب سے بھی اس میں مدد ملتی ہے۔ پس جو جنتری طلوع وغروب کی صحیح ہو اور اس کا تجربہ ہو چکا ہو، صحیح گھڑی سے اس کے مطابق افطار ونماز مغرب کا حکم کیا جاوے گا اور اکثر زمانوں میں مشاہدہ اور علامات سے بھی معلوم ہو جاتا ہے فقط۔

روزہ دار نے حقہ سے افطار کیا تو روزہ ہوا یا نہیں

(سوال ۲۶۵) جس شخص نے تمام دن روزہ رکھا اور بوقت اذان حقہ پی کر بے ہوش ہو گیا، اس کا روزہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کا روزہ ہو گیا۔(۳) فقط۔

فرض روزہ کی قضا باقی رہنے کی صورت میں نفل روزہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۶) فرض روزہ جو قضا ہو گیا تھا اس کو ادا کرنے کے قبل نفل روزہ رکھا تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) جائز ہے، وہ روزہ نفل ہو جاوے گا۔(۴) فقط۔

ایام سرما میں قضاء رکھنے سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی

(سوال ۲۶۷) جن لوگوں کے روزے ماہ رمضان میں بسبب عذر کے قضا ہو جاتے ہیں، ان کو موسم سرما میں ادا کرنے سے ثواب میں کمی تو نہ ہوگی۔

(جواب) ایام سرما میں قضا روزوں کی کرنے سے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔(۵) فقط۔

بے نمازی کا روزہ ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۸) جو شخص رمضان شریف میں روزے رکھتا ہو اور نماز نہ پڑھتا ہو اس کا روزہ ہوتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) والمكروه تحريما كالعيدين وتنزيها كعا شوراء وحدة الخ وصوم دهره (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ . ط. س. ج۲ص۳۷۵) ظفير.

(۲) فقال عمر يا رسول الله كيف من يصوم الدهر كله قال لا صام ولا افطر اوقال لم يصم ولم يفطر الخ (مشكوة باب صيام التطوع ج ص ۱۷۹) ظفير.

(۳) اس لئے کہ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت کے ساتھ کھانا پینا اور جماع کے چھوڑ دینے کا نام ہے اور اس پر اس نے عمل کیا وشرعا امساك عن المفطرات الا تية حقيقة او حكما الخ فى وقت مخصوص وهو اليوم الخ مع النية المعهودة (در مختار) قوله هو اليوم اى اليوم الشرعى من طلوع الفجر الى الغروب (ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۰ . ط.س. ج۲ص ۳۷۱) ظفير.

(۴) ولذا جاز التطوع قبله (قبل قضاء رمضان بخلاف قضاء الصلوة (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ص ۴۲۳) ظفير.

(۵) لمسافرالخ او مريض الخ الفطر يوم العذر الخ وقضو الزوما ما قدر وابلا فدية وبلا ولاء (ايضاً ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ص ۴۲۲، ۴۲۳) ظفير.

(جواب) روزہ ہوجاتا ہے اور ترک نماز کا گناہ رہتا ہے۔ نمازوں کی قضا اس کے ذمہ فرض ہے۔(۱)

رمضان کے روزوں کے بعد کون سے روزے افضل ہیں اور نمازوں میں کون سے نوافل

(سوال ۲۶۹) بعد روزہ رمضان کے زیادہ ثواب والے کون کون سے روزے ہیں، اور بعد فرائض وسنن کون سے نوافل زیادہ ثوب والے ہیں۔

(جواب) حدیث صحیح مسلم میں ہے افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم وافضل الصلوة بعد الفریضة صلوة اللیل رواہ مسلم (۲) فقط۔

(یعنی رمضان کے روزوں کے بعد محرم کے روزوں کا درجہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد رات کی نفل نمازوں کا۔ ظفیر)

افطار کا وقت کیا ہے

(سوال ۲۷۰) ماہ رمضان شریف کا روزہ کس وقت افطا کرنا چاہئے۔

(جواب) روزہ غروب آفتاب کے بعد افطار کرنا چاہئے، گھڑی سے اس کا وقت مختلف ہوتا رہتا ہے، اس سے کوئی مستقل وقت کی تعیین نہیں ہوسکتی۔(۳)

شعبان میں کون سا روزہ ضروری ہے اور کب سے ممنوع

(سوال ۲۷۱) شعبان میں کس تاریخ کا روزہ فرض ہے یا مسنون ہے۔ نیز یہ روایت کہ اس ماہ میں سوائے ۱۳ تاریخ کے اور روزہ رکھنا جائز یا ممنوع ہے، کہاں تک صحیح ہے۔

(جواب) ماہ شعبان میں کسی تاریخ اور دن کا روزہ فرض اور واجب نہیں ہے اور تیرہ شعبان کے روزے کی کوئی خاص فضیلت حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے البتہ یہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہو اور پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھو، پس پندرہویں تاریخ شعبان کا روزہ مستحب ہے، اگر کوئی رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) فقط۔

(۱) دونوں فرض الگ ہیں۔ ایک دوسرے پر موقوف نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔
(۲) مشکوٰۃ باب صیام التطوع فصل اول ص ۱۷۸ ۱۲ ظفیر
(۳) هو امساک عن المفطرات حقیقة او حکما فی وقت مخصوص وهو الیوم (در مختار) وقال فی ردالمحتار ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب الخ ج ۲ ص ۱۱۰ .ط.س.ج۲ص ۳۷۱) ۔ عن علی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا کانت لیلة نصف شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها (الترغیب والترهیب کتاب الصوم ج ۲ ص ۳۰) ظفیر صدیقی۔

دسواں باب

اعتکاف اور اس کے مسائل

کسی بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی کی ذمہ داری ختم نہ ہوگی

(سوال ۲۷۲) بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی جو اس قصبہ کے متصل ہو، وہاں کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا ہوجاوے گا یا نہیں؟

(جواب) بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا نہ ہوگی۔ (۱) فقط۔

معتکف مسجد میں مریض دیکھ کر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۳) معتکف مسجد میں مریض کو دیکھ کر یا حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں۔ ایسے اگر معتکف ضرورت طبعی سے باہر جائے تو باہر کسی مریض کے پوچھنے پر دوا بتا سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) معتکف مریض کو مسجد میں دیکھ کر اور حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے۔ اور علاج کر سکتا ہے اور معتکف اگر بہ ضرورت طبعی باہر مسجد سے ہے اور کوئی مریض حال کہے اور دوا پوچھے تو بتلانا جائز ہے۔ (۲) فقط۔

معتکف کا غسل خانہ مسجد میں برائے ٹھنڈک غسل کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۴) معتکف کے واسطے محض تبرید اور دفع گرمی کی وجہ سے غسل خانہ مسجد میں غسل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) معتکف اعتکاف نفل کو درست ہے۔ (۳) فقط۔

معتکف مسجد میں متعین جگہ میں رہے یا بدل سکتا ہے

(سوال ۲۷۵) معتکف اپنے لئے مسجد میں جگہ مقرر کر لیتا ہے تو اس کو اس جگہ رہنا چاہئے یا مسجد میں جہاں چاہے وہاں رہے۔

معتکف گوشہ صحن مسجد میں غسل کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۶) معتکف غسل جمعہ کے لئے مسجد کے باہر تو جانہیں سکتا گوشہ صحن میں جو خارج مسجد کے قریب ہو یا فصیل پر غسل جمعہ کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) تمام مسجد میں جہاں چاہے بیٹھے کچھ حرج نہیں ہے۔ (۴)

---

(۱)وسنة مئوكده فى العشرا لاخير من رمضان اى سنة كفاية كما فى البرهان وغيره لا قتر انها بعدم الا نكار على من لم يفعله من الصحابة (در مختار) اى سنة كفاية نظير ها اقامة التراويح بالجماعة فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقين (ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۱ ص ۱۷۷ ط.س. ج۲ص ۴۴۲) ظفير.

(۳)خص المعتكف باكل وشرب ونوم وعقد احتاج اليه لنفسه او عيا له فلو لتجارة كره (در مختار) لكن قال فى متن الو قاية ويأكل اى المعتكف ويشرب وينام ويبيع ويشترى فيه لا غيره قال ملا على فى شرحه اى لا يفعل غيرا لمعتكف شيئا من هذه الا مور فى المسجد اه ومثله فى القهستانى (ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۸۴ و ج ۲ ص ۱۸۵ ط.س. ج۲ص۴۴۷) ظفير.

(۴)هذا كله فى الا عتكاف الواجب اما فى النفل فلا باس بان يخرج بعذر ويعود فى ظاهر الرواية وفى التحفه لا باس فيه بان يعود المريض ويشهد الجنازة (عالمگيرى باب الاعتكاف ج ۱ ص ۱۹۹ ط س. ج۲ص ۲۱۳) ظفير.

(۵)وخص المعتكف باكل وشرب الخ (در مختار) اى فى المسجد والباء داخلة على المقصود عليه بمعنى ان المعتكف مقصور على الا كل ونحوه فى المسجد (ردالمحتار باب لا عتكاف ج ۲ ص ۱۸۴ ط س. ج۲ص۴۴۷) ظفير.

(۲) کرسکتا ہے(۱) فقط (مگر اس طرح غسل کرے کہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے۔ظفیر۔

معتکف تفریحی غسل کرسکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۷۷) معتکف واجب اور نفل غسل کے سوا گرمی کی وجہ سے تبرید کے لئے غسل کرسکتا ہے یا نہیں۔شرح مشکوٰۃ میں واجب اور نفل غسل کی اجازت دی ہے۔

کیا معتکف اپنے اعتکاف کی جگہ سے باہر سوسکتا ہے

(سوال ۲۷۸) معتکف، معتکف کے بغیر مسجد ہی میں شب کے وقت دوسری جگہ سوسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) درمختار میں ہے و غسل لو احتلم(۲) معلوم ہوا کہ اعتکاف واجب میں غسل واجب کے سوا اور کسی غسل کے لئے نکلنا درست نہیں ہے، البتہ اگر مسجد میں موقع غسل کا ہو تو پھر تبریداً بھی ہوسکتا ہے اور موافق قاعدہ و اما النفل فله الخروج(۳) یعنی اعتکاف نفل میں مطلقاً خروج درست ہے لا نه منه لا مبطل ۔(۴) غسل تبرید کے لئے بھی نکلنا درست ہے

(۲) معتکف جس مسجد میں معتکف ہے اس تمام مسجد میں جس جگہ چاہے وہ رہ سکتا ہے اور سوسکتا ہے۔ کما یظهر من حده بانه لبث فی مسجد جما عة الخ وقید الخروج المحتلم للغسل بعدم امکان الغسل فی المسجد حیث قال و غسل لو احتلم و لا یمکنه الا غتسال فی المسجد . الخ (۶) فعلم ان المسجد کله معتکفه فقط.

نفل اعتکاف قطع کرنے سے قضاء واجب ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۹) نفل اعتکاف سے اگر بہ ضرورت شدید قبل از یوم ولیلہ باہر آئے تو قضاء اس کی واجب ہوگی یا نہیں اور اگر یوم ولیلہ سے زائد ٹھہر کر باہر آیا لیکن ختم ماہ صیام سے قبل تو بھی یوم ولیلہ قضاء کے واسطے کافی ہوگا یا نہ، یا زائد کی ضرورت ہوگی۔

(جواب) اعتکاف نفل کو قضاء کردینے سے قضا لازم نہیں آتی خواہ ایک دن رات سے قبل قطع کیا ہو یا بعد ایک دن رات کے جس قدر ادا ہوگیا وہ ہوگیا کیونکہ بر بناء روایت اصل ادنی مدت اعتکاف کی ایک ساعت ہے اور اس کے لئے صوم بھی شرط نہیں ہے بخلاف اعتکاف واجب کے کہ اس کے قطع کردینے سے قضا لازم آتی ہے اور صوم اس کے لئے شرط ہے۔ (۷) فقط۔

---

(۱) لا یمکنه الا غتسال فی المسجد (درمختار) فلو امکنه من غیران یتلو ث المسجد فلا باس به ، بدائع ای بان کان فیه بر کة ماء او موضع معد للطهارة او اغتسل فی انا بحیث لا یصـ ـب المسجد الماء المستعمل (ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۵) ظفیر.

(۲) الدر المحتار علی هامش ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۵ ۱۲ ظفیر

(۳) ایضا ۱۲ ظفیر

(۴) ایضا ۱۲ ظفیر

(۵) ایضا ۱۲ ظفیر

(۶) ایضا ۱۲ ظفیر.

(۷) فلو شرع فی نفله ثم قطعه لا یلزمه قضاءهلا نه لا یشترط له الصوم علی الظاهر من المذهب وما فی بعض المعتبرات انه یلزم بالشروع مفرع علی الضعیف قاله المصنف وغیره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۷۹ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۴ فلو خرج ولو نا سیا ساعة الخ بلا عذر فسد فیقضیه (در محتار) ای لو واجبا با لنذر اما التطوع لو قطعه قبل تمام الیوم فلا الخ (ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۲ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۷) ظفیر

گرمی کی وجہ سے مسجد سے باہر غسل کرنا معتکف کے لئے کیسا ہے۔

(سوال ۲۸۰) معتکف محض ٹھنڈا ہونے کے واسطے بوجہ شدت گرما اگر غسل کرنا چاہے تو مسجد سے باہر آنا جائز ہے یا مسجد کے کونے پر کھڑا ہو کر غسل کرے۔

(جواب) مسجد سے باہر جانا معتکف کو غسل تبرید کے لئے درست نہیں ہے اگر مسجد کے فرش کے کونہ پر غسل کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)

بحالت اعتکاف مجبوری کی وجہ سے حقہ پینا کیسا ہے

(سوال ۲۸۱) بوجہ نفخ اور کثرت ریاح اگر کوئی شخص حقہ کا عادی ہو اور فرض کر لیا جاوے کہ اس کا بدل سریع الاثر دستیاب نہ ہو تو ایسا شخص بحالت اعتکاف مسجد سے باہر نکل کر حقہ پی سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) معتکف کا کھانا پینا سب مسجد میں ہوتا ہے لہذا باہر نکلنا بغرض حقہ نوشی جائز نہ ہوگا۔ باقی یہ کہ حقہ نوشی مسجد میں مکروہ ہے تو اس وجہ سے اس کو ترک اعتکاف کرنا چاہئے کیونکہ سنت کی ادا کی وجہ سے ارتکاب مکروہ درست نہیں ہے (۲) فقط۔

غصباً جو حصہ مسجد میں لے لیا گیا ہے معتکف کا اس میں رہنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۲) زید نے عمر، بکر و خالد کے راستہ حویلی مملوکہ سے فرش مسجد میں غصباً جو جگہ داخل کر لی ہے، اس جگہ میں جو ظاہر سب فرش مسجد معلوم ہوتا ہے، معتکف کا بلا ضرورت ٹھہرنا یا وضو کے واسطے اس جگہ بیٹھنا معتکف کو جائز ہے یا نہیں، یا اس جگہ بیٹھنے سے اعتکاف ٹوٹ جاوے گا اور قضا اس کی واجب ہوگی۔

(جواب) ظاہر ہے کہ جو جگہ غصباً مسجد میں داخل کی گئی ہے وہ مسجد نہیں ہوئی، معتکف کو بحالت اعتکاف وہاں جانا اور بیٹھنا مفسد اعتکاف ہوگا اور اعتکاف واجب کی قضاء بھی لازم ہوگی۔(۳) فقط۔

معتکف جب مسجد سے باہر جائے گا تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا

(سوال ۲۸۳) معتکف اگر مسجد سے باہر کسی ملازمت کی ضرورت سے جاوے تو اعتکاف باقی رہے گا یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں اعتکاف باقی نہ رہے گا ٹوٹ جاوے گا والتفصیل فی کتب الفقہ (۴) فقط

بیسویں کی رات کا ایک حصہ گذرنے کے بعد اعتکاف شروع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۴) اگر معتکف، اعتکاف میں بیسویں کی رات کا کچھ حصہ گذر نے جانے کے بعد داخل ہو تو کیا عشرہ اخیرہ کی سنت ادا نہ ہوگی۔

(جواب) اس صورت میں عشرہ اخیرہ کا پورا اعتکاف نہ ہوا، اور وہ سنت پوری ادا نہ ہوئی۔(۵) فقط۔

---

(۱) وحرم علیه ای علی المعتکف اعتکا فاواجبا اما النفل فله الخروج الخ الخروج الا لحا جة الا نسان طبعیة کبول وغائط وغسل لو احتلم ولا یمکنه الا غتسال فی المسجد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰. ط.س. ج۲ ص ۴۴۴) ظفیر.

(۲) فیفهم منه حکم النبات الذی شاع فی زماننا المسمی بالتتن فتنبه وقد کرهه شیخنا العمادی فی هدیته الحاقا له بالثوم والبصل بالا ولی (الدر المختار هامش ردالمحتار کتاب الا شربة ج ۵ ص ۴۰۷. ط.س. ج۲ ص ۴۶۰) ظفیر

(۳) فلو خرج ولونا سیا ساعة زمانیة بلا عذر فسد فیقضیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۲. ط.س. ج۲ ص ۴۴۷) ظفیر. (۴) ایضا ۱۲ ظفیر. (۵) وسنة مئوکدة فی العشر الا خیرمن رمضان ای سنة کفایة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاعتکاف ج۲ ص ۱۷۷. ط.س. ج۲ ص ۴۴۲) وعند الا ئمة الا ربعة انه ید خل قبل غروب الشمس ان اراداعتکاف شهر اوعشر (مرقاة باب الاعتکاف ج ۲ ص ۵۰۷. ط.س. ج۲ ص ۵۷۰) ظفیر.

عذر کی وجہ سے اعتکاف نہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۵) ایک مولوی صاحب مسافر دو سال سے یہاں سکونت پذیر ہیں۔ اعتکاف کے بہت فضائل بیان فرماتے ہیں اور خود اعتکاف میں نہیں بیٹھتے اور یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ میرے مکان میں ہمراہ رہنے کے لئے کوئی نہیں ہے۔ یہاں میرے خویش واقارب نہیں ہیں، میرے گھر کے متصل ایک خالی میدان ہے، عورت اور بچے بہت گھبراتے ہیں اور کبھی کبھی گھر میں پتھر آکر گرتے ہیں، یہ عذر مولوی صاحب کے قابل قبول ہیں یا نہیں۔

(جواب) بوجہ اعذار مذکور کے اعتکاف کو ترک کرنا گناہ نہیں ہے اور موجب ملامت بھی نہیں ہے۔ درمختار باب الاعتکاف میں ہے وسنة مئو كدة فى العشر الا خير من رمضان اى سنة كفاية الخ لا قتر انها بعدم الانكار على من لم يفعله من الصحابه(۱) وهكذا فى الشامى ۔فقط۔

عشرہ اخیرہ رمضان کا اعتکاف واجب ہے یا نفل

(سوال ۲۸۶) عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کا اعتکاف نفل ہے یا واجب۔

(جواب) عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کا اعتکاف سنت مئوکدہ کفایہ ہے۔ یہ قسم واجب اور نفل دونوں سے جداگانہ ہے اور ممتاز ہے۔ کما فصله فى الشامى۔(۲) فقط۔

معتکف کے لئے مسجد کا فصیل صحن میں داخل ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۷) اعتکاف کرنے والے کے لئے مسجد کی فصیل مسجد کے صحن میں داخل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں بانی مسجد کی نیت کا اعتبار ہے اگر اس نے اس فصیل کو داخل مسجد سمجھا تو داخل ہے ورنہ خارج۔ اور اکثر ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جو فصیل فرش مسجد سے ملی ہوئی ہے وہ داخل مسجد ہوتی ہے اور دوسری طرف کی فصیل خارج ہوتی ہے۔ فقط

اکیسویں شب میں اعتکاف میں بیٹھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۸) جو شخص اکیسویں شب کو سحری کھا کر صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اس کا اعتکاف صحیح ہوگا یا نہیں۔ احاطہ مسجد کی زمین مسجد میں داخل ہے یا نہیں اور معتکف کو مسجد سے نکل کر صحن یا احاطہ میں بیٹھنا بلاضرورت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) سنت یہ ہے کہ بیسویں تاریخ کو غروب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے لیکن اگر اس کے بعد کسی وقت میں بھی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو جائے تب بھی صحیح ہے۔ لیکن عشرہ کامل کی فضیلت اس صورت میں حاصل نہ ہوگی نبی کریم ﷺ نے عشرہ کامل کا اعتکاف کیا ہے جو کہ بیسویں تاریخ کی شام ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ (۳) غرض کہ صورت مسئولہ میں یہ اعتکاف صحیح ہو گیا۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردا لمختار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۷۷ . ط.س. ج۲ص ۴۴۲. ۱۲ ظفير.

(۲) وسنة مئو كدة فى العشر الا خير ميں رمضان اى سنة كفاية الخ لا قترانها بعدم الا نكار على من لم يفعله من الصحابة الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۷۷ .ط.س. ج۲ص ۴۴۲) ظفير.

(۳) وسنة موكدة فى العشير الا خير من رمضان (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۷۷ .ط.س. ج۲ص ۴۴۲ وعند الائمة الاربعة انه يد خل قبل غروب الشمس ان اراد اعتكاف شهر او عشر (مرقاة باب الا عتكاف ج ۲ ص ۵۷۰)ظفير

مسجد کا اطلاق صرف مسجد کی سہ دری اور فرش پر ہی ہوتا ہے اور یہی شرعاً مسجد ہوتی ہے۔ معتکف کے لئے جائز نہیں کہ اس سے تجاوز کرے۔ اگر ایسا کیا گیا تو اعتکاف باطل ہو جائے گا اور معتکف کے لئے مناسب نہیں کہ بدکلامی اور جھگڑا کرے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ معتکف کے لئے اچھی باتوں کے سواء کلام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ اول تو مسجد میں بغیر اعتکاف بھی ایسے کلام کی اجازت نہیں۔ پھر خصوصاً اعتکاف کے بعد تو اور بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ درمختار میں ہے۔ وکره تحریماً الخ تکلم الا بخیرو هو ما لا اثم فیه الخ (۱) معتکف کو چاہئے کہ تلاوت قرآن مجید وغیرہ میں مشغول رہے کہ اعتکاف کی غرض اصل انابت الی اللہ ہی ہے قال فی البحر قالوا ویلازم قراء ة القران والحدیث والعلم والتدریس وسیر النبی صلی الله علیه وسلم وقصص الا نبیاء وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین الخ۔ (۲) فقط۔

حالت اعتکاف میں معلم مسجد میں پڑھا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۹) معلم معتکف مسجد میں لڑکوں کو تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں۔

معتکف تالاب میں آکر غسل کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۰) معتکف مسجد سے نکل کر تالاب میں وضو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور غسل ضروری کے سوا تالاب میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب)(۱) قال فی الدر المختار عن الوهبانیة ویفسق معتادالمرور بجامع ومن علم الا طفال فیه ویوزرالخ قوله ومن علم الا طفال الذی فی القنیة انه یا ثم ولا یلزم منه الفسق ولم ینقل عن احد القول به ویمکن انه بناه علی انه بالا صرار علیه یفسق افاده الشارح ، قلت بل فی التتار خانیة عن العیون جلس معلم او وراق فی المسجد فان کان یعلم او یکتب باجر یکره الا لضرورة .وفی الخلاصة تعلیم الصبیان فی المسجد لا باس به لکن استدل فی القنیة بقوله علیه السلام جنبوا مساجد کم صبیا نکم ومجانینکم الخ ردالمحتار۔ (۳) الحاصل راجح یہ ہے کہ بلا ضرورت تعلیم اطفال مسجد میں مکروہ ہے اور ممکن ہے کہ الا الضرورت سے معتکف کو مستثنیٰ کیا ہو۔

(۲) اور بحالت مذکورہ معتکف کو مسجد سے باہر نکل کر تالاب میں وضو کرنا جائز نہیں ہے اور غسل ضروری کے سوائے دوسرے غسل کے لئے وہاں جانا بھی درست نہ ہوگا۔ هکذا یفهم من الدر المختار والشامی کبول وغایط و غسل لواحتلم ولا یمکنه الا غتسال فی المسجد در مختار . قوله ولا یمکنه فلوامکنه من غیر ان یتلوث المسجد فلا باس به الخ ردالمحتار (۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمختار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۵ ط.س. ج۲ص ۴۴۹ ۱۲ ظفیر.
(۲) یکره تحریما صمت الخ کقراء ة وتکلم الا بخیر قرآن وحدیث وعلم و تدریس فی سیر الرسول علیه السلام وقصص الا نبیاء علیهم السلام وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۵ ط.س. ج۲ص ۴۴۹) ظفیر
(۳) ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۷۸ ط.س. ج۲ص ۳۷۸
(۴) ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج۲ص ۴۴۵ ۱۲ ظفیر.

معتکف کا برآمدہ مسجد میں نکلنا یا نہانا وغیرہ کیسا ہے۔

(سوال ۲۹۱) اگر معتکف بلا عذر برآمدہ مسجد میں نکل جاوے تو اس کے اعتکاف میں کچھ خلل اور حرج ہوگا یا نہ اور معتکف کے لئے برآمدہ مسجد میں وضو یا غسل کرنا کیسا ہے۔

کیا اعتکاف دس روز سے کم ہوسکتا ہے

(سوال ۲۹۲) اعتکاف دس روز سے کم میں ہوسکتا ہے یا نہیں۔

اگر ایک آبادی کا آدمی دوسری آبادی میں اعتکاف کرے تو کس آبادی سے سنت اداء ہوگی

(سوال ۲۹۳) اگر ایک گاؤں کا آدمی دوسرے گاؤں میں جا کر اعتکاف کرے تو سنت کفایہ کون سے گاؤں والوں کے سر سے ساقط ہوگی اور کچھ دے کر اعتکاف کرانا کیسا ہے۔

(جواب) (۱) اگر اعتکاف منذور ہے تو باطل ہو جاوے گا اور اگر اعتکاف نفل ہے تو باطل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ فقہاء نے اعتکاف واجب کے ہوتے ہوئے مسجد سے باہر نکلنے کو حرام قرار دیا ہے اور اعتکاف نفل میں مباح کہا ہے کما فی الدر المختار وحرم علیه ای علی المعتکف اعتکافاً واجباً (اما النفل فله الخروج لا نه منه له لا مبطل) الخروج الا لحاجة الا نسان وفی الشامی قوله اما النفل ای الشامل للسنة المئو کدة۔(۱) ج۲ص۱۳۵ وفیه ایضاً لو شرع فی المسنون اعنی العشر الا واخر الخ(۲) وفی الخلاصة لو اعتکف الرجل من غیر ان یوجب علی نفسه ثم یخرج من المسجد لا شئ علیه خلاصه ج ۱ ص ۲۷۲ ان عبارات سے ثابت ہوا کہ اعتکاف نفل میں خروج من المسجد مبطل نہیں ہے بلکہ منہی ہے، نیز یہ کہ اعتکاف مسنون وہی ہے جو رمضان کے عشر اواخر میں ہو۔ نیز یہ کہ اعتکاف مسنون یعنی اعتکاف رمضان میں بھی مسجد سے خارج ہونے کا وہی حکم ہے جو اعتکاف نفل میں ہے یعنی یہ کہ خروج من المسجد نہ حرام ہے اور نہ اعتکاف کے لئے وہ مبطل بلکہ وہ منہی ہے۔ البتہ نبی کریم ﷺ سے اگر ایسا خروج ثابت نہ ہو تو طریقہ مسنون کے خلاف ہوگا۔ اعتکاف واجب میں اگر غسل کی ضرورت پیش آ گئی اور مسجد میں غسل نہ کر سکتا ہو تو خارج مسجد میں غسل کرنا جائز ہے اور یہی حکم وضو کا بھی ہے

(۲) اعتکاف مسنون دس روز سے کم نہیں ہے۔ کما فی الشامی والحاصل ان الوجه یقتضی لزوم کل یوم شرع فیه عندهما بناءً علی لزوم صومه بخلاف الباقی لان کل یوم بمنزلة شفع من النافلة الربا عیة وان کان المسنون هو اعتکاف العشر بتمامه تامل (۳) ج۲ص۱۳۵ اور اعتکاف نفل علاوہ از اعتکاف مسنون رمضان کے ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے کما فی الدر المختار قال وعلیه الفتوی۔

(۳) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گاؤں کے لوگوں سے ساقط ہوگا جس میں معتکف نے اعتکاف کیا، اس لئے کہ اعتکاف علی الاشہر سنت کفایہ ہے جس کا تعلق ہر بستی کے لوگوں کے ساتھ ہے۔ پس جیسے کہ ترک سے وہی لوگ مسئی ہوں گے۔ اسی طرح اداء سے وہی لوگ بری بھی ہوں گے وفی جامع الرموز وقیل سنة علی الکفایة حتی لو ترک فی بلدة لا ساؤا ہ ص ۱۶۴ ظاہر ہے کہ اسی عبارت میں اساءت کا تعلق اہل بلدہ کے ترک اعتکاف کے ساتھ قرار نہیں دیا گیا بلکہ متروک فی البلدہ ہو جانے سے اہل بلدہ کو مسئی قرار

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج۲ص ۴۴۴. ۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج۲ص ۴۴۴. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ص ۱۸۰ ط.س. ج۲ص ۴۴۴. ۱۲ ظفیر.

دیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اگر اجنبی آدمی بھی معتکف ہو جائے تو اس صورت میں بھی اعتکاف کا متروک فی البلد ہونا صادق نہیں آتا، جس سے یہ لازم آتا ہے کہ اہل بلدہ سے سنت ادا ہو جاوے گی، اور اجرت دے کر اعتکاف کرانا جائز نہیں کیونکہ عبادات کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہے۔ **کما هو**[1] **مبسوط فی الشامی فصل فی الجنائز والا جارات**۔ اگر بدون ٹھہرائے اجرت کے اعتکاف کرایا اور اعتکاف کرا کے اجرت دینا وہاں معروف بھی نہ ہو تو یہ جائز ہے بلکہ یہ امر بالمعروف میں داخل ہوگا۔ فقط۔

اعتکاف کی حالت میں دوسری مسجد میں قرآن سنانے جانا درست ہے یا نہیں

(**سوال ۲۹۴**) زید ہمیشہ اخیر عشرہ رمضان المبارک میں معتکف ہوتا ہے۔ امسال تازہ حالت یہ پیش آئی کہ زید کو نواب صاحب کے مکان پر قرآن شریف تراویح میں سنانے کے لئے جانا پڑتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(**جواب**) اگر اعتکاف کے وقت یہ نیت کر کے کہ میں تراویح میں قرآن شریف سنانے جایا کروں گا تو یہ جائز ہے۔ (۲) فقط۔

حالت اعتکاف میں ڈاکخانہ کا کام کرنا کیسا ہے

(**سوال ۲۹۵**) بندہ کے پاس ڈاکخانہ کا کام ہے، کیا اعتکاف کی حالت میں ڈاکخانہ کا کام کر سکتا ہوں جب کہ زبانی گفتگو نہ کی جاوے۔

(**جواب**) مسجد میں رہنا معتکف کا اعتکاف کے لئے ضروری ہے۔ بدون اس کے اعتکاف نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے **فاللبث هو الركن والكون فی المسجد الخ وحرم علیه ای علی المعتكف الخ الخروج الا لحاجة الانسان طبعية كبول وغائط وغسل لو احتلم الخ او شرعية كعيد واذان لوموذناً و باب المنارة خارج المسجد والجمعة وقت الزوال الخ**۔ (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ معتکف کو مسجد میں رہنا ضروری ہے۔ بول و براز اور غسل جنابت اور جمعہ وغیرہ کے لئے نکلنا جائز ہے۔ بناءً علیہ مسجد کے اندر ڈاکخانہ کا کام کرنا ضرورت کی وجہ سے زبانی گفتگو کرنا جائز ہے۔ (۴) لیکن ڈاکخانہ کے کام کی وجہ سے مسجد سے نکلنا مفسد اعتکاف ہے۔ اور اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا ضروری نہیں۔ البتہ بلاضرورت اور فضول گفتگو مکروہ ہے، اور وعظ کرنا اور جماعت کرانا معتکف کے لئے بلاشبہ جائز بلکہ موجب اجر و ثواب ہے۔ (۵) فقط۔

کسی نے بیماری کی وجہ سے اخیرہ عشرہ رمضان میں اعتکاف توڑ دیا اب وہ کیا کرے

(**سوال ۲۹۶**) رمضان شریف کے آخر عشرہ کا اعتکاف کیا درمیان میں بیمار ہو کر اعتکاف توڑ دیا۔ اب بعد صحت کے اس اعتکاف کی قضا کرے یا نہیں؟ اور روزہ بھی قضا کرے یا نہیں؟ اور بیماری میں پانچ روزے قضاء ہوئے۔

---

(۱) ولا يجوز اخذ الا جرة على الطاعة كالمعصية (ردالمحتار باب صلاة الجنائز بحث غسل ج ۱ ص ۸۰۴ . ط.س. ج۲ص۱۹۹) ظفیر. (۲) قوله شرط وقت النذر والا لتزام ان يخرج الى عيادة المريض وصلاة الجنازة وحضور مجلس العلم يجوز له ذالک كذا فی التتار خانية (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب سابع ج ۱ ص ۱۹۹ .ط ماجدیه ج۱ص۲۱۲) ظفیر. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۷۷ و ج ۲ ص ۱۸۰ .ط.س. ج۲ص۴۴۰ . ۱۲ ظفیر صدیقی. (۴) وخص المعتكف باكل وشرب ونوم وعقد احتاج اليه لنفسه او عياله فلو لتجارة كره الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۸۴ .ط.س. ج۲ص۴۴۸) ظفیر
(۵) الا بخير وهو مالاً اثم فيه الخ كقراء ة قرآن وحديث وعلم و تدريس فی سير الرسول عليه السلام وقص الا نبياء عليهم السلام و حكايات الصالحين وكتابة امور الدين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۸۵ .ط.س. ج۲ص۴۴۹) ظفیر.

اعتکاف میں وہ روزہ ادا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وشرط الصوم لصحة الاول اتفاقا فقط على المذهب قوله لصحة الاول اى النذر شامی ۔(۱)فلو شرع فى نفله ثم قطعه لا يلزمه قضائه لانه لا يشترط له الصوم على الظاهر من المذهب الخ اما النفل فله الخروج(۲)قوله اما النفل اى الشامل للسنة المؤكدة طحطاوی شامی الخ (۳)ان روایات سے یہ ظاہر ہے کہ اعتکاف عشرہ اخیرہ رمضان کی قضاء لازم نہیں ہوتی ۔علامہ شامی نے محقق ابن ہمام کا اس میں خلاف بھی نقل کیا ہے۔لیکن اکثر متون وشروح اسی پر ہیں کہ اعتکاف عشرہ اخیرہ رمضان واجب نہیں ہے اور قضاء سوائے واجب کے لازم نہیں ہوتی اور نفل بھی شروع کرنے سے اگرچہ لازم ہو جاتی ہے مگر اعتکاف میں اسی قدر واجب ہوگا جو اقل نفل ہے۔بہر حال مقتضی ان روایات کا یہ ہے کہ اعتکاف کی قضا اور صرف انہیں پانچ روزوں کی قضا لازم ہے جو قضا ہوئے ہیں اور ایک روزہ پہلی تاریخ رمضان کا جو نہیں رکھا گیا اس کی قضا لازم ہے اور اگر اعتکاف کی بھی قضا کرے تو وہ روزہ رمضان کے جو قضا ہوئے ہیں اس میں وہ اعتکاف بھی ہو سکتا ہے،تو گویا اس صورت میں کل دس روزے رکھے جاویں۔ چھ روزے قضاء رمضان کے ہو جاویں گے اور باقی چار روزے اور رکھنے چاہئیں۔

(۱)الدر المختار باب الاعتکاف ج ۱ ص ۱۵۶ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۲.
(۲)ردالمحتار رباب ایضا ج ۲ ص ۱۷۷ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۲
(۳)الدر المختار باب الاعتکاف ج ۱ ص ۱۵۷ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۴.
(۴)ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۰. ۱۲ ظفیر قد تم کتاب الصوم.

باب اول

کتاب المناسک

حج کی فرضیت، کیفیت اور اس کی ادائیگی

صحرائی جائداد بیچ کر حج کو جانا ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۱) ایک شخص کے پاس روپیہ نقد نہیں ہے لیکن اس کے نام جائیداد صحرائی اس قدر ہے کہ اس میں سے کچھ جزو حصہ جائداد فروخت کر کے واسطے سفر خرچ حج بیت اللہ شریف اور نیز گھر والوں کے واسطے انتظام روپے کا ہوسکتا ہے۔ اس شخص پر حج فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر جائداد صحرائی اس قدر ہے کہ اس کی آمدنی اور پیداوار اس کے اور اس کے عیال کے خرچ سالانہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہے اور فروخت کرنا زمین کا اس کے ذمہ لازم نہیں (۱) فقط

صاحب استطاعت ہونے پر پہلے کار خیر کرے یا حج کرے

(سوال ۲) زید کہتا ہے کہ میرا ارادہ ہے کہ خداتعالیٰ اگر مجھے روپیہ دے تو میں اپنے بھائیوں کے ساتھ صلہ رحمی کروں (وہ تنگ دست ہیں) اور وسعت ہونے پر کنواں اور مسجد بنواؤں۔ اگر خداتعالیٰ اس کو مال عطا فرماویں تو وہ پہلے حج ادا کرے یا اپنے بھائیوں کو روپیہ دے یا مسجد یا کنواں بناوے۔

ناجائز روپے سے حج فرض ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۳) ایک شخص کے پاس سود چوری وغیرہ کا اس قدر روپیہ ہے کہ اس پر حج فرض ہے، اس سے حج کرے یا نہ کرے، اگر کرے تو حج ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) (۱) جب روپیہ ہوجاوے اور حج فرض ہوجاوے تو پہلے حج کرے پھر غریب بھائیوں کی امداد، پھر مسجد و چاہ بنوائے (۲) (خطبنار سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا. مشکوٰۃ ص ۲۲۰. ظفیر)

(۲) حج فرض اور کرے حج ادا ہوجائے گا اور جن لوگوں کا روپیہ ناجائز طور سے لیا ہے ان کو یا ان کے ورثہ کو اس قدر روپیہ دیوے یا معاف کراوے ورنہ صدقہ کرے۔ فقط

مکان نہ ہو تو مستطیع حج کرے یا مکان بنوائے

(سوال ۴) ہمارے پاس مکان نہیں ہے تو مکان میں روپیہ خرچ کرسکتا ہے یا حج کرنا فرض ہے۔

---

(۱) ھو فرض علی مسلم حر صحیح بصیر ذی زاد فضلا عما بلا بد منه الخ وحرر فی النھر انه یشترط بقاء راس مال لحرفته (در مختار) کتاجرو دھقان ومزارع کما فی الخلاصة وراس المال یختلف باختلاف الناس (بھر) قلت والمراد ما یمکنه الا کتساب به قدر کفایة وکفایة عیاله لا اکثر لانه لا نھایة له (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۶ ط.س. ج ۲ ص ۴۵۵. ۴۵۶) ظفیر.

(۲) حج فرض ہونے کے بعد پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ بقیہ چیزوں کا درجہ اس کے بعد ہے عن ابی ھریرة قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ای العمل افضل قال ایمان باللہ و رسوله قیل ثم ماذا قال الجھاد فی سبیل اللہ قیل ثم ما ذا قال حج مبرور متفق علیه (مشکوٰۃ کتاب المناسک ص ۲۲۱) ظفیر.

(جواب) جب کہ روپیہ حج کے موافق موجود ہے تو حج کرنا فرض ہے، مکان بنانا ضروری نہیں(۱) فقط۔

جائداد رہن کر کے حج کرنا کیسا ہے

(سوال ۵) میں حج کو جانا چاہتا ہوں، نقد میرے پاس نہیں ہے، البتہ جائداد ہے، کیا اس جائداد کو رہن کر کے اس روپیہ سے حج کو جاسکتا ہوں اور حج کرسکتا ہوں۔

(جواب) اگر حج فرض ہو چکا ہے تو قرض لے کر حج کر سکتے ہو(۲) اور رہن کرنا جائداد کا اس طرح کہ نفع اس کا مرتہن لیوے جائز نہیں ہے اور اگر منافع زمین کا مرتہن نہ لیوے تو درست ہے۔(۳) فقط۔

بھیک مانگ کر حج کرنا کیسا ہے

(سوال ۶) بھیک مانگ کر حج کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ جائز نہیں ہے(۵)

ایک مالدار نے بچہ کی شادی میں روپیہ خرچ کر دیا پھر دولت جمع نہ ہوئی تو حج کا کیا حکم ہے

(سوال ۷) ایک شخص کے پاس اس قدر مال تھا کہ وہ حج کرسکتا تھا لیکن اس نے حج تو نہ کیا بلکہ وہ روپیہ اپنی اولاد کے بیاہ میں خرچ کر دیا۔ اب مفلس ہو گیا، اور وہ تمام عمر مفلس رہے اور مال جمع نہیں کیا اور مر گیا تو کیا تارک حج مرا اور گنہگار مرا۔

(جواب) اس پر حج فرض ہو چکا تھا۔ اگر بلا حج مر گیا، تارک حج فرض ہوا اور گنہگار ہوا۔(۶)

اگر صرف مکہ جانے بھر روپیہ ہو مدینہ کا خرچ نہ ہو تو حج فرض ہوا یا نہیں

(سوال ۸) اگر کسی شخص کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ صرف حج کرسکتا ہے اور مدینہ منورہ نہیں جاسکتا تو اس پر حج فرض ہے یا نہیں۔ یا انتظار کرے کہ مدینہ منورہ کا بھی خرچ ہو جاوے۔

---

(۱) وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام (در مختار) فقد يقال ان الحج نفسه الذى هو زيارة مكان مخصوص الخ ليس حراما بل الحرام هو انفاق المال الحرام ولا تلازم بينهما كما ان الصلاة فى الارض المغصوبة تقع فرضا الخ قال فى البحر ويجتهد فى تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل با لنفقة الحرام كما ورد فى الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها الخ (ردالمحتار كتاب الحج مطلب فيمن حج بمال حرام ج ۲ ص ۱۹۱ .ط.س. ج۲ص۴۵۶) ظفير.

(۲) هو فرض بشرط حرية وبلوغ وعقل وصحة وقدرة وز ادورا حلة وفضلت عن مسكنه وعما لا بد منه (كنز) وفى قوله وما لا بد منه اشارة الى ان المسكن لا بد ان يكون محتاجا اليه للسكنى فلا تثبت الا ستطاعة بداريسكنها الخ (البحر الرائق ج ۲ ص۳۳۷ .ط.س. ج۲ص ۳۱۱) وكزا لو كان عنده مالو اشترى به مسكنا وخادما لا يبقى بعده ما يكفى للحج لا يلزمه خلاصه (در مختار) والذى رأيته فى الخلاصة هكذا اوان لم يكن له مسكن ولا شئى من ذالك وعنده دراهم تبلغ به الحج وتبلغ لثمن مسكن وخادم و طعام وقوت و جب عليه الحج وان جعلها فى غيره اثم اه لكن هذا اذا كان وقت خروج اهل بلده كما صرح به فى الباب اما قبله فيشترى به ماشاء لا نه قبل الوجوب (ردالمحتار كتاب الحج ج۲ ص ۱۹۷ .ط.س. ج۲ص ۴۶۲)

(۳) قوله وسعه ان يستقرض ويحج اى جاز ذالك وقيل يلزمه الا ستقراض (ردالمحتار كتاب ا لحج ج ۲ ص ۱۹۲ .ط.س. ج۲ص۴۵۷)

(۴) يكره للمرتهن ان ينتفع بالرهن وان اذ ن له الراهن وعليه يحمل ماعن محمد عن اسلم من انه لا يحل للمرتهن ذالك ولو بالا ذن (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التصرف فى الرهن ج ۵ ص ۴۶۲ .ط.س. ج۲ص ۵۲۲) ظفير.

(۵) واما القدرة على الزاد والراحلة فالفقهاء على انه من شرط الو جوب فلا وجوب اصلا يتعلق بالفقير لا شتراط الا ستطاعة فى اية الحج (البحر الرائق كتاب الحج ج ۲ ص ۳۳۵) اور حدیث ہے السوال ذل اور حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں امرنى خليلى بسبع امرنى بحب المساكين الخ وامرنى ان لا اسئال احداشيئاً (مشكوة باب فضل الفقر ص ۴۴۹) ظفير.

(۶) هو (اى الحج) فرضا الخ مرة الخ على الفورعند الثانى الخ ولذا اجمعوا انه لو تراخى كان اداءً وان ثم بموته قبلة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۸۹ .ط.س. ج۲ص۴۵۵.۴۵۶) ظفير.

(جواب) حج فرض ہوگیا انتظار نہ کرنا چاہئے (۱)

مالدار حج کرے یا اولاد کی شادی

(سوال ۹) اگر کسی شخص کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ وہ حج کرسکتا ہے اور عیالدار بھی ہے تو اس کو اولاد کا نکاح کرنا واجب ہے یا حج کرنا۔

تین سو پچاس روپے جس کے پاس ہوں اس پر حج ہے یا نہیں

(سوال ۱۰) ایک شخص کے پاس مبلغ ساھے روپیہ جمع ہے آیا اس پر حج فرض ہے یا نہیں چونکہ روپیہ نا کافی معلوم ہوتا ہے اس لئے اس کا ارادہ کنواں بنوانے کا ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے، اگر روپیہ کافی نہ ہو تو سال آئندہ کا انتظار ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ محقق ہوجائے کہ ساھے روپے میں صرف مکہ معظمہ کی آمدورفت اور وہاں تازمانہ حج قیام کے لئے کافی ہوجاوے گا تو حج اس پر فرض ہوگیا۔ کیونکہ حج کے فرض ہونے کے لئے مدینہ شریف کی آمدورفت کے خرچ کا لحاظ نہ کیا جاوے گا۔ اور اگر کرایہ جہاز وغیرہ کی تحقیق سے یہ معلوم ہو کہ ساھے روپیہ صرف مکہ معظمہ کی آمدورفت کے خرچ کو بھی کافی نہیں ہے تو پھر حج فرض نہیں ہوا۔ اس صورت میں اس روپے کو دوسرے کار خیر مثل تعمیر چاہ وغیرہ میں صرف کرنا درست ہے۔ اور بہ صورت نہ فرض ہونے حج کے سال آئندہ کا انتظار لازم نہیں ہے۔ (۲) فقط

ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہیں تو وہ حج کرے یا مکان بنوائے

(سوال ۱۱) ایک شخص کے پاس چھ سو روپیہ ہے اور وہ شخص تین برس سے ارادہ حج کا رکھتا ہے اور اس شخص کے یہاں شریعت کے مطابق پردہ نہیں ہے اور مکان بھی ایسا نہیں کہ پردہ کرسکے تو یہ شخص اس حالت میں کیا کرے۔ مکان بنوائے یا حج کو جاوے۔ اور مکان بنوانے میں روپیہ صرف ہوجانے کا بھی خوف ہے۔

(جواب) اگر چھ سو روپے میں حج کا خرچ اور اہل وعیال کا خرچ واپس آنے تک پورا ہوسکے تو حج اس پر فرض ہے، حج (۱) کرے۔ (۲) فقط۔

اگر مکہ تک کا ہی خرچ ہو مدینہ کا نہ ہو تو حج کرے یا نہیں

(سوال ۱۲) بندہ کی والدہ زندہ ہے اور حج کو دل چاہتا ہے، والدہ کہتی ہیں کہ یا تو مجھ کو ساتھ لے چل یا میرے مرنے کے بعد حج کو جانا۔ اگر میں ساتھ لے جاؤں تو روپیہ اتنا نہیں ہے کہ مدینہ شریف تک دونوں جاسکیں، مکہ شریف تک جاسکتے ہیں، اس صورت میں مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اگر اس قدر روپیہ موجود ہے کہ مکہ شریف تک دونوں جاسکتے ہوں تو حج فرض ہے۔ آپ اپنی والدہ کو لے کر

---

(۱) هو الخ مرة الخ على الفور للعام الاول عند الثانى الخ على مسلم الخ مكلف الخ عما لا بد منه كما مر فى الزكوة الخ (ردالمختار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۸۹. ط.س. ج۲ص۴۵۶) ظفير.

(۲) على مسلم الخ ذى زاد الخ وراحلة الخ فضلا عما لا بدله منه وفضلا عن نفقة عياله الخ الى حين عوده الخ (الدرالمختار) قوله ذى زادا فادانه لا يجب الا بملك الزاد و ملك اجرة الراحلة (ردالمختار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۳ و ج ۲ ص ۱۹۴ ; ط.س. ج۲ص۴۵۸، ۴۵۹) تین ساڑھے تین سو روپے میں حج سن ۱۳۳۷ھ میں ممکن تھا اور اسی زمانہ کا فتویٰ ہے۔ اب تو حج میں کم از کم دو ڈھائی ہزار نقد روپے خرچ پڑتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) على مسلم الخ ذى زاد الخ راحلة الخ و فضلا عن نفقة عيا له الخ الى حين عوده (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۳. ط.س. ج۲ص۴۵۸) ظفير.

حج کرالاویں تا کہ فرض ادا ہو جاوے۔(۱) فقط۔

حج مقدم ہے یا تعمیر مسجد

(سوال ۱۳) زید صاحب نصاب ہے اور ان کی مسجد بھی خراب ہے تو پہلے حج کرے یا مسجد کی تعمیر کراوے اور نیت اس نے دونوں کی کرلی ہے اور روپیہ اتنا ہے کہ ایک کام کرسکتا ہے۔

(جواب) حج فرض ہے، پہلے حج کرنا چاہئے اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو مسجد بھی تعمیر کرادی جاوے، وہ کار ثواب ہے۔(۲) فقط۔

شوہر نے جو روپیہ دیا وہ بیوی کا ہے حج کے لئے کافی ہے تو حج کرے

(سوال ۱۴) ایک عورت کو اس کا لڑکا اور شوہر سات روپیہ ماہوار دیتے ہیں، عورت نے بہت کم خرچ کیا اور حج کے لئے روپیہ جمع کیا۔اب اس کا شوہر مر گیا تو جو روپیہ عورت نے حج کے لئے جمع کیا تھا وہ عورت کا ہے یا لڑکے کا۔

(جواب) جو روپیہ اس عورت کے شوہر اور لڑکے نے اس کو دیا اس روپیہ کی وہ عورت مالک ہوگئی، اگر وہ روپیہ اتنا ہے کہ حج کے سفر کے لئے کافی ہے اور اس کے محرم کا خرچ بھی اس میں پورا ہوسکتا ہے تو اس عورت کے ذمہ حج فرض ہے اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا چاہئے۔(۳) فقط۔

حج کب فرض ہوتا ہے اور عورت بغیر محرم جاسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵) عورت کو بغیر کسی محرم کے حج کو جانا جائز ہے یا نہیں اور عورت پر حج کس وقت فرض ہوتا ہے اور مرد پر کس وقت فرض ہوتا ہے۔

(جواب) عورت کو حج کو جانا بدون کسی محرم شوہر وغیرہ کے جائز نہیں ہے۔اور عورت پر حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ اس کے پاس اس قدر روپیہ ہو کہ دونوں کا خرچ وہ اٹھا سکے(۴) یعنی اپنا خرچ اور محرم کا خرچ اٹھا سکے اور مرد کے ذمہ حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ علاوہ اپنے خرچ کے اپنے اہل وعیال کے لئے مدت سفر کا خرچ کافی چھوڑ جاوے اور جو کچھ قرضہ ہو وہ سب ادا کردے۔(۵) فقط۔

عورت نے غیر محرم کے ساتھ حج ادا کرلیا تو فرض ساقط ہوا یا نہیں

(سوال ۱۶) عورت نے غیر محرم کے ساتھ جاکر حج ادا کرلیا تو جو فرض اس کے ذمہ تھا وہ ساقط ہوگیا یا نہ اور عورت پر غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ ہے یا نہیں۔

---

(۱) فرض الخ علی حر الخ مکلف الخ ذی زاد الخ ور احلة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۴ ط.س. ج۲ص ۴۵۵-۴۵۷) ظفیر.

(۲) فرض مقدم هے : هو فرض مرة علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام ومالک واحمد فیفسق وترد شهادته بتا خیره الخ الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۰ ط.س. ج۲ص ۴۵۶) ظفیر

(۳) ویعتبر فی المرأة ان یکون لها محرم تحج به الخ ونفقة المحرم علیها لانها تتوسل به الی اداء الحج. (هدایه کتاب الحج ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س. ج۲ص ۲۴۲) ظفیر. (۴) ومنها المحرم للمرأة شابة کانت او عجوزا اذا کان بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة ایام الخ وتجب علیها النفقة والراحلة فی مالها للمحرم لحج بها (عالمگیری مصری کتاب المناسک باب اول ج ۱ ص ۲۱۴) (۵) ومنها القدر علی الزاد والراحلة الخ وتفسیر ملک الزادو الراحلة ان یکون له مال فاضل عن حاجة وهو ماسوی مسکنه ولبسه وخدمه واثاث بیتا قدر ما یبلغه الی مکة ذاهبا وجائیا راکبا، لا ما شیاوسوی ما یقضی به دیونه ویمسک لنفقة عیاله ومرمه مسکنه ونحوه الی وقت انصرافه کذا فی محیط السرخسی ویعتبر فی نفقته ونفقة عیاله الوسط من غیر تبذیر ولا تقتیر کذا فی التبیین (عالمگیری مصری. کتاب المناسک باب اول ج ۱ ص ۲۰۳. ط. ماجدیه ج۲ص ۲۵۷) ظفیر.

(جواب) حج اس کا ادا ہو گیا اور فرض ساقط ہو گیا، اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ اس پر ہوا تو بہ واستغفار کرے۔ در مختار میں ہے ولو صحت بلا محرم جاز مع الکراهة الخ۔(۱) فقط۔

والدہ کی ناراضی کی حالت میں حج کو چلا جائے تو کوئی نقص تو نہیں

(سوال ۱۷) ایک شخص نے اپنی والدہ کی نافرمانی کی اور بحالت ناراضی والدہ حج کو چلا گیا۔ واپس آ کر بھی معافی نہیں چاہی۔ والدہ کا انتقال ہو گیا تو اس کے حج میں کچھ فرق آیا یا نہیں۔

(جواب) اس شخص کا حج تو ادا ہو گیا وہ ایک مستقل عبادت تھی جو ادا کرنے سے ادا ہو گئی، لیکن ماں کی ناراضگی کا جو گناہ اس کی گردن پر ہے اب اس کی مکافات اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے کہ توبہ واستغفار کے بعد اس پر ایصال ثواب کرے موت کے بعد ایصال ثواب ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس کو اس کا نفع پہنچتا ہے۔(۲) فقط

معالج ضرر کے خیال سے حج سے روکے تو کیا کرے

(سوال ۱۸) زید اپنی استطاعت وغیرہ کے خیال سے ادائے فریضہ حج کے لئے تیار ہے لیکن اس سے وہ اطباء جو اس کے اکثر مالک رہتے ہیں، یہ رائے دیتے ہیں کہ سفر دریا کا مضر ہوگا ثانیاً یہ کہ ملک کے بہت سے حضرات ابن سعود نجدی کی حکومت کی وجہ سے حج کو نہ جانے کی رائے ظاہر کر رہے ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) جو لوگ ابن سعود نجدی کے تسلط حرمین شریفین پر ہونے کی وجہ سے حج کو جانے اور حج نہ کرنے کی رائے دیتے ہیں وہ راہ صواب سے دور ہیں اور سخت غلطی پر ہیں۔ اور حکم صریح ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلاً(۳) کے خلاف کرتے ہیں اور جس پر حج فرض ہو اور وہ تندرست ہو اور سفر کی طاقت اور قدرت رکھتا ہو اس کو حج کرنا چاہئے اور کسی طبیب کے اس کہنے سے کہ تمہارے لئے دریا کا سفر مضر ہوگا فرض حج کو ترک نہ کرنا چاہئے (۴) فقط۔

جو شخص زکوٰۃ نکالے اس کا حج کے لئے جانا کیسا ہے

(سوال ۱۹) جو صاحب نصاب ہیں مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور حج کے لئے تیار ہیں ان کا حج کو جانا کیسا ہے۔

(جواب) اگر کوئی شخص ایک فرض ادا نہ کرے اور دوسرا فرض ادا کرے تو ظاہر ہے کہ جو فرض ادا کیا جائے گا وہ ادا ہو جاوے گا اور جو فرض ادا نہ ہوگا اس کا گناہ رہے گا۔ بناءعلیہ حج اس کا ادا ہو جاوے گا۔ فقط۔

شاہ ابن سعود کی حکومت میں حج درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۰) سلطان ابن سعود کے تسلط کے بعد سے ارض حجاز میں کامل امن و امان ہے جس کی تصدیق امسال کے حجاج کرتے ہیں لیکن بعض حضرات

سعود کے ہدم قبات واعلان ملوکیت حجاز کی بناء پر اس وقت تک حج کے التواء کا مشورہ دے رہے ہیں جب تک حجاز سے

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ص ۲۰۰ .ط.س. ج۲ص۴۶۵. ۱۲ ظفير

(۲) قد يتصف بالحرمة كالحج بما ل حرام و با لكراهة كا لحج بلا اذن ممن يجب استيذانه (در مختار قوله ممن يجب استيذ انه كاحد ابويه المحتاج الى خدمته الخ (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص). ط.س. ج۲ص۴۵۶ ظفير.

(۳) آل عمران . ۱۰ .

(۴) الحج واجب على الا حرار البا لغين والعقلا ء الا صحاء اذا قدر واعلى الزا دو الراحلة فاضلا عن المسكن وما لا بد منه وعن نفقة عيا له الى حين عوده وكان الطريق امنا وصفه بالوجوب وهو فريضة محكمة ثبتت فرضيتها بالكتاب وهو قوله تعالىٰ ولله على الناس حج البيت الا ية (هدايه كتاب الحج ج ۱ ص ۲۱۳) ظفير.

ابن سعود کی حکومت کا اخراج نہ ہو اور منہدم قبہ جات کی تعمیر نہ ہو شرعاً یہ مشورہ صحیح ہے یا نہیں، درصورت ثانی وہ مستطیع حضرات جن پر حج فرض ہو چکا ہے صرف اس مشورہ پر عامل ہو کر ادائیگی فرض میں تاخیر کر دیں اور اس توقف میں خدا نخواستہ اگر موت کے شکار ہو جائیں تو عنداللہ ماخوذ ہوں گے یا نہیں۔

(جواب) یہ مشورہ مانعین حج کا صحیح نہیں ہے اور ایسا مشورہ دینے والے عاصی ہیں، التواء فریضہ حج کسی طرح اس صورت میں جائز نہیں ہے، اور جن لوگوں پر حج فرض ہو چکا ہے اگر وہ بدون حج کے یا وصیت بالحج کے فوت ہو جاویں گے تو عنداللہ وہ ماخوذ ہوں گے اور اس وعید کے مستحق ہوں گے جو کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس پر حج فرض ہوا اور اس نے حج ادا نہ کیا اور وہ مر گیا تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اللہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں ہے۔(۱) والعیاذ باللہ تعالیٰ جل ذکرہ۔فقط

حالت ملازمت میں وجوب حج سے پہلے ایک شخص حج کر چکا ہے کیا اب استطاعت کے بعد پھر حج کرے گا۔

(سوال ۲۱) ایک شخص ملازم ہو کر حج کو گیا، بعد چند سال کے وہ صاحب نصاب ہو گیا تو کیا دوبارہ اس پر حج فرض ہو گا یا نہیں۔

(جواب) دوبارہ اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ حج فرض ادا ہو چکا در مختار (۲) فقط۔

شاہان کفار و مشرکین کے اثر میں والی حجاز ہو تو کیا حج جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲) جب کہ کفار و مشرکین کا اثر خانہ کعبہ و جزیرہ عرب پر ہے اور انہیں کے حسب الاشارہ وہاں کی حکومت حرکت کرتی ہے تو کیا اس حالت میں حج جائز ہے۔

(جواب) بصورت مذکورہ حج فرض ہے پس جن لوگوں پر حج فرض ہے ان کو حج کرنا ضروری ہے قال اللہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً (۳) فقط۔

مستطیع فوراً حج نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوال ۲۳) شخصی توفیق زاد راحلہ حج میدارد درقلب ارادہ صادق میدارد مگر بسبب گردش زمانہ تاخیر واقع می شود بموجب روایت فوراً آثم میشود دو وجوہ ذیل رفع اثم اومی کنند یا نہ۔ اگر در آخر عمر ادا کرد فبہا اگر فوت شد فرض از وساقط شد یا نہ و وجہ ضعیف مقابل اصح است و یک قوی است وجہ ضعیف قول امام محمد علیہ الرحمۃ انہ علی التراخی شامی باب الحج ص ۱۲۲۶ ایں وجہ برائے رفع اثم است نہ سقوط فرض۔ وجہ ضعیف قول صاحب قیل واختلف فی سقوطه اذا لم یکن بد من رکوب البحر فقیل یسقط وقال الکرمانی ان کان الغالب فیه السلامة من موضع جرت العادة برکوبه یجب والا فلا وهو الا صح شامی باب حج ص ۳۳۳۔ وجہ قوی در رکوب بحر بسبب چکر و سر گردانی

---

(۱) عن علی قال قال رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زاداً وراحلة تبلغه الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیا او نصرانیا الحدیث (مشکوٰة کتاب الحج فصل ثانی ج ۲ ص ۲۲۲) ظفیر۔

(۲) هو الخ فرض الحج مرة لا ن سبب البیت وهو واحد والزیادة تطوع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۰ .ط.س. ج۲ص۴۵۵، ۴۵۶) ظفیر۔

(۳) عمران . ۱۰ .

وقتے کہ حجاج رادر سفر واقع می شود نماز ہا قضا میشوند پس بروایت ذیل حج از و ساقط میشود یا کم از کم رافع اثم تاخیر است: کہ صاحب اللباب ان منها ای من الشرائط ان یتمکن من اداء المکتوبات فی اوقاتها قال الکرمانی لا نه لا یلیق بالحکمة۔ اگر رائے جناب مطابق آید فبہا ورنہ بدلائل قطعی تردید فرمایند۔

(جواب) اثم تاخیر را ادائے حج قبل موت ساقط میکند لا غیر و لذا اجمعوا انه لو تراخی کان اداءا (در مختار) و یسقط عنه الا ثم شامی (۱) و ہر گاہ رکوب بحر را اولاً وجہ ضعیف گفتہ شد و در حقیقت ضعیف است و خلاف اصح است پس آنچہ بر رکوب بحر از گردش راس وغیرہ مرتب اند واز لوازم رکوب بحر اند چگونہ وجہ قوی خواہد شد و فی الدر المختار و العبرة لو جوبها ای العدة المانعة من سفر ها وقت خروج اهل بلدها و کذا سائر الشروط۔ (۲) واز یں شروط است آنچہ از شارح لباب نقل کردہ اند ان منها ان یتمکن من اداء المکتوبات الخ۔ (۳) پس بوقت خروج از بلد ظاہر است کہ برائے مکتوبات متمکن است و ضرورت رکوب بحر و ما یترتب علیه ما نع عن الفرضیت نیست۔ پس ایں وجہ را مسقط فرضیت گفتن واز ہمہ کسان کہ رکوب بحر اوشاں را ضروری باشد حج اسلام را ساقط گفتن کار فقیہ نیست۔ و باید دانست کہ آناں کہ رکوب بحر را مانع عن الفرضیت گفتہ اند ہمیں وجہ دوران راس و غثیان وغیرہ گفتہ اند پس ایں دوران وغیرہ را وجہ مستقل گفتن نشاید و ہر گاہ آں وجہ معتبر نیست، ایں ہم معتبر نہ خواہد شد۔ فقط۔

خلافت میں جھگڑے کی وجہ سے حج چھوڑا نہ جائے

(سوال ۲۴) امسال میرا عزم سفر حج کا ہے مگر خلافت کے بارہ میں جو جھگڑا پیدا ہوا ہے میرے دل میں ایسا خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ادائے ارکان حج میں کسی قسم کا نقصان یا فتور واقع ہو اور میری صعوبت راہ و اخراجات کثیر فعل عبث ہو جاوے۔ آیا مسئلہ خلافت کو حج سے کسی قسم کا تعلق ہے یا نہیں۔ اور خلیفۃ المسلمین کے نہ ہونے سے حج درست ہوگا یا نہیں۔

(جواب) حج میں اس سے کچھ خلل اور نقصان نہیں ہے آپ شوق سے ارادہ حج بیت اللہ کریں اور زیادۃ حرمین شریفین سے مشرف ہوں۔ (۴) فقط۔

شریف مکہ کی وجہ سے حج کی فرضیت میں فرق نہیں آتا

(سوال ۲۵) علماء پنجاب دربارہ حج بیت اللہ شریف یہ فرماتے ہیں کہ آج کل حج بوجہ اس کے کہ وہ مقام شریف کے قبضہ میں ہے ناجائز ہے۔ کیا یہ درست ہے، کیونکہ میری ہمشیرہ اور برادر کا ارادہ امسال حج کا ہے۔

(جواب) حج بیت اللہ ان لوگوں پر جن کو استطاعت ہو فرض ہے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اب بوجہ مذکورہ حج فرض نہیں رہا ان کو بے تامل حج کا ارادہ کرنا چاہئے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۲. ط.س. ج۲ص۴۵۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمختار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۰. ط.س. ج۲ص۴۶۵. ۱۲ ظفیر
(۳) ردالمحتار کتاب الحج ص ۲۰۰ ۱۲ ظفیر
(۴) هو فرض مرة علی الفور بشرط حرية وبلوغ الخ وامن طريق (کنز) وحقيقة امن الطريق ان يكون الغالب فيه السلامة البحر الرائق کتاب الحج ص ۳۳۸ ط.س. ج۲ص۳۰۹. ظفیر.
(۵) هو فرض الحج مرة الخ علی مسلم الخ حر مکلف الخ زاد الخ وراحلة الخ فضلا عما لا بدمنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۶). ط.س. ج۲ص۳۰۹، ظفیر.

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر حج کر سکتی یا نہیں

(سوال ۲۶) عورت حج بغیر رضائے شوہر کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) حج فرض کر سکتی ہے۔(۱) فقط۔

بزمانہ شریف مکہ حج ساقط نہیں

(سوال ۲۷) اعتراض کیا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ غیر مسلم سیادت میں ہے اب وہ دارالامن نہیں رہا اگر چہ بظاہر ادائے رسوم مذہبی میں کوئی مزاحمت نہ ہو۔ اس حالت میں حج ساقط ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ حج کی ممانعت نہیں ہے اور ارکان حج میں کچھ ممانعت نہیں ہے اور طریق مامون ہے تو استطاعت زاد وراحلہ کی صورت میں حج کرنا فرض ہے۔ پس بوجہ مذکورہ حج ساقط نہ ہوگا۔(۲) فقط۔

حج کی ادائیگی میں کیا خلیفہ کی موجودگی ضروری ہے

(سوال ۲۸) ادائے حج کے لئے خلیفہ کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ تقرر خلیفہ تک حج بند رہے گا یا نہیں۔

(جواب) حج کسی وقت بند نہیں ہو سکتا اور حج کی فرضیت خلیفہ کے ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً(۳) پس استطاعت سبیل اور استطاعت زاد وراحلہ سے حج فرض ہو جاتا ہے اور جو شروط فقہاء نے مثل امن طریق وغیرہ لکھی ہیں وہ بھی استطاعت سبیل میں داخل ہیں۔ فقط۔

بے پردگی کے خوف سے حج کو ممنوع کہنا غلط ہے

(سوال ۲۹) ایک شخص مع اپنی اہلیہ کے جس پر حج فرض ہے حج کو جانا چاہتے ہیں۔ مگر ایک مولوی صاحب نے ان کو یہ رائے دی کہ چونکہ ریل و جہاز میں مستورات کی بے پردگی ہوتی ہے اس لئے ان کو ہمراہ نہ لے جانا چاہئے بلکہ یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار ہیں کہ مستورات کا اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا بوجہ بے پردگی شرعاً ممنوع ہے۔

(جواب) جب کہ کسی عورت پر حج فرض ہو اور محرم یا خاوند ساتھ جانے والا موجود ہو اور ساتھ جا سکے تو اس عورت کو حج کو جانا فرض ہے۔ کسی صاحب کا یہ فتویٰ دینا کہ مستورات کی جہاز و ریل میں بے پردگی ہوتی ہے اس لئے ان کو محرم کے ساتھ جانا بھی ممنوع ہے بالکل غلط ہے مستورات پر بصورت بالا ضرور حج فرض ہے اور محرم کا ساتھ ہونا کافی ہے اور جب کہ برقعہ ہو تو بے پردگی کچھ نہیں ہے۔ یہ خیال بے پردگی کا غلط ہے۔ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اگر خیال اس شخص مانع کا صحیح ہوتا تو کسی زمانہ میں بھی عورتوں پر حج فرض نہ ہوتا۔ الغرض اس شخص کے قول کا اعتبار نہ کریں اور اپنی اہلیہ کو جس پر حج فرض ہے ضرور حج کو لے جاویں۔(۴) فقط۔

جو باپ کے مال سے حج کر چکا ہو کیا اس پر دوبارہ حج فرض ہے

(سوال ۳۰) ایک شخص نے اپنے باپ کے مال سے باپ کی موجودگی میں حج کیا تھا۔ بعد انتقال باپ یہ شخص مالک مال اور قادر زاد وراحلہ ہوا آیا اس پر دوبارہ حج فرض ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق (الحديث) وليس لزوجها منعها عن حنة الا سلام (الدر المختار على ها مش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۰ .ط.س. ج۲ص۴۶۵) ظفير.

(۲) هو فرض مرة على الفور بشرط حرية و بلوغ الخ وامن طريق (كنز) وحقيقة امن الطريق ان يكون الغالب فيه السلامة (البحر الرائق كتاب الحج ج ۲ ص ۳۳۸ .ط.س. ج۲ص۳۰۹) ظفير.

(۳) آل عمران ۳۰۳ . (۴) ومع زوج او محرم الخ لا مراءة حرة ولو عجوزا فی سفر (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۸ .ط.س. ج۲ص۴۶۴) ظفير.

(جواب) اگر پہلا حج بلوغ کے بعد ہوا تو حج فرض ادا ہوگیا دوبارہ حج فرض نہیں ہے۔ درمختار میں ہے فلو جدد الصبی الا حرام قبل وقوفه بعرفة ونوی حجة الا سلام اجزاه الخ وفی ردالمحتار ولو احرم الصبی و المجنون و الکا فرثم بلغ او افاق و وقت الحج باق فان جدد وا الا حرام بخرجهم عن حجة الا سلام الخ ۔(۱) فقط۔

زکوۃ کے روپے سے حج درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۱) زید استطاعت حج ندارد، بکر اوراز مال زکوۃ خود امداد نمود، آیا حجش جائز خواہد شد یا نہ۔

(جواب) حجش ادا خواہد شد (۲) فقط۔

جس کے لڑکے مراہق ہوں وہ حج کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۲) ایک شخص کے دو لڑکے مراہق ایک عـــہ ماہوار دوسرا للعـــہ ماہوار کا ملازم ہے اور ایک بھائی ہے۔ کیا یہ شخص ان لڑکوں کی پرورش کرے یا چچا کے سپرد کر کے حج کو جا سکتا ہے کیونکہ اس کو ایک معذور شخص اپنے ہمراہ حج کو لے جانا چاہتا ہے۔

(جواب) اس شخص کو حج کو جانا درست ہے کیونکہ اولاد اس کی محتاج نہیں ہے اور نگرانی ان کی ان کے چچا کے سپرد کر دی جاوے۔(۳) فقط۔

حج فرض نہ ہونے کی صورت میں بلا اجازت والدین جا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۳) اگر حج فرض نہ ہو تو بلا اجازت والدین کے جانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر والدین کو اس کی خدمت کی ضرورت ہے تو جائز نہیں ہے۔(۴) فقط۔

غربت میں حج کر چکا ہے تو کیا اب مالدار ہونے کے بعد دوبارہ حج اس پر فرض ہے

(سوال ۳۴) ایک شخص غریب جس پر حج فرض نہیں ہے وہ کس طریق سے مکہ معظمہ پہنچا اور حج ادا کیا۔ واپس آنے کے بعد وہ غنی ہوگیا تو اب اس پر دوبارہ حج فرض ہے یا وہ حج نفل اس کے لئے کافی ہے۔

(جواب) اس صورت میں اس شخص کے ذمہ سے حج فرض ادا ہوگیا۔ کما فی الشامی بخلاف ما لو خرج لیحج

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار الحج ج ۲ ص ۲۰۱). ط.س. ج۲ ص۴۶۶ ۱۲ ظفیر.

(۲) وکره الا غناء وندب الا غناء عن السوال (کنز) ای کره ان ید فع الی فقیر ما یصیر به غنیا وندب الا غناء عن سوال الناس (البحر الرائق باب المصرف ج ۲ ص ۲۶۸) اور زکوۃ دینے والے نے جب دے دی اور اس نے حج ادا کیا تو اس کے درست ہونے میں کیا اشکال ہے۔ واللہ اعلم . کذا لو تصدق به علیه الخ ما لا یحج به لا یجب علیه القبول عند نا الخ فان قبل المال وجب (المسک المتقسط ص ۱۲) ظفیر صدیقی.

(۳) وفضلا عن نفقة عیاله ممن تلزمه نفقته لتقدم حق العبدالی حین عوده (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۹۷ .ط.س. ج۲ ص ۴۶۲) ظفیر.

(۴) ویتصف بالحرمة کالحج بما ل حرام بالکراهة کا لحج بلا اذن ممن یجب استیذانه (در مختار) کاحدا بویه المختار الی خدمته والا جداد الخ فیکره خروجه بلا اذنهم کما فی الفتح وظاهره ان الکراهة تحریمیة الخ قال فی البحر وهذا کله فی حج الفرض اما حج النفل فطا عة الوالدین اولی مطلقا (ردالمحتار مطلب فیمن حج بمال حرام ج ۲ ص ۱۹۱ .ط.س. ج۲ ص۴۵۶) ظفیر.

عن نفسه وهو فقیر فانه عند وصوله الی المیقات صار قادراً لقدرة نفسه فیجب علیه (۱) الخ وفیه ایضا الآفاقی اذا وصل الی میقات فهو کالمکی الخ ۔(۲) فقط۔

غیر محرم کے ساتھ حج کرنا عورت کے لئے درست نہیں ہے۔

(سوال ۳۵) ایک عورت ضعیف شوہر کی اجازت سے تنہا یا دوسرے شخص کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اجنبی لوگوں کے ساتھ سفر کرنا عورت کو درست نہیں ہے، بلکہ ضرورت ہے کہ شوہر یا کوئی دوسرا محرم اس کے ساتھ ہو۔(۳) فقط۔

یتامیٰ وفقراء کو روپیہ دینے سے حج ادا نہیں ہوتا

(سوال ۳۶) زید ۵۵ سال کی عمر کا ضعیف القویٰ شخص ہے لیکن صاحب ثروت ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض ہے۔ تکالیف سفر اور اپنی کمزوری قویٰ جو بلحاظ عمر ومرض کے ہے سفر حج کرنے میں جان کا خطرہ سمجھ کر ادائے فریضہ حج کے لئے ایک معقول اور مناسب رقم یتیموں اور بیواؤں کو یا مدرسہ اسلامیہ میں صرف کر کے اس فرض کو ادا کرنا چاہتا ہے آیا اس کا یہ فعل ادائے فریضہ حج میں شمار ہوگا یا نہیں۔

دوسری شکل یہ ہے کہ اس سرمایہ سے حج بدل کرایا جاوے لیکن جو شخص حج بدل کے واسطے بھی جاوے اس کے لئے کیا شرائط ہیں۔

(جواب) یتامیٰ وفقراء کو دینے سے فریضہ حج سے سبکدوش نہیں ہوسکتا البتہ دوسری صورت یعنی حج بدل کی ہوسکتی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ حج بدل اس سے کراوے جو پہلے حج کر چکا ہو، ورنہ مکروہ ہوگا، اگرچہ حج ادا ہوجاوے گا۔ کذا فی الشامی۔(۴) فقط۔

غلط افواہ سے حج کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی

(سوال ۳۷) چند لوگ جن پر حج فرض تھا، امسال حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتے تھے کہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ شریف مکہ حاجیوں سے بالجبر بیعت لیویں گے کہ امیر المومنین ہم ہیں، امسال حج کو جانا اور شریف مکہ سے بیعت کرنا کیسا ہے۔

(جواب) ایسی خبروں سے حج فرض ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا جن لوگوں پر فرض ہے ان کو حج کرنا چاہئے اور شریف مکہ سے بیعت کرنا درست نہیں ہے۔(۵) فقط۔

(۱) ردالمحتار باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الصرورة ج ۲ ص ۳۳۲ ط.س. ج۲ ص ۶۰۳. ۱۲ ظفیر

(۲) ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۵ ط.س. ج۲ ص ۴۶۰. ۱۲ ظفیر.

(۳) ومع زوج او محرم ولو عبدا الخ بالغ الخ عاقل والمراهق کبالغ غیر مجوسی ولا فاسق لعدم حفظهما مع وجوب النفقة لمحرمها علیها لانه محبوس علیها لا مراءة حرة ولو عجوز افی سفر الخ ولیس عبدها بمحرم لها ولیس لزوجها منعها عن حجة الاسلام ولو کان بلا محرم جاز مع الکراهة (در مختار) ای التحریمیة للنهی فی حدیث الصحیحین الخ (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۹ و ج ۲ ص ۲۰۰ ط.س. ج۲ ص ۴۶۶) ظفیر.

(۴) العبادة المالیة تقبل النیابة من المکلف مطلقا الخ والبدنیة کصلاة وصوم لا تقبلها والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیابة عند العجز الی الموت لانه فرض العمر حتی تلزم الاعادة بزوال العذر وبشرطیة الحج عنه الخ لکنه یشترط لصحة النیابة اهلیة المامور لصحة الافعال الخ فجاز حج وبشرط امره ورة الخ وغیره هم اولی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱. ۳۳۲ ط.س. ج۲ ص ۵۹۷) ظفیر.

(۵) هو فرض مرة علی الفور بشرط حریة وبلوغ وعقل وصحة وقدرة زاد وراحلة فضلت عن مسکنه عن لا بدمنه نفقة ذها به وایا به وعیاله وامن طریق (کنز) وحقیقة امن الطریق ان یکون الغالب فیه السلامة کما اختاره الفقیه ابو اللیث وعلیه الاعتماد (البحر الرائق کتاب الحج ج ۲ ص ۲۳۸ ط.س. ج۲ ص ۳۰۹) ظفیر.

چھوٹے بے ماں کے لڑکے کو چھوڑ کر حج میں جانا کیسا ہے

(سوال ۳۸) ایک شخص ارادہ حج کا رکھتا ہے، لیکن اس کا ایک لڑکا صغیر سن ہے جس کی ماں نہیں ہے۔ لڑکا بغیر والد کے نہیں رہ سکتا۔ البتہ لڑکے کے چچا تایا موجود ہیں، اگر لڑکے کو ان کے پاس چھوڑ کر چلا جائے تو کچھ گناہ تو نہ ہوگا۔

(جواب) حج فرض کو اس وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا باپ کے جانے کے بعد لڑکے کے ولی تایا چچا موجود ہیں وہ پرورش کریں گے، البتہ لڑکے کا نفقہ باپ دے کر جاوے۔

بغیر محرم عورت کا حج کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۹) ایک عورت جو کسی طرح محل فتنہ نہیں، ثقہ بھی ہے، اس کے کوئی محرم نہیں۔ اس کا ایک شخص کو جو بظاہر دیندار ہے، اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے کہ سفر میں اس کی امداد کرے، ایسی صورت میں وہ شخص اس کے ہمراہ سفر کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) روایت فقہیہ جواز کی بعض مشائخ سے بعض معتبرات میں موجود ہے۔ قال الشامی من الحظر و الا باحة فصل البیع وفیه اشارة الی ان الحرة لا تسافر ثلاثة ایام بلا محرم و اختلف فیما دون الثلا ثة وقیل انها تسافر ع الصالحین والصبی والمعتوه غیر محرمین کما فی ا لمحیط قهستانی[ؑ] اور فصل حداد میں یہ عبارت بھی قابل لحاظ ہے۔ قال فی الدر المختار ولا بد من سترة بینهما فی البائن لئلا یختلی بالا جنبیة ویمکن ان یقال فی الا جنبیة کذلک وان لم تکن معتد ته الا ان یوجد نقل بخلافه بحر۔ (۱) اور بعض وقائع صدر اول کے مثلاً مہاجرت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی زید بن حارثہؓ اور رجل من الانصار کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک اور امثال اس کے بھی قابل لحاظ ہیں۔ اور واقعی یہ ہے کہ وقائع میں ایک ضرب اجتہاد سے کام لینا پڑتا ہے۔ قال فی الفتح من الخلع والحق ان علی المفتی ان ینظر فی خصوص الو قائع۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد انور عفا اللہ عنہ۔

عدت کے اندر سفر حج جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۰) ہندہ کا شوہر فوت ہو گیا عدت پوری نہیں ہوئی، کیا ہندہ ایام عدت میں فریضہ حج ادا کرنے کے لئے سفر کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ہندہ ایام عدة میں فریضہ حج کے لئے سفر نہیں کر سکتی کذا فی الدر المختار (۳) فقط۔

بیوہ غیر مرد کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۱) ایک عورت جس کی عمر ۲۴ برس کی ہے اور وہ بیوہ ہے، ارادہ حج کی کرتی ہے، ایک غیر شخص کے ساتھ جا سکتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۵.۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۲.۱۲ ظفیر.
ؑ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۴۳ ظفیر صدیقی.
(۳) ومع زوج او محرم الخ مع وجوب النفقه لمحرمها علیها لا مراء ة حرة ولو عجوز افی سفر الخ و مع عدم عدة علیها مطلقا اية عدة كانت (در مختار فلا یجب علیها الحج اذا وجدت (ای العدة) قوله ای عدة كانت ای سواء كانت عدة وفات او طلاق بائن اورجعی (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۸ و ج ۲ ص ۱۹۹ ولا تخرج معتدة رجعی او بائن الخ عن بیتها اصلا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۲) ظفیر.

(جواب) بدون محرم کے ساتھ لئے عورت کو سفر کرنا درست نہیں ہے اور اس حالت میں حج اس پر فرض نہیں ہے۔(۱) فقط

پانچ سو روپیہ بتایا، قبضہ میں نہیں کرایا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱ /۴۲) زید کے باپ نے روپیہ اس قدر چھوڑا کہ حج کے قابل تھا مگر وقت مرگ والد زید موجود نہ تھا بلکہ اس کا بیٹا عمر تھا۔ اس نے ڈیڑھ ہزار روپیہ چرایا اور خرچ کر ڈالا، بعدہ مرض الموت میں پانچ سو روپیہ عمر کے دادا نے اس کو بتایا کہ فلاں جگہ سے نکال لو۔ اب فرمائے کہ یہ پانچ سو روپیہ ملک عمر کی ہے؟ اور حج اس پر فرض ہے یا نہیں۔

مرض الموت کے وقت ہبہ کے لئے کیا شرط ہے

(سوال ۲ /۴۳) بہشتی زیور حصہ پنجم میں ہے کہ مرض الموت میں ثلث کے ہبہ میں قبضہ شرط۔ تو اتر کہ والد زید کا کل دو ہزار روپیہ تھا جس میں سے پانچ سو روپے اس نے عمر کو بتلائے مگر قبضہ نہیں کرایا تو وہ مالک اس روپے کا ہوا یا نہیں؟ اور حج فرض ہوا یا نہیں؟

پوتے نے جو روپیہ چرایا وہ تمام ورثہ کا حصہ ہے

(سوال ۳ /۴۴) زید جب مرا تو اس کے وارث دو بیٹے ایک بیٹی تھی اور عمر جو اس کا بیٹا ہے وہ ان پانچ سو روپے کو جو دادا نے دیئے تھے کھا پی چکا تھا مگر ڈیڑھ ہزار روپیہ جو دادا کا اس نے چرایا تھا اس میں کا چار سو روپیہ باقی ہے تو آیا اس چار سو روپے کو ملک عمر سمجھا جاوے گا یا اس کو سب ورثہ پر حسب حصص تقسیم کیا جاوے گا؟ اور اس میں سے جو اس کے حصہ کا ہوگا وہ اگر حج کے قابل ہو تو حج فرض ہوگا؟

مکان کا مالک ہو تو کیا حج فرض ہو جاتا ہے

(سوال ۴ /۴۵) ایک شخص کے پاس نیچے کا مکان زائد از حاجت ہے مگر اوپر جو اس کے مکان ہے اس میں وہ خود رہتا ہے، پس اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جائداد کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۵ /۴۶) ایک شخص کسی پنشن سے گذر اوقات کرتا ہے اور جائداد بھی ہے کہ وہ گذارے کو کافی نہیں اور اس پر مدار بھی ہے۔ لیکن جائداد اس قیمت کی ہے کہ اگر اس کو فروخت کرے تو حج ہو سکتا ہے اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

ہبہ میں روپیہ ملا تو حج فرض ہوا یا نہیں

(سوال ۶ /۴۷) جس شخص نے کسی عزیز غیر وارث کو بلا اجازت ورثہ اس قدر روپیہ دیا کہ وہ حج کو کافی ہے تو اس پر حج فرض ہو جاوے گا؟

حج کے زمانے سے پہلے روپیہ تھا بعد میں قرض دے دیا اور وصول نہ ہوا تو کیا حکم ہے

(سوال ۷ /۴۸) ایک شخص کے پاس ماہ صفر میں اس قدر روپیہ ہوا کہ حج کو چلا جائے مگر ربیع الثانی میں کسی کو قرض

---

(۱) هو فرض على مرة على الفور بشرط حرية الخ و محرم او زوج لا مرة في سفر (كنز) لما في الصحيحين لا تسافر امراءة ثلاثا الا ومعها محرم وزاد مسلم في رواية اوزوج وروى البزاز لا تحج امراءة الا و معها محرم الخ او اشار المصنف الى ان امن الطريق و المحرم من شرائط الوجوب (البحرالرائق كتاب الحج ج ۲ ص ۳۳۸ و ج ۲ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۲ ص ۳۰۹) ظفير.

دے دیا اور اب تک وصول نہیں ہوا تو اس شخص پر حج فرض ہوا یا نہیں؟ مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی فرماتے تھے (۱) کہ حج فرض ہوتا ہے کہ جب اس شہر سے سفر حج جانے کا زمانہ ہو اس وقت شرائط پائی جائیں۔ تجربہ سے یہاں کے لوگوں کا جانا ماہ شوال میں ہوتا ہے فقط۔

(جواب)(۱) اس پانچ سوروپے کا بھی عمر مالک نہیں ہوا۔ (۲) پس اس روپے کی وجہ سے بھی حج فرض نہیں ہوا۔

(۲) جو رائے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی ہے، بندہ کے نزدیک صحیح ہے۔

(۳) کل دو ہزار میں سے عمر کو حصہ پہنچے گا مگر جو چار سوروپے موجود ہیں، یہ سب دیگر ورثہ کو دیدے۔ عمر کا حصہ اس میں محسوب نہ ہوگا جو وہ صاف کر چکا بعد وضع اپنے حصہ کے باقی سب دیگر ورثہ کو دے دیوے اور جب کہ اس کے پاس کچھ باقی نہ رہے گا تو حج فرض نہ ہوگا۔ فقط۔

(۴) یہی صحیح ہے کہ عمر پر حج فرض نہیں ہوا۔ فقط **ومنه المسكن ومرمنه ولو كبير ايمكنه الا ستغناء ببعضه والحج بالفاضل فانه لا يلزمه بيع الزائد (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ٢ ص ١٩٦)**

(۵) اگر جائداد گذر اوقات سے زیادہ نہیں تو حج اس پر نہیں ہوا اور فروخت کرنا اس کا ضروری نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ملک غیر سے بسر اوقات کرنا شرعاً معتبر نہیں ہے۔ اپنی ہی آمدنی کا لحاظ کیا جاتا ہے اور شریعت میں لحاظ جائز آمدنی کا ہے۔ (۳)

(۶) اگر وہ روپیہ ثلث سے زیادہ نہیں تو حج فرض ہو جاوے گا۔

(۷) جو کچھ مولانا حسین احمد صاحب نے اس بارہ میں فرمایا صحیح ہے۔ فقط۔

والدین کی رضا کے بغیر نفل حج کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۹) رفتن برائے حج نفل بدون رضاء والدین جائز است یا نہ؟

(جواب) حج نفل بدون رضائے والدین نباید کرد **(فى الدر المختار قد يتصف بالحرمة كا لحج بمال حرام وبالكراهة كا لحج بلا اذن ممن يجب استيذ انه الخ قال الشامى ج ٢ ص ٢٤٥) اما حج النفل فطاعة الوالدين اولى مطلقاً كما صرح به فى الملتقط ج ٢ ص ١٩١ على هامش ردالمحتار)**

فریضہ حج کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۰) اگر بر کسے حج فرض شدہ باشد در ادائیگی تاخیر کردن جائز است یا نہ؟ واگر والدین از سفر حج مانع آیند از جہت آنہا مؤخر کردن جائز است یا نہ؟

(جواب) بصورت فرض شدن حج تاخیر نباید کرد۔ اگر والدین منع کنند باز نہ آید البتہ اگر والدین محتاج خدمت ایں کس باشند و ہیچ خادم دیگر نہ باشد مؤخر کن۔ **(قال فى الدر المختار وقد يتصف بالحرمة كالحج بما ل حرام وبالكراهة كالحج بلا اذن ممن يجب استيذ انه . قال الشامى كاحد ابويه المحتاج الى خدمة الخ شامى ج٢ ص ١٩١ وقال فى الدر المختار ، فرض مرة على الفور فى العام الاول عند الثانى**

---

(۱) مراد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سابق صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ہیں۔
(۲) چونکہ یہ ہبہ ہے جس کے لئے قبضہ شرط ہے۔ جمیل الرحمٰن۔
(۳) وان كان صاحب ضيعة ان كان له من الضياع ما لو باع يكفى الزاد والر احلة ذاهبا وجائيا ونفقة عيا له وا ولاده ويبقى له من الضيعة قدر ما يعيش بغلة الباقى يفترض عليه الحج والا فلا (عالمگیری ص ۲۰۴ ط.س. ج٢ ص٢١٨)

واصح الروایتین عن الا مام الخ. در مختار مختصراً ج ۲ ص ۱۹۱ علی هامش ردالمحتار)

مہردین مقدم ہے یا حج

(سوال ۵۱) اگر بر کسے حج فرض شدہ باشد وزوجہ ئش مانع شد و گوید کہ مہرادا کن دریں صورت کہ نزدش برائے ادائیگی مہر سوائے ایں مال دیگر نیست برآں کس فریضہ حج ادا کردن لازم است یا ادائیگی مہر زوجہ؟

(جواب) بصورت فرضیت حج اگر زوجہ مانع شود و گوید کہ مہراداء کردن لازم است حج رامئوخر کند ومہرادا کند۔(۱) فقط

عورت حج کے لئے غیر محرم کے ساتھ جانا چاہے تو شوہر روک سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۲) ایک عورت حج کے لئے اپنے پھوپی زاد بھائی اور خالہ زاد بہن اور دیگر عورتوں کے ہمراہ جانا چاہتی ہے، شوہر روکتا ہے، آیا شرعا شوہر اس کو روک سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر عورت کے ذمہ حج فرض ہو تو شوہر اس کو حج سے نہیں روک سکتا اگر شوہر ساتھ نہ جائے تو دوسرے محرم کے ساتھ حج کرسکتی ہے اور بلا محرم کے جانا مکروہ تحریمی ہے۔ کما قال فی الدر المختار لیس لزوجها منعها عن حجة الا سلام ولو حجت بلا محرم جاز مع الکراهة الخ ای التحریمیة الخ شامی۔(۲) اور پھوپی زاد بھائی محرم نہیں ہے۔ اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے(۳) اسی طرح عورتوں کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے۔ یہ اصل مذہب ہے۔ (۴) اور بعض نے کہا اگر صلحاء کے ساتھ سفر کرے تو درست ہے وقیل انها تسا فر مع الصالحین والصبی والمعتوه غیر محرمین کما فی المحیط عن القهستانی۔(۵) فقط۔

پیر غیر محرم کے ساتھ عورت حج کا سفر کرسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۳) ایک عورت بیوہ جو صاحب نصاب ہے وہ اپنے غیر محرم پیر کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہے تو جائز ہے یا نہیں۔(۶) اگر یہ عورت صرف مستورات کے ساتھ مل کر جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز نہیں ہے، شامی میں ہے وفیه اشارة ان الحرة لا تسافر ثلاثة ایا م بلا محرم الخ(۲) جائز نہیں ۔(۷) فقط۔

---

(۱) قال الشامی تحت قول الدر المختار ممن یجب استیذ انه وکذا الغریم لمدیون لا مال له یقضی به و بالا ذن فیکرہ خروجه بلا اذنهم کما فی الفتح وظاهره ان الکراهة تحریمیة ولذا عبر الشارح بالوجوب الخ (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۱) ظفیر ص ۱۵۲ .ط.س. ج۲ص ۴۵۶.

(۲) ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۰ . ۱۲ ظفیر

(۳) والمحرم من لا یجوز له منا کحتهاعلی التابید بقرابة او رضاع اوصهریة (ردالمحتار کتاب الحج تحت قوله مع زوج او محرم ج ۲ ص ۱۹۹ .ط.س. ج۲ص ۴۶۴) ظفیر.

(۴) ویعتبر فی المراءۃ ان یکون لها محرم تحج به او زوج ولا یجوز لها ان تحج بغیر هما وقال الشافعی یجوز لها الحج اذا خرجت فی رفقة ومعها نساء ثقات لحصول الا من بالمرا فقة ولنا قوله علیه الصلاة والسلام لا تحجن امراء ۃ الا معها محرم ولانها بدون المحرم یخا ف علیهاالفتنه وتزداد بانضمام غیر ها الیها ولهذا تحرم الخلوة بالا جنبیة وان کان معها غیرها (هدایه علی هامش فتح القدیر کتاب الحج ج ۲ ص ۱۲۸)(۵) ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۴۳ .ط.س. ج۲ص ۳۹۰ .ظفیر. صدیقی.(۶) دیکھئے ردالمختار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۹) ویعتبر فی المراءۃ ان یکون لها محرم تحج به اوزوج ولا یجوز بها ان تحج بغیر هما اذا کان بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة ایام (هدایه علی هامش فتح القدیر کتاب الحج ج ۲ ص ۱۲۸ .ط.س. ج۲ص ۴۶۴) (۷) ومع زوج او محرم الخ مع و جوب النفقة لمحرمها علیها الخ لامراء ۃ (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۸ و ج ۲ ص ۱۹۹) وروی البزاز لاتحج مراء ۃ الا ومعها محرم (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۸ .ط.س. ج۲ص ۳۱۴)

کیا عورت ان عورتوں کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے جو اپنے محرم کے ساتھ جارہی ہیں

(سوال ۵۴) ایک بیوہ عورت جس کا کوئی محرم ساتھ نہیں ہے حج کو جانا چاہتی ہے باقی اور عورتیں اپنے اپنے خاوندوں کے ہمراہ جارہی ہیں۔ زنانہ ساتھ دیکھ کر یہ بھی تیار ہوگئی تو کیا بغیر محرم جاسکتی ہے اور اگر کوئی منع کرے تو اس کی کیا سزا ہے۔

(جواب) جب تک اس عورت بیوہ کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو اس وقت تک اس پر حج فرض نہیں ہے اور جانا جائز نہیں ہے۔(۱) فقط

محرم عرفات میں نہ پہنچا تو حج ہوا یا نہیں

(سوال ۵۵) محرم یوم نحر کی طلوع فجر سے پہلے عرفات میں پہنچ گیا لیکن اس قدر فاصلہ رہا کہ میدان عرفات میں پہنچتے پہنچتے فجر طلوع ہوجائے گی، البتہ اگر وہ پتھر پھینکے تو وہاں پہنچ سکتا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ محرم کے پتھر کا پہنچنا محرم ہی کا پہنچنا سمجھا جائے گا اور اس کا حج ہوجائے گا تو کیا یہ صحیح ہے۔

(جواب) یہ قول اس شخص کا غلط ہے، میدان عرفات میں سے کسی جزء میں پہنچ جانا محرم کا ضروری ہے اگرچہ ایک لحظہ کے لئے ہو، بدون عرفات میں گذرنے کے حج نہ ہوگا۔ چنانچہ شرح لباب المناسک میں ہے کہ شرط ثالث وقوف عرفہ کی مکان عرفات ہے **فلو اخطاه لم یجز وقوفه بغیر عرفة ولو ببطن عرنة الی ان قال الخامس کینو نته بعرفة فی وقته الخ ولو لحظة.** (۲) فقط

جب خود اپنے ذمہ حج فرض ہے تو والد کو حج...... کرانے سے اس کا فرض ادا ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۶) ایک آدمی کے ذمہ حج فرض ہے لیکن اس کے والدین کے پاس اس قدر مال نہیں جو حج کرسکیں، اب اس آدمی کو خود حج کرنا چاہئے یا اپنے باپ کو بھیج کر حج کرادے۔ اگر باپ کو حج کرادے گا تو اس کے ذمہ سے فرض ادا ہوجائے گا۔ یا نہیں۔

(جواب) اس کو خود حج کرنا چاہئے۔ اگر باپ کو حج کراوے گا تو پھر بھی اس کو خود اپنا حج کرنا لازم ہے۔(۳) فقط۔

حج سے پہلے یا بعد میں زنا کرنے والے کا حج ہوا یا نہیں

(سوال ۵۷) ایک شخص نے ایک شوہر دار عورت کو بہکا کر اپنے گھر میں ڈال لیا اور کئی ماہ تک اس سے زنا کرتا رہا، اس کے بعد حج کو گیا، واپس آکر پھر بدستور بدکاری میں مشغول رہا۔ اب اس عورت کے شوہر نے مجبور ہوکر اس کو طلاق

---

(۱) ومع زوج او محرم الخ مع وجوب النفقة علیها لمحرمها الخ لا مراءة حرة ولو عجوز افی سفر (ایضا ج ۲ ص ۱۹۸ ط.س. ج۲ص ۴۶۴) هدایه میں ممانعت کی صراحت موجود هے ۔ دیکھئے فتح القدیر کتاب الحج ج ۲ ص ۱۲۸) ظفیر. (۲) المسلک المتقسط ص ۱۰۴) والحج فرضه ثلاثة الا حرام الخ والوقف بعرفة فی اوانه (در مختار) وهو من زوال یوم عرفة الی قبیل طلوع فجر النحر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۲ ط.س. ج۲ص ۴۶۴) اما زمانه فزمان الوقف من حین تنزول الشمس من یوم عرفة الی طلوع الفجر الثانی من یوم النحر حتی لو وقف بعرفة فی غیر هذا لوقت کان وقوفه وعدم وقوفه سواء لانه فرض موقت الخ کذا من لم یدرک عرفة بنهار ولا بلیل فقد فاته الحج الخ اما القدر المفروض من الوقوف نهو کینو نته بعرفة فی ساعة فی هذا الوقت فمتی حصل اتیانها فی ساعة من هذا الوقت تادی فرض الوقوف سواء کان عالما او جا هلا نائما او یقظان مضیقا او معمی علیه وقف بها او مر وهو یمشی او علی الدابة او محمولا (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل رکن الحج ج ۲ ص ۱۲۵ و ج ۲ ص ۱۲۷) ظفیر.

(۳) والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیا بة عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت لانه فرض العمر حتی تلزم الاعادة بزوال العذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار با ب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۶ و ج ۲ ص ۳۲۷ ط.س. ج۲ص ۵۹۸) ظفیر.

دے دی ہے۔ بعد عدت کے زانی نے اس سے نکاح کر لیا ہے تو اس شخص کا حج ہوا یا نہیں۔

(جواب) حج اس کا صحیح ہو گیا اور قائم رہا اور دوبارہ حج کرنا اس پر فرض نہیں ہے۔(۱) فقط۔

(البتہ زنا کاری کا گناہ ہوگا۔ مگر اس کی وجہ سے حج کی ادائیگی پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ظفیر۔)

یوم جمعہ اگر عرفہ کے دن پڑے تو کیا یہ ستر حج سے افضل ہے

(سوال ۵۸) یوم عرفہ اگر جمعہ کے دن واقع ہو تو وہ ستر حج سے افضل ہے (جو غیر جمعہ میں ہو) یا نہیں۔ چنانچہ بحرالرائق میں ہے وقد قیل اذا وافق یوم عرفة یوم جمعة غفر لا هل كل الموقف وانه افضل من سبعين حجة غير يوم الجمعة كما ورد في الحديث الشريف انتهى. لیکن صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں ولكن نقل المناوى عن بعض الحفاظ ان هذا حديث باطل لا اصل له انتهى آیا یہ روایت واقعی باطل ہے۔ ایک روایت ابوہریرہؓ سے حافظ سخاوی نے کتاب فضائل اعمال میں نقل کی ہے۔ عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم ان الله عزوجل خلق الايام واختار منها يوم الجمعة فكل عمل يعمله الا نسان يوم الجمعة يكتب له سبعين حسنةً الحديث۔ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) صاحب درمختار نے اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز اگر وقوف عرفہ ہو تو وہ حج ستر حج سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے جو کہ غیر جمعہ میں ہو اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بھی عمل ہو سکتا ہے كما فى الدر المختار ، عن الرملى فيعمل به فى فضائل الا عمال وان انكره النووىؒ (۲) بہر حال جمعہ کے وقوف کو فضیلت ضرور ہے۔ پس اگر سبعین حجۃ کی روایت میں ضعف بھی ہو تو اصل فضیلت کے منافی نہیں ہے اور ایسے امور میں قطعی حکم نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی ضرورت ہے اور حافظ سخاویؒ نے جو حدیث فضائل اعمال میں اس مضمون کی نقل کی ہے وہ اگر صحیح ہو تو مطلب حاصل ہے اور اگر ضعیف بھی ہو تو کچھ قدح نہیں ہے كما مر عن قبوله فى فضائل الا عمال والله عنه علم الكتاب وهو اعلم بالصواب۔ فقط۔

عورت خود بھی بیمار ہو اور اس کا محرم بھی تو کیا کرے

(سوال ۵۹) ایک شخص فریضہ حج ادا کر چکا ہے مگر اس کی بیوی نے نہیں کیا، اب ان کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ میاں بیوی دونوں بخوبی حج کر سکتے ہیں، لیکن مرد کمزور اور دائم المریض ہے اور بیوی بھی کمزور ہے مگر ایسے کمزور نہیں ہیں کہ چل پھر نہ سکیں۔ دیگر اس وقت حجاز میں راستہ کی تکلیفات زیادہ ہیں۔ پس مذکورہ حالات میں دونوں کے لئے حج کو جانا ضروری ہے یا اس قدر روپیہ مدارس اسلامیہ کو بطور خیرات دے دینا بہتر ہے۔

(جواب) جب کہ اس کی زوجہ پر حج فرض ہے تو اس کو حج کرانا چاہئے اور چونکہ عورت کو محرم کے ساتھ لینے کی ضرورت ہے تو خواہ شوہر ساتھ ہو یا کوئی دوسرا محرم، یہ اختیار ہے کہ اگر سردست بوجہ عدم اطمینان کے سفر حج میں

---

(۱) هو اى الحج الخ فرض الخ مرة لا ن سببه البيت وهو واحد (در مختار) ولا يتكرر الواجب اذا لم يتكرر سببه ولحديث مسلم يا ايها الناس قد فرض عليكم الحج فحجو افقال رجل اكل عام يا رسول الله فسكت حتى قالها ثلاثا فقال رسول الله لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۰. ط.س. ج۲ص ۴۵۴.۴۵۵) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار عند باب وضو مطلب فى بيان ارتقاء الحديث الضعيف الى مرتبه الحسن ج ۱ ص ۱۱۹). ط.س. ج۲ص۱۲۸. ۱۲ ظفير.

تأمل ہے تو انتظام کیا جاوے کہ جس وقت خبریں اطمینان کی آجاویں اس وقت ارادہ کیا جاوے(۱) غرض یہ کہ فریضہ حج، حج کرنے سے ہی ادا ہوگا۔ مدارس وغیرہ میں دینے سے حج ادا نہ ہوگا۔ فقط۔

قرض دار بغیر قرض ادا کئے حج کو جاسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۶۰) اگر کوئی شخص حج کو جانا چاہے اور وہ قرض دار ہو تو اس کو حج کو جانے سے پہلے قرض ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اور بغیر قرض ادا کئے حج کو جاسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے وغیرھا سنن؛ واداب کان یتوسع فی النفقة ویحا فظ علی الطھارة وعلی صون لسانه ویستاذن ابویه و دائنه وکفیله الخ۔ اورشامی میں ہے وکذا یکرہ بلا اذن دائنه وکفیله والظاھر انھا تحریمیة لا طلا قھم الکراھة ویدل علیه قوله فیما مرفی تمثیله للحج المکروہ کالحج بلا اذن مما یجب استیذانه فلا ینبغی عدہ ذالک من السنن والا داب الخ(۲) ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حج میں جانے کے وقت اجازت لینا یا مستحب ہے یا واجب۔ ادائے قرض کا ضروری ہونا ثابت نہیں۔

---

(۱) مع امن الطریق بغلبة السلامة الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمختار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۷۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۵۶۳) ظفیر۔
(۲) دیکھئے ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۵۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۴۷۰، ۴۷۱۔ ۱۲ ظفیر۔

دوسرا باب

ارکان وواجبات حج

جس عورت کوایام حج میں حیض آئے، وہ حج کیسے کرے

(سوال ۶۱) مستورات زمانہ حج میں ایام ہونے کی حالت میں ارکان حج کیسے ادا کرسکتی ہیں۔

(جواب) سوائے طواف کے جملہ ارکان ادا کرے اور طواف فرض کی قضاء بعد طہارت کے کرے اور طواف سنت و واجب ساقط ہے۔(۱) فقط۔

عرفات میں کس وقت حاضری ضروری ہے کہ حج ہوجائے

(سوال ۱/ ۶۳) عرفات پرحجاج کس وقت تک پہنچنے پر حج میں شامل ہوسکتے ہیں۔

خطبہ حج کا وقت کیا ہے

(سوال ۲/ ۶۳) خطبہ حج کس وقت شروع اور کس وقت ختم ہوتا ہے۔

غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے واپس ہوجائے تو دم واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۳/ ۶۴) اگر غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے آجاوے تو دم واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) (۱) یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے یوم نحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی شب میں صبح صادق سے پہلے جس وقت بھی عرفات پر پہنچ جاوے فرض ادا ہوجاتا ہے اور حج ادا ہوجاتا ہے۔(۲)

(۲) حج میں تین خطبے ہیں، ایک ساتویں ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں، دوسرا نویں ذی الحجہ کو عرفات میں بعد زوال شمس قبل از نماز ظہر کے اور تیسرا خطبہ گیارہ ذی الحجہ کو منی میں اور تفصیل ان کی کتابوں میں ہے۔(۳)

(۳) غروب آفتاب تک رہنا چاہئے، اگر قبل از غروب آفتاب واپس آگیا تو دم لازم ہے۔ کذا فی الشامی (۴)

عرفات کی حاضری کا وقت کیا ہے

(سوال ۶۵) حاجی کو عرفات پر کون سے دن اور کس وقت پہنچنا چاہئے۔ حاجی کے لئے عرفات پر پہنچنے کا انتہائی وقت کون سا ہے جس سے کہ اس کا حج ساقط نہ ہو، یعنی حج ادا ہوجاوے۔ حاجی کو عرفات سے مزدلفہ کی طرف کس وقت لوٹنا چاہئے

---

(۱) واذا حاضت المراءة عند الاحرام اغتسلت واحرمت وصنعت كما يصنعه الحاج غيرانها لا تطوف بالبيت حتى تطهر لحديث عائشةؓ (هدايه باب التمتع ج ۱ ص ۲۴۶) ظفير.

(۲) الحج فرضه ثلاثة الاحرام الخ والوقوف بعرفة فى اوانه (در مختار) وهو من زوال يوم عرفة الى قبيل طلوع فجر النحر (ردالمحتار كتاب ج ۲ ص ۲۰۲. ط.س. ج۲ص۴۶۷) ظفير.

(۳) فاذا كان قبل يوم التروية بيوم خطب لامام خطبة يعلم فيها الناس الخروج الى منى والصلوة بعرفات والوقوف والافاضة الخ ثم يتوجه الى عرفات فيقيم بها الخ واذا زالت الشمس يصلى الامام بالناس الظهر و العصر فيبتدا بالخطبة فيخطب خطبة يعلم فيها الناس الوقوف بعرفة الخ ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة كما فى الجمعة الخ (هدايه باب الاحرام ج ۱ ص ۲۲۵) قوله و بعد الزوال ثانى النحر قال فى اللباب ثم اذا كان اليوم الحادى عشرو ثانى ايام النحر خطب الامام خطبة واحدة بعد صلاة الظهر لايجلس فيها كخطبه اليوم السابع يعلم الناس احكام الرمى وما بقى من امور المناسک وهذه الخطبة سنة وتركها غفلة عظمية اه (ردالمحتار فصل فى الاحرام مطلب فى حكم صلاة العيد ج ۲ ص ۲۵۲. ط.س. ج۲ص۵۲۰) ظفير.

(۴) ط.س. ج۲ص۵۰۳ ثامن الشهر خرج الى منى الخ ومكث بها الى فجر عرفة ثم بعد طلوع الشمس راح الى عرفات الخ واذا غربت الشمس اتى مزدلفة (در مختار) قوله اذا غربت الشمس الخ بيان للواجب حتى لو دفع قبل الغروب فان جاوز حدود عرفة لزمه دم (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۳۶. ط.س. ج۲ص۵۰۸) ظفير.

اور اس کی انتہا کہاں تک ہے۔ اگر کوئی حاجی عرفہ کے دن شام کو بعد غروب آفتاب عشاء کے وقت یا بعد دو پہر رات کے وقت یعنی عید کی رات میں عرفات پر پہنچا تو اس کا حج ادا ہوا یا نہ ہوا۔ اگر ادا ہو گیا تو پھر رات کو مزدلفہ کی طرف کب لوٹے گا

(جواب) وقت مستحب عرفات کی طرف جانے کا یہ ہے کہ یوم عرفہ میں بعد طلوع شمس منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہو اور وہاں پہنچ کر حسب قاعدہ نماز ظہر وعصر سے فارغ ہو کر وقوف عرفات کرے اور وقوف عرفات کا وقت زوال یوم عرفہ سے طلوع فجر یوم نحر تک ہے یعنی دسویں تاریخ کی تمام رات بھی وقوف کا وقت ہے اور اس عرصہ میں کسی وقت بھی عرفات پر پہنچ گیا تو فرض وقوف ادا ہو گیا اور مزدلفہ کی طرف لوٹنے کا مستحب وقت تو وہی ہے جو معروف ہے کہ بعد غروب آفتاب یوم عرفہ عرفات سے چل کر مزدلفہ پہنچے اور رات کو وہاں رہے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر وقوف مزدلفہ کرے اور وقت اس وقوف کا طلوع فجر یوم نحر سے طلوع آفتاب تک ہے اور یہ وقوف واجب ہے۔ اور جو حاجی عرفہ کے دن شام کو بعد غروب آفتاب یا بوقت عشاء یا اس کے بھی بعد صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات پر پہنچ گیا، اس کا حج صحیح ہو گیا۔ وہ عرفات پر کچھ ٹھہر کر اسی وقت وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ پہنچ کر وقوف مزدلفہ بھی اگر وقت وقوف مزدلفہ کا باقی ہو کر لیوے تا کہ واجب ساقط نہ ہو۔ اور اگر وقوف مزدلفہ نہ ہو سکا کہ (۱) اس کا وقت نہ ملا تو ترک واجب ہوا۔ دم دیوے باقی تفصیل مناسک حج کی معروف ومشہور ہے اور کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فلیراجع فقط۔

طواف وداع نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۶) زید حج فرض ادا کرنے کے لئے بیت اللہ روانہ ہوا۔ چونکہ زمانہ حج کا زیادہ باقی رہا تھا، زید نے اور اس کے ہمراہیوں نے یلملم کے پہاڑ سے اس وجہ سے احرام نہیں باندھا کہ اول مدینہ منورہ حاضری کا قصد کر لیا چنانچہ اول مدینہ طیبہ پہنچ کر شرف زیارت روضہ اقدس حضور ﷺ حاصل کیا، وہاں سے رخصت ہو کر بیت اللہ شریف کو آیا۔ بمقام رابغ زید نے بہ نیت ادائے حج احرام باندھا اور جب حرم شریف کے اندر داخل ہوا تو طواف داخلی اور ارکان حج ادا کئے۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ طواف کیا، بعدہ سخت بیمار ہو گیا پھر ۸ ذی الحجہ کو وقت روانگی عرفات طواف بحالت مرض چار پائی پر کیا۔ عرفات میں میدان مخصوص میں داخل ہو کر خطبہ سنا اور تمام دیگر ارکان حج صفا ومروہ اثناء راہ میں ادا کئے۔ پھر مقام منیٰ میں ۱۳ ذی الحجہ تک مثل دیگر حجاج کے قیام کیا اور اسی تاریخ ۱۳ کو احرام کھول دیا اور سر منڈوا دیا جیسا کہ اور حجاج نے کیا۔ دوسرے روز بیت اللہ شریف کو واپس آیا مگر بوجہ علالت کے پا پیادہ خود طواف واپسی حرم شریف نہ کر سکا ، گو مثل ۷ تاریخ کے چار پائی پر کر لینا ممکن تھا مگر طواف و دیگر اہالیان دیار نے یہ مسئلہ اس کو بتلا دیا کہ طواف واپسی کی اب ضرورت نہیں ہے اس وجہ سے طواف واپسی نہیں کرایا گیا اور اسی حالت بیماری میں زید اپنے وطن کو واپس چلا آیا اور اس کو عرصہ تخمیناً دو سال کا گذر گیا اور اپنی زوجہ سے مجامعت برابر کرتا رہا۔ علماء ہند سے جب اس طواف کی بابت مسئلہ دریافت کیا گیا تو بعض نے طواف واپسی واجب فرمایا کہ یہ بھی رکن ہے، جب تک نہ کر لیا جاوے گا

(۱) فاذا صلی الفجر یوم الترویة بمکة خرج الی منی فیقم بها حتی یصلی الفجر من یوم عرفة الخ ثم یتوجه الی عرفات فیقیم بها الخ واذا زالت الشمس یصلی الا مام بالناس الظهر و العصر الخ ویصلی بهم الظهر والعصر فی وقت الظهر باذان واقامتین الخ واذا غربت الشمس افاض الا مام والناس معه الخ فلو مکث قلیلا بعد غروب الشمس وافاضة الا مام فلا باس به الخ ثم اتی مزدلفة الخ ویصلی الا مام بالناس المغرب والعشاء باذان واقامة واحدة الخ ثم وقف الخ ثم هذا الوقوف ثلاثة الا حرام الخ والوقوف بعرفة فی اوانه (در مختار) وهو من زوال یوم عرفة الی قبیل طلوع فجر النحر (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۲ .ط.س. ج۲ ص۵۰۸) ظفیر

حج کامل نہ ہوگا۔ بعض نے فرمایا کہ جب تک طواف نہ کیا عورت کے پاس جانا حرام ہے، اور بعض نے فرمایا کہ طواف واپسی نہ کرنے سے عورت کی حرمت لازم نہیں مگر طواف واپسی واجبات سے ہے اور بوجہ مرض وغلط بیانی مسئلہ ادا نہ ہوسکا۔ لہذا دودم دے دے تاکہ جو تاخیر ہوئی ہے وہ رفع ہوجاوے مگر طواف واپسی ادا کرنا پڑے گا۔ چونکہ مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے لہذا کون ساقول صحیح ومعتبر سمجھا جاوے گا؟ جماع کی شمار نہیں ہوسکتی اور زید میں استطاعت دوبارہ جانے کی نہیں۔ ہاں دم دے سکتا ہے کہ صاحب نصاب زکوٰۃ قربانی ہے بینوا توجروا۔

(جواب) سوال میں یہ ذکر نہیں کیا کہ زید نے طواف افاضہ بھی کیا ہے یا نہیں یہ طواف رکن اور فرض ہے بدون اس طواف کے احرام سے نہیں نکلتا اور جماع زوجہ حلال نہیں ہوتا۔ وقت اس طواف کا دس ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک ہے قیام منی کی حالت میں مکہ معظمہ آ کر یہ طواف کر کے پھر واپس منی کو جایا کرتے ہیں۔ پس یہ معلوم ہونا چاہئے کہ زید نے یہ طواف بھی کرلیا تھا یا نہیں۔ اگر نہیں کیا تھا تو پھر مکہ معظمہ جا کر یہ طواف کرنا لازم ہے اور جماع زوجہ کی وجہ سے اور تاخیر اس احرام کی وجہ سے دم لازم ہے اور اگر یہ طواف یعنی طواف افاضہ کرلیا تھا تو فرض حج ادا ہوگیا۔ (۱) طواف وداع یعنی مکہ معظمہ سے واپسی اور رخصت ہونے کا طواف فرض نہیں واجب ہے، اس کے ترک سے صرف ایک دم لازم ہے۔ واپس جانے کی اور اس طواف کو کرنے کی ضرورت نہیں۔ (۲) پس سائل کو یہ تشریح کرنی چاہئے کہ ایام نحر میں یعنی دس ذی الحجہ تک کوئی طواف زید نے کیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کیا تو طواف زیارت اس کے ذمہ باقی ہے اور مکہ معظمہ جا کر جب ہو سکے وہ طواف کرنا ضروری ہے بدون اس طواف جماع زوجہ حلال نہیں ہوتا۔

حج کا جب ارادہ کیا جائے تو ضروری ہے کہ مسائل حج سے واقفیت حاصل کرلے اردو میں احکام حج کی کتابیں موجود ہیں۔ اتنا تو ضرور کرلینا چاہئے کہ حج میں کیا کیا فرض ہے، بہرحال اب صاف لکھنا چاہئے کہ طواف زیارت کیا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد مکرر شرح جواب لکھ دیا جاوے گا۔ اور واضح ہو کہ طواف زیارت اور ہے اور طواف وداع اور ہے۔ اول فرض اور رکن حج ہے اور دوسرا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عربی دیوبند۔

طواف زیارت نہ کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۷) اگر کوئی شخص حج کے لئے گیا اور اس نے حج کے افعال وارکان ادا کئے لیکن طواف زیارت نہ کرسکا اور اپنے وطن واپس چلا آیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب) حج کرنے والا اگر بدون طواف زیارۃ کے اس طرح کہ ایام نحر اور اس کے بعد کوئی طواف اس نے نہ کیا ہو، اپنے وطن کو واپس چلا آوے تو عورتیں اس پر حرام ہیں اور اس بارہ میں احرام اس کا باقی ہے واپس جانا مکہ معظمہ کو اور طواف زیارۃ کرنا اس پر لازم وفرض ہے، بدون اس طواف کے احرام سے باہر نہیں ہوسکتا، اور عورتیں اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتیں۔

---

(۱)وفرضه ثلاثة الا حرام والو قوف بعرفة وطواف الزيارة الخ وطواف الزيارة اول وقته بعد طلوع الفجر . يوم النحر وهو فيه اى الطواف فى يوم النحر الا ول افضل وحل له النساء الخ فان اخره عنها اى ايام النحر وليا ليها منها كره تحريما و وجب دم لترک الواجب الخ ثم اتى منى (در مختار) قوله كره تحريما الخ اى ولو اخره الى اليوم الرابع الذى هو اخر ايام التشريق وهوا الصحيح الخ وبه يفتى. (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۰۲ وباب الا حرام ج ۲ ص ۱۵۲ .ط.س. ج۲ص۴۶۷. ۱۲ ظفير صديقى.

(۲)ثم اذا اراد السفر طاف للصدر اى الوداع سبعة اشواط بلا رمل وسعى وهو واجب الا على اهل مكة (در مختار) قوله وهو واجب فلو نفرو لم يطف وجب عليه الرجوع ليطرف ما لم يجا وز الميقات فيخير بين اراقة الدم ، والرجوع با حرام جديد بعمرة الخ (ردالمحتار مطلب فى طواف الصدر ج ۲ ص ۲۵۵ .ط.س. ج۲ص۵۲۳.)ظفير.

تیسرا باب

احرام

محرم ربڑیا تار کی پیٹی سے تہبند باندھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱ /۶۸) ربڑیا تار کی پیٹی سے تہبند احرام باندھ سکتے ہیں یا نہیں۔

محرم احرام کی چادر گرمی کی وجہ سے اتار سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱ /۶۹) حالت احرام میں جو چادر اوڑھی جاتی ہے بحالت پسینہ اس کو اتار سکتے ہیں یا نہیں

حج کی دعائیں کتاب دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۳/ ۷۰) جس شخص کو ادعیہ حج کی زبانی یاد نہ ہوں، وہ کتاب میں دیکھ کر پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) ربڑ وغیرہ سے احرام کا تہبند باندھ سکتے ہیں۔(۱)

(۲) ہر وقت اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پسینہ وغیرہ کی ضرورت سے علیحدہ کی جاسکتی ہے۔(۳)

(۳) کتابیں دیکھ کر پڑھ سکتا ہے، بعد پڑھنے کے رکھ سکتا ہے۔(۴)

---

(۱)ولو لم يطف طواف الزيارة اصلاحتی رجع اهله فعليه ان يعو د بذالک الا حرام لا نعدام التحلل منه وهو محرم عن النساء ابدا حتى يطوف (هدايه) و كذا اذارجع الىٰ اهله وترک منه اربعة اشواط يعود بذالک الا حرام وهو محرم ابدا فى حق النساء و كلما جامع لزمه دم اذا تعددت المجالس (فتح القدير كتاب الحج ج ۲ ص ۲۴۶) ظفير.

(۲)فان زرده او خلله او عقده اساء ولا دم عليه (درمختار) وكذا لو شده بحبل ونحوه لشبهة حينئذ بالمخيط من جهة انه لا يحتاج الى حفظه بخلاف شدا لهميان فى وسطه (ر دالمختار باب الا حرام ج ۲ ص ۲۱۵ .ط.س. ج۲ص ۴۸۱) ظفير.

(۳)وكذا يستحب لمريد الا حرام الخ لبس ازار واداء على ظهره الخ وهذا بيان السنة والا فستر العورة كاف (الدر المختار على هامش ردالمحتار ب اب الا حرام ج ۲ ص ۲۱۵ .ط.س. ج۲ص ۴۸۱) ظفير صديقى.

(۴)ردالمحتار باب الجنايات ج ۲ ص ۲۹۱، ۱۲ ظفير.

چوتھا باب

جنایات

محرم مینڈک کو مار ڈالے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۰)عن ابی الزبیر المکی عن جابربن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل ضفدعاً فعلیہ شاۃ محرماً کان او حلالاً. الحدیث آیا در قتل ضفدع شاۃ واجب است یا نہ۔

(جواب)قال فی ردالمحتار قولہ فان قتل محرم صیداً ای حیواناً بریاً متوحشاً باصل خلقتہ الخ (در مختار) واحترز بہ عن البحری وھو ما یکون توالدہ فی الماء ولو کان مثواہ فی البر لان التوالد اصل و الکینونۃ بعدہ عارض فکلب الماء والضفدع المائی کما قیدہ فی الفتح قال ومثلہ السرطان والتمساح والسلحفاۃ بحری یحل اصطیادہ للمحرم بنص الا یۃ وعمومھا متناول بغیر الماکول منہ وھو الصحیح خلافاً لما فی منا سک الکرمانی من تخصیصہ بالسمک خاصۃ اما البری فحر ام مطلقاً الخ۔(۱)شامی۔پس معلوم شد کہ صحیح عند الحنفیہ این است کہ ضفدع مائی در عموم آیۃ احل لکم صید البحر وطعامہ متاعاً لکم(۲)الآیۃ داخل است در قتل آں شاۃ واجب است ولعل الحدیث محمول علی البری فقط۔

عورتوں کی طرف سے اگر مرد حالت مجبوری میں رمی جمار کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۷۰) زید نے رمی جمرات ثلاثہ ۱۲ تاریخ کو عورتوں کی طرف سے وکالۃً کی، کیونکہ قافلہ چل رہا تھا، عورتوں کا رمی کرنا بہت دشوار تھا، یہ رمی صحیح ہوئی یا نہیں، بحالت عدم صحت دم واجب ہے یا نہیں؟

محرم چشمہ لگا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲/۱۷۰) محرم چشمہ لگا سکتا ہے یا نہیں

(جواب)(۱)رمی جمار واجب ہے اور ترک واجب اگر بسبب کسی عذر کے ہو تو اس میں کچھ نہیں آتا کما فی ردالمحتار۔ وکذا کل واجب اذا ترکہ بعذر لا شئی علیہ کما فی البحر۔(۱)شامی۔وھکذا فی باب المناسک وغیرہ۔پس اس صورت میں بسبب عذر ازدحام کے جو عورتوں کی رمی ترک ہوئی تو اس میں دم واجب نہ ہوگا۔

(۲)لگا سکتا ہے۔(۲)فقط۔

بوٹ پہننے سے محرم پر دم آتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۳) محرم نے اگر بوٹ پہنا اور کعبین چھپے رہے تو دم جنایت لازم آئے گا یا نہیں۔اگر جنایات متعدد ہوں تو ایک دم آئے گا یا متعدد دم لازم ہوں گے۔

(جواب)اس صورت میں اس کے ذمہ دم جنایت لازم ہے۔لیکن جنایات میں تداخل ہو کر صرف ایک دم آئے گا

(۱)المائدہ ۱۳ ظفیر.(۲)لو ترک شیئا من الواجبات بعذر لا شئی علیہ علی ما فی البدائع (ردالمحتار باب الجنایات ج ۲ ص ۲۷۵ ط.س.ج۲ص ۵۴۴) ظفیر.(۳) فجملۃ الکلام فیہ ان محظورات الاحرام فی الا صل نو عان نوع لا یوجب فسادا لحج ونوع یوجب فساد الحج اما الذی لایوجب فساد الحج فانواع بعضھا یرجع الی اللباس وبعضھا یرجع الی الطیب وما یجری مجراہ من ازالۃ الشعث وقضاء التفث وبعضھا یرجع الی توابع الجماع وبعضھا یرجع الی الصید. (بدائع الصنائع بیان مایحظرہ الا حرام ج ۲ ص ۱۸۳)(۳)بدائع الصنائع کتاب الحج فصل فی بیان ما یحظرہ الا حرام ج ۲ ص ۱۸۶ و ج ص ۱۸۷) ۱۲ ظفیر.

جس کا حرم میں ذبح ہونا ضروری ہے۔ اگر اب خود نہیں جا سکتا تو کسی حج میں جانے والے کو اپنا وکیل بنادے وہ خرید کر ذبح کردے گا۔ بدائع میں ہے اذا لبس المخیط من قمیص او جبة الخ اوخفین او جوربین من غیر عذر و ضرورة یوماً کاملاً فعلیه الدم لا یجوز غیره لان لبس احد هذه الا شیاء یوماً کاملاً ارتفاق کامل فیوجب کفارة کاملةً وهی الدم (۱)الخ بدایع الصنائع جلد دوم . وفیه ایضاً ولهذا لم یجز الدم الا بمکة الخ وانماعرف اختصاص جواز الذبح بمکة بالنص وهو قوله تعالیٰ حتیٰ یبلغ الهدیٰ محله الآیه (۱)وفی شرح لباب المناسک لملا علی قاری فی شرایط جواز الدم والثالث ذبحه فی الحرم بالاتفاق سواء وجب شکراً او جبراً الخ وفی الدر المختار والزاید علی یوم کالیوم وان نزعه لیلاً واعاده نهاراً الخ مالم یعزم علی الترک الخ ۔(۲)فقط۔

منیٰ سے اٹھا کر کنکریاں مارے تو کیا دم لازم ہوگا یا نہیں

(سوال ۱ / ۷۴)اگر حاجی سنگریزہ مزدلفہ سے نہیں لائے بلکہ منیٰ سے اٹھا کر مارتے ہے تو دم لازم آتا ہے یا نہیں۔

رمی خلاف ترتیب ہونے پر دم آتا ہے یا نہیں

(سوال ۲ /۷۵) اگر رمی جمار ترتیب وار نہیں کی تو دم لازم آوے گا یا نہیں۔

تیسرے دن رمی جمار نہ کرنے پر دم آتا ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۷۶) تیسرے دن رمی جمار نہ کرنے سے دم لازم آتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) سنگریزے اگر مزدلفہ سے نہیں لایا بلکہ منیٰ سے اٹھا کر رمی کیا تو اس سے دم لازم نہیں آیا لیکن اگر جمرہ کے پاس سے اٹھائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے۔(۳)

(۲)اور رمی جمرہ اگر ترتیب وار نہیں کی تو اس میں ترک سنت ہوا،اور اس میں دم لازم نہیں ہے۔(۴)

(۳)اسی طرح ۱۳ ذی الحجہ کی رمی کو چھوڑنے سے دم لازم نہیں آتا۔وفیه تفصیل مذکور فی کتب الفقه ۔(۵)

---

(۱)ایضاً ج ۲ ص ۱۸۸ ۱۲ ظفیرعنه شرح المسلک التقسط باب جزاء الجنایات ص ۲۱۲ . ۱۲ ظفیر صدیقی.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنایات ج ۲ ص ۲۷۸ .ط.س.ج ۲ص۵۴۷ .۵۴۸ . ۱۲ ظفیر صدیقی.

(۳)ویستحب ان یا خذ حصی الجمار من المزد لفة او من الطریق ولا یرمی بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمی بها جاز وقدا ساء کذا فی السراج الوهاج (عالمگیری مصری کتاب الحج باب خامس ج ۱ ص ۲۱۸ .ط. ماجدیه ج ا ص ۲۳۳) ظفیر.

(۴)الثانی عشر انه فی الیوم الاول یرمی جمرة العقبة لا غیر . وفی بقیة الا یام یرمیها یبدا بالا ولی ثم بالوسطی بجمرة العقبة کذافی المحیط وان بداء فی الیوم الثانی بجمرة العقبة فرما هاثم بالوسطی ثم بالتی تلی المسجدو ان اعادالوسطی والعقبة فحسن کذا فی محیط السرخسی رجل رمی فی الیوم الثانی الجمرة الوسطی والثالثة ولم یرم لا ولی فان رمی الا ولی ثم اعاد علی الثانیة والثالثة فحسن مراعاة للترتیب وفرمی الاولی وحدها اجزاه عند نا الخ. (عالمگیری مصری کتاب الحج باب خامس ج ا ص ۲۱۹ .ط.س.ج ۲ص ۲۳۴) ظفیر.

پانچواں باب

حج بدل

حج کا بدل کیوں ہے

(سوال ۷۷) مستورات پر حج فرض ہوا، جمعہ کیوں نہیں۔ جمعہ فرائض کا بدل نہیں، حج کا بدل ہے۔ یہ کیا بات ہے۔

(جواب) حج ایسا ہے جیسے زکوٰۃ مال سے اس کا تعلق ہے۔ پس جیسے زکوٰۃ عورت پر لازم ہے، حج بھی ہے اور محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، جمعہ کا بدل ظہر ہے عورت کو چونکہ باہر نکلنا اور مسجد میں شریک جماعت ہونا ممنوع ہے اس لئے جمعہ فرض نہ ہوا اور حج میں نیابت درست ہے، اسی طرح زکوٰۃ میں درست ہے۔ یعنی جیسا کہ حج دوسرے سے کراسکتا ہے۔ زکوٰۃ بھی دلواسکتا ہے اور تحقیق ان امور کی کتب فقہ عربی کے پڑھنے اور دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔

باسٹھ سالہ حج بدل کراسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۸) جس شخص پر حج فرض ہے اور عمر اس کی ۶۲ برس کی ہے بوجہ ضعیفی قوی اس کے کمزور اور ناتواں ہوگئے ہیں۔ اس کو فکر یہ ہے کہ میں تکالیف سفر کا متحمل نہ ہوسکوں گا اور نیز وہ ضعف ہاضمہ میں بھی مبتلا ہے اور تین لڑکیاں اس کی نابالغ موجود ہیں۔ ایسی حالت میں اس کو حج کے لئے خود جس طرح سے ہوسکے جانا چاہئے یا حج بدل کرانے سے اس کا فرض ادا ہوجائے گا۔

(جواب) ایسے احتمالات سے نیابت حج میں یعنی حج بدل کرانا مسقط فرض نہیں ہے کیونکہ حج بدل کے لئے بالکل عاجز ہونا اصل کا شرط ہے۔ کما فی الدر المختار **والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيا بة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لانه فرض العمر حتىٰ تلزم الا عادة بزوال العذر الخ۔**(۱)

مرد کی طرف سے عورت حج بدل کرسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۷۹) زید متوفی کی طرف سے کوئی عورت حج بدل کرسکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) مرد کی طرف سے عورت حج بدل کرسکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مرد سے ہی حج بدل کرایا جائے۔ **در مختار فجاز حج الضرورة الخ والمراء ة الخ وغيرهم اولى الخ . در مختار** (۲) فقط۔

ایک شخص حج کے لئے روانہ ہوا مگر راستہ میں انتقال کر گیا

(سوال ۸۰) ایک شخص حج فرض کو مکہ شریف روانہ ہوا اور راستہ میں میقات پہنچنے سے پہلے ہی انتقال ہوگیا، باقیماندہ روپے سے دوسرے آدمی نے اس کی طرف سے حج ادا کیا۔ اب اس کے ورثہ اس سے روپیہ مانگتے ہیں کیونکہ میت نے اس کو وصیت نہیں کی تھی۔ اس صورت میں میت کی طرف سے حج ادا ہوگیا یا نہیں اور ورثاء کو روپیہ طلب کرنے کا حق ہے یا نہیں بعض وارث نابالغ ہیں۔

(جواب) اس شخص کو وہ روپیہ ورثاء کو دینا ہوگا۔ کیونکہ متوفی نے کچھ وصیت نہیں کی اور روپیہ باقیماندہ میراث وارثوں کا ہوگیا، لہذا صرف کرنا اس شخص کا روپیہ مملوکہ ورثاء کو بلا اجازت ورثاء بالغین جائز نہ تھا اور جب کہ ورثاء میں نابالغ بھی ہیں تو اس باقی ماندہ روپے کی ان کی طرف سے اجازت بھی نہیں ہوسکتی۔ بہرحال روپیہ باقی ماندہ جو اس

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۶ و ج ۲ ص ۳۲۷ .ط.س. ج۲ص۵۹۸ ۱۲
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۳۱ .ط.س. ج۲ص۶۰۳ . ۱۲ ظفير.

نے اس کے حج میں خرچ کیا وہ اس کو واپس دینا ہوگا اور حج اس میت کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جاوے گا۔ کما فی تبرع الوارث او الا جنبی قال فی الشامی وان لم یوص به ای بالا حجاج فتبرع عنه الوارث الخ جاز والمعنی جاز عن حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ ثم اعاد فی شرح اللباب المسئلة فی محل اخر وقال فلو حج عنه الوارث اواجنبی یجزیه وتسقط عنه حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ لا نه ایصال للثواب(۱)الخ فان فسر المال الخ فالا مر علیه الخ وفی ردالمحتار ولو کان المیت هوالذی دفع للمامور ثم مات کان للوارث استرداد مافی ید الما مور وان احرم الخ لان الباقی صار میراثاً لکون المیت لم یوص به الخ شامی جلد ثانی۔(۲)فقط

اندھا مستطیع خود حج کرے یا حج بدل کرا سکتا ہے

(سوال ۸۱) ایک شخص نابینا ہے اس پر حج فرض ہے اور اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ ایک دو شخصوں کو اپنے ہمراہ خدمت کے لئے لے جاوے، ایسی حالت میں وہ خود حج کرے یا حج بدل کراوے۔

(جواب) اس صورت میں وہ اپنی طرف سے حج بدل کرا سکتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیابة عند العجز فقط لکن بشرط و دام العجز الی الموت الخ هذا ای اشتراط دوام العجزالی الموت اذا کان العجز کالحبس والمرض یرجی زواله . فان لم یکن کذا لک کا لعمیٰ والزمانة سقط الفرض بحج الغیر عنه فلا اعادة مطلقاً سواء استمر به ذالک العذر ام لا الخ(۴)فقط۔

زید پر حج فرض تھا، اس نے نہ ادا کیا اور نہ وصیت کی، کیا کیا جائے

(سوال ۸۲) زید مر چکا اور اس پر حج فرض تھا وہ ادا نہ کر سکا بوجہ دنیوی کاروبار کے اور حج کے متعلق وصیت بھی نہیں کی تو اب اس نے جو ترکہ چھوڑا ہے اس سے پہلے حج بدل کرا دیا جائے یا ترکہ تقسیم کر دیا جائے اور پھر ورثاء بطور خود زید مرحوم کی طرف سے حج بدل کرائیں، شرعاً کیا حکم ہے۔ اور زید قرض دار بھی ہے۔

(جواب) بدون وصیت کے ورثاء کے ذمہ ضروری نہیں ہے کہ وہ متوفی کی طرف سے حج بدل کراویں۔ لیکن اگر جملہ ورثاء اس پر راضی ہوں اور وہ سب بالغ ہوں تو اگر وہ سب متوفی کی طرف سے حج کراویں تو اچھا ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ میت کی طرف سے حج فرض ادا ہو جاوے گا۔ درمختار میں ہے ویشترط الا مربه . ای بالحج عنه فلا یجوز حج الغیر بغیر اذنه الا اذا احج او حج الوارث عن مورثه(۵) الخ وفی الشامی وان لم یوص به ای بالاحجاج فتبرع عنه الوارث الخ جاز والمعنی جاز عن حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ الخ۔(۶) پس اگر جملہ ورثاء بالغ ہیں اور وہ سب مورث متوفی کی طرف سے حج کرانے پر راضی ہیں تو قبل از تقسیم ترکہ بھی حج کرا سکتے ہیں۔ اور اگر بعض ورثاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو پہلے ادائے قرض کے بعد ترکہ تقسیم کر لیا جاوے، اس کے بعد بالغین

(۱) ردالمحتار باب الحج عن الغیر قبیل مطلب شروط الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ .ط.س. ج۲ص ۶۰۰ .۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۲ و ج ۲ ص ۳۳۳ .ط.س. ج۲ص ۶۰۴ .۶۰۵ .۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۳۳۳، ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش رد المختار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۷ .ط.س. ج۲ص ۵۹۹ .۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ .ط.س. ج۲ص ۵۹۹ .۱۲ ظفیر.
(۶) ردالمحتار باب الحج عن الغیر قبیل مطلب شروط الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ .ط.س. ج۲ص ۵۹۹ .۱۲ ظفیر.

اپنے حصہ میں سے متوفی کی طرف سے حج کرا سکتے ہیں۔ الغرض بدون وصیت کے وارثوں کے ذمہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ضرور حج کراویں البتہ اگر چاہیں تو کرا سکتے ہیں اور اس سے حج فرض میت کا انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جاوے گا۔ فقط۔

جس کی صحت خراب ہے وہ اپنی زندگی میں حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۳) ایک شخص پر حج فرض ہے اور اس کی صحت اس قدر خراب ہے کہ اس کو اپنی زندگی کی بھی امید نہیں ہے۔ اور اس کا ایک لڑکا ہے جو آوارہ ہے اور اس سے امید نہیں ہے کہ وہ اپنے والد کی وفات کے بعد حسب وصیت اپنے والد کی طرف سے حج کراوے۔ ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جب کہ وہ خود حج کرنے سے بسبب مرض لاحق کے عاجز ہے، اور اس کو اپنی زندگی میں خود حج کرنے پر قادر ہونے کی امید نہیں ہے تو وہ دوسرے شخص سے اپنی زندگی میں اپنی طرف سے حج کرا سکتا ہے۔ اور اگر اس نے خود حج نہ کرایا تو پھر اس کو وصیت کرنا لازم ہے، اس سے وہ سبکدوش ہو جاوے گا۔ اگر بعد میں اس کے وارث نے باوجود وصیت کے حج نہ کرایا تو گناہ اس پر رہے گا۔ درمختار میں ہے والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت الخ۔(۱)

٦٦ سال کا سن رسیدہ حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۴) ایک شخص ٦٦ سال کا بوڑھا مجبور ہے، بعض بیماریاں ایسی لاحق ہیں، کہ دور دراز کا سفر برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص حج بدل کرالے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسا شخص بشرط عدم قدرت علی السفر حج بدل کرا سکتا ہے۔(۲) فقط۔

تکلیف کے ڈر سے حج بدل کرانا اور خود نہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۸۵) ایک مالدار شخص جس کی عمر تقریباً ساٹھ برس کی ہے لیکن حج کو جانے کے قابل ہے، محض سفر کی تکلیف کے خوف سے دوسرے شخص کو روپیہ دے کر حج بدل کے لئے بھیجنا چاہتا ہے، اس صورت میں اس کا حج ادا ہوگا یا نہ اور یہ کہ اس کا مال سودی کاروبار کا ہے۔

(جواب) اس شخص کو حج کو جانا چاہئے۔ بحالت موجودہ دوسرے شخص کو حج بدل کے لئے بھیجنے سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا۔(۳) اور حرام روپے سے حج نہ کرنا چاہئے وہ حج مقبول نہ ہوگا اگرچہ حج کی فرضیت ساقط ہو جاوے گی اور یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ شخص قرض لے کے حج کرے پھر وہ قرض ادا کر دیوے(۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲٦ ط.س. ج۲ص۵۹۹. ۱۲ ظفير.

(۲) وعنه قال ان امراء ة من خثعم قالت يا رسول الله ا ن فريضة الله على عباده فى الحج ادركت ابى شيخا كبير الا يثبت على الرا حلة افا حج عنه قال نعم وذالک فى حجة الوداع متفق عليه (مشكوٰة كتاب الحج ص ۲۲۱) والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت الخ (الدر المختار عى هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲٦ ط.س. ج۲ص۵۹۹.) ظفير.

(۳) والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيا بة عند العجز فقط بشرط دوام العجز الى الموت الخ (الد رالمختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ص ۳۲٦ ط.س. ج۲ص ۵۹۹) ظفير.

(۴) وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام (در مختار) ليس حرا مابل الحرام هو انفاق المال الحرام الخ مع انه يسقط الفرض عنه معها ولا تنا فى بين سقوطه وعدم قبوله فلا يثاب لعدم القبول ولا يعاقب عقاب تارک الحج (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۱ ط.س. ج۲ص۴۵٦) اذا اراد الرجل ان يحج بمال حلال فيه شبهة يستدين للحج ويقضى دينه من ماله كذا فى فتاوىٰ خان. (عالمگيرى كتاب الحج باب الاوّل ج ا ص ۲۰۵) ظفير.

ستر سالہ بوڑھا جو کمزور ہے وہ حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۶) میری عمر ستر سال کی ہے۔ میری نظر نہایت ضعیف ہے، اور دن بدن کمزوری نگاہ وغیرہ کی بڑھ رہی ہے سر چکراتا ہے تو میں حج سے معذور ہوں یا نہیں اگر میں اپنا نائب حج کے لئے بھیجوں تو حج فرض ادا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں آپ کو اپنی طرف سے دوسرے شخص سے حج کرنا جائز اور صحیح ہے کیونکہ عاجز ہونا آپ کا سفر حج سے ظاہر ہے۔ درمختار میں ہے والمرکبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لانه فرض العمر الخ(۱) الغرض آپ اپنی طرف سے حج کرا سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج کرادیں جو اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہو اور احکام حج سے واقف ہو والافضل احجاج الحر العالم بالمناسك الذى حج عن نفسه۔(۲) فقط۔

زید شروع میں غفلت سے حج نہ کرسکا اب وہ لائق سفر نہیں ہے تو حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۷) اگر زید مالدار نے بوجہ غفلت کے حج نہ کیا حتیٰ کہ شیخ فانی ہو گیا اگر زید اپنی طرف سے کسی کو ادائے حج کے لئے بھیجے تو اس کا حج ادا ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اس حالت میں وہ اگر کسی کو اپنی طرف سے حج کو بھیجے اور اس سے حج کراوے تو صحیح ہے اس کا حج ادا ہو جائے گا۔(۳) فقط۔

بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۸۸) اگر بلا تقسیم زرنقد یا زیوارات متعلقہ فرایض اس مال سے زید حج بدل کرائے تو جائز ہے کہ نہیں۔ اور جو غرض اور ثواب حج بدل کا ہے وہ ہندہ کو حاصل ہے یعنی ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) زید کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرائے یا صدقہ وخیرات برائے ایصال ثواب کرے۔ البتہ اپنے حصہ میں سے یا جو بالغ وارث راضی ہوں ان کے حصہ میں سے حج بدل کرا سکتا ہے اور صدقہ وخیرات کر سکتا ہے۔ نابالغوں کے حصہ میں سے نہیں کر سکتا ان کا حصہ علیحدہ کر دینا چاہئے۔(۴) فقط

جن پر حج فرض نہ تھا اسے حج کا ثواب بخشنا کیسا ہے۔

(سوال ۸۹) اگر کسی آدمی پر حج فرض نہیں تھا اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا وارث حج فرض کو گیا، اور وہ مکہ معظمہ پہنچ کر کسی باشندہ مکہ شریف سے حج خرید کر اس کا ثواب مورث کو پہنچا دے تو درست ہے یا نہیں اور مورث متوفی کو ثواب حج نفلی کا پہنچے گا یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمختار باب الحج عن الغير ص ۳۲۶. ط.س. ج۲ ص ۵۹۸. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب الحج عن الغير مطلب فى حج الضرورة ج ۲ ص ۳۳۱. ط.س. ج۲ ص ۶۰۳ ۱۲ ظفیر۔
(۳) والحاصل ان من قدر على الحج وهو صحيح ثم عجز لزمه الا حجاج اتفاقا (ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۳۷. ط.س. ج۲ ص) ظفیر۔
(۴) تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الا ول يبدابتكفينه و تجهيزه من غير تبزير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تقذو صاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الا مة الخ (سراجی ص ۲) ظفیر۔

(جواب) یہ تو جائز ہے کہ مکہ معظمہ پہنچ کر کسی شخص کو خرچ دے کر اس سے نفلی حج کرا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ شخص حج کرنے والا احرام کے باندھنے کے وقت اسی میت کی طرف سے نیت حج کی کرے اور اس کی طرف سے احرام باندھے اور یہ درست نہیں ہے کہ اس کا پہلا کیا ہوا حج خرید کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے کیونکہ حج کی بیع وشراء نہیں ہو سکتی۔ فقط۔

ورثاء حج بدل کرائیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۰) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں بموجب شرع شریف جواب سے معزز فرمائیں۔ ایک صاحب کا انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے، اس کے ورثاء ان کی طرف سے حج بدل کرائیں حالانکہ انہوں نے وصیت بھی نہ کی ہو، میت کے اوپر سے حج ادا ہو سکتا ہے؟ اور داخل ثواب ہے؟

(جواب) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر میت کے ذمہ حج ہو اور اس نے وصیت حج کی نہ کی ہو اور اس کے ورثہ اس کی طرف سے حج کرائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ حج میت کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ پس ورثہ کو مناسب ہے کہ وہ میت کی طرف سے حج کرا دیں کہ اس میں امید اس کے حج کے ادا ہونے کی ہے اور ورثہ کو ثواب حاصل ہوگا۔ (قال الشامی ففی مناسک السروجی لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه اوحج عن ابیه اوامه عن حجة الا سلام من غیر وصیة قال ابو حنیفه یجزیه انشاء الله تعالی (وبعد الوصیة یجزیه من غیر المشیئة اھ) وفیه ایضاً عن اللباب وان لم یوص به فتبرع عن الوارث وکذا من هم من اهل التبرع فحج ای الوارث ونحو بنفسه ای عنه او حج عنه غیره جاز والمعنی جاز عن حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ الخ فقط والله اعلم شامی ج ۲ ص ۳۲۸.

اخرج الدار قطنی عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حج عن ابیه وامه فقد قضی عن حجة وکان فضل عشر حجج واخرج ایضاً عن زید بن ارقم رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا حج الرجل عن والدیه تقبل عنه وعنهما واستبشرت ارواحهما فی المساء وکتب عند الله برا دار قطنی مطبوعه مطبع فاروقی ص ۲۸۲.

حج بدل والا پہلے اس روپے سے اپنا حج کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۹۱) جس شخص نے کبھی حج نہیں کیا ہے اس کو کسی شخص نے روپیہ حج بدل کے لئے دیا مگر اس نے اس سے اجازت لے لی کہ اس سال اپنا حج کروں گا اور آئندہ سال آپ کا تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ جس کے روپے سے سفر حج کیا اور جس کا روپیہ صرف کیا اسی کی طرف سے پہلا حج کرے۔ پس صورت مسئولہ میں آمر کا حج ادا نہ ہوگا (ولجواز النیابة فی الحج شرائط (الی) ان قال ومنها نیة المحجوج عنه عند الا حرام والا فضل ان یقول بلسانه لبیک عن فلان ومنها ان یکون الحج بمال المحجوج عنه . فتاوی عالمگیری جلد ۱ ص ۲۴۰ مصری . ط ماجدیه ج ۱ ص ۲۵۷)

جو روپیہ ماں لے لے وہ کس کے حصہ میں شمار ہوگا

(سوال ۹۲) ہندہ نے جائیداد متروکہ زید سے مبلغ چھ سو روپے اپنے ایک بیٹے عمر کو اپنی طرف سے ادائے حج کے واسطے دیا یہ روپیہ ہندہ کے حصہ میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

(۲) عمر نے بہت لوگوں کے سامنے ظاہر کیا کہ میں اپنا ایک مکان بیچ کر اس روپیہ سے حج کرنے جا رہا ہوں، اس صورت میں عمر کو وہ روپیہ جو اپنی ماں ہندہ سے حج بدل کے لئے لیا ہے۔ واپس کرنا واجب ہوگا نہیں۔

(۳) عمر نے اس سے پہلے حج ادا نہیں کیا، حالانکہ حج اس پر فرض تھا۔ ایسی حالت میں کیا اپنی ماں کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہوگا۔

(۴) وجوب حج کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ تین کوس چلنے کی اس کو طاقت ہو۔ جن لوگوں نے ہندہ کو یہ مسئلہ بتلا کر حج کو جانے سے روکا ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب)(۱) ہندہ اس روپے کو اپنے حصہ میں لگاوے، عمر کے سب ورثہ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

(۲) اگر واقعی عمر نے روپیہ ہندہ سے نہیں لیا تو اس پر واپسی اس کی لازم نہیں ہے اور اگر در حقیقت لیا ہے تو یا اس کو واپس کرے یا اپنے حصہ میں لگادے۔

(۳) اس صورت میں دوسرے کی طرف سے حج کرنا مکروہ ہے لیکن اگر کیا تو جس کی طرف سے کیا اس کا حج ادا ہوگیا اور اپنی طرف سے اس کو پھر حج کرنا ہوگا۔(۱)

(۴) یہ شرط نہیں ہے۔ پس جس شخص نے ایسا مسئلہ بتلایا اس نے غلطی کی۔ آئندہ ایسا مسئلہ نہ بتلاوے اور اگر عمداً دھوکہ دینے کے لئے ایسا کہا تو بے شک وہ لوگ عاصی ہوئے۔(۲) فقط۔

والد کی طرف سے کسی غیر مستطیع کے ذریعہ حج بدل کرانا کیسا ہے

(سوال ۹۳) میرے والد مرحوم پر حج فرض تھا، بوجہ بیماری نہیں جا سکے۔ اگر میں دوسرے شخص کو جو صاحب استطاعت نہ ہو اپنے والد مرحوم کی طرف سے حج بدل کرانے کے لئے ہمراہ لے جاؤں تو والد صاحب کا فرض ادا ہو جاوے گا یا نہیں اور اس شخص کو بھی ثواب حج کا ملے گا یا نہیں۔

(جواب) اگر آپ کے والد صاحب وصیت کر جاتے اور مال چھوڑ جاتے تب تو ان کی طرف سے حج کرانا ضروری تھا اور ان کا حج فرض ادا ہو جاتا۔ لیکن جب کہ ایسا نہیں ہوا تو آپ تبرعاً ان کی طرف سے حج بدل کرالیں، یہ اچھا ہے اور امید ہے کہ ان کی طرف سے حج ادا ہو جاوے گا اور ثواب حج کا ان کو پہنچنے میں تو کچھ تردد ہی نہیں ہے اور حج بدل کرنے والے کو حج کا ثواب نہیں ہوگا۔ البتہ

---

(۱) فجاز حج الصرورة من لم یحج الخ وغیرهم اولی لعدم الخلاف (در مختار) قال فی الفتح بعد ماطال فی الا ستد لال والذی یقتضیه النظر ان حج الصرورة عن غیره ان کان بعد تحقق الوجوب علیه بملک الزادوا لراحلة والصحةفهومکروه کراهة تحریم الخ و مع ذالک یصح لان النهی لیس لعین الحج المفعول بل لغیره وهو الفوات (ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱ ط.س. ج۲ص ۶۰۳) ظفیر.

(۲)

وہاں جاکر عمرہ وغیرہ کرے گا اس کا ثواب ہوگا۔(۱) فقط۔

چندہ سے حج میں کسی سے یہ کہنا کہ اتنا روپیہ دے دیجئے، حج بدل کروں گا

(سوال ۹۴) زید لوگوں سے روپیہ حج بدل کرنے کے لئے بمد خیرات طلب کرتا ہے، چنانچہ اس نے مصارف حج تقریباً مکمل کرلیا ہے۔ بکر کو حج بدل کرانے کی ضرورت ہے۔ زید بکر سے کہتا ہے کہ آپ صرف سو ہی روپے مجھے دے دیجئے میں آپ کی طرف سے حج بدل کردوں گا۔ ایسی صورت میں بکر کی طرف سے حج بدل ہوجاوے گا یا نہیں۔ اور بکر کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجاوے گا یا نہیں۔ نیز بکر چاہتا ہے کہ اسی قسم کے چند شخصوں کو سوسو روپے دے کے اپنی طرف سے حج بدل کرادے اس کا کیا حکم ہے۔ کسی کو حج بدل کے لئے روپیہ دیدیا گیا اور اس نے حج نہیں کیا تو اس صورت میں کیا حکم ہے اور حج میں زیارت مزار شریف فرض یا واجب تو نہیں ہے، کیا اس کا بھی بدل ہوسکتا ہے۔

(جواب) حج بدل کے لئے ضروری ہے کہ پورا خرچ سفر حج کرنے والے کو دیا جائے کہ حج کرانے والے کے مکان سے تمام خرچ مکہ معظمہ وغیرہ تک جانے کا اور واپسی کا حج کرانے والے کے مال میں سے ہو ورنہ حج بدل فرض اداء نہ ہوگا البتہ نفل کا ثواب ہوجاوے گا اور اگر حج بدل کرنے والے کو روپیہ دیا گیا اور اس نے حج آمر کی طرف سے نہ کیا تو آمر کا حج اداء نہیں ہوا۔ (۲) اور گناہ مامور پر یعنی اس پر ہوا جس نے حج نہ کیا اور وہی مواخذہ دار رہا، اور حج بدل میں زیارت روضہ اطہر داخل نہیں ہے۔ اگر وہ شخص جس کو حج بدل کے لئے بھیجا گیا ہے، زیارت روضہ اطہر کرے تو اس کے لئے بہت اچھا ہے اور موجب ثواب ہے مگر اس میں نیابت اور بدلیت نہیں ہے، جو کوئی زیارت کرے گا اس کو ثواب ہوگا اور جس نے اس کام کے لئے روپیہ دیا اس کو صدقہ کا ثواب ہوگا۔ فقط۔

ایک شخص حج کے ارادے سے نکلا مگر کسی وجہ سے واپس آ گیا کیا وہ روپیہ مسجد یا مدرسہ پر خرچ کرنا درست ہے

(سوال ۹۵) ایک شخص حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوا۔ راستہ میں سے کسی وجہ سے مکان پر واپس چلا آیا۔ اب وہ بیمار قریب المرگ ہے۔ اس روپے کو مسجد و مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں

(جواب) اس کو لازم ہے کہ جب کہ اس پر حج فرض ہے اور خود نہیں کرسکتا تو اپنی طرف سے دوسرے شخص سے حج کرا دے اور اس روپے کو دوسرے کسی مصرف میں مثل مسجد و مدرسہ کے خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

پردہ نشین عورت کو جب محرم نہ ہو تو کیا حج بدل کرا سکتی ہے

(سوال ۹۶) عورت پردہ نشین کے پاس مال ہے مگر محرم نہیں تو وہ حج بدل کرا سکتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) فلا یجوز حج الغیر بغیر اذ نه الا اذا حج او احج الوارث عن مورثه لو جود الا مر دلالة (درمختار) والمعنی جا ز عن حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ الخ وهذا مقید بالمشیة ففی مناسک السروجی لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یو ص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه او امه عن حجة الا سلام من غیرو صیة قال ابو حنفیة یجزیه انشاء الله وبعد الوصیة یجزیه من غیر المسینة اه ثم اعاد فی شرح اللباب المسئلة فی محل اخر وقال فلو حج عنه الوارث او اجنبی . یجزیه وتسقط عنه حجة الا سلام انشاء الله لا نه ایصال للثواب الخ (ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۹). ط.س. ج۲ ص۵۹۹. ۶۰۰. ظفیر.

(۲) وبقی من الشرائط النفقة من مال الآمر الخ (در مختار) ای المحجوج عنه (ردالمحتار با ب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸) وبشرط نیة الحج عنه ای الا مر فیقول احرمت عن فلان الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۳۲۷). ط.س. ج۲ ص ۶۰۰ . ظفیر. (۳) والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیا بة عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت الخ الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۷. ط.س. ج۲ ص۵۹۸) ظفیر.

(۲) بغیر محرم شرعی حج دوسرے لوگوں کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں، اگر چہ تکلیف راستہ کے سبب پردہ قائم رہنا دشوار ہے
(جواب) (۱،۲) اگر محرم نہیں ہے جو ساتھ جا سکے تو اس پر حج فرض نہیں ہے اور بغیر محرم شرعی کے جانا سفر حج کو درست نہیں اور اس پر حج فرض نہیں ہوا اور نہ حج بدل کرانا اس پر لازم ہے اور اگر محرم ہے اور ساتھ جا سکتا ہے تو جانا حج کے لئے خود فرض ہے۔ پردہ شرعی کا خود حتی الوسع خیال رکھے اور پردہ قائم نہ رہنے سے حج ساقط نہیں ہوتا۔ جس وقت حج فرض ہو گیا اور محرم موجود ہے جو کہ ساتھ جا سکتا ہے تو حج کو جانا چاہئے۔ پردہ ضروری کا خود خیال رکھے اور غیر ضروری پردہ کی پابندی نہ کرے۔ (۱) فقط۔

حج بدل

(سوال ۹۷) زید بوجہ کسی عذر کے اپنی جانب سے کسی دوسرے کو متکفل مصارف امیرانہ ادائے فریضہ حج کے لئے دینا چاہتا ہے، آیا یہ حج عن الغیر جائز ہے یا نہیں، بر تقدیر جواز ایں صورت زاد راہ میں کیا لحاظ و اعتبار کیا جائے گا۔ امیرانہ یا توسط یا بقدر کفایت۔
(جواب) حج فرض میں کسی دوسرے کو اپنے عوض حج کے لئے بھیجنے میں یہ شرط ہے کہ خود کسی طرح حج کو نہ جا سکے بالکل معذور ہو بصورت عذر اگر کسی کو اپنی طرف سے نیابۃً حج کو بھیجے تو اس کا خرچ سفر دیوے، زاد راہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ امیرانہ دیوے یا متوسط یا بقدر کفایت جس طرح حج کرنے والا راضی ہو جاوے۔ جس طرح خرچ کرے وہ مال آمر سے ہونا چاہئے۔ اگر آمر امیرانہ خرچ دیوے یہ بھی درست ہے اور متوسط خرچ دیوے یا بقدر کفایت دیوے اور مامور راضی ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ غرض مامور جیسے خرچ کا عادی ہو اور جس طرح اس کو آسائش ہو وہ کام کرے۔ (۲)

نفل حج بدل کرانا کیسا ہے

(سوال ۹۸) زید اور اس کے والدین حج فرض ادا کر چکے ہیں اب زید چاہتا ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے والدین مرحومین کی طرف سے حج بدل بطور نفل کرائے اور وہ تین شخص مکہ کے رہنے والے ہوں اور مکہ ہی سے احرام حج بدل نفل کا باندھیں تو آیا زید کی طرف سے جو زندہ ہے حج بدل نفل جائز ہے یا نہیں؟ اور حج بدل کا ثواب ان کو ملے گا یا نہیں؟
(جواب) **قوله لم يجز اى عن الفرض وان وقع نفلا للا مرافاده فى البحر قال الحموى ومن ههنا يوخذ عدم صحة ما يفعله السلاطين والوز راء من الا حجاج عنهم لان عجز هم لم يكن مستمر ا الى الموت الخ اوبعدم عجز هم اصلا ولمراد عدم صحته عن الفرض بل يقع نفلا الخ** ۔ (۳) شامی۔ پس معلوم ہوا کہ حج نفل کا ثواب اس طرح حاصل ہو جاوے گا۔ فقط۔

(۱) هو الخ فرض الخ على مسلم الخ حرمكلف الخ ومع زوج او محرم الخ بالغ الخ عاقل الخ غير مجوسى ولا فاسق الخ لا مراء ة حرة ولو عجوز ا فى سفر وهل يلزمها التزوج قولان الخ ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة الخ (الدر المختا على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۰ ط.س. ج۲ ص ۴۵۴، ۴۶۵) والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عن العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لا نه فرض العمرالخ (باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۷ ط.س. ج۲ ص۵۹۸) ظفير.
(۲) ومن الشرائط النفقة من مال الآمر كلها اوا كثر ها (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ط.س. ج۲ ص ۲۰۰) ظفير.
(۳) كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لانه فرض العمر حتىٰ تلزم الا عادة بزوال العذر (در مختار) اى العذر الذى يرجى زواله كا لحبس والمرض بخلاف نحوالعمى فلا اعادة لوز ال على ماياتى (ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۷ ط.س. ج۲ ص۵۹۸) ظفير.

زندگی میں حج بدل

(سوال ۹۹) حج فرض ہو، وہ بجائے خود کسی دوسرے سے کس حالت میں ادا کر سکتا ہے؟
(جواب) جب خود نہ جاسکے بسبب زیادہ بڑھاپے کے کہ سفر نہ کر سکے یا بسبب مرض کے تو دوسرے سے حج کرا سکتا ہے لیکن مرض کی صورت میں اگر پھر تندرست ہو گیا اور وہ مرض ممکن الزوال تھا تو دوبارہ خود حج کرنا ہوگا۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط۔

حج بدل میں خرچ کے کم ہونے کی وجہ سے احرام غیر میقات

(سوال ۱۰۰) حج بدل کرنے والا اگر بوجہ کمی زادراہ کے میقات آمر سے حج نہ کر سکے تو اپنے میقات سے یا دوسرے میقات سے احرام باندھ سکتا ہے یا نہیں؟
(جواب) حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ وطن آمر سے حج کا سفر شروع کیا جاوے لیکن اگر بسبب کمی زادراہ دوسری جگہ سے جہاں سے خرچ کفایت کرتا ہے سفر شروع کرے، یہ درست ہے وان لم یکف فمن حیث یبلغ الخ (۱) اور احرام اس کا میقات آمر سے ہونا چاہئے اور درصورت کمی زادراہ جس راستہ سے پہنچ سکتا ہو، سفر کرے اور جس میقات سے گذرے احرام باندھے۔ اس حالت میں شرط اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ حج اس کا آفاقی ہو، اور کسی میقات سے احرام باندھے، حج اس کا مکی نہ ہو۔

بلاوصیت نابالغ کے مال سے حج بدل درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۱) میرے بھائی عمر علی نے انتقال کیا اور وہ بہت مالدار تھا، مگر حج کی وصیت نہیں کی، اور وارث ان کے چار لڑکے ایک بالغ اور تین نابالغ ہیں، اور تین بیوی اور پانچ لڑکی تو اس صورت میں حج کرانے کا کیا حکم ہے، اور یتیم کی زمین کو ٹھیکہ پر دینا اور مورث کا قرض ادا کرنا کیسا ہے۔
(جواب) جو امور متعلق نفع یتیم کے ہیں، وہ کرنا درست ہے مثلاً زمین کو ٹھیکہ پر دینا، اگر موجب نفع ہو تو درست ہے اور حج کرانا حصہ یتیم نابالغ میں سے بدون وصیت متوفی درست نہیں ہے اور بالغوں کے ذمہ بھی لازم نہیں۔ البتہ اگر بالغین اپنے حصہ میں سے حج میت کی طرف سے کرادیوے تو بہتر ہے مگر فرض اور واجب نہیں ہے۔ (۲) اور جن لوگوں کا قرض بذمہ متوفی ہے وہ ادا کرنا چاہئے۔ مشترک ترکہ میں سے سب کا قرض ادا کردیا جائے اور زکوۃ نابالغ کے حصہ میں واجب نہیں۔

حج بدل کے روپے سے تجارت درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۲) ہندہ مالدار جس پر حج فرض تھا مگر بوجہ کاروبار دنیاوی کے زندگی میں ادا نہ کر سکی، وصیت کر گئی کہ میری جانب سے حج کرا دینا۔ فاطمہ اس کی لڑکی جو اس کی وارث ہوئی اس نے زید کو مبلغ تین سو روپے حج کرنے کے لئے دیا کہ میری والدہ کی جانب سے حج کیجئے۔ زید نے روپیہ لے لیا، اور چونکہ راستہ مخدوش ہے، پابند ہے اس لئے روپیہ عمر کو دیدیا کہ تجارت کرے۔ تجارت شروع ہوئی اور نفع بھی ہوا۔ چنانچہ اس منافع سے اس روپے کی زکوۃ بھی زید نے

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۳ .ط.س. ج۲ص۶۰۵ .۱۲ ظفیر.
(۲) لومات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه او امه عن حجة الاسلام من غیر وصیة قال ابو حنیفة یجزیه انشاء الله وبعد الوصیة یجزیه من غیر المشیة ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ .ط.س. ج۲ص۶۰۰) ظفیر.

ادا کی۔ بعد چندے فاطمہ نے زید سے کہا کہ مجھے اس وقت روپے کی ضرورت ہے، دے دیجئے، بعد میں میں روپیہ دے دوں گی۔ زید نے واپس دے دیا۔ آیا زید کا اس روپیہ سے تجارت کرانا اور اس کے منافع کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرنا، اور فاطمہ کے مانگنے پر واپس کر دینا کیسا ہے نیز باقی منافع کا کون مستحق ہے۔

(جواب) جب کہ مامور بالحج یعنی زید نے بوجہ مخدوش یا بند ہونے راستہ کے حج نہ کیا تو اس کے ذمہ واپسی اس روپے کی لازم تھی یعنی فاطمہ کو واپس کرنا لازم تھا۔ پھر اگر باجازت فاطمہ اس نے اس میں تجارت شروع کی اور زکوٰۃ ادا کی تو یہ جائز ہوا اور نفع جو اس روپے سے ہوا فاطمہ کا ہے اور فاطمہ کا اس روپے کا واپس لے لینا اس صورت میں صحیح ہوا لیکن فاطمہ کے ذمہ ہے کہ ہندہ متوفیہ کی طرف سے حج کرادے۔ تہائی مال ہندہ تک اس میں صرف ہو سکتا ہے، تہائی سے زیادہ صرف ہو تو فاطمہ کے اختیار میں ہے کہ دے یا نہ دے۔(۱) فقط۔

والدین کی طرف سے حج بدل کرادے تو ثواب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۰۳) زید اپنے والدین کے مرنے کے بعد ان کی جانب سے حج بدل کرانا چاہتا ہے ان کو ثواب پہنچے گا یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ بدون وصیت متوفی کے اگر اس کے ورثاء اس کی طرف سے تبرعاً حج کرادیں تو امید ہے کہ انشاء اللہ اس کی طرف سے حج ادا ہو جاوے گا اور فرضیت ساقط ہو جاوے گی اگرچہ یقینی نہیں۔ اور حصول ثواب میں تو کچھ تردد ہی نہیں ہے۔ کما فی الشامی وان لم یوص به الخ فتبرع عنه الوارث الخ فحج ای الوارث ونحوه بنفسه اوا حج عنه غیره جاز الخ قال ابو حنیفة یجزیه انشاء الله تعالیٰ الخ۔(۲)

ہندہ پر حج فرض تھا بغیر وصیت انتقال کر گئی اب اس کا بیٹا حج بدل کرادے تو کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۴) ہندہ پر حج فرض تھا اس کا انتقال ہو گیا مگر اس نے حج کی وصیت نہیں کی، اب اس کا بیٹا زید اس کی طرف سے حج کرانا چاہتا ہے۔ زید کو اپنے گھر سے آدمی بھیجنا ایسے حج بدل کا جو وصیت کا نہ ہو ضروری ہے یا نہیں۔ اور اگر مکہ معظمہ سے ہی کسی سے حج کرادے تو والدہ کی طرف سے حج ادا ہوگا یا نہیں، اور ایسے حج میں مدینہ منورہ جانا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ متوفیہ کی وصیت نہیں ہے تو وارث جو اس کی طرف سے حج کراوے گا وہ تبرع ہے مکہ معظمہ سے بھی کرا سکتا ہے اور مدینہ منورہ جانا ایسے حج میں ضروری نہیں ہے۔(۳) فقط۔

جس نے حج فرض ادا نہ کیا ہو اس کا حج بدل میں بھیجنا کیسا ہے

(سوال ۱۰۵) جس شخص نے حج فرض نہ کیا ہو اس کو حج بدل کے لئے بھیجنا اور اس کو حج بدل کرانا کیسا ہے اور جو عالم اس کو مکروہ کہے اس پر طعن کرنا اور اس کو غیر مقلد کہنا کیسا ہے اور طعن کرنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے۔

---

(۱) خرج المکلف الی الحج ومات فی الطریق واوصی بالحج انما تجب الوصیة به اذا اخره بعد وجوبه الخ فان فسر المال او المکان فلا مر علیه ای علی مافسره ولا فیحج عنه من بلده الخ ان وفی به ای بالحج من بلده ثلثه (در مختار) ای من ثلث مال الموصی الخ (ردالمحتار کتاب الحج باب الحجج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۲ و ج ۲ ص ۳۳۳ ط.س. ج۲ص ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ ط.س. ج۲ص ۶۰۰۔ ۱۲ ظفیر.

(۳) وان لم یوص به ای بالا حجاج فتبرع عنه الوارث الخ فحج بنفسه اواحج عنه غیره جاز (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱ ط.س. ج۲ص۶۰۲) ظفیر.

(جواب) حج بدل ایسے شخص سے کرانا جس نے حج نہ کیا صحیح اور جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج کرایا جائے جس نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہو، پس ایسے شخص سے حج کرانا جس نے اپنا حج فرض نہ کیا ہو مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ مفاد عبارت درمختار ہے فجاز حج الصرورة بمهملة من لم يحج الخ وغيرهم اولى الخ در مختار۔(۱) اور علامہ شامی نے محقق ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ جس شخص سے حج بدل کرایا جائے اگر اس نے باوجود فرض ہونے کے اپنی طرف سے حج نہیں کیا تو اس کے حق میں مکروہ تحریمی ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ آمر کے حق میں یہ فعل مکروہ تنزیہی ہے اور حج کرنے والے کے حق میں جب کہ اس پر حج فرض ہوگیا ہو مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ بوجہ اپنے حج کے ادا نہ کرنے اور تاخیر کرنے کے گنہگار رہا۔ لہذا مکروہ کہنے والے عالم پر طعن وتشنیع کرنا ناجائز اور ممنوع ہے اور جب کہ حنفیہ خود مامور کے حق میں مکروہ تحریمی ہونے کے قائل ہیں تو مکروہ کہنے والے کو غیر مقلد کہنا مسائل شرعیہ سے ناواقفیت اور جہل کی دلیل ہے۔

شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے والذی يقتضيه النظر ان حج الصرورة عن غيره ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملك الزاد والراحلة والصحة فهو مكروه كراهة تحريم لا نه تضيق عليه فی اول سنی الا مكان فيا ثم بتركه الخ قال فی البحر والحق انها تنزيهية على الآ مر لقولهم والا فضل الخ تحريمية على الصرورة الما مور الذی اجتمعت فيه شروط الحج ولم يحج عن نفسه لا نه اثم بالتا خير الخ ۔(۲) شامی ج ۲ ص ۲۴۱۔ اور حج بدل کرنے والے کو اس روپے میں سے جو اس کو خرچ سفر حج کے لئے ملا، زاید از خرچ سفر کا رکھنا اس صورت میں درست ہے کہ روپیہ دینے والے نے اس کو وکیل بالہبہ بنادیا ہو، یعنی یہ اجازت اور اختیار دے دیا کہ زاید روپیہ تم خود رکھ لینا۔ درمختار میں ہے وعليه رد ما فضل من النفقة وان شرط له فالشرط باطل الا ان يوكله بهبة الفضل من نفسه(۳) فقط۔

حج بدل کے لئے کیا آمر کے وطن سے روانگی ضروری ہے

(سوال ۱۰۶) حج بدل جو کسی کی طرف سے بعد انتقال کرایا جائے یا بحالت زیست جب کہ قابل سفر نہ رہا ہو۔ یعنی کسی کو رقم سو یا دو سو روپے کی دے دی جاوے تو یہ حج جائز ہو جائے گا یا جس کی طرف سے حج کیا جائے اس کی جائے سکونت سے ارکان حج کی ادائیگی تک متوسط خرچ کی رقم دینی چاہئے۔

(جواب) حج بدل کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس کی طرف سے حج کیا جاوے وہ اس کا امر کرے یا وصیت کرے اور سفر حج کا کل خرچ یا اکثر مال آمر سے ہو، اور یہ کہ آمر کے وطن سے حج کیا جاوے۔ درمختار میں ہے وبشرط الامر به ای بالحج عنه فلا يجوز حج الغير بغير اذنه الا اذا حج او احج الوارث عن مورثه لو جود الا مر دلا لةً وبقی من الشرائط النفقة من مال الآمر كلها او اكثرها الخ ۔(۴) وفی ردالمحتار للشامی الحادی عشر ان يحج عنه من وطنه ان التسع الثلث والا فمن حيث يبلغ كما سياتی بيانه الخ ۔(۵) ص ۳۳۹۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۳۱. ط.س. ج۲ ص ۶۰۳. ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب الحج عن الغير مطلب فی حج الصرورة ج ۲ ص ۳۳۱. ط.س. ج۲ ص ۶۰۳. ۱۲ ظفير.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير فروع ج ۲ ص ۳۴۰. ط.س. ج۲ ص ۶۱۲. ۱۲ ظفير.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۸. ط.س. ج۲ ص ۵۹۹.
(۵) ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۹. ط.س. ج۲ ص ۵۹۹. ۱۲ ظفير.

عورت کی طرف سے مرد اور حنفی کی طرف سے غیر مقلد حج کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۷) عورت کی جانب سے مرد حج کرسکتا ہے یا نہیں، اور حنفی کی طرف سے غیر مقلد بھی حج کرسکتا ہے یا نہیں۔
(جواب) عورت کی طرف سے حج بدل مرد بھی کرسکتا ہے اور مقلد کی طرف سے غیر مقلد بھی کرسکتا ہے۔(۱) فقط۔

کیا حج بدل کے لئے اولاد کا جانا بہتر ہے اور اس روپے سے قرض دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۸) قاسم نے اپنی جائداد پچاس ہزار کی چھوڑی اور حج بدل کی وصیت کی، ایک عرصہ کے بعد جب قاسم کی اولاد نے جائداد تقسیم کی تو روپیہ حج بدل کا علیحدہ رکھ کر کئی برس کے بعد کسی شخص سے ارکان حج پورے کرادیئے۔ بعد کو یہ معلوم کرکے کہ جہاں کا قاسم رہنے والا ہے وہیں سے کسی کو بھیجنا چاہئے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ قاسم کی اولاد ہی باپ کی طرف سے حج بدل کرے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور جو روپیہ حج بدل کا علیحدہ رکھا ہوا ہے اس میں سے کسی کو قرض حسنہ دینا یا اپنے کام میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) قاسم کی اولاد میں سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجنا ضروری نہیں ہے اور بہ نسبت غیر کے اس بارہ میں ان کو کچھ زیادہ استحقاق نہیں ہے، اور یہ بیشک ضروری ہے کہ حج بدل کے لئے کسی کو قاسم کے وطن سے ہی بھیجنا چاہئے۔ اور جو روپیہ حج کے لئے علیحدہ کیا گیا اس کو حج میں ہی صرف کرنا چاہئے، جلدی کسی کے بھیجنے کا انتظام کردینا چاہئے کسی کو قرض دینا یا اپنے کام میں صرف کرنا اور اس روپے کا جائز نہیں۔(۲) فقط

جس نے پہلے حج نہ کیا ہو اور جو کرچکا ہو حج بدل میں کس کا بھیجنا بہتر ہے

(سوال ۱۰۹) جس نے پہلے حج نہ کیا ہو اس سے حج کرانا کیسا ہے۔ اور جس نے پہلے حج کرلیا ہو اور وہ خوش حال ہو اس سے حج بدل کرانا کیسا ہے
(جواب) دوسرے شخص سے جو کہ حج کئے ہوئے ہو حج بدل کرانا افضل ہے پہلے شخص سے۔ جس نے حج نہیں کیا حج بدل کرانا مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی فقط۔

حج بدل میں جانے والا راستہ میں مرگیا تو اب کیا کیا جائے

(سوال ۱۱۰) ایک شخص نے حج بدل کے واسطے اپنی جانب سے دوسرے شخص کو بھیجا، وہ شخص راستہ میں فوت ہوگیا۔ مکہ معظمہ نہ پہنچ سکا۔ ایسی صورت میں بھیجے والے کا حج پورا ہوا یا نہیں ہوا۔ اس کو کیا کرنا چاہئے۔

(۱) والا فضل الا نسان اذا ارادان یحج رجلا عن نفسه ان یحج رجلاً قد حج عن نفسه الخ ولواحج عنه امراء ة وعبد اوامة باذن السید جاز ویکره هکذا فی محیط السرخسی (عالمگیری کشوری کتاب المناسک الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر ج ۱ ص ۲۶۳ و ج ۱ ص ۲۶۴ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۵۷) فجاز حج الضرورة الخ والمراء ة ولوامة والعبد و غیر کا لمراهق وغیر هم اولی لعدم الخلاف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱ ط.س. ج ۲ ص ۶۰۳) ظفیر۔
(۲) اما اذا لم یخرج واوصی بان یحج عنه الخ فانه یحج عنه من ثلث ماله من بلده (ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۲ ط.س. ج ۲ ص ۶۰۴) ظفیر۔
(۳) فجاز حج الصرورة من لم یحج الخ وغیر هم اولی لعدم الخلاف (در مختار) ای خلاف الشافعی فانه لا یجوز حجهم کما فی الزیلعی ولا یخفی ان التعلیل یفید ان الکراهة تنزیهیة لان مراعاة الخلاف مستحبة فافهم (رد المختار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱ ط.س. ج ۲ ص ۶۰۳) ظفیر۔

(جواب) اس کا حج نہیں ہوا، اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو اس کو کسی دوسرے شخص کو بھیج کر حج بدل کرانا چاہئے، یعنی جب کہ خود نہ جاسکتا ہو اور خود حج کرنے سے عاجز ہو۔(۱) فقط۔

حج بدل کے لئے کس کا جانا مکروہ تحریمی ہے

(سوال ۱۱۱) جس شخص نے حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل کے لئے جانا مکروہ تحریمی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر ذی استطاعت حج بدل کو جاوے اس کے لئے مکروہ تحریمی ہے یا جس شخص پر بلحاظ استطاعت حج فرض نہیں ہے لیکن وہ بشوق زیارت واسطے حج بدل کے جانا چاہتا ہے تو اس میں کسی قسم کا اکراہ شرعی تو نہیں ہے۔

(جواب) جس پر پہلے سے حج فرض ہو چکا ہے اس کا حج بدل کو جانا تو باتفاق مکروہ تحریمی ہے اور جس پر حج فرض نہیں ہے اور اس کو استطاعت نہیں ہے اس پر چونکہ بعض علماء محققین کے نزدیک مکہ معظمہ پہنچ کر حج فرض ہو جاتا ہے اس لئے ان علماء کے نزدیک وہ بھی تارک فرض ہونے کی وجہ سے مرتکب کراہت تحریمہ کا ہے جیسا شامی میں بدائع سے منقول ہے یکرہ احجاج الصرورة لانه تارک فرض الحج یفید انه یصیر بد خول مکة قادراً علی الحج عن نفسه الخ قلت وقد افتی بالوجو ب مفتی دارالسلطنت العلامة ابوالسعود وتبعه فی سکب الا نهر و کذا افتی به السید احمد بادشاه و الف فیه رسالةً الخ (۲) اور بہر حال جس نے اپنا حج ادا نہیں کیا اس کو حج بدل کرنا کسی صورت میں کراہت سے خالی نہیں ہے۔ غایت یہ کہ بہ صورت ذی استطاعت نہ ہونے کے عند البعض وہ کراہت تنزیہی ہے اور ان علماء کے نزدیک جو مکہ معظمہ پہنچ کر اس پر حج فرض کہتے ہیں کراہت تحریمی ہے اور بصورت ذی استطاعت ہونے کے باتفاق کراہت تحریمی ہے۔ فقط۔

حج بدل کے لئے جو روپے دیئے وہ کم ہیں تو کیا کیا جائے

(سوال ۱۱۲) زید نے ڈھائی سو روپے عمر کو دیئے کہ میری وفات کے بعد میرا حج کرا دینا۔ چھ ماہ بعد زید کا انتقال ہو گیا۔ انتقال سے تین روز پیشتر دریافت کیا گیا کہ اس روپے کا کیا ہوگا۔ جواب دیا کہ حج کرا دینا۔ لوگوں نے کہا کہ اتنے روپے میں حج نہیں ہو سکتا۔ جواب دیا کہ عمر کو اختیار ہے جس طریقہ پر چاہے خرچ کرے اور اسی روز پچاس روپے عمر کو دیئے کہ میرے کفن وغیرہ میں صرف کر دینا۔ ایک بیٹا اور بیوی زید نے چھوڑے۔ ایک شخص تین سو روپے میں حج بدل کرنے کو تیار ہے۔ اگر عمر پچاس روپے اپنے پاس سے شامل کر کے حج کرا دے تو کچھ حرج تو نہیں۔

(جواب) اگر رقم مذکور ۲۵۰ ثلث ترکہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس رقم کو حج میں صرف کرنا چاہئے اور ایسی صورت میں کہ روپیہ مذکورہ وطن میت سے حج کرانے کو کافی نہ ہو، یہ حکم ہے کہ جس جگہ سے اس روپے میں حج ہو سکے وہاں سے کرا دیا جاوے درمختار میں ہے والا فیحج عنه من بلده الخ ان وفی به الخ ثلثه وان لم یف فمن حیث یبلغ۔ (۳) باقی عمر اگر اپنے پاس سے پچاس روپے مثلاً دے کر حج کرا دے تو اس میں اختلاف روایات ہے،

---

(۱) والحج فرضه ثلاثة الا حرام الوقوف بعرفة الخ ومعظم طواف الزیارة وهما رکنان الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۲ . ط.س. ج۲ص۴۶۷) ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الضرورت ج ۲ ص ۳۳۲ .ط.س. ج۲ص۶۰۲ . ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۳ .ط.س. ج۲ص۶۰۵ . ۱۲ ظفیر

جواز کی بھی روایت ہے لہٰذا حج کرادینے میں کچھ حرج نہیں ہے نفع ہی ہے۔ درمختار میں ہے و کذا لواحج لا لیر جع کالدین اذا قضاه من مال نفسه الخ در مختار ۔ قوله و کذالواحج لا لیر جع) ای انه یجوزالخ شامی۔ (۱) فقط

مجبوری کی وجہ سے حج بدل کراسکتا ہے یانہیں

(سوال ۱۱۳) زید پر باعتبار زادوراحلہ کے حج فرض ہے لیکن وہ بوجہ بڑھاپے اور نابینا ہونے کے چلنے سے عاجز ہے اور قائد کے خرچ پر قادر نہیں تو وہ دوسرے شخص سے حج کراسکتے ہیں یانہیں۔

(جواب) معذور مذکور کو غیر سے حج کرانا بشرائط جائز ہے اور معذور کا حج فرض ادا ہو جاوے گا۔ درمختار میں ہے والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیا بة عند العجز (۲) فقط الخ۔

جس پر نہ حج فرض ہے اور نہ اس نے حج کیا ہے کیا اسے حج بدل میں بھیجنا درست ہے

(سوال ۱۱۴) شخصے کہ حج نہ کردہ بروے حج فرض نیست اگر از جانب کسے کہ قبل ادائے حج مفروض انتقال کردہ وصیت ادائے حج کرد، حج اداء کند از ذمہ میت مذکور حج ادا خواہد شد یانہ۔

(جواب) دریں صورت حج از میت ساقط خواہد شد و ادا خواہد شد البتہ فقہاء حنفیہ ایں صورت را مکروہ داشتہ اند بہتر آنست از چنیں کسے حج کنانند کہ اوحج خود ادا کردہ باشد۔ (۳) فقط۔

کیا حج بدل کے بعد آمر کے مکان پر واپسی ہونی چاہئے

(سوال ۱۱۵) کیا یہ بھی ضروری ہے کہ حج بدل کرانے والے کے مکان پر بعد واپس آنے حج بدل کے آوے۔

(جواب) واپس آنا اس کے جائے سکونت پر ضروری نہیں ہے۔ (۴) فقط۔ (البتہ اچھا یہی ہے کہ واپس آئے۔ ظفیر)

اپنا حج دوسرے کو دینا درست ہے یانہیں

(سوال ۱۱۶) مکہ شریف میں اکثر اشخاص اپنا حج دوسرے شخص کو بھی دیدیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے۔ اگر وہاں پر کسی شخص سے بیوی مرحومہ کے لئے حج سے لیا جاوے تو جائز ہے یانہیں۔

(جواب) حج کر لینے کے بعد تو یہ درست نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنا حج کسی کو روپیہ لے کر دے دے، لیکن یہ درست ہے کہ وہاں کسی سے حج نفل والدین، زوجہ وغیرہ کی طرف سے کرالیا جاوے یعنی پہلے ہی سے وہ شخص احرام دوسرے کی طرف سے جس کی طرف سے حج کرانا مقصود ہے باندھے یہ درست ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۱ ص ۳۳۴ ۔ط.س. ج۲ص۶۰۶ ۔۱۲ ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۶ و ج ۲ ص ۳۲۷ .ط.س. ج۲ص۵۹۸، ۱۲ ظفیر۔

(۳) فجاز حج الصرورة من لم یحج والمراء ة الخ وغیره هم اولی لعدم الخلاف (در مختار) یکره احجاج الصرورة لا نه تارک فرض الحج یفید انه یصیر بد خول مکة قادر اعلی الحج عن نفسه الخ (درالمختار باب الحج ج ۲ ص ۳۳۱ و ج ۲ ص ۳۳۲ .ط.س. ج۲ ص ۶۰۲) والا فضل للانسان اذا ارادان یحج رجلا عن نفسه ان حج رجلا قد حج عن نفسه ومع هذا لوحج رجلاً لم یحج عن نفسه حجة الا سلام یجوز عند نا وسقط الحج عن الآمر کذا فی المحیط (عالمگیری مصری کتاب الحج باب رابع عشر ج ۱ ص ۲۴۱ .ط.س. ج۲ص۲۵۷) ظفیر۔

(۴) ولو احج رجلاً یودی الحج ویقیم بمکة جاز والا فضل ان یحج ویرجع (ایضاً) ظفیر۔

(۵)

چھٹا باب

زیارت مدینہ منورہ

بعد حج روضہ پاک کی حاضری سنت ہے یا مستحب

(سوال ۱۱۷) حج کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کا کیا حکم ہے۔ واجب ہے یا مستحب ہے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ روضہ شریف کی زیارت کو عالمگیری وشامی میں مستحب لکھا ہے، کیا یہ ٹھیک ہے۔

(جواب) یہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے صحیح ہے۔ زیارت مدینہ طیبہ کی مستحبات سے ہے اور یہی صحیح ہے، اور بعض علماء وجوب کے بھی قائل ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے **وزيارة قبره مندوبة بل قيل واجبة لم له سعة الخ وفي الشامي قوله (مندوبة) اى باجماع المسلمين كما في اللباب۔**(۱) فقط۔

حالات کے ناسازگار ہونے کی وجہ سے اگر مدینہ نہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۱۸) ایک گروہ مسلمین بعد ادائے مناسک حج بعد اطلاع وبعض چشم و بدحالات بے انتظامی وحرکات مذمومہ شریف مکہ۔ بخوف جان بلاحصول زیارت روضہ مطہرہ ﷺ مکہ شریف ہی سے واپس آ گئے تو وہ جماعت خاطی اور قابل توبہ ہے یا نہیں۔

کیا اس پر وعید عاید ہوگی

(سوال ۲/۱۱۹) کیا جماعت مذکورہ زیر حدیث **فقد جفاني** آ سکتی ہے یا نہیں۔

ان کا حج ہوگا یا نہیں

(سوال ۳/۱۲۰) کیا ان کا حج پورا ہوا یا نہیں۔

کیا ان کا انقطاع ضروری ہے

(سوال ۴/۱۲۱) کیا ان کے ساتھ اخوت اسلامی واجب الانقطاع ہے یا نہیں۔

(جواب) جماعت مذکورہ خاطی نہیں ہے، کیونکہ درحقیقت بہت سی دشواریاں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ جانے میں اس وقت میں ہوگئی ہیں جیسا کہ معلوم ومعروف ہیں۔ اور جب کہ وہ خاطی وعاصی نہیں ہیں تو ان پر توبہ اس وجہ سے لازم نہیں ہے۔ (۲) ویسے توبہ واستغفار ہر وقت مناسب شان مومن ہے۔

(۲) جماعت مذکورہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

(۳) حج ان کا پورا ہو گیا، حج میں کوئی نقص نہیں رہا، کیونکہ زیارت روضہ مطہرہ حج کے بعد مستحب ہے جو ایک جداگانہ عمل صالح وموجب اجر وثواب ہے۔ اس عمل صالح اور شرف زیارت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے حج فرض میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

(۴) ہرگز نہیں۔ فقط۔

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار للشامی باب الهدى مطلب في تفصيل قبره المكرم صلى الله عليه وسلم ج ۲ ص ۳۵۲ و ج ۲ ص ۳۵۳. ط.س. ج۲ص۶۲۶. ۱۲ ظفیر مفتاحی.

(۲) وزيارت قبره مندوبة بل قيل واجبة لمن له سعة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الصدى مطلب في تفضيل قبره المكرم ج ۲ ص ۳۵۲. ط.س. ج۲ص۶۲۶) ظفیر.

اگر کوئی جماعت خطرہ کی افواہ سن کر مدینہ نہ گئی تو کیا حکم ہے

(سوال ۴/۱۲۲۱) جمعی عظیم بقصد حج شدند، بعد ادائے مناسک حج جماعتی بہ زیارت مدینہ طیبہ مشرف شدند و جماعتی بغیر زیارت مکان مقدسہ واپس آمدند بوجہ سماع خطر راہ چنیں صاحبان را بے ایمان و مرتد و فاسق گفتن و ترک سلام و کلام و اکل طعام با آنہا درست است یا نہ۔

(جواب) ایں چنیں حاجیان را کہ بعد ز مذکورہ از زیارت روضہ مطہرہ وحضوری مسجد مبارک وحرم محترم مدینہ طیبہ محروم ماندند بے ایمان و مرتد و فاسق گفتن حرام است و گویندگان ایں چنیں کلمات فساق وملعون اند کہ مکفر مومن خود در معرض خطر سلب ایمان است۔ اعاذنا الله تعالیٰ منه قال علیه الصلوة و السلام ایما رجل قال لا خیه کافر فقد باء به احد هما۔(۱) وترک سلام وکلام وطعام با ایشاں ناجائز است فقط. والله تعالیٰ اعلم

مجبوری کی وجہ سے مدینہ نہ جائے تو حج ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۲۳) جو شخص حج بیت اللہ شریف کا کرے اور مجبوراً بوجہ کمی خرچ کے مدینہ منورہ نہ جا سکے تو اس شخص کا حج کامل ہوگا یا نہیں۔

(جواب) حج کامل اور پورا ہونے میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے، البتہ باوجود استطاعت کے اگر مدینہ شریف نہ جاتا تو برا تھا ،اور بڑی محرومی قسمت کی بات تھی ،لیکن جب کہ وہ کمی خرچ کی وجہ سے مجبور رہا تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔(۲) فقط۔

---

(۱) مشکوۃ

(۲) وزیارة قبره (صلی الله علیه وسلم) مندوبة بل قیل واجبة لمن له سعة ویبداء بالحج لو فرضاً ویخیر لو نفلا ما لم یمر به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الهدی ج ۲ ص ۳۵۲. ط.س. ج۲ ص ۶۲۶) ظفیر.

سانواں باب

متفرق مسائل حج

جمعہ کو جو حج ہوتا ہے اسے اکبری کہتے ہیں اس کی اصل کیا ہے

(سوال ۱۲۴) جمعہ کے روز جو حج ہوتا ہے اس کو حج اکبری کہتے ہیں، اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔ اور جمعہ کے حج میں زیادہ فضیلت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی اس قدر اصل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اخیر حج کیا تھا وہ جمعہ کے دن ہوا تھا اور اس کے بارے میں آیہ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر الآیۃ۔ نازل ہوئی، باقی ویسے حج اکبر مقابلہ حج اصغر کے ہے کہ عمرہ حج اصغر ہے اور ہر ایک حج حج اکبر ہے۔ فقط

دونوں طرف کے کرایہ جمع کرنے کا حکم درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۵) چند سال سے یہ رواج ترقی کر گیا ہے کہ ہندی حجاج میں بکثرت ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ جو بلا موجودگی کافی سفر خرچ کے بغرض ادائے حج ہندوستان سے روانہ ہوجاتے ہیں اور واپسی کے وقت بوجہ مفلسی جدہ کی سڑکوں پر پڑ کر طرح طرح کی بیماری اور موت کا شکار ہوتے ہیں اور جن کے بارے میں حکومت حجاز حکومت ہند کو زور دیتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کو جدہ سے ہندوستان لے جاوے جس پر حکومت ہند کو ہر سال ۴۰۔ ۵۰ ہزار روپے کی کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ اس پر ہندو ممبر اعتراض کرتے ہیں، ایسی حالت میں اگر بذریعہ قانون عازمان حج پر یہ شرط عاید کی جائے کہ وہ روانگی سے قبل یا تو واپسی کے لئے کرایہ جہاز جمع کردیں یا دونوں طرف کا ٹکٹ جہاز خرید لیں تو ایسی شرط خلاف شرع تو نہیں ہے۔

(جواب) اس قسم کی قیود لگانا احکام شرعیہ میں شرعاً جائز نہیں ہے۔ آیتہ کریمہ واذن فی الناس بالحج یا توک رجالاً وعلی کل ضامر یا تین من کل فج عمیق لیشھد وامنا فع لھم ویذ کروا اسم اللہ فی ایام معلومات الآیہ کے مفہوم میں غور کرنے سے اس قسم کے قیود حج کرنے والوں پر لگانا ممنوع معلوم ہوتی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں کہ واپسی کا ارادہ بھی نہیں رکھتے اور بہت ایسے ہیں کہ وہاں جا کر کوئی پیشہ حرفت وتجارت ومحنت مزدوری کر کے اپنا گذر اور واپسی کے لئے کرایہ جمع کر کے واپس آتے ہیں۔ لہذا یہ کسی طرح مناسب اور جائز نہیں ہے کہ ان کے ذمہ اس قسم کے قیود لگا کر ان کو روکا جاوے فقط۔

سرمایہ جب ناجائز آمدنی میں مخلوط ہوجائے تو کیا کرے

(سوال ۱۲۶) میرے پاس جو سرمایہ حج کے لئے رکھا ہوا تھا ۔۔۔ میں نے تنخواہ سے جمع کی تھی، وہ رقم ناجائز آمدنی میں مخلوط ہوگئی۔ کیا صورت اس کے پاک کرنے کی کی جائے۔

(جواب) اس قدر روپیہ جو تنخواہ سے جمع کیا گیا تھا علیحدہ کرلیا جاوے علیحدہ کر لینے سے وہ رقم حلال و پاک اور صاف ہوجائے گی۔ فقط۔

حرم مکہ ومدینہ کی عبادت کا ثواب کس قدر ہے

(سوال ۱۲۷۱) حرم مکہ ومدینہ میں جو عبادت کی جاوے خواہ بدنی ہو یا مالی اس کا ثواب کس قدر ہوتا ہے۔
(۲) حدیث شریف میں ہے کہ آدمی حج مبرور کے بعد پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا، کیا اس سے ہر قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

(جواب)(۱) حدیث شریف میں نماز کے بارے میں یہ ثواب وارد ہوا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں ہے عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل فی بیتہ بصلوٰۃ وصلوتہ فی مسجد القبائل بخمس و عشرین صلوٰۃً وصلوتہ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمسائۃ صلوٰۃ وصلوتہ فی المسجد الا قصیٰ بخمسین الف صلوٰۃ وصلوتہ فی مسجدی بخمسین الف صلوٰۃ و صلوتہ فی المسجد الحرام بما ئۃ الف صلوٰۃ[عہ] ۔ لیکن فقہاء محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ باقی عبادات مالیہ وبدنیہ کا بھی یہی حکم ہے اور مضاعفۃ مذکورہ ان میں بھی ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے و کذا بقیۃ القرب۔(۱) اور شامی میں ہے ای کالصوم والا عتکاف والصدقۃ والذکر والقراء ۃ الخ(۲)

(۲) درمختار میں ہے هل الحج یکفر الکبائر قیل نعم الخ وقیل غیر المتعلقۃ بالا دمی الخ قال عیاض اجمع اهل السنۃ والجماعۃ ان الکبائر لا یکفرها الا التوبۃ ولا قائل بسقوط الدین ولو حقاً للہ تعالیٰ کدین صلوٰۃ وزکوٰۃ الخ ۔(۳) حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ کیا حج سے کبائر بھی معاف ہوجاتے ہیں۔ بعض نے کہا ہوجاتے ہیں اور بعض نے کہا کہ حقوق عباد کے سواء جو کبائر ہیں وہ معاف ہوجاتے ہیں ۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ باتفاق اہل سنت کبائر کا کفارہ سوائے توبہ کے نہیں ہے۔ اور حج سے دین ساقط نہیں ہوتا اگرچہ حق اللہ ہو جیسے نماز قضاء اور زکوٰۃ اور حدیث من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ الخ (۴) میں بعض علماء نے صغائر سے پاک ہونا مراد لیا ہے اور بعض نے کبائر سے بھی، لیکن سوائے حقوق عباد کے اور دین کے اگرچہ دین اللہ تعالیٰ کا ہو مثل نماز و زکوٰۃ کے الغرض اس مسئلہ میں اختلاف علماء ہے اور کوئی جانب قطعی نہیں ہے۔ فقط۔

جس حاجی کا جدہ میں انتقال ہوجائے اسے حج کا ثواب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۷۲) میرے والد مرحوم نہایت شوق سے حج کو گئے تھے بمقام جدہ جاں بحق ہوگئے اور نہایت کسمپرسی کی حالت میں وہاں پڑے ہوئے قافلہ والے بغیر نماز اور تجہیز وتکفین کے چھوڑ کر مکہ شریف کو چلے گئے تو ان کو حج کا ثواب ہوگا یا نہیں، اور اجر ملے گا یا نہیں۔

(جواب) اجر ان کا اس غربت کی موت میں زیادہ ہوا اور حج کا ثواب بھی انشاء اللہ تعالیٰ پورا ملے گا۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار قبیل کتاب النکاح مطلب فی تفضیل مکۃ ج ۲ ص ۳۵۴ ط.س. ج۲ص ۶۲۶. ۱۲ . وجاء ت احادیث تدل علی ان تفضیل ثواب الصوم وغیره من القربات بمکۃ (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۵۷ ط.س. ج۲ص۶۲۷)
(۲) ردالمحتار قبیل کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۵۴ ط.س. ج۲ص۶۲۷ . ۱۲ ظفیر.
(۳) عہ مشکوۃ باب المساجد ص ۷۲ . ۱۲ ظفیر صدیقی.
(۴)

سفر حج میں حج سے پہلے موت

(سوال ۱۲۸) (۱) ایک شخص اور اس کی زوجہ حج کو جانا چاہتے ہیں اگر ان ایام میں بقضائے الٰہی راستہ میں کوئی حادثہ پیش آوے اور راستہ ہی میں دونوں کا یا ایک کا انتقال ہو جاوے تو حج کا ثواب ملے گا یا نہیں ۔ (۲) اگر یہ دونوں حج کی نیت رکھتے ہوں اور راستہ میں فوت ہو جاویں تو اس وقت بھی ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳) زوجہ کا والد زندہ ہے اور اس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا بلکہ خاوند سے کہتی ہے کہ مجھ کو حج کرادو، یہی میرا مہر ہے اور اس وقت جانے کے واسطے آمادہ ہے۔ اس عورت کا باپ مانع ہے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ (۴) ابھی سے کہ ایام حج میں عرصہ ہے جانے سے اور راستہ میں مرجانے سے بھی ثواب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر راستہ میں انتقال ہو جاوے یا کوئی حادثہ پیش آجاوے تو ثواب موافق کے پورا ملے گا اور عند اللہ ان کا اجر عظیم ہے اور بڑا درجہ ہے (۱) (۲) اس میں ثواب حاصل ہے۔ (۲) (۳) اگر عورت پر حج فرض نہیں ہے اور شوہر کا کچھ اصرار لے جانے پر نہیں ہے تو عورت کو اپنے والد کی اطاعت کرنی چاہئے یعنی اس وقت حج نفل کو نہ جانا چاہئے۔ شامی میں ہے اما حج فطاعة الوالدين اولى مطلقا الخ۔ (۳) (۴) ثواب حاصل ہوگا (۴) فقط۔

قد تم الجزء السادس من فتاوى دار العلوم ديوبند

مكمل مدلل بعون الله تعالىٰ وتوفيقه على العبد الضعيف محمد ظفير الدين المفتاحي .

---

(۱)
(۲) ومشكوة كتاب المناسك فصل اول ج ۲ ص ۲۲۳ ۱۲ ظفير

(۳) ردالمحتار باب الهدى ج ۲ ص ۳۴۸ ط.س. ج ۲ ص ۶۲۱ .
(۴) مشكوة كتاب المناسك ص ۲۲۳ . ۱۲ ظفير .